1419;U

1419

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम इन्तखाब नासिख अल तवारीख

लेखक नासिख अल तवारीख

प्रकाशन वर्ष

आमत संख्या 1419

جملہ حقوق محفوظ ہیں

हरवंशलाल, ले.
और उनका साहित्य. अलीगढ : भारत

कान्तिदूत प्रकाशन, 1980.

جملہ حقوق محفوظ ہیں

انتخاب تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ

مدخلہ گنجینہ خرد

تاریخ فرشتہ

با محاورہ اردو ترجمہ مع فرہنگ

९६३२०

23.3.

جس کو
منشی رام اگروال تاجر کتب و
مہتمم کتب خانہ التعلیمی پنجاب انار کلی لاہور
نے طیار کرا کر
نہایت محنت و کوشش سے
نولکشور سٹیم پریس لاہور میں طبع کرایا

Tulsi Ram

हरवंशलाल, ले.
और उनका साहित्य. अलीगढ : भारत
कान्तिदूत प्रकाशन, 1980.

تاریخ فرشتہ کا انتخاب

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا حال

یضی کے بھائی شیخ ابو الفضل نے اس عالی شان بادشاہ کے سب چھوٹے بڑے واقعات
یں لکھا ہے۔ اور ان ورقوں کا تالیف کرنے والا محمدؐ قاسم فرشتہ جو اختصار کے
ہے اس کے خلاصہ کو اس کتاب میں تحریر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جب نصیر الدین ہمایوں
بت پر سے گرنے کے سبب بہت ناتواں ہو گیا۔ تو سلطنت کے خیر خواہوں اور درگاہ
کاروں نے شیخ جولی کو جو درگاہ کے معتمد لوگوں میں سے تھا۔ اس حالت کی خبر پہنچانے
اسطے دو منزل رفتار سے پنجاب کی طرف روانہ کیا۔ اس نے کلانور میں شہزادہ کی خدمت
ت حاصل کر کے واقعہ کی صورت کو عرض کیا۔ اس کے بعد جب مرنے کی خبر پہنچی تو
نے پرسے کی رسمیں ادا کر کے آپس کے اتفاق سے ربیع الثانی کے مہینے اور سنہ ۹۶۳ھ
جلال الدین محمد اکبر کو جس کی عمر تیرہ برس نو مہینے کی تھی بمقام کلانور حکومت کے
بٹھایا۔ **قطعہ**۔ اُمید کا پھول کھلا اور مراد کی ہوا چلی بادشاہ نے خدا کے بندوں کی
چاہیئے تھی ویسی ہی دی۔ زمانہ کے فتنوں کے ہاتھ سے دنیا بے خوف ہو گئی اس لئے
ے بادشاہ نے تخت پر قدم رکھا۔ بیرم خان ترکمان باوجودیکہ فوج کی سرداری اور اتالیقی
نتا تھا وکالت کی خدمت پر بھی پہنچ کر ملک اور مال کے کاموں کا مہتمم مقرر ہوا۔ اس نے
ی کی خوشخبری اور فوج اور رعیت کی دلداری کے فرمان ہر سمت اور ہر طرف کو بھیج کر
راہداری کے پروانوں اور نذروں اور تحفوں کو تمام مقبوضہ سلطنت سے موقوف کرو
ے پہلے شاہ ابو المعالی کو جو مخالفت کا دعوے رکھتا تھا پکڑ کر قتل کروانا چاہا جب
(یعنی اکبر بادشاہ) جن کا بزرگ نام اکثر عرش آشیانی اور کبھی خاقان اکبر کے نام سے لیا
ر حمدلی کے سبب سے راضی نہ ہوئے تو اس سید (یعنی شاہ ابو المعالی) کو قید کر کے

ع ماہ از عمرش گزشتہ بود۔ تیرہ برس اور نو مہینے اس کی عمر سے گذر گئے تھے یعنی اسکی عمر تیرہ برس نو مہینے کی تھی

لاہور کے کوتوال پہلوان گلگیر کے پاس بھیجدیا۔ شاہ ابوالمعالی کچھ دنوں کے بعد قید سے نکل بھاگا
پہلوان گلگیر نے سخت شرمندگی کے سبب سے خودکشی کرلی ؛

دہلی کے حاکم تردی بیگ خاں نے دہلی سے تمام شاہی سامان کامران مرزا کے بیٹے ابو
مرزا کے ہمراہ فتح نصیب[۱] (شاہی) لشکر میں بھیجدیا۔ سنبھل کے حاکم علی قلی خاں سیستانی اور
حاکم سکندر خاں اذبک اور دیپالپور کے حاکم بہادر خاں اور منعم خاں اتالیق اور محمد حکیم مرزا نے
بھیجکر فرمانبرداری اور خیرخواہی کو ظاہر کیا۔ اس کے بعد فتحمند[۲] (شاہی) لشکر سکندر شاہ کی بیخ
کرنے کے ارادہ سے شوالک پہاڑ کی دامن میں گیا۔ لڑائی کے بعد سکندر شاہ شوالک پہاڑ
اندر بھاگ گیا۔ نگرکوٹ کے راجہ رام چند نے حضور میں حاضر ہوکر بڑی عنایت حاصل کی۔
تک اُس کو جاگیر میں ملگیا۔ عرش آشیانی (اکبر بادشاہ) بارش کی سختی کے باعث جالندھر میں
کئی دن تک مقیم رہے۔ اُن دنوں میں سلیمان مرزا نے مہلت ندیکر کابل کے فتح کرنے کے
سے بدخشاں سے کوچ کیا۔ اُس کے آ پہنچنے کے بعد کابل کا حاکم منعم خاں جو ایک تجربہ کار
تھا قلعہ نشین ہوکر روک تھام[۳] پر آمادہ ہوگیا۔ خاقان اکبر نے اس بات سے واقف ہوکر محمد
براس اور خان اعظم شمس الدین محمد خاں اتگہ اور خضر خاں کو منعم خاں کی مدد کے لئے بھیج
ان میں سے بعض تو قلعہ کے اندر داخل ہوگئے اور اکثر باہر رہے اور چار مہینے تک
بدخشانیوں کے لشکر کو ہر طرف سے ستاستا کر دق کر ڈالا۔ سلیمان مرزا نے منعم خاں کو
بھیجا کہ اگر تو خطبہ میں میرا نام داخل کرے تو میں واپس ہو جاتا ہوں۔ منعم خاں نے مصلحت
سمجھ کر اُسے منظور کرلیا۔ اور سلیمان مرزا بدخشاں کو چلا گیا۔ اب ہیمو بنیا۔ جو محمد شاہ عدلی
تھا تیس ہزار سوار اور پیادے اور دو ہزار ہاتھی جن میں سے اکثر مست تھے ہمراہ لیکر
کی طرف آیا۔ سکندر خاں اذبک اُس کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر دہلی کی طرف بھاگ گیا
افغان کو وہ بھی عدلی کے معتبر سرداروں میں سے تھا دریائے راہٹ کے کنارے پر
علی قلی خاں سیستانی نے جسے انہی دنوں خان زمان کا خطاب ملا تھا قاسم خاں اور محمد

---

[۱] ظفر قرین۔ فتح کے پاس۔ یعنی وہ لشکر جس سے فتح پاس یا ملی ہوئی ہو یعنی فتح نصیب۔ [۲] فیر
کی نشانی یعنی فتحمند۔ [۳] علم مدافعت برافراشت۔ دفع کرنیکا جھنڈا بلند کیا۔ یعنی حملوں کے روکنے اور ہٹانے

بابا سعید قبچاقی جیسے مددگار سرداروں کو ہمراہ لیکر مع تین ہزار عراقی اور خراسانی سواروں کے ے راہٹ سے اُتر کر شادی خان افغان سے مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ اُس کی فوج کے و سے آدمی لڑائی میں کام آئے۔ اور عبور کرنے کے وقت دریا میں ڈوب گئے۔ چنانچہ تین پاہیوں میں سے دو تین سو سے زیادہ زندہ نہ بچے۔ جب ہیمو بنیا آگرہ پر قبضہ کر کے دہلی ف آیا تو تردی بیگ خاں نے تیز رفتار قاصد اِدھر اُدھر بھیجکر سرداروں کو بلایا۔ عبداللہ خاں یخ سلطان بدخشی اور علی قلی خاں اندرابی اور میرک جان کولابی وغیرہ فوراً دہلی میں آ گئے۔ علی ی سیستانی جس کا خطاب خان زمان تھا اور اُس کے مددگار ابھی دہلی نہیں پہنچے تھے کہ ا بیگ خاں نے جلدی کر کے ہیمو بقال سے جا مقابلہ کیا۔ ہیمو بقال نے تین چار ہزار چیدہ یروں اور فلک شکوہ ہاتھیوں سمیت بیچ کی قطار سے الگ ہو کر پہلے تردی بیگ خاں پر ے سامنے والے سے لڑ رہا تھا حملہ کیا اور اُسے میدان جنگ سے بھگا کر اوروں کی متوجہ ہو گیا اور انہیں بھی شکست دیکر دہلی پر قبضہ کر لیا۔ تردی بیگ خاں اور دوسرے حالانکہ یہ کر سکتے تھے کہ علی قلی خاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان کو اور امیروں اور سرداروں اتھ مِلا کر شکست کا بدلا لیں یا دہلی کے قریب ٹھہر کر بادشاہ سے مدد مانگیں۔ اُن میں سے بھی نہ کیا اور نوشہرہ کو بھاگ کر چلے گئے اور مُلک کو خالی کر کے دشمن کے حوالے کر دیا۔ ا سیستانی نے میرٹھ میں یہ خبر سُنی چونکہ اکیلا اس ملک کی حفاظت کے کام کو پورا نہ تھا اس لیئے مجبور ہو کر وہ بھی نوشہرہ کو چلا گیا۔ عرش آشیانی کو اس واقعہ کی خبر جالندھر میں چونکہ پنجاب کے سوا تمام مُلک افغانوں کے قبضہ میں آ گیا تھا اسلیئے غمگین ہوئے اور کے سبب جو سلطنت کے کاموں کو انجام نہیں دے سکتے تھے اسواسطے بیرم خاں بابا کے خطاب سے معزز کر کے کہا کہ اب ملکی اور مالی تمام کاموں کو تیرے حوالے کرتا ہوں رایت کے حق میں جو کچھ تو بہتر سمجھے میرے حکم کا انتظار کیئے بغیر اُس کو عمل میں لا۔ اور اس بارہ دل بادشاہ کی روح اور اپنے سر کی قسم کھا کر کہا کہ تو لوگوں کی دشمنی سے بالکل اندیشہ نکر صرعہ پڑھا (مصرعہ) اگر دوست مددگار ہو تو خواہ دونوں جہان دشمن ہو جائیں۔ اُس تمام سرداروں کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ چونکہ دشمن کی فوج ایک لاکھ سواروں سے بھی

زیادہ بیان کی جاتی تھی اور فوج شاہی کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ نہ تھی سب کابل چلے
پر مائل ہوئے۔ لیکن بیرم خاں ترکمان نے دشمنوں سے جنگ کرنے کو بہتر سمجھا۔ خاقان اک
باوجود کم سنی کے اسی رائے کو پسند کیا اور فوراً خضر خواجہ خاں کو جو مغل شاہزادوں کی نسل سے
جس کے نکاح میں گلبدن بیگم بابر بادشاہ کی بیٹی تھی لاہور کا حاکم بنایا۔ اور سکندر شاہ کے
اسے مقرر کیا۔ اور خود ہیموں بقال کی سزادہی کا ارادہ کیا۔ نوشہرہ میں بھاگے ہوئے سردار
اور خان خاناں نے تردی بیگ کو کم ہمتی کے جرم میں اُسوقت جبکہ بادشاہ شکار کو گئے ہو
اپنے مکان پر بلاکر پردہ کے اندر ہی اپنے سامنے بغیر کچھ پوچھے قتل کر ڈالا۔ بادشاہ جب
میں شکر واپس آپہنچے تو بیرم خاں نے عرض کیا کہ مجھے یقین[1] تھا کہ حضور رحمدلی کے باعث
ایسے نہایت بڑے گناہ کے جو اُس سے سرزد ہوا ہے اُس کے قتل کرنے میں تامل فرمادیں
ایسی خطا کا ایسے وقت میں جبکہ دشمن کا لشکر قریب آپہنچا ہے اور افغانوں جیسا دشمن
کے ملک پر غلبہ پاچکا ہے معاف کرنا مناسب نہ تھا۔ اسلیئے بظاہر حضور کا حکم حاصل نہ کا
اُس کے قتل میں جرأت کی گئی۔ عرش آشیانی نے تعریف[2] اور شاباش دیکر اُس کے عذر[3] کو مار
لوگوں سے سُنا گیا ہے کہ اگر بیرم خاں تردی بیگ کو قتل نہ کرتا تو چغتائی قوم مطیع نہ ہوتی
شیر شاہ والا معاملہ پھر پیش آتا۔ اس کے بعد مغل سرداروں نے جن میں سے ہر ایک اپنے
کیقباد اور کیکاؤس سمجھتا تھا بیرم خاں سے ملاپ کرکے نافرمانی کی ہوا کو سروں سے نکال
(یعنی مطیع ہوگئے) اور نااتفاقی کو چھوڑ دیا۔ اور جب فتح نصیب[4] لشکر نوشہرہ سے دہلی کو روان
تو سکندر خاں اُزبک اور عبداللہ خاں اور علی قلی خاں اندرابی اور محمد خاں جلائر بدخشی اور
قاشقال اور اور سردار علی قلی خاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان کی سرداری میں جو امیر الا
تھا۔ پیش خیمہ کے طور پر روانہ ہوئے۔ اور بیرم خاں کے خاص نوکروں کا ایک گروہ بھی جسیر
اور محمد صادق خاں پروانچی اور شاہ قلی خاں محرم اور میر محمد قاسم خاں نیشاپوری اور سید

---

[1] بتحقیق میدانستم میں تحقیق جانتا تھا یعنی مجھے یقین تھا [2] زبان تحسین و آفرین کشادہ۔ شاباش اور
ساتھ زبان کھولکر یعنی شاباش دیکر [3] عذرش مسموع داشت اسکے عذر کو سنا ہوا رکھا یعنی اُسکے عذر کو سُن لیا
[4] رایات ظفر آیات۔ جھنڈے فتح کی نشانیوں والے یعنی فتح نصیب فوج ؛

بھیجے جیسے اور اُن کے سوا اور بھی ہراول کے سرداروں کے ساتھ ہو لئے ہیمو بقال جو دہلی میں اپنے کو راجہ بکرماجیت کہکر غرور اور تکبر کا نقارہ بجاتا تھا۔ شادی خاں افغان اور افغانی سرداروں سے اپنے ساتھ ملا کر کیڑ نال اور ٹڈی دل جیسے لشکر کے ساتھ لڑائی کے ارادہ پر پیشقدمی کی اور اچھے اچھے افغانی سرداروں کی ایک جماعت کو بہت بڑا توپخانہ دیکر بادشاہ کے ہراول کی فوج مقابلہ کے واسطے آگے روانہ کردیا۔ اور یہ مغلوں کی فوج سے شکست کھا کر نہایت ابتر حالت میں واپس ہوگئی اور توپخانہ کو بالکل ہی ہار دیا۔ ہیمو بقال جب پانی پت کے قریب پہنچا چغتائی فوج کے قریب پہنچنے کی خبر سنی تو اُن ہاتھیوں کو جنپر پورا بھروسہ تھا بڑے بڑے سرداروں بانٹ دیا تاکہ اُن پر سوار ہو کر لڑائی کے کام انجام دیں۔ علی قلی خاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان اسکے دن صبح کے وقت دوسری محرم سنہ ۹۶۴ھ کو فوج کی صفیں درست کرکے لڑائی کرنے پر آمادہ اور دونو طرف سے بہادر مردوں اور لڑائی کے آرزومندوں نے تازی نسل کے گھوڑوں متوجہ ہو کر کوشش اور دلیری کی داد دی۔ اور مغلوں نے چونکہ تردی بیگ خاں کو قتل ہوتے دیکھ تھا اس لئے ان کا جما ہوا قدم ذرا نہ ڈگمگاتا تھا۔ آخر کار ہیمو بقال نے قلب کی فوج سے علیحدہ ہو ہوائی نام ہاتھی پر سوار ہو اور تین چار ہزار جفاکش سواروں کو ساتھ لیکر سامنے کی فوج کو ایک آنکھ چھپانے میں تتر بتر کردیا۔ اور بغیر دیر کئے بیچ کی صفوں پر آپڑا جو علی قلی خاں سیستانی کے کھڑے ہونے کی جگہ تھی۔ بیرم خاں کے بہادروں نے جو اس صف میں تھے بہادری کی شرط ادا کے لڑائی کے ہتھیاروں کے چلانے میں ذرا کوتاہی نہ کی۔ اسی اثنا میں ایک تیر ہیمو بقال کی آنکھ میں آ لگا اگرچہ وہ کارگر نہ تھا لیکن جوں ہی کہ خون نکلا افغان جی چھوڑ کر بھاگ پڑے اور ہیمو بقال نے باوجود ایسی حالت کے تیر نکال کر آنکھ پر رومال باندھ لیا اور تھوڑے سے آدمیوں ہمراہ لئے ہوئے ہر طرف کو پریشان ہو ہو کر حملہ کرتا تھا۔ اس وقت شاہ قلی خاں محرم بقال کے ہاتھی تک جا پہنچا اور چونکہ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ ہیمو بقال اس پر سوار ہے اس لئے فیلبان کے مارنیکا ارادہ کیا۔ فیلبان نے اپنے بچاؤ کے لئے ہیمو بقال کے حال کو ظاہر کردیا شاہ قلی خاں نصیبہ کی مدد سے خوش ہو کر ہاتھی اور فیلبان کو مع ہیمو بقال کے میدان جنگ سے باہر نکال لایا اور بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا اور مغلوں نے افغانوں کا پیچھا کرکے اتنے

آدمیوں کو قتل کیا کہ خیال[1] میں بھی ان کا شمار نہیں آسکتا ؞

شاہ قلی خاں جب ہیمو کو بادشاہ کے سامنے جو دو تین کوس کے فاصلہ پر تھے لے گیا تو بادشاہ نے بیرم خاں کے کہنے سے تلوار اس کے سر سے چھوا دی اور بیرم خاں نے اپنے ہاتھ سے اُس کی گردن کاٹ کر سر تو کابل میں اور بدن دہلی میں بھیجدیا۔ ایک سے بھی زیادہ ہاتھی فتحمند لشکر کے ہاتھ آئے۔ بادشاہ نے دہلی میں تشریف لاکر ملا پیر محمد کو جو بیرم خاں ترکمان کا وکیل تھا میوات کی طرف بھیجا یہاں تک کہ اس نے ہیمو بقال کے اور خزانوں پر جو وہاں تھے قبضہ کرکے اس جگہہ کے بہت سے افغانوں کو ہلاک کیا۔ ان واقعات کے بیچ میں قزلباشیں کے لشکر نے شاہ اسمٰعیل صفوی کے پوتے یعنی کے بیٹے سلطان حسین مرزا کی ماتحتی میں شاہ طہماسپ صفوی کے حکم سے قندھار آکر اُس کا محاصرہ کرلیا اور بہت سی کوشش کے بعد محمد شاہ قندھاری کے قبضہ جو بیرم خاں کے نوکروں میں تھا اپنا قبضہ کرلیا۔ اور خضر خواجہ خاں بھی سکندر شاہ سے شکست کھاکر لاہور کو بھاگ آیا۔ عرش آشیانی نے اس وجہ سے کہ (مصرعہ) جہاں[2] کے میں دیر نہ کرنی چاہیئے۔ سکندر شاہ کے ہٹانے کے لئے پنجاب کا ارادہ کیا۔ سکندر کلانور میں آگیا تھا اپنے میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر مانکوٹ کے قلعے میں جسے نے گکھڑوں کے دور کرنے کی غرض سے پہاڑوں کے بیچ میں ایک پہاڑ پر بہت تھا قلعہ بند ہو بیٹھا۔ بادشاہ نے وہاں پہنچکر تین مہینے قیام کیا۔ ان دنوں میں عرش کی ماں اور اور بیگمیں اور اُن سرداروں اور سپاہیوں کے بال بچے جو اسوقت تک کا اُن سرداروں کے ہمراہ جو منعم خاں کی مدد کو گئے ہوئے تھے آپہنچے اور محمد حکیم مرزا موافق اپنی ماں اور حقیقی بہن کے ساتھ کابل میں ٹھہر کر اُس ملک کی حکومت سنبھالی اور اُسکا اتالیق مقرر ہوا۔ چونکہ مانکوٹ کے قلعہ کے محاصرہ کو چھ مہینے کا عرصہ ہوگیا تھا ا

---

[1] محاسب وہم از تعداد آں عاجز بود۔ وہم کا حساب ان اس کی گنتی سے عاجز تھا یعنی ان کا میں بھی نہیں آتا تھا کہ کس قدر ہونگے ؞

[2] جہانگیری توقف برنتابد۔ جہانگیری توقف کی تاب نہیں رکھتی یعنی ملک گیری میں دیر کرنی منا

سعید شاه نے تنگ ہوکر ایک معتبر سردار کے حاضر ہونے کی درخواست کی کہ اس سے مدعا کو عرض
کے بعد حکم پر عمل کرے (یعنی اطاعت اختیار کرے) خان اعظم شمس الدین محمد خاں اتگہ قلعہ میں
سے سکندر شاه نے اُس سے کہا کہ میں زیادہ خطاؤں کے سبب سے بادشاہ کی خدمت میں
نہیں ہوسکتا۔ لیکن اپنے بیٹے شیخ عبدالرحمٰن کو حضور میں بھیجکر بنگالہ کو چلا جاؤنگا اور فرمانبرداری
رکرونگا۔ خان اعظم شمس الدین خان اتگہ نے واپس آکر حضور میں اس کو عرض کیا اور وہ امر منظور
۔ شیخ عبدالرحمٰن نے ماہ رمضان سنہ ۹۶۴ھ میں حاضر درگاہ ہوکر چند ہاتھی نذر دئے اور سکندر شاہ
پاکر بنگالہ کو چلا گیا۔ عرش آشیانی قلعہ کو حضوری ملازموں کے حوالے کرکے لاہور کی طرف چلے
راستہ میں بیرم خاں ترکمان کا مزاج[1] برگشتہ ہوگیا اور کئی دن سوار نہ ہوا۔ ایک دن بادشاہ نے
اور ہاتھیوں کو لڑایا اور وہ لڑتے لڑتے بیرم خاں کے خیمے کے پاس پہنچ گئے اور تماشا
والوں نے شور مچایا۔ بیرم خاں کو یہ گمان ہوا کہ یہ بات بادشاہ کے حکم سے ہوئی ہے اسلئے
توجہ سے دریافت کیا کہ اس (یعنی مجھ) فرمانبردار[2] کے خیمہ کے قریب مست ہاتھیوں کے چھوڑنے
سبب ہے اگر کوئی نامناسب بات پیش آئی ہو اور اُس سے حضور کا مزاج اقدس مکدر ہو تو
بتا کر مجھپر احسان رکھیں۔ ماہم آنگہ نے جو بات سچی تھی جواب میں کہلا بھیجی کہ ہاتھیوں کا وہاں
اتفاقیہ امر تھا کسی کے حکم سے نہ تھا۔ اس پر بھی بیرم خاں کی تسلی نہ ہوئی یہاں تک کہ لاہور
یا اور خان اعظم محمد شمس الدین خاں اتگہ نے جس سے بیرم خاں بدگمان تھا اُس کے (یعنی بیرم خاں کے)
مکان پر جاکر قسم کھائی کہ تنہائی یا جلسہ میں کوئی بات ایسی نہیں کہی تھی جس سے بادشاہ کا
ج برہم ہوتا۔ عرش آشیانی نے ماہ صفر کی ۱۵ تاریخ سنہ ۹۶۵ھ کو دہلی کا ارادہ کیا شکار کھیلتے
ئے ۲۵ جمادی الثانی کو دہلی پہنچے[3]۔ راستے میں ہمایوں بادشاہ کے بھانجے مرزا نورالدین محمد
ی سلیمہ سلطان بیگم کا نکاح اکبر بادشاہ کے حکم سے بیرم خاں کے ساتھ ہوا۔ اسی سال میں امرا
خاں سیستانی مخاطب بہ خان زماں سے جو پنج ہزاری سرداروں میں سے تھا اور مشرقی صوبہ
مت کرتا تھا ایک بیہودہ خطا ہوگئی جس سے بادشاہ کا مزاج برہم ہوگیا۔ اسی عرصہ میں

---

[1] نحراف مزاج دلت داده - مزاج کی برگشتگی لاحق ہوئی یعنی مزاج برگشتہ ہوگیا۔ [2] دولت خواه - دولت کا چاہنے والا
دشاہ کی دولت اور اقبال کا بہتری چاہنے والا [3] بمقصد رسید - ارادہ کی جگہ پہنچے یعنی دہلی پہنچ گیا۔

آدمیوں کو قتل کیا کہ خیال[۱] میں بھی ان کا شمار نہیں آسکتا۔

شاہ قلی خاں جب ہیمو کو بادشاہ کے سامنے جو دو تین کوس کے فاصلہ پر پیچھے پیچھے آتے تھے لے گیا تو بادشاہ نے بیرم خاں کے کہنے سے تلوار اس کے سر سے چھوادی اور پھر بیرم خاں نے اپنے ہاتھ سے اُس کی گردن کاٹ کر سر تو کابل میں اور بدن دہلی میں بھیجدیا۔ ایک ہزار پانسو سے بھی زیادہ ہاتھی فتحمند لشکر کے ہاتھ آئے۔ بادشاہ نے دہلی میں تشریف لاکر ملا پیر محمد شروانی کو جو بیرم خاں ترکمان کا وکیل تھا میوات کی طرف بھیجا یہاں تک کہ اس نے ہیمو بقال کے بال بچوں اور خزانوں پر جو وہاں تھے قبضہ کر کے اس جگہ کے بہت سے افغانوں کو ہلاک کیا۔ ان ہی واقعات کے بیچ میں قزلباش کے لشکر نے شاہ اسمٰعیل صفوی کے پوتے یعنی بہرام مرزا کے بیٹے سلطان حسین مرزا کی ماتحتی میں شاہ طہماسپ صفوی کے حکم سے قندھار کے قریب آکر اُس کا محاصرہ کرلیا اور بہت سی کوشش کے بعد محمد شاہ قندھاری کے قبضہ سے نکالکر جو بیرم خاں کے نوکروں میں تھا اپنا قبضہ کرلیا۔ اور خضر خواجہ خاں بھی سکندر شاہ سے لڑکر اور شکست کھاکر لاہور کو بھاگ آیا۔ عرش آشیانی نے اس وجہ سے کہ (مصرعہ) جہان[۲] کے فتح کرنے میں دیر نہ کرنی چاہیئے۔ سکندر شاہ کے ہٹانے کے لئے پنجاب کا ارادہ کیا۔ سکندر شاہ جو کلانور میں آگیا تھا اپنے میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر مان کوٹ کے قلعے میں جسے سلیم شاہ نے گکھڑوں کے دور کرنے کی غرض سے پہاڑوں کے بیچ میں ایک پہاڑ پر بہت بلند بنایا تھا قلعہ بند ہو بیٹھا۔ بادشاہ نے وہاں پہنچکر تین مہینے قیام کیا۔ ان دنوں میں عرش آشیانی کی ماں اور اور بیگمیں اور اُن سرداروں اور سپاہیوں کے بال بچے جو اسوقت تک کابل میں [illegible] اُن سرداروں کے ہمراہ جو منعم خاں کی مدد کو گئے ہوئے تھے آپہنچے اور محمد حکیم مرزا [illegible] نے حکم کے موافق اپنی ماں اور حقیقی بہن کے ساتھ کابل میں ٹھہر کر اُس ملک کی حکومت سنبھالی اور منعم خاں اُسکا اتالیق مقرر ہوا۔ چونکہ مانکوٹ کے قلعہ کے محاصرہ کو چھ مہینے کا عرصہ ہوگیا تھا۔ اس لئے

---

[۱] محاسب وہم از تعداد آں عاجز بود۔ وہم کا حساب دان اس کی گنتی سے عاجز تھا یعنی ان کا شمار خیال میں بھی نہیں آتا تھا کہ کس قدر ہونگے۔

[۲] جہانگیری توقف برنتابد۔ جہانگیری توقف کی تاب نہیں رکھتی یعنی ملک گیری میں دیر کرنی مناسب نہیں

سکندر شاہ نے تنگ ہو کر ایک معتبر سردار کے حاضر ہونے کی درخواست کی کہ اس سے مدعا کو عرض کرنے کے بعد حکم پر عمل کرے (یعنی اطاعت اختیار کرے) خان اعظم شمس الدین محمد خاں اتگہ قلعہ میں گیا اور سکندر شاہ نے اُس سے کہا کہ میں زیادہ خطاؤں کے سبب سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اپنے بیٹے شیخ عبد الرحمٰن کو حضور میں بھیجکر بنگالہ کو چلا جاؤنگا اور فرمانبرداری اختیار کرونگا۔ خان اعظم شمس الدین خاں اتگہ نے واپس آکر حضور میں اس کو عرض کیا اور وہ امر منظور ہو گیا۔ شیخ عبد الرحمٰن نے ماہ رمضان سنہ ۹۶۴ھ میں حاضر درگاہ ہو کر چند ہاتھی نذر دئے اور سکندر شاہ رستہ پاکر بنگالہ کو چلا گیا۔ عرش آشیانی قلعہ کو حضوری ملازموں کے حوالے کر کے لاہور کی طرف چلے گئے۔ راستہ میں بیرم خاں ترکمان کا مزاج[1] برگشتہ ہو گیا اور کئی دن سوار نہ ہؤا۔ ایک دن بادشاہ نے دو مشہور ہاتھیوں کو لڑایا اور وہ لڑتے لڑتے بیرم خاں کے خیمے کے پاس پہنچ گئے اور تماشا دیکھنے والوں نے شور مچایا۔ بیرم خاں کو یہ گمان ہؤا کہ یہ بات بادشاہ کے حکم سے ہوئی ہے اسلئے ماہم اتگہ سے دریافت کیا کہ اس (یعنی مجھ) فرمانبردار[2] کے خیمہ کے قریب مست ہاتھیوں کے چھوڑنے کا کیا سبب ہے اگر کوئی نامناسب بات پیش آئی ہو اور اُس سے حضور کا مزاج اقدس مکدر ہو تو اُس کو بتا کر مجھپر احسان رکھیں۔ ماہم اتگہ نے جو بات سچی تھی جواب میں کہلا بھیجی کہ ہاتھیوں کا وہاں پر آجانا اتفاقیہ امر تھا کسی کے حکم سے نہ تھا۔ اس پر بھی بیرم خاں کی تسلی نہ ہوئی یہاں تک کہ لاہور میں آیا اور خان اعظم محمد شمس الدین خاں اتگہ نے جس سے بیرم خاں بدگمان تھا اُس کے (یعنی بیرم خاں کے) مکان پر جاکر قسم کھائی کہ تنہائی یا جلسہ میں کوئی بات ایسی نہیں کہی گئی تھی جس سے بادشاہ کا مزاج برہم ہوتا۔ عرش آشیانی نے ماہ صفر کی ۱۵ تاریخ سنہ ۹۶۵ھ کو دہلی کا ارادہ کیا شکار کھیلتے ہوئے ۲۲ جمادی الثانی کو دہلی پہنچے[3]۔ راستے میں ہمایوں بادشاہ کے بھانجے مرزا نور الدین محمد کی بیٹی سلیمہ سلطان بیگم کا نکاح اکبر بادشاہ کے حکم سے بیرم خاں کے ساتھ ہؤا۔ اسی سال میں امراء علی قلی خاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان سے جو پنج ہزاری سرداروں میں سے تھا اور مشرقی صوبہ کی حکومت کرتا تھا ایک بیہودہ خطا ہو گئی جس سے بادشاہ کا مزاج برہم ہو گیا۔ اسی عرصہ میں

---

[1] انحراف مزاج دلت دادہ۔ مزاج کی برگشتگی لاحق ہوئی یعنی مزاج برگشتہ ہو گیا [2] دولت خواہ۔ دولت کا چاہنے والا یعنی بادشاہ کی دولت اور اقبال کا بہتری چاہنے والا [3] بمقصد رسید۔ ارادہ کی جگہ پہنچے یعنی دہلی پہنچ گیا۔

خواجۂ کلاں بیگ کا بیٹا مصاحب بیگ اپنے باپ دادوں کے گذرے ہوئے حقوق پر نظر کرکے بیرم خاں ترکمان کے ساتھ جس کے ہمراہ تیس ہزار سوار رہتے تھے مرضی کے موافق پیش نہ آتا تھا اور باوجود سمجھانے کے ذرا بھی نہ سمجھتا تھا آخر کار دہلی میں آکر بیرم خاں کے حکم سے مارا گیا اور چغتائی امیروں میں بڑا شور مچا اور بادشاہ ملول ہو کر ماہ محرم سنہ ۹۶۶ھ میں دریا کے راستے سے آگرہ کو چلے گئے۔ ابھی مصاحب بیگ کے قتل ہونے کا معاملہ دلوں پر سے مٹا بھی نہ تھا کہ بیرم خاں ترکمان نے ملا پیر محمد کے قابو یافتہ ہونے سے دق ہو کر اُس کی بربادی کی فکر کی۔ اِس سبب سے کہ وہ بادشاہ کی اُستادی اور نزدیکی کا رتبہ رکھتا تھا۔ اکثر دفعہ دربار کے امیر اور سردار اُس کے مکان پر جا کر ملاقات کرنے کی اجازت نہ پاتے تھے ایسی حالت میں ملا پیر محمد بیمار ہو گیا اور بیرم خاں اُس کی بیمار پرسی کے لئے گیا اُس کے پہرہ دار غلام نے آگے بڑھ کر کہا کہ اتنی دیر ٹھہر جانا چاہئے کہ آپ کے آنے کی خبر گھر میں کروں۔ اور اندر جانے کی اجازت ملے۔ بیرم خان ترکمان بہت بگڑا اور ملا پیر محمد نے خبر پانے کے بعد باہر آکر عذر خواہی کی اور اندر لے گیا۔ اس بات پر بھی بیرم خاں کے آدمیوں میں سے ایک کے سوا اور کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ ملی اور یہ واقعہ گذری ہوئی رنجش کے شامل حال ہو گیا۔ بیرم خاں نے بادشاہ کی اجازت بغیر پیر محمد کو جو اُس کا چالیس برس کا نوکر تھا بیانہ کے قلعہ میں قید کیا اور چند روز کے بعد گجرات کی طرف نکال دیا اور جہاز میں بٹھا کر مکہ معظمہ کو بھیجدیا اور حاجی محمد خاں سیستانی کو ملا پیر محمد کی جگہ پر اپنا وکیل مقرر کیا۔ شیخ جمال دہلوی شاعر کے بیٹے شیخ گدائی کو جس نے شیر شاہ کے درمیانی وقت میں جبکہ بیرم خاں گجرات میں تھا قابل پسند کارگذاریاں ظاہر کی تھیں حکومت اور وزارت کے عہدہ پر پہنچا دیا۔ چونکہ ملا پیر محمد کا معاملہ پہلے سے بھی زیادہ تر بادشاہ کی ناراضی کا سبب ہو گیا تھا اس لئے بیرم خاں نے اس کے رفع کرنے کے لئے قلعہ گوالیار کے فتح کرنیکا قصہ چھیڑا اور کچھ عرصہ تک بادشاہ کو اُس میں مشغول رکھا۔ اس سبب سے کہ گوالیار کے قلعہ کو سلیم شاہ نے اپنا قیام گاہ بنایا تھا سلیم شاہ کے غلاموں میں سے ایک غلام سہیل خاں نام محمد شاہ عدلی کے حکم سے اُس کی حفاظت کرتا تھا اُس نے بیرم خاں کے ارادے سے واقف ہو کر رام شاہ کو جو راجہ مانسنگھ کی نسل میں سے تھا کہلا بھیجا کہ تیرے باپ دادا اس قلعہ کے حاکم ہو گذرے ہیں اور میں

ایسے بڑے بادشاہ کے پاس رہکر اسکو قبضہ میں رکھنے سے عاجز ہوں اس لئے جسکو تو مناسب سمجھے مجھے اس قلعہ کے بدلے میں دیکر اسپر اپنا قبضہ کرلے۔ رام شاہ نے اس امر خداداد[1] مہر سمجھ کر قلعہ کا رخ کیا۔ اس طرف کے جاگیردار اقبال خاں نے بیرم خاں کے حکم سے اُسے راستے ہی میں روک کر سخت کوشش کی۔ لڑائی کے بعد رانا کے مُلک کی طرف بھگا دیا۔ اور گوالیار کے قلعہ کا ارادہ کیا۔ سہیل خاں غلام نے بیرم خاں ترکمان کے پاس آدمی بھیجکر فرمانبرداری اختیار کی۔ بیرم خاں نے حضور عالی میں عرض کرکے حاجی محمد خاں کو اپنی طرف سے وہاں بھیجدیا کہ قلعہ پر قبضہ کرکے سہیل خاں کو خوب تسلی دیکر درگاہ عالی میں لے آئے اور علی قلی خاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان نے بھی جو بادشاہ کی رنجش دور کرنے کے درپے تھا اُسی سال میں جونپور اور بنارس کی ریاست کو دریائے گنگا کے کنارے تک جس قدر نصیر الدین ہمایوں بادشاہ کی شکست کے بعد سے افغانوں کے قبضہ میں تھے تلوار کے زور سے یک لخت چھوڑا کر مقبوضہ سلطنت میں ملا دیا اسلئے بادشاہ کی اُس پر نہایت مہربانی ہوئی اور دونوں سرداروں پر خلعت اور ٹیکہ اور جڑاؤ تلوار اور اور مہربانیوں کے ساتھ نوازش فرمائی۔ آخرکار اس سال رجب کے مہینے میں شیخ بہلول کا بھائی شیخ محمد غوث جو اُس خاندان (یعنی خاندان شاہی) کے ذمہ خدمتگذاری کا حق رکھتا تھا اور جو افغانوں کے غلبہ کے وقت گجرات کو چلا گیا تھا اب مع بیٹوں اور مریدوں کے حضور میں آیا۔ چونکہ بیرم خاں کی طرف سے کچھ توجہ نہ پائی پھر گوالیار کو جو اُس کے رہنے کی قدیمی جگہ تھی چلا گیا۔ خاقان اکبر بیرم خاں سے اس معاملہ پر دوبارہ بہت ناراض ہوا اور بیرم خاں نے بادشاہ کے بہلانے کے واسطے علی قلی خاں سیستانی کے چھوٹے بھائی بہادر خاں کو جو پانچ ہزاری سرداروں میں سے تھا دیپالپور سے بلا کر بہت بڑی فوج کے ساتھ مالوہ کے فتح کرنے کے لئے جو باز بہادر کے قبضہ میں تھا مقرر کیا۔ اتفاق سے اسی عرصہ میں بادشاہ نے شکار کے شوق میں بیرم خاں کو معاملات کے انتظام کے لئے آگرہ میں چھوڑ دیا اور شکار کھیلتے ہوئے جب دہلی[2] کے پرگنہ سکندر آباد میں پہنچے تو ماہم اتگہ اور ادہم خاں نے جو بیرم خاں کے دشمنوں کے بھی[3] دشمن تھے عرض کیا کہ

---

[1] لطائف غیبی یعنی غیب کے لطف یعنی خداداد مہربانیاں [2] اعدائے عدو۔ دشمن [3] دشمناں۔ دشمنوں میں سب سے بڑے دشمن

تاریخ فرشتہ کا انتخاب

حضور کی والدہ دہلی میں تشریف رکھتی ہیں اگر حضور بیمار پُرسی کے لئے سفر کی تکلیف گوارا فرمائیں تو مریم مکانی کی خوشی کا باعث ہوگا۔ اِس لئے بادشاہ نے دہلی کا رُخ کیا۔ شہاب الدین احمد خاں نیشاپوری جو پنجہزاری امیروں میں سے تھا اور ماہم اتگہ کا داماد بھی ہوتا تھا اور دہلی کی حکومت بھی رکھتا تھا لینے کے لئے آیا اور بہت سے نذرانے دئیے ایک دن اس نے ادہم خاں کے ساتھ ہو کر عرض کیا کہ بیرم خاں ترکمان حضور کے اس طرف تشریف لانے کو ہم غلاموں کی درخواست خیال کر کے مصاحب بیگ کی طرح ہمیں بھی قتل کر ڈالے گا اگر حضور ہم کو مکہ معظمہ اور مقدس مقامات کے جانے کی اجازت دیں تو ہم حضور کے دُعاگو رہیں گے۔

بادشاہ اگرچہ اس بات سے بہت متاثر ہُوا لیکن بیرم خاں کی قابل خدمات کے حقوق کو مدنظر رکھ کر اسے بیکار اور برباد کرنا نہ چاہتا تھا اس لئے اپنے تئیں ضبط کر کے بیرم خاں کو لکھا کہ میں خود اپنے ارادے سے مریم مکانی کی بیمار پُرسی کو آیا ہوں۔ شہاب الدین احمد خاں اور ادہم خاں میرے یہاں آنے سے کچھ تعلق نہیں رکھتے اس لئے اگر تم ان کی دلجوئی کے لئے کوئی خط اپنی مُہر اور ہاتھ سے لکھ کر ان کے نام بھیج دو تو اُس جماعت کی تسلی ہو جائے گی۔ شہاب الدین احمد خاں نے بولنے کے لئے جب اتنی راہ پائی تو شاہی مجلس میں پکار پکار کر ایسی باتیں کہنی شروع کیں جو بیرم خاں کے قصوروں کی اور اُس کی مخالفت کی بابت تھیں۔ اور اس طرح یکایک بادشاہ کے مزاج کو مخالف بنا دیا (بیت) اگرچہ غیروں پر (مراد از بیرم خاں) (بادشاہ کی) نہایت ہی مہربانی کی نظر ہے۔ مگر ہم ان سے (بیرم خاں) سے کہے دیتے ہیں کہ بات میں بھی تاثیر ہے (یعنی بادشاہ کو تمہاری طرف سے کہ سن کر ناراض کر دیں گے) بیرم خاں ترکمان نے بادشاہ کی تحریر سے گھبرا کر ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ ہرگز ایسے گروہ کی نسبت جو درگاہ کے فرمانبردار ہیں کبھی کوئی بُرائی اِس خیر خواہ کے دل میں پیدا نہیں ہوگی۔ اور حاجی محمد خاں سیستانی اور ترسوں بیگ کے ہاتھ دہلی میں بھیجی لیکن کام بگڑ چکا تھا۔ کسی نے ان کی بات نہ سنی دونوں گرفتار اور قید ہو گئے یہ خبر مشہور ہو گئی اور سرداروں اور عہدہ داروں کے گروہ کے گروہ بیرم خاں

لہ برسم نکو بندگی این درگاہ قیام نمائند۔ اچھے طریقوں سے اس درگاہ کی فرمانبرداری پر قائم رہیں یعنی درگاہ کے فرمانبردار۔

سے جُدا ہو کر دہلی کی طرف چلدئے شاہ ابوالمعالی نے جو لاہور کے قیدخانہ سے بھاگ کر کمال خاں گکھڑ کے پاس چلا گیا تھا کمال خاں کو کشمیر کے فتح کرنے کی ترغیب دی اور کمال خاں نے اُس کے بہکانے سے جب کشمیر پر پہنچکر ایک بہت بڑی لڑائی کے بعد شکست پائی تو اُسے اپنے ساتھ سے علیحدہ کر دیا اور شاہ ابوالمعالی نے دیپالپور میں جاکر بہادر خاں سے بیوفائی کرنیکا ارادہ کیا بہادر خاں سیستانی نے اسے گرفتار کرکے سندھ کی طرف نکالدیا شاہ ابوالمعالی وہاں سے گجرات میں پہنچا اور وہاں خون کرکے جونپور میں علی قلی سیستانی مخاطب بہ خان زمان کے پاس چلا گیا علی قلی خاں نے اُسے بیرم خان ترکمان کے حکم سے گرفتار کرکے اُسوقت میں جبکہ بادشاہ دہلی میں تھے آگرہ میں بھیجدیا اور بیرم خاں نے اُسے بیانہ کے قلعہ میں قید کر دیا۔ اور چونکہ بادشاہ کی رنجش حد سے زیادہ دیکھی اس لئے پہلے اس نے یہ سوچا کہ مالوہ میں جاکر اس ملک کو فتح کرے اور خود مختاری کا جھنڈا کھڑے اور اس ارادہ سے وہ آگرہ سے بیانہ کو گیا اور جب بہادر خاں اور اور سرداروں کو جو مالوہ کی طرف گئے ہوئے تھے اپنے پاس بُلایا تو اکثر وہ سردار جن پر اس کو پورا بھروسا تھا اس سے علیحدہ ہو کر دہلی چلے گئے بیرم خاں نے اپنے نصیبہ کے پاؤں میں بدبختی کا کانٹا[1] ٹوٹا ہؤا پایا آپ کو قسمت کی طرف سے لاچار پایا۔ مالوہ کے جانے سے مایوس ہو کر شاہ ابوالمعالی کو قید سے رہا کرکے چاہا کہ خود جونپور چلا جاوے اور علی قلی خاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان کو جو اُسی کا بڑھایا[2] ہؤا تھا ہمراہ لیکر بنگالہ کے افغانوں کو زیر کرے اور اس علاقہ کو اپنے قبضہ میں لائے۔ لیکن اس طرف کو چند ہی منزلیں طے کی تھیں کہ وہاں سے بھی پشیمان ہو کر ادر حج کا ارادہ کرکے ناگور کا راستہ لیا اور سرداروں کے گروہ مثلاً بہادر خاں اور اقبال خاں وغیرہ کو جو اس وقت تک اُس سے الگ نہ ہوئے تھے بادشاہ ہی درگاہ کی طرف رخصت کر دیا۔ جب ناگور کے قریب پہنچا تو بعض شریر آدمیوں کے بہکانے سے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ فسخ کرکے فوج اور لشکر کے جمع کرنے کی فکر میں ہؤا تاکہ پنجاب میں پہنچ کر وہاں رہے بادشاہ نے یہ حال معلوم کرکے میر عبد اللطیف قزوینی کو جو مُلّا پیر محمد کے بعد بادشاہ کا اُستاد بنا تھا بیرم خاں کے پاس بھیجکر کہا کہ اس وقت تک بادشاہ

---

[1] خار ادبار بر پاے بخت شکستہ یعنی زوال کا کانٹا نصیبہ کے پاؤں میں ٹوٹا ہؤا پایا۔ کانٹا پاؤں میں ٹوٹکر تکلیف دیتا ہے اور چلنے سے روکتا ہے۔ اسیطرح یہاں جو صورتیں ترقی کے مانع پیش آتی تھیں گویا وہ نصیبہ کے زوال کی وجہ سے تھیں۔

[2] دست گرفتہ ہاتھ پکڑا اٹھایا یعنی عروج دیا ہؤا

کی طبیعت عالی سیر و شکار میں مصروف تھی اس لئے حضور کی مرضی مبارک ہوئی تھی کہ وہ خان بابا (یعنی تم) بادشاہی کاموں کا ذمہ دار ہے چونکہ اب یہ ارادہ ہے کہ بذات خاص رعیت کے حال پر توجہ کریں اسلئے لازم ہے کہ وہ دولت خواہ (یعنی تم) دنیا کے کاموں[۵] سے علیحدگی اختیار کرکے حج کا ارادہ کریں اور پھر کبھی لالچ اور حرص کی خواہش نکرے۔ بیرم خاں نے اس خیال سے کہ (بیت) سر کو عاجزی میں اور گردن کو فرمانبرداری سے جھکانا چاہئے کیونکہ منصف بادشاہ جو کچھ کرتا ہے وہ انصاف ہوتا ہے فرمانبرداری کا اظہار کرکے جھنڈا اور نقارہ اور ہاتھی اور تمام بادشاہی سامان حسین قلی بیگ ذوی القدر کے ہمراہ حضور میں روانہ کردیا اور آپ پھر ناگور کی طرف روانہ ہؤا تاکہ گجرات کے راستے سے مکہ کو چلا جائے۔ بجز ولی بیگ ذوی القدر اور اسمٰعیلخاں جو بیرم خاں کے داماد تھے اور شاہ قلی خاں محرم اور حسین خاں تکلو اور شیخ گدائی اور خواجۂ مظفر علی ترمذی جو اُس کا بڑا دیوان تھا اور وہ لوگ جن پر اُسے اعتبار تھا اُس کے ساتھ ہوئے۔ باقی اور لوگ جو اُسی کے تربیت یافتہ تھے اور اور بہت برسوں تک اُس کے ساتھ رہکر اپنے آپ کو اُس کا سچا دوست شمار کرتے تھے وقت بے وقت غول کے غول اُس سے الگ ہوکر بادشاہ کی خدمت میں چلے گئے۔ اور لشکر میں جو کوئی اونٹ گھوڑا ہاتھ لگا اُسے بھی لیتے گئے ان ہی سب میں سے شاہ ابو المعالی بھی تھا۔ آخر کار وہ سواری کے وقت بادشاہ کے آداب بجالانے کو حاضر ہؤا اور گھوڑے ہی پر سوار ہوئے اس طرح سر جھکایا کہ بادشاہ کو وہ طرز ناگوار ہوئی اور وہ قید کیا گیا۔ بیرم خاں ترکمان بادشاہی اسباب بھیجنے کے بعد ناگور سے پہلے ہوکر بیکانیر گیا اور کچھ عرصہ وہاں رہکر مکہ معظمہ جانے سے پشیماں ہؤا اور ناگور واپس آگیا۔ بادشاہ یہ سُنکر دہلی میں پرگنہ جھجر گیا۔ اب مُلّا پیر محمد بیرم خاں ترکمان کی پریشان حالت کو سُنکر درگاہ میں آیا اور پیر محمد خاں کا خطاب اور طوق اور جھنڈا اور نقارہ[۶] حاصل کرکے بڑے بھاری لشکر کے ساتھ بیرم خاں کی سرکوبی کیلئے مقرر ہؤا۔ اور حضور نے دہلی میں واپس آکر ایک فرمان منعم خاں کے بلانے کے واسطے کابل کو روانہ کیا بیرم خاں نے ملّا پیر محمد کے مقرر ہونے سے نہایت رنجیدہ اور غمگین ہوکر مخالفت اختیار کی اور پنجاب کا رُخ کیا۔ مُلّا پیر محمد نے پیچھا نہ چھوڑا۔ بیرم خاں جب بٹھنڈا کے قلعہ میں پہنچا تو اُس نے

---

[۵] دامن از اشغال دنیوی برچیدہ۔ دامن کو دنیا کے کاموں سے سمیٹ کر یعنی دنیا کے دھندوں سے علیحدہ ہوکر۔

[۶] رایات جلال۔ بزرگ جھنڈوں سے۔ مراد شاہی حشمت سے ہے۔

زائد سامان اور بوجھ کو اس قلعہ میں جو اُسی کے ایک نوکر شبیر محمد خاں نامی کے قبضہ میں تھا چھوڑ اور آگے بڑھا۔ شبیر محمدؐ خاں نے اس کے تمام مال اور اسباب کو اپنا ہی مال سمجھ کر بیرم خاں کے آدمیوں کو نہایت ذلیل کر کے نکالدیا۔ بیرم خاں دیپال پور کی طرف روانہ ہوُا کیونکہ اس جگہ کی حکومت اس کے ایک قدیمی ملازم درویش محمد اذبک نامی کے پاس تھی۔ جب اس شہر کے قریب پہنچا تو اپنے دیوان خواجہ مظفرؒ علی کو اُس نے بلانے کے واسطے بھیجا۔ درویش محمد اذبک امید کے برخلاف پیش آیا اور خود حاضر نہ ہوُا۔ اور خواجہ مظفر علی دیوان کو بھی قید کر کے بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ بیرم خاں جسے اُس کی وفاداری اور مدد پر پورا بھروسا تھا حیران اور پریشان ہو کر جالندھر کی طرف چلا گیا۔ عرش آشیانی نے ملا پیر محمد مخاطب بہ پیر محمد خاں کو حضور میں بُلا کر خان اعظم شمس الدین محمد خاں اتگہ کو مع بیٹوں اور بھائیوں اور امیروں کی ایک گروہ کے پنجاب کو قبضہ میں رکھنے اور بیرم خاں ترکمان کے فساد مٹانے کے واسطے مقرر کیا۔ خان اعظم شمس الدین محمد خاں اتگہ نے قلعہ ماچھیواڑہ کے قریب پہنچکر بیرم خاں سے جنگ کی۔ دونوں طرف کے بہادر دریائے نیل کی موجوں کی طرح باہم اُلجھ پڑے اور جب تک اُن کی جگہ میں ذراسی بھی طاقت باقی رہی تب تک دلیری اور بہادری کی داد دیتے رہے (نظم) فولادی تلواروں اور خدنگ کے تیروں سے راستہ کو چیونٹی[1] کے لئے بھی تنگ کردیا۔ فوج ڈنگ والی بھڑوں جیسی تھی۔ زنبور[2] کے شور و غل سے بھی زیادہ شور تھا۔ ولی بیگ ذوالقدر اور اسمٰعیل قلی خاں اور اُس کے بیٹے حسین خاں اور شاہ قلی خاں محرم نے دلیری اور بہادری کا نقشہ دکھا کر خان اعظم شمس الدین محمدؐ خاں اتگہ کی اکثر صفوں کو تتر بتر کر دیا لیکن آخر کار نمک حرامی اپنا رنگ لائی۔ جب خان اعظم شمس الدین محمد خاں نے بیرم خاں کے قلب لشکر پر حملہ کیا ولی بیگ ذوی القدر اور اور معتبر آدمی مارے گئے اور بیرم خاں ترکمان کوہستان شوالک کی طرف بھاگ گیا۔ اسی فتح کے بعد عرش آشیانی نے خواجہ عبدالحمید ہردی کو آصف خاں کے خطاب سے ممتاز فرما کر دہلی کی حکومت اُس کے متعلق کردی اور آپ لاہور کو روانہ ہو گئے جب لدھیانہ میں پہنچے تو منعم خاں کابل سے آکر خان خانان کے خطاب اور وکالت کے

---

[1] تیر خدنگ یعنے تیر اس قدر گنجان ہو کر چل رہے تھے کہ ایک چیونٹی بھی وہاں سے زندہ بچکر نہیں نکل سکتی تھی

[2] زنبور بھڑ کو بھی کہتے ہیں اور ایک قسم کی توپ بھی ہوتی ہے ۔

منصب سے سرفراز ہؤا۔ جب شاہی لشکر کوہستان سوالک کے قریب پہنچا تو لشکر حرم اوّل کی ایک جماعت بے دھڑک سوالک کے پہاڑوں میں داخل ہو گئی وہاں کے زمینداروں نے بیرم خاں کی مدد کے لئے ایک تنگ جگہ میں کھڑے ہو کر مقابلہ کیا۔ جب وہ مغلوب ہو گئے تو بیرم خاں نے تنگ ہو کر اپنے معتمد جمال خاں نامی غلام کو حضور میں بھیجا اور اپنی پہلی خدمتوں کو اپنی خطاؤں کا شفیع کر کے پناہ مانگی۔ عرش آشیانی نے ملّا عبد اللہ سلطان پوری مخاطب بہ مخدوم الملک کو دلجوئی کے واسطے اس کے پاس بھیجا بیرم خاں ملّا عبد اللہ سلطان پوری کے ساتھ ماہ ربیع الثانی سنہ ۹۶۸ھ میں بادشاہ کے سامنے آیا۔ شاہی حکم کے موافق درباری امیر اور ارکین سلطنت استقبال کے لئے گئے اور نہایت عزت اور حرمت کے ساتھ دربار شاہی میں لائے۔ بیرم خاں گردن میں پگڑی ڈال کر اور آقائے نعمت کے قدموں پر سر رکھ کر ہائے ہائے کر کے رویا۔ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اُسکا سر اُٹھایا اور اُسے اس کی قدیمی جگہ پر بٹھایا۔ اور اس کی شرمندگی دور کرنے کے لئے خاص خلعت سے عزت بخشی اور کہا کہ اگر سپاہگری کی خواہش رکھتا ہے تو کالپی اور چندیری کا علاقہ تجھے دیتا ہوں اور اگر مجلس عالی میں مصاحب ہونا چاہتا ہے تو اپنے پاس رکھ کر مصاحبوں کا سا برتاؤ کرونگا اور اگر متبرک مقامات کے جانے کا ارادہ ہو تو بہت عمدہ طرح سے مکہ معظمہ کو بھیجدونگا بیرم خاں نے کہا کہ ابھی تک محبت اور اعتقاد کے قاعدوں میں کوئی بُرائی پیدا نہیں ہوئی ہے اور یہ سب کوشش اس لئے تھی کہ حضور میں حاضر ہو کر مزاج اقدس سے کدورت کے غبار کو دور کروں اللہ کا شکر ہے کہ میں جیسا چاہتا تھا ویسا ہی ہو گیا اب اس خیر خواہ (بیرم) کا ارادہ یہ ہے کہ متبرک مقامات میں جا کر حضور کی دولت اور حشمت کی زیادتی کیلئے دعا مانگنے میں مشغول رہے بادشاہ نے پچاس ہزار روپیہ دیکر حج کی اجازت دی اور خود اُس سے علیحدہ ہو کر فیروزہ حصار ١٦٠ کے راستے سے شکار کھیلتے ہوئے آگرہ پہنچے۔ بیرم خاں گجرات کی طرف روانہ ہؤا تاکہ اس علاقہ کی کسی ایک بندرگاہ سے کشتی میں بیٹھ کر مکہ معظمہ کو روانہ ہو۔ جب پٹن گجرات میں جس کی حکومت گجرات کے بادشاہ کی طرف سے موسےٰ خاں لودھی کو ملی تھی پہنچا تو اس کے قریب اُترا۔ اور چودھویں جمادی الاوّل سنہ مذکور کی رات کو گانے بجانے والوں کے ایک گروہ کے ساتھ

سہنسیک کولاب کی سیر کو نکلا اور کشتی میں سوار ہو کر پانی کی سطح پر سیر کی۔ ہندی زبان میں سہنس ہزار کو کہتے ہیں اور یک بتخانہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ اس کولاب میں ایک ہزار بُت رکھے ہیں اس لئے اسی نام سے مشہور ہو گیا :

بیرم خاں سیر اور تماشے سے حظ اُٹھانے کے بعد صبح کے وقت کشتی سے اُتر کر اپنی فرودگاہ کی طرف متوجہ ہؤا۔ اس اثنا میں ایک لوحانی افغان مبارک خاں نامی جس کا باپ ہیمو بقال کی لڑائی میں بیرم خاں کے نوکروں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا بدلہ لینے کا ارادہ کر کے ملنے کے بہانہ سے حاضر ہؤا اور ہاتھ ملاتے وقت بیرم خاں کو کئی تلواریں مار کر شہید کر دیا (قطعہ) بیرم نے جب کعبہ کے طواف[1] کے لئے احرام[2] باندھا تو رستے ہی میں شہید ہونے سے اس کا کام تمام ہو گیا۔ اس واقعہ میں اس کی تاریخ کے واسطے غیب کے ندا دینے والے نے کہا کہ "محمد بیرام شہید شد" (یعنی محمد بیرام شہید ہو گیا۔ اس کے بعد افغانوں نے ہجوم کر کے خان شہید (یعنی بیرم خاں) کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ پس محمد امین دیوانہ اور بابا زنبور اور بیرم خاں کے اَور ملازموں نے اُس کے بیٹے مرزا عبدالرحیم کو جو چودھویں صفر سنہ ۹۶۴ھ میں پیدا ہؤا تھا اور اُس وقت چار برس کا تھا مع اُس کی ماں کے جو حسن خاں میواتی کے چچیرے بھائی جمال خاں کی بیٹی تھی احمد آباد گجرات کو لیگئے اور احمد آباد گجرات کے حاکم اعتماد خاں نے مرزا عبدالرحیم کو اکبر بادشاہ کی خدمت میں بھیجدیا۔ چنانچہ اس کا حال اس کے بعد موقع موقع سے بیان کیا جائیگا۔ الغرض بیرم خاں اس خاندان (یعنی خاندان مغلیہ) کا ایک بڑا سردار تھا اور اُس کے باپ دادا امیر تیمور صاحب قران کی اولاد کی خدمت میں مرتبہ اور منصب والے ہوئے ہیں۔ اُس کا نسب اس طرح ہے کہ محمد بیرم خاں ترکمان سیف علی بیگ کا بیٹا ہے اور وہ یار علی بیگ کا بیٹا تھا اور یار علی بیگ شیر علی بیگ کا بیٹا تھا اور شیر علی علی شکر ترکمان بہارلو کی اولاد میں سے ہے جس وقت زوزن حسن سلطان عراق پر قابض ہؤا اور سلطان ابوسعید مرزا نے شہادت پائی تو شیر علی بیگ

---

[1] طواف یعنی گرد پھرنا۔ کعبہ ایک متبرک مقام عرب میں مسلمانوں کا ہے جہاں ہر سال ۹ ماہ ذیحجہ کو حج ہوتا ہے۔ پس خانہ کعبہ کے گرد پھرنے کو طواف کہتے ہیں :

[2] احرام اُسے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان جو حج کو جاتے میں ایک خاص مقام سے لنگ باندھ لیتے ہیں :

اس علاقہ سے خنفار اور شادمان کو سلطان ابوسعید مرزا کے بیٹے مرزا سلطان محمود کے پاس چلا گیا اور جب مرزا کی کچھ توجہ نہ دیکھی تو کابل کے علاقہ میں آکر چھ مہینہ کے بعد آٹھ سو کار آزمودہ جوان لے کر شیراز کے فتح کرنے اور وہاں کی بادشاہی لینے کے ارادہ سے فارس کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ترکمانوں اور سیستانیوں وغیرہ کی ایک اور جماعت اُس سے آملی اور وہ پوری تعداد کے ساتھ شیراز پر پہنچا۔ زوزن حسن کے کچھ سردار مقابلے کے لئے اُٹھے۔ شیر علی نے شکست کھائی اور تمام مال واسباب کھوکر پریشان حالی سے خراسان کی طرف چلا۔ لیکن راستے میں جہاں کہیں پہنچتا تھا لوٹ مار کرکے لشکر کا ساز اور سامان جمع کرتا جاتا تھا۔ ہرات کے حاکم مرزا سلطان حسین کے سردار اس بات سے واقف ہوکر اُس کے راستے میں آموجود ہوئے۔ شیر علی بیگ لڑائی میں مارا گیا اور اُس کے بیٹے اور نوکر پریشان ہوگئے۔ اس کا بڑا بیٹا یار علی بیگ قندز کو چلا گیا اور خسرو بادشاہ کا ملازم ہوگیا۔ اور جیسا کہ بیان ہوچکا ہے جب بابر بادشاہ خسرو شاہ کی جماعت پر غالب آیا تو یار علی بیگ اور اُس کا بیٹا سیف علی بیگ بابر بادشاہ کے نوکر ہوگئے۔ یار علی بیگ کے مرنے کے بعد اُس کے بیٹے سیف علی بیگ نے باپ کی جگہ قائم ہوکر غزنی کی جاگیر پائی۔ اور جب وہ بھی غزنی میں مرگیا تو اُس کا بیٹا محمد بیرم خاں جو کم عمر بچہ ہی تھا اپنے عزیزوں کے پاس بلخ کو چلا گیا۔ اور وہاں ان کی برکتوں کی بدولت جیسا چاہیئے تھا ویسا ہی علم اور کمال حاصل کیا۔ جب جوانی کی عمر کو پہنچا تو کابل میں آکر شاہزادہ نصیر الدین محمد ہمایوں کے نوکروں میں داخل ہوگیا اور اس سبب سے کہ وہ اچھا برتاؤ اور پسندیدہ عادت اور طبیعت موزوں اور گانے کے علم سے واقفیت رکھتا تھا شاہزادہ نصیر الدین کی مہربانیوں کا منظور ہوکر مصاحبوں میں داخل ہوگیا۔ اور سولہ برس کی عمر میں ایک معرکے کے اندر دلیری اور بہادری کے کام کرکے بہت بڑی شہرت حاصل کی۔ اور بابر بادشاہ نے اس خبر کو سُن کر محمد بیرم خاں کو اپنے پاس بُلا لیا اور اُس کو اپنی ہمکلامی کی عزت بخشی۔ چونکہ اس میں قابلیت کی علامتیں پائی گئیں حکم دیا کہ ہمیشہ شاہزادہ کے ہمراہ پُرتکلف[۱] مجلس میں آتا رہے۔ اِس کے بعد وہاں تک پہنچا کہ جس جگہ تک پہنچا۔

---

[۱] مجلس بہشت آئین۔ وہ محفل جو بہشت کی طرح باقاعدہ اور آراستہ ہو۔

بیرم خان ترکمان نہایت درجہ کا رعیت پرور پرہیزگار تھا ہمیشہ فاضلوں اور عقلمندوں سے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور ہر وقت گانے بجانے والے اس کے حاضرین جلسہ کے دلوں سے غم غلط[1] کرتے رہتے تھے۔ اور بادشاہی قاعدوں اور مرتبوں کو بھی بہت عمدگی سے جانتا تھا اور آرائش اور زیبائش میں دنیاداروں کے لئے لازمی ہر چیز سے بہت کوشش کرتا تھا نظم اور نثر میں بے مثل تھا اس کا فارسی اور ترکی دیوان مروج ہے۔ آئمہ[2] معصومین علیہم السلام کی تعریف میں بہت سے دردناک قصیدے کہے ہیں۔ مختصر یہ کہ خاقان اکبر نے اس سال کے آخر میں ادہم خاں اتگہ کو بہت بڑی سامان کے ساتھ مالوہ کے فتح کرنے کے واسطے مقرر کیا اور باز بہادر نے جو سارنگ پور میں اپنے وقت کو آرام عیش و عشرت میں گذار رہا تھا خبر پا کر کہ مغلوں کا لشکر دس کوس پر آپہنچا ہے گانے والی عورتوں کی صحبت میں سے اُٹھ کر اس شہر کے میدان میں لڑائی کا ارادہ کیا لیکن جونہی چغتا اکبر نے اس سال کے آخر میں ادہم خاں اتگہ کو بہت بڑے سامان کے ساتھ مالوہ کے فتح کرنے کے واسطے مقرر کیا اور باز بہادر نے جو سارنگ پور میں اپنے وقت کو عیش و عشرت میں گذار رہا تھا خبر پا کر کہ مغلوں کا لشکر دس کوس پر آپہنچا ہے گانے والی عورتوں کی صحبت میں سے اُٹھ کر اس شہر کے میدان میں لڑائی کا ارادہ کیا لیکن جونہی چغتائی بہادر گوشہ نشین کمان اور فتنہ پرواز تیر کو لیکر اُس کے مقابل آئے وہ پہلے ہی حملہ میں اِن کے صدموں کی تاب نہ لا کر روتا اور آہیں بھرتا ہؤا برہانپور کی طرف بھاگ گیا۔ ادہم خاں مالوہ کے ملک کو سرداروں پر تقسیم کر کے باز بہادر کے تمام شاہی سامان اور اس کی گانے والی لونڈیوں پر قابض ہو گئے اور ہاتھیوں کے سوا ان میں سے اور کوئی چیز بادشاہ کے واسطے نہ بھیجی۔ اس لئے بادشاہ اس طرف کو روانہ ہوئے جب کاکرون کے قلعہ کے نزدیک پہنچے تو اس قلعہ کے حاکم نے جو باز بہادر کا نوکر تھا قلعہ کو سونپ دیا۔ عرش آشیانی وہاں سے شروع رات میں دو منزلہ کر کے صبح کے وقت سارنگپور کی نواح میں جا پہنچے۔ حضور عالی کا یہ ہی دھاوا تھا۔ ادہم خاں نے جو اتفاق سے اسی دن کاکرون

---

[1] زنگ غم از آئینہ خاطر حضار مجلس میزدودند۔ غم کا میل محفل کے حاضر ہونے والوں کے دلوں کے شیشوں سے صاف کرتے تھے یعنی حاضرین جلسہ کے دلوں سے غم مٹاتے تھے۔

[2] آئمہ معصومین علیہم السلام۔ بیگناہ سرداران دین سلامتی والے۔

کے فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا سارنگ پور سے تین ہی کوس نکلکر زمین بوسی کی عزت حاصل کی عرش آشیانی سارنگ پور میں آکر ادہم خاں کے مکان پر ٹھیرے ادہم خاں نے حضور کے آنے سے مدعا کو سمجھ کر تمام لوٹ کے سامان حضور کے سامنے پیش کر کے معافی مانگی۔ بادشاہ بھی اس کی خطاؤں پر معافی کا قلم کھینچ کر آگرہ کو واپس ہوئے۔ نرور کے قریب ایک بڑا بھاری شیر راستے ہی میں آگیا۔ بادشاہ نے بذات خود اس کا مقابلہ کر کے تلوار کی ضرب سے مار ڈالا۔ سرداروں اور منصبداروں نے جو کچھ اس وقت موجود تھا صدقہ کے طور پر بادشاہ کی سلامتی کے لئے شکر گذاری کی رسمیں ادا کیں۔ اِن ہی دنوں میں محمدؐ شاہ عدلی کا بیٹا شیر خاں چالیس ہزار افغانی سوار لیکر جونپور کے لینے کے ارادے سے دریائے گنگا سے اُتر آیا۔ علی قلی خاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان نے بارہ ہزار سواروں سے مقابلہ کر کے ایک بھاری لڑائی کے بعد اس کو مغلوب کیا۔ علی قلیخاں سیستانی کے بھائی بہادر خاں نے جو اسفندیار کی ہفتخوان کی داستان کو کچھ بھی نہ سمجھتا تھا اس لڑائی میں کئی ایسے افغانی جوانوں کو جو ہر ایک اپنے آپ کو ہزار آدمیوں کے برابر سمجھتا تھا نیزے اور تلوار کی ضرب سے ہلاک کر کے دلیری اور صف شکنی میں دونو بھائی دُور دُور تک مشہور ہوگئے اور اُنہوں نے نہایت مغرور ہو کر ان نامی ہاتھیوں میں سے جو اس لڑائی میں ہاتھ آئے تھے ایک بھی حضور میں نہ بھیجا۔ یہ حرکت بادشاہ کو پسند نہ آئی۔ شکار کا بہانہ کر کے کالپی کے راستے سے اس طرف کو روانہ ہوئے۔ جب کڑہ مانک پور ایک کوس رہگیا تو دونوں بھائیوں نے ملازمت کی سعادت حاصل کر کے اچھے اچھے تحفے پیش کش کئے۔ اور جس قدر نامی اور عمدہ ہاتھی اس لڑائی میں ہاتھ آئے تھے سب شاہی سرکار میں داخل کر دئے اور شاہی عنایتوں سے بہت کچھ عزت حاصل کر کے تسلّی پائی اور بادشاہ نے آگرہ کی طرف روانہ ہو کر تیسری منزل میں علی قلی خاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان اور اس کے بھائی بہادر خاں کو جاگیر پر جانے کی اجازت دی۔ آگرہ پہنچنے کے بعد خان اعظم شمس الدین محمدؐ خاں اتگہ پنجاب کے حاکم نے اور ادہم خاں مالوہ کے حاکم نے حکم کے موافق حضور میں حاضر ہو کر عمدہ نذریں پیش کیں۔ عرش آشیانی نے مالوہ کی حکومت ملا پیر محمد مخاطب بہ پیر محمدؐ خاں کو عنایت کر کے وکالت کا عہدہ خان اعظم شمس الدین محمدؐ خاں اتگہ کو دیا اور سنہ ۹۶۹ھ میں خواجہ معین الدین

چشتی قدس سرہٗ[1] کی زیارت کی غرض سے اجمیر کو گئے جب سنبھر قصبہ میں پہنچے تو راجہ پورن مل نے جو اُس علاقہ کا معزز زمیندار تھا اپنی بیٹی بادشاہ کو دیکر نوکر ہو گیا۔ اور اُس کا بیٹا بھگوان داس بھی ملازم ہو کر عالی رتبہ امیروں کے سلسلہ میں داخل ہو گیا۔ جب شاہی ڈیرے اجمیر میں پہنچ گئے تو بادشاہ نے زیارت کی رسمیں ادا کر کے مرزا شرف الدین حسین حاکم اجمیر کو میرٹھ کے قلعہ کے فتح کرنے پر جو راجہ مالدیو کے علاقہ میں سے تھا مقرر کیا اور آپ تین رات اور تین دن میں ایک سو بیس کوس کا رستہ طے کر کے پانچ چھ آدمیوں کے ہمراہ آگرہ میں آ گئے۔ جب مرزا شرف الدین حسین م کے پاس آیا تو راجہ مالدیو کے سردار جگمل اور دیوان داس قلعہ میں پناہ پا کر حملوں کے روکنے کے لئے تیار ہو بیٹھے۔ مرزا نے محاصرہ کا انتظام کر کے نقب کھدوانی شروع کی چنانچہ ایک دن ان نقبوں میں سے ایک میں جو برج کے نیچے پہنچ گئی تھی توپ کی بارود بھر کر آگ دیدی اور وہ برج برباد ہو گیا۔ اور قلعہ میں رخنہ آ گیا اور مغل بہادر اس رخنہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور راجپوت ہٹانے کے لئے مقابلہ پر آئے اس رات کو نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ جب کوئی کام نہ نکلا تو ہٹ آئے۔ اور راجپوتوں نے ڈھیل اور فرصت پا کر اس رات میں تمام رخنہ کو بند کر دیا۔ اور آخرکار محاصرہ کی مُدّت کی درازی سے تنگ آ کر صلح کرنی چاہی؛

مرزا شرف الدین حسین نے اس شرط پر کہ گھوڑے اور کپڑے کے سوا اور کوئی چیز باہر نہ لے جائیں پناہ دیکر راستے پر سے ہٹ گیا۔ جگمل مالی اور اسباب کا کچھ خیال نہ کر کے شرط کے موافق اپنے آدمیوں سمیت نکل گیا لیکن دیوان داس کو غیرت اور شرم[2] آئی۔ اپنے تمام سامان کو جلا ڈالا۔ اور پانسو راجپوت سواروں کو لے کر باہر نکلا مرزا نے اس حال کی اطلاع پا کر اسے راستے میں آ روکا۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی راجپوتوں میں سے دو سو پچاس آدمی مارے گئے اور [illegible] دیوانداس اس میں زخمی ہو کر جب سوار ہونے کی طاقت نہ رہی تو اسی کے آدمی [illegible] میدان جنگ سے لے گئے اور کئی برس کے بعد ایک شخص نے جو جوگیوں کے [illegible] کیا کہ میں دیوان داس ہوں بعض آدمیوں نے مان لیا اور بعض نے جھوٹا بتلایا یہاں [illegible] وہ بھی ایک معرکہ میں مارا گیا۔ مرزا شرف الدین حسین نے قلعہ پر قبضہ کر کے فتح نامہ درگاہ [illegible]

---

[1] قدس سرہ پاک کیا جائے بھید اُس کا۔ [2] غیرت و تہور دامنگیر شد۔ غیرت اور شجاعت نے دامن پکڑ لیا۔ یعنی غیرت اور جرأت پیدا ہو گئی۔

ملا پیر محمد مخاطب بہ پیر محمد خاں نے جو بات کا پورا سردار تھا شادی آباد مندو کو اپنا آرامگاہ بنا کر مالوہ کی سرزمین کو باز بہادر کے طرفداروں سے روک ٹوک سے بالکل صاف کردیا اور بیجا نگر کے قلعہ کو جو مالوہ کا نہایت ہی مضبوط قلعہ ہے زور اور سختی سے لیکر وہاں کے تمام سپاہیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور اس سبب سے کہ باز بہادر برہانپور کے حاکم کی حمایت سے خاندیس کی سرحدیں بیٹھ کر وقت بیوقت مالوہ کے علاقہ کو نقصان پہنچاتا رہتا تھا۔ ملّا پیر محمد مخاطب بہ پیر محمّد خاں نے خاندیس کے علاقہ پر فوج کشی کرکے شہر برہانپور میں قتل عام کیا۔ اُس دن بہت سے سیدوں اور عالموں اور مشائخوں نے شہادت کا شربت نوش کیا۔ ملا پیر محمد مخاطب بہ پیر محمّد خاں ابھی سہارنپور ہی میں تھا کہ باز بہادر اور میراں مبارک شاہ فاروقی برار کے حاکم تفاول خاں کی مدد کے لئے بلاکر اُس کے مقابلہ کے لئے آئے۔ ملا پیر محمّد کے سپاہی اُس کے مزاج کی سختی اور بُرائی سے عاجز ہوکر بغیر اجازت مندو کو چلے گئے۔ اور دریائے نربدا سے پار اُتر گئے۔ اور مددگار سردار بھی ناراضی ظاہر کر کے الگ ہو گئے۔ مُلّا پیر محمّد مجبور ہو کر اُلٹا پھرا۔ تفاول خاں بہادر اور دلاور آدمی تھا اُس نے پیچھا کیا۔ ملا پیر محمّد گھبرا کر سفر کرنے لگا۔ فتنۂ[۵] انگیز دریائے نربدا سے گزرتے وقت باربرداری کے اونٹوں کی قطار نے مُلّا پیر محمّد کے گھوڑے پر پہلو مار کر اس کا پاؤں زمین سے اُٹھا دیا۔ اگرچہ پاس والوں نے بہت کوشش کی کہ اِس تک پہنچکر مدد کریں کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ موت نے اُس کی زندگی کے گریبان میں مضبوطی سے ہاتھ ڈال دیا تھا۔ اور ملا پیر محمّد مخاطب بہ پیر محمّد خاں فنا کے دریا میں ڈوب گیا۔ اُس وقت جب دشمن تعاقب میں آپہنچے تو مغلوں کے سردار شادی آباد مندو کو بھاگ گئے اور وہاں بھی اُن کے پیچھا کرنے سے ٹھہرنا ممکن نہ ہو کر آگرہ کو چلے گئے۔ باز بہادر دوبارہ سنہ ۹۶۹ھ میں مالوہ پر قابض ہو گیا۔ تفاول خاں اور میراں مبارک شاہ فاروقی اپنے اپنے مقام کو روانہ ہو گئے۔ عرش آشیانی نے عبداللہ خاں ذبک کالپی کے حاکم کو باز بہادر کے فساد کے دُور کرنے کے واسطے مقرر کیا۔ باز بہادر اس سے لڑنے کی طاقت نہ پاکر کمبل میر کے پہاڑوں میں بھاگ گیا۔ عبداللہ خاں ازبک نے کامیاب ہو کر شادی آباد مندو میں قیام کیا۔ اِنہی دنوں میں معصوم بیگ صفوی کے بیٹے سید بیگ نے

---

[۵] پُرعربدہ۔ شرارت سے بھرا ہوا۔

1418

جو شاہ طہماسپ کا قریب کا رشتہ دار تھا اور با اختیار وکیل تھا سفارت پر آکر بہت سے عمدہ اور نفیس تحفے دئے اور تقریباً دو لاکھ روپے جس کے پانچ ہزار تومان عراقی ہوتے ہیں انعام میں پائے اسی وقت میں جبکہ خان اعظم شمس الدین محمد خاں اتگہ نے وکالت کے کام میں نہایت درجہ کا استقلال حاصل کیا تھا ادہم خاں اتگہ نے حسد سے چاہا کہ بیرم خاں کی طرح اسے بھی بادشاہ کی نظروں سے گرادے اور جب چغلیوں اور بدگویوں سے بھی کام نہ بنا تو بعضے امیروں کے اُبھار سے خان اعظم شمس الدین محمد خاں اتگہ کو سنہ ۹۷۰ھ میں دیوان خانہ کے اندر جبکہ قرآن شریف کے پڑھنے میں مصروف تھا اس بہانہ سے کہ وہ اس کی تعظیم کے لئے نہیں اُٹھا قتل کر ڈالا۔ اور بادشاہ کی عنایت پر بھروسہ رکھنے کے سبب نہ بھاگا اور اس بلند مکان کے اوپر جا کھڑا ہوا۔ جو شاہی حرم سرا کے متصل تھا۔ اس شور و غل سے عرش آشیانی جو حرم سرا میں سوتے تھے جاگ اُٹھے اور اس کا سبب پوچھا اور اس حال سے واقف ہو کر اُسی طرح سونے کے کپڑے پہنے ہوئے چھت پر تشریف لے گئے۔ جب خان اعظم شمس الدین اتگہ کی نعش[۵] پر آنکھ پڑی تو غصہ نے غلبہ کیا اپنی خاص تلوار لے کر اس مکان کی چھت پر جہاں ادہم خاں اتگہ کھڑا تھا چڑھ گئے اور ادہم خاں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تو نے خان اعظم کو کیوں مار ڈالا ادہم خاں نے دوڑ کر دونو ہاتھ بادشاہ کے پکڑ لئے اور رونے لگا۔ بادشاہ اس گستاخی سے زیادہ برہم ہوئے اپنے ہاتھ چھڑا کر اُس کے منہ پر ایسا گھونسا مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا پھر بادشاہ کے حکم کے مطابق اس مکان کی چھت پر سے جو تقریباً بارہ گز اونچا تھا نیچے پھینک دیا۔ اور چونکہ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی دوبارہ وپر لیجا کر اس طرح گرایا کہ اس کا کام تمام ہو گیا (یعنی مرگیا) ماہم اتگہ نے اپنے بیٹے کی نعش کو دہلی بھیجدیا اور وہ وہاں دفن کیا گیا۔ اور خود بھی رنج اور غم سے چالیس دن بعد مر گیا۔ اتگہ جو نقطہ والی تے سے ہے دودھ پلانے والی عورت کے خاوند اور کنبہ والوں کو کہتے ہیں اور انکہ جو نُون سے ہے دودھ پلانے والی عورت کو کہتے ہیں اور کوکہ دودھ شریک بھائی کو کہتے ہیں۔ منعم خاں جس نے ادہم خاں کو بہکایا تھا کابل کی طرف جہاں کا حاکم اس کے چچا کا بیٹا تھا بھاگ گیا۔ پرگنہ سورت کے جاگیر دار کے میر منشی نے اسے گرفتار کر کے حضور میں بھیجدیا۔ بادشاہ نے

---

[۵] مقتول قتل کیا ہوا۔ یہاں نعش سے مُراد ہے

معاف کرکے اس کی عزت اسی طرح بڑھائی اور اتگہ خوانی کا خطاب اور منصب اس کے بڑے بیٹے مز عزیز کوکہ کو عنایت کرکے اس کا مرتبہ بڑھایا کہتے ہیں کہ گکھڑوں کی قوم جو ہمیشہ تیموری خاندا کی فرمانبرداری کرتی تھی اِس لئے شیرشاہ نے کئی دفعہ اپنے زمانہ میں ان کے علاقہ پر فوجکشی کرکے بہت نقصان پہنچایا۔ اور جب اُنہوں نے فرمانبرداری اختیار نہ کی تو آپ اُس گر پر چڑھائی کرکے اس قوم کے سردار سارنگ خاں کو دھوکے اور فریب سے پکڑ کر مار ڈالا او اُس کے بیٹے کمال خاں کو اپنے ساتھ لیجاکر گوالیار کے قلعہ میں قید کیا۔ اس کے بعد سارنگ خاں کا بھائی سلطان آدم گکھڑ اپنی قوم کا سردار ہوکر اسی طرح افغانوں کا دشمن بنا رہا۔ جب سلیم بادشاہ ہوا تو اُس نے بھی اُس علاقہ پر چڑھائی کی۔ اور گکھڑوں نے طرح طرح کے دھوکوں سے افغانی لشکر کو ایسا تنگ کیا کہ آدمی بمشکل چھاؤنی سے باہر جاتے تھے اور جب کو آدمی لشکر گاہ سے باہر آجاتا تھا تو گکھڑ اُسے پکڑ کر کابل قندھار اور بدخشاں کو بیچ دیتے اور بیچ ڈالتے تھے۔ اور جب کبھی کسی کے حال پر زیادہ رحم کرتے تھے تو پوری قیمت پر لشکر والوں ہی کے ہاتھ بیچ دیتے تھے۔ سلیم شاہ نے نفرت کھاکر اِن کے علاقہ کو لو گھسوٹ سے برباد کردیا اور پنجاب کے سرداروں کو اُن کی بیخ کنی کے لئے مقرر کیا ا آپ دارالحکومت گوالیار میں آکر حکم دیا کہ تمام گکھڑ قیدیوں کو ایک مکان میں بند کرکے ا اُس مکان کی بنیادوں میں توپ کی بارود بھر کے آگ لگادیں اور مکان اڑادیں۔ غرض ا طرح سے اُن کو مار ڈالا۔ مگر پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کمال خاں گکھڑ مکان ک کسی کونے میں پڑا رہگیا اور اُسے ذراسی بھی چوٹ نہ آئی۔ سلیم شاہ نے یہ خبر سُن کر کمال خا کو فرمانبرداری کی قسم دیکر پنجاب کی طرف رخصت کردیا۔ کمال خاں پنجاب کے سرداروں بلکہ گکھڑوں کے علاقہ کے فتح کرنے میں کوشش کر ہی رہا تھا کہ ناگاہ سلیم شاہ مرگیا۔ ا عرصہ میں جبکہ ہمایوں بادشاہ پنجاب کے ملک میں داخل ہوا تو اُس نے نوکر ہوکر قابل خدمتیں ادا کیں۔ اکبر بادشاہ کے زمانہ میں کرہ مانک پور کی ریاست کے اندر جاگیر افغانوں کے ساتھ خان زماں کی لڑائی میں بہادری کی علامتیں دکھائیں اِس لئے حکم کہ پنجاب کے سردار سلطان آدم گکھڑ کو جس نے ہمایوں بادشاہ کی اطاعت نہ کی تھی ج

کر کے کمال خاں کو اس کی جگہ بٹھادیں پنجاب کے سرداروں نے اِسی سنہ میں کمال خاں گھکڑ کے ہمراہ گھکڑوں کے علاقہ پر قبضہ کر کے سلطان آدم کو جیتا پکڑ لیا اور کمال خاں کو اُس سرکش قوم کا سردار بنایا۔ اسی سال میں مرزا شرف الدین حسین کا باپ خواجہ معین الدین جو خواجہ ناصر الدین عبداللہ کی اولاد میں سے تھا ترکستان سے لاہور میں آیا۔ مرزا شرف الدین حسین حکم عالی کے بموجب لاہور جا کر اپنے باپ کے ہمراہ آگرہ کو روانہ ہوا۔ بادشاہ پیشوائی کے لئے سوار ہو کر اُسے آگرہ کے اندر لائے۔ اِسی عرصہ میں مرزا شرف الدین حسین کسی وہم میں[1] پڑ کر اجمیر کو بھاگ گیا چونکہ اس کے جانے سے وہاں بدانتظامی پیدا ہوئی حسین قلی خاں ذوی القدر بیرم خاں ترکمان کے بھانجے کو ناگور کی حکومت پر مقرر کیا۔ مرزا اجمیر کو اپنے ایک معتمد کے حوالے کر کے جالور کی طرف جو گجرات کی سرحد ہے چلا گیا اور حسین قلی خاں ذوی القدر نے اجمیر میں جا کر اُس کو صلح سے لے لیا ❖

شاہ ابوالمعالی جو بادشاہ کی قید سے چھوٹ کر مکہ معظمہ کو چلا گیا تھا اب واپس آکر مرزا شرف الدین حسین سے ملگیا۔ اس کے کہنے سے سنہ ۹۷۱ھ نارنول میں آکر لوٹ مار کرنے لگا۔ حسین قلی خاں ذوی القدر نے احمد بیگ اور یوسف بیگ کو جو اُس کے نوکروں میں سے تھے شاہ ابوالمعالی کے تعاقب کے لئے بھیجا اور آپ مرزا کے روکنے کو چلا۔ شاہ ابوالمعالی رستہ میں گھات میں ہو بیٹھا۔ اور جب احمد بیگ اور یوسف علی اس حال سے بیخبر اُن کے سامنے آئے تو شاہ ابوالمعالی نے حملہ کر کے دونوں کو مار ڈالا۔ خاقان اکبر جو۔ سنوہرپور میں شکار میں مصروف تھا یہ خبر سُن کر سرداروں کے ایک گروہ کو اس پر مقرر کیا۔ شاہ ابوالمعالی پنجاب کی طرف چلا گیا اور وہاں سے حکیم مرزا کے پاس کابل کو بھاگ گیا اور یہ بیت پڑھی ❖
(بیت) ہم اس دروازہ پر دولت اور مرتبہ کے واسطے نہیں آئے۔ ہم یہاں مصیبت کے ہاتھ سے پناہ لینے آئے ہیں۔ محمد حکیم مرزا نے اس سے اپنی بہن کا نکاح کر کے مرتبہ والا کر دیا شاہ ابوالمعالی نے کابل کی بادشاہی کی فکر میں پڑ کر پہلے اپنی ساس[2] کو جو ملک میں اختیار والی تھی ظلم اور زیادتی سے گھر میں لا کر مار ڈالا۔ اور کم سن مرزا کی نیابت کی باگ اپنے

---

[1] توہمی بخود راہ دادہ۔ کسی وہم کو اپنے دِل میں جگہ دیکر یعنی کسی بیجا ڈر سے ❖ [2] مادر زن۔ جورو کی ماں یعنی ساس ❖

ہاتھ میں لی تاکہ رفتہ رفتہ اس کو بھی اُکھاڑ پھینکے۔ سلیمان مرزا نے کابل پہنچکر شاہ ابوالمعالی کو ایک لڑائی میں پکڑ کر مار ڈالا ٭

غرض مرزا شرف الدین حسین نے شاہ ابوالمعالی کے بھاگ جانے کی خبر سُنی تو جالور سے بھاگ کر احمد آباد گجرات کو چلا گیا۔ اور جب بادشاہ شکار سے فراغت پا کر شہر دہلی میں داخل ہوئے اور چوک[1] میں آئے تو مرزا شرف الدین حسین کے ایک غلام قتلق فولاد نے بادشاہ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ ہجوم کے وقت باہم انگہ کے مدرسہ کی متصل اس نے ایک تیر کمان میں رکھا اور ہاتھ اُٹھا کر کھینچا لوگوں نے خیال کیا کہ وہ کسی پرندہ کیطرف تیر چلانا چاہتا ہے اور اس نے نیچا ہاتھ کرکے بادشاہ کی طرف جو ہاتھی پر سوار تھے تیر چلایا اور تیر نے خطا نہ کی اور بادشاہ کے شانہ پر لگ کر بالشت بھر گوشت کے اندر اُتر گیا لیکن تیر ابھی کندھے ہی میں تھا کہ لوگوں نے قتلق فولاد کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ پھر تیر کو نکالکر روئی دار قبا پہنادی۔ بادشاہ نے مطلق بیتابی ظاہر نہ کی اور بدستور سوار ہوئے دولتخانہ کو تشریف لے گئے۔ حکیم عین الملک گیلانی نے معالجہ میں معجزہ[2] دکھا کر ایک ہفتہ میں تندرستی کے آثار ظاہر کر دکھائے۔ اس کے بعد بادشاہ نے آگرہ میں جا کر آصف خاں ہروی کو کڑہ مانک پور کی حکومت پر بھیجا اور آپ قلعہ نرور کیطرف ہاتھی کے شکار کے لئے جا کر ان کے پکڑنے میں نئی تدبیریں اور ایجاد کیں ٭

چونکہ مالوہ کے حاکم عبداللہ خاں ازبک نے بہت سے ہاتھی پکڑنے کے بعد بادشاہ کیواسطے نہ بھیجے تھے اس لئے تن تنہا برسات کے موسم میں دو منزلہ رفتار سے مندو کی طرف روانہ ہوئے سارنگ پور کا جاگیردار محمد قاسم خاں نیشاپوری حاضر خدمت ہوا بادشاہ جب اجین میں پہنچے تو عبداللہ خاں ازبک خوف زدہ ہو کر سامان سمیت کوچ کرتا ہوا گجرات کی طرف چلا۔ بادشاہ نے ۲۵ کوس تک اُسکا[3] پیچھا کیا اور بادشاہی ہراول کی فوج عبداللہ خاں

---

[1] چہارسو چوک ٭ [2] درتداوی ید بیضا نمودہ - دور کرنے میں ید بیضا دکھا کر یعنی علاج میں معجزہ دکھا کر - ید بمعنی ہاتھ اور بیضا بمعنی سفیدی - ید بیضا حضرت موسےٰ کا معجزہ ہے کہ جب ہاتھ گریبان میں ڈالکر نکالتے تھے تو ہاتھ سے روشنی نمودار ہوتی تھی ٭

[3] دنبال او یلغار فرمود - اس کے پیچھے تیز رفتاری سے سفر کیا یعنے اس کا پیچھا کیا ٭

تک پہنچ گئی۔ جب وہ مجبور[1] ہُوا تو اُس نے پلٹ کر جنگ کی اور غالب ہو کر دلجمعی سے گجرات کو چلا گیا۔ بادشاہ نے مندو میں پہنچکر خلجی بادشاہوں کی مکانات کی سیر کی۔ اور میراں مبارک شاہ فاروقی برہانپور کے حاکم نے فرمانبرداری اختیار کر کے اپنی بیٹی بادشاہ کو دیدی اُس وقت مندو کی حکومت قرا بہادر خاں کو دیکر دارالسلطنت آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے راستے میں سیری کلارس قصبہ کے قریب ہاتھیوں کا ایک غول نظر پڑا جس میں ایک مست ہاتھی بہت ہی[2] بڑا تھا۔ فوج والوں نے حکم کے موافق اس غول کو ہکا کر سیری کلارس کے قلعے میں داخل کر دیا اور اُس مست ہاتھی نے قلعہ کی دیوار کو توڑ کر جنگل کا راستہ لیا جب اِس کے راستے میں خاصے کے ہاتھیوں میں سے ایک ہاتھی کو لے گئے تو جنگلی ہاتھی اُس سے لڑنے کے لئے کھڑا ہو کر پکڑا گیا۔ ۹۷۲ھ میں جوجی بیگم کے حقیقی بھائی خواجہ معظم نے جو بادشاہ کا خالو ہوتا تھا کسی خطا پر قید ہو کر جیلخانہ میں وفات پائی۔ اسی سال میں آگرہ کے قلعہ کو جو کچی اینٹ سے بنا ہُوا تھا توڑ کر لال پتھر سے بنایا چار برس میں کام تمام ہُوا۔ عبداللہ خاں ازبک کے جھگڑے کے بعد یہ افواہ اُڑی کہ بادشاہ ازبک امیروں سے ناراض ہو کر چاہتے ہیں کہ سب کی جڑ کاٹ ڈالیں اسی وجہ سے سکندر خاں ازبک اور ابراہیم خاں ازبک وغیرہ نے جو بہار اور جونپور کیطرف جاگیریں رکھتے تھے فرمانبرداری سے پھر گئے۔ علی قلیخاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان اور بہادر خاں سیستانی کی ماں اگرچہ آصف خانی تھی اور وہ عراق میں پیدا ہوئے تھے لیکن اس سبب سے کہ اُن کے بڑے ازبکوں کے گروہ میں سے تھے اور نیز وہ اپنی پہلی خطاوں سے بھی ڈرے ہوئے تھے اس لئے وہ بھی اپنے آپ کو ازبکوں کے سلسلے میں شامل کر کے باغی گروہ کے سردار بن بیٹھے اور آصف خاں ہروی بھی جو اُن کے ہمسایہ میں جاگیر رکھتا تھا خزانوں کے معاملہ کی وجہ سے ان کے ساتھ ملگیا۔ تقریباً تیس ہزار عمدہ سواروں نے بغاوت کا جھنڈا اُٹھایا اور جس قدر ملک ہو سکا قبضہ کر لیا +

---

[1] کار بروتنگ شد - اُس پر کام تنگ ہوگیا - یعنی اس [illegible] وہ مجبور ہُوا ۔

[2] کوہ پیکر - پہاڑ کی ہم شکل یعنی پہاڑ سا - بہت بڑا ۔

عرش آشیانی نے جن کے کاموں میں جلدی کو آصف اس خبر کی نسبت کسی امر کا ذکر نہ کیا اور اسی سنہ میں شکار کے بہانہ سے نرور گڑھ کیطرف تشریف لے گئے ÷

آپ شکار میں مصروف ہو کر اشرف خاں منشی کو سکندر خاں ازبک کے پاس بھیجا کہ دلاسا دیکر اسے درگاہ میں لے آئے اور لشکر بخشی کو آصف خاں ہروی کے پاس روانہ کیا کہ تمام خزانے اور لوٹ کے سامان جو حضور کے لائق ہوں اُس سے لیکر پلٹ آئے۔ خزانوں کا تذکرہ یہ ہے کہ آصف خاں ہروی نے جب پنج ہزاری امیر ہو کر کڑہ مانک پور کا علاقہ جاگیر میں پایا تو نزدیکی کی وجہ سے گڑھہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا جس کو کسی مسلمان بادشاہ نے ابتک فتح نہیں کیا تھا۔ ایک عورت رانی درگاوتی نام جو صورت اور عادت میں نہایت اچھی تھی اس علاقے کی حاکم تھی آصف خاں ہروی نے کئی دفعہ اُس علاقہ کی سرحد پہ فوج بھیجکر لوٹ مار میں کوئی کمی نہ کی اور آخر کار پانچ چھ ہزار سوار اور بہت سے پیدل لیکر گڑھہ کے علاقہ پر خود چڑھائی کی رانی ایک ہزار پانسو ہاتھی اور آٹھ ہزار سوار اور پیدل لیکر مقابل آئی اور ایک نہایت ہی سخت لڑائی پیش آئی۔ رانی مذکور کی آنکھ میں ایک تیر لگجانے کے سبب سے وہ کوشش سے رک گئی اور آبرو کے خیال سے کہ ایسا نہ ہو پکڑی جاؤں جان کی پروانہ[1] کر کے فیلبان سے تلوار لی اور اپنے تئیں مار ڈالا ملک[2] جو ہر ایک دن ایک نئے مالک پاس رہتا ہے اور ایک رات کو کسی دوسرے کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ اب آصف خاں کے ہاتھ لگا۔ وہ چوڑاگڈھ کے قلعہ میں جو رانی کے رہنے کی جگہ تھی داخل ہوا رانی کا ننھا بچہ جو قلعہ میں تھا بھیڑ بھاڑ کے وقت آدمیوں کے پاؤں میں آکر مر گیا۔ جواہر اور سونے کی اور جڑاؤ مورتوں اور عمدہ عمدہ اسباب کے علاوہ جو بڑی سرکاروں میں ہوتے ہیں ÷

تانبے کی ایک سو ایک بڑی دیگیں جن کو ہندی زبان میں کنگال کہتے ہیں خالص سونے

---

[1] دل از جان برداشتہ۔ جان سے دل کو ہٹا کر یعنی جان کا کچھ خیال نہ کرے ÷ [2] عروس ملک۔ ملک کی دلہن یعنے ملک۔ اس فقرہ میں عروس ملک کو قرار دیا ہے اور فرمانروا کو شوہر سے نسبت دی ہے۔ اور قبضہ میں آنیکو در کنار یعنی بغل میں لے بیٹھنے سے منسوب کیا ہے اسی طرح عقد یعنی نکاح سے بھی قبضہ ہی مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ملک اور سلطنت ہمیشہ کسی ایک ہی قبضہ میں نہیں رہتی وہ کبھی کسی کے قبضہ میں ہوتی ہے کبھی کسی اور کے ہاتھ لگجاتی ہے ÷

کی اشرفیوں سے بھری ہوئی آصف خاں کو ملا کرتے۔ آصف خاں نے ڈیڑھ ہزار ہاتھیوں میں سے صرف تین سو بیچ کی راس کے ہاتھی بادشاہ کے لئے بھیجے اور کسی اور چیز کو ظاہر نہ کیا۔ عرش آشیانی شکار کھیلتے کھیلتے جبکہ گڑھ کے علاقہ میں آئے تو ہوا کی تمازت اور ناموافقت کے سبب سے بیمار ہو کر آگرہ کو واپس آئے جب سرکش فرقہ کیلئے اشرف خاں منشی اور لشکری خان بخشی کی نصیحت موثر نہ ہوئی تو بادشاہ کے حکم کے موافق شاہ خاں جلائر اور شاہ بداغ خاں اور محمد امین خاں دیوانہ وغیرہ جو اس طرف کے جاگیردار تھے سکندر خاں اذبک اور ابراہیم خاں اذبک کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ چونکہ لڑائی کے وقت بہادر خاں سیستانی دشمنوں کی مدد پر آپہنچا اس لئے شاہ خاں جلائر بھاگ نکلا اور محمد امین دیوانہ اور شاہ بداغ خاں گرفتار ہوگئے۔ عرش آشیانی نے جب یہ حال سنا تو منعم خاں خان خاناں کو بہت بڑی فوج دیکر ہراول کے طور پر روانہ کیا اور ماہ شوال ۹۷۳ھ میں خود بھی اس طرف کا رخ کیا اور جب قنوج میں پہنچے تو انبوہ سے جدا ہو کر سکندر خاں اذبک پر جو لکھنوتی کے قلعہ میں تھا چڑھائی کی۔ سکندر خاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان کے پاس بھاگ گیا اور علی قلیخاں اور بہادر خاں سیستانی ترہن گھاٹ پر پہنچکر دریائے گنگا سے پار اتر گئے۔ بادشاہ جونپور میں آئے اور آصف خاں ہروی نے اطاعت اختیار کرکے کڑہ مانک پور کے جاگیردار مجنوں خاں قاقشال کے ہمراہ حضور میں حاضر ہوا اور مہربانی حاصل کی چند روز کے بعد آصف خاں سیستانی جس کے ذاتی پانچہزار سوار ہمراہ رہتے تھے۔ معتبر سرداروں کے ایک گروہ کے ساتھ دشمنوں کے دور کرنے پر مقرر کیا گیا۔ آصف خاں ترہن گھاٹ پر پہنچکر علی قلی خاں مخاطب بہ خان زمان کے لشکر کے مقابل آپڑا اور اس کے ساتھ قول[1] و قرار کرکے وقت کو ٹالم ٹولا[2] میں گزارنے لگا بادشاہ نے یہ خبر سنکر اس کی جاگیر بدل ڈالی۔ آصف خاں آدھی رات کو اپنے بھائی وزیر خاں کے ساتھ لشکر سے گڑھ کی طرف چلا گیا۔

---

[1] با او زبان و دل یکے کردہ اس کے ساتھ زبان اور دل کو ایک کرکے یعنی دل سے اقرار کرکے سازش کرکے۔

[2] لیت و لعل کا شکے اور شائد۔ یہ فقرہ عربی ایسی جگہ بولا جاتا ہے جہاں بیفائدہ کی حجتوں کو پیش کرکے وقت گذارنے کا ارادہ ہوتا ہے اگر مگر یا حیلوں اور بہانوں سے ٹالنا۔ ٹالم ٹولا۔ وقت کو ٹالنا۔

عرش آشیانی نے منعم خاں خان خاناں کو آصف خاں ہروی کی بجائے اس فوج کا سرا
مقرر کرکے روانہ کیا۔ اور علی قلی خاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان نے سکندر خاں ازبک
اور بہادر خاں سیستانی کو دوآبہ کے درمیان بھیجا کہ آگرہ تک لوٹ مار کرکے اس علاقہ
بدانتظامی ڈالدیں۔ بادشاہ نے شاہ بداغ[1] خاں اور اس کے بیٹے مطلب خاں اور اقبال خ
لنگ اور حسین خاں و سعید خاں اور راجہ ٹوڈرمل اور محمد خاں افغان سوار اور محمد معصوم خ
اور لشکر خان بخشی کو میر معز الملک کی سرداری میں جو مشہد مقدس طوس کے معزز سیدو
میں سے تھا بہادر خاں سیستانی کے مقابلہ پر بھیجا۔ اس وقت علی قلیخاں مخاطب بہ خان
نے منعم خاں خان خاناں کو اپنی خطاؤں کا سفارشی بناکر اپنی ماں اور ابراہیم خاں از
کو جسے اپنی چچا کی جگہ پر سمجھتا تھا نامور ہاتھیوں کے ساتھ درگاہ میں بھیجدیا۔ عرش آشیا
نے معاف کردیا اور اُن کی جونپور کی جاگیر انہی کو دیدی۔ لیکن میر معز الملک بہادر خاں سیت
اور سکندر خاں ازبک تک پہنچکر لڑائی پر آمادہ ہوگیا۔ بہادر خاں نے کہا کہ میرے بھا
علی قلیخاں مخاطب بہ خان زمان نے والدہ بادشاہ کی خدمت میں بھیجکر خطاؤں کی معاف
درخواست کی ہے اتنا تامل کرو کہ وہاں سے جواب آجاوے۔ میر معز الملک نے اس بات کو
نہ کرکے لڑائی کے لئے صفیں آراستہ کیں اور سکندر خاں ازبک کو جو ہراول میں تھا بھگ
اس کی فوج کے بہت سے آدمی قتل کرڈالے۔ بہادر خاں سیستانی نے جو اس وقت تک ا
فوج لئے ہوئے کھڑا تھا حملہ کرکے بادشاہی فوج کو منتشر کردیا۔ میر معز الملک قنوج
بھاگ گیا اور لوٹ کا بہت سا مال بہادر خاں سیستانی کے فوج والوں کے ہاتھ آیا
جب صلح ہوگئی تو عرش آشیانی جونپور کو علی قلیخاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان کی ماں
حوالہ کرکے چنارگڈھ کے قلعہ اور بنارس کی سیر کو روانہ ہوگئے۔ اب خان زمان نے سکندر خ
ازبک کے بہکانے سے دریائے گنگا کو عبور کرکے غازی پور اور اکثر اور پرگنوں پر قبضہ کرلیا۔ باد
نے علی قلی خاں خان زمان پر غصہ کا اظہار کرکے حکم دیا کہ اشرف خاں جونپور جاکر علی قلیخا

---

[1] شاہ بداغ خاں اور محمد امین دیوانہ جو سکندر خاں کی لڑائی میں بہادر خاں کی کمک سے گرفتار ہوگئے تھے معلوم ہوتا
کہ اس وقت جب بادشاہ نے سکندر خاں پر بمقام مکھوتی چڑھائی کی اور وہ علی قلیخاں کے پاس بھاگ گیا تھا رہا ہوگئے ہونگے

کی والدہ کو مقید کرلے اور آپ دو منزلہ کرتے ہوئے غازی پور کو روانہ ہوئے۔ علی قلیخان خان زمان اُن پہاڑوں کی تلہٹی[1] میں جہاں گھندار درختوں کے جنگل ہیں بھاگ گیا اور بہادر خاں مع سکندر خاں اذبک اور ابراہیم خاں اذبک کے جلدی کرکے بیخبری کے ساتھ رات کے وقت جونپور آیا اور زینے لگاکر اور قلعہ میں پہنچکر ماں کو چھڑا لیا اور اشرف خاں کو قید کرکے بنارس کیطرف روانہ ہوا۔ عرش آشیانی یہ خبر سُنکر جونپور میں آئے اور مقبوضہ سلطنت کی فوجوں اور لشکروں کے جمع حاضر ہونے کا فرمان جاری کیا۔ خان زمان نے خائف ہوکر دوسری دفعہ عاجزی اور زاری کی اور یہ بیت عرضی میں لکھی (بیت) انہی شاخ در شاخ اُمیدوں کے سبب سے تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کردیا۔ بادشاہ چونکہ بہادر خاں سیستانی کو لڑکپن ہی سے بھائی کہتے تھے اور علی قلیخاں زمان کو بھی گزشتہ خدمتوں کے سبب سے بہت دوست رکھتے تھے اس لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کو بالکل تباہ کردے پھر اُن کے گناہ معاف کرکے جاگیریں بدستور رکھیں (بیت) اگرچہ[2] وہ کہتا تھا کہ میں تجھے سختی سے مار ڈالوں گا مگر میں دیکھتا تھا کہ مجھ عاشق کی طرف مہربانی کی پوشیدہ نظر تھی" +

غرض سابق کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کہا کرتا تھا کہ اگر خلقت جان جائے کہ مجھے گناہوں کے معاف کرنے میں کس قدر مزا آتا ہے تو لوگ سوائے خطاؤں کے کسی اور تحفہ کو میرے قرب حاصل کرنے کا وسیلہ نہ بنائیں۔ حقیقت میں۔ (مصرع) معاف کرنے میں وہ مزا ہے جو بدلہ لینے میں نہیں ہے۔ عرش آشیانی نے معاف کرکے حاضر ہونے کی تکلیف دی خان زمان نے شرمندگی کی زیادتی کو اپنے آنے کی روک بناکر کہا کہ جس وقت حضور دارالحکومت کو تشریف لیجائینگے۔ بندہ مع اپنے بھائی کے آستان بوسی[3] کے لئے سر کے بل حاضر ہوگا۔ حضور نے اس کے عذر کو منظور کرکے قسم لی اور دارالحکومت آگرہ کا ارادہ کیا اور پہنچنے کے بعد مہدی قاسم خاں کو چار ہزار سواروں کے ساتھ آصف خاں ہروی

---

[1] دامن کوہ پہاڑ کا دامن یعنی تلہٹی + [2] اگرچہ معشوق میرے قتل کا ارادہ ظاہر کرتا تھا لیکن میں دیکھتا تھا کہ باطن میں اسکی آنکھ میری طرف محبت کی بھری ہوئی پڑتی ہے۔ یہاں پر یہ مطلب ہے کہ بادشاہ اگرچہ علی قلیخاں کے مارنے کیلئے سامان فراہم کرتے تھے مگر دل سے اسکا ہلاک کرنا نہ چاہتے تھے۔ دل سوختہ دل یعنی دل جلا ہوا یعنی عاشق + [3] آستان بوسی چوکھٹ کو چومنا۔ اظہار اطاعت کرنے کی ایک رسم ہے +

کے دور کرنے کے لئے گڈھ کی ریاست کیطرف روانہ کیا۔ علی قلیخاں مخاطب بہ خان زمان نے جو دل میں اسی طرح مخالفت کا ارادہ رکھتا تھا آصف خاں ہروی کو اپنے پاس جونپور میں بلالیا اور آصف خاں علی قلیخاں کے غرور اور نخوت سے تنگ آکر چھ مہینے کے بعد اپنے بھائی وزیر خاں کیساتھ گڈھ کی طرف بھاگا۔ بہادر خاں سیستانی نے پیچھا کرکے آصف خاں ہروی سے جنگ کی اور مغلوب کرکے پکڑ لیا۔ وزیر خاں نے موقع پاکر اپنی فوج سے بہادر خاں پر حملہ کیا اور اُسے بھگاکر اپنے نیم جان بھائی کو چھڑا لیا اور دونوں ملک گڈھ کو چلے گئے اور وہاں جا مقیم ہوئے۔ انہی واقعات کے بیچ میں محمد حکیم مرزا کے قاصدوں نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ شاہ ابوالمعالی کے مارے جانے کے بعد سلیمان مرزا نے کابل کے علاقہ کو اپنا بنا لیا ہے اور ایک شخص مرزا سلطان نام کو اپنی طرف سے کابل میں چھوڑ کر آپ بدخشاں چلا گیا۔ چونکہ محمد حکیم مرزا نے مرزا سلطان کو کابل سے نکال دیا ہے اس لئے اب سلیمان مرزا فوجیں جمع کر رہا ہے کہ کابل میں آکر قبضہ کرے۔ اگر اس وقت مدد مل جائے تو نہایت ذرہ پروری[1] ہوگی۔ بادشاہ نے پنجاب کے سرداروں اور ملتان کے حاکم محمد قلیخاں کے نام فرمان جاری کئے کہ جس وقت سلیمان مرزا کابل کے فتح کرنے کا ارادہ کرے تو سب وہاں پہنچکر اس کی دست[2] اندازی کو روکیں اور فریدوں خاں کابلی کو جو بادشاہی سرداروں میں سے تھا اور محمد حکیم مرزا کا خالو بھی ہوتا تھا اجازت ملی کہ محمد حکیم مرزا کے پاس رہ کر اس کا مددگار اور ساتھی بنا رہے لیکن فرمانوں کے پہنچنے سے پہلے سلیمان مرزا نے کابل میں آکر قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اور محمد حکیم مرزا نے جب ٹھہرنے کی طاقت نہ پائی تو بھاگ کر نیلاب میں آگیا تھا فریدوں خاں نے دریائے نیلاب کے کنارہ پر محمد مرزا کی خدمت میں حاضر ہوکر دلجمعی کی کہ بادشاہ علی قلیخاں مخاطب بہ خان زمان اور ازبکوں کے جھگڑے میں مبتلا ہیں اور لاہور آنے کی فرصت نہیں رکھتے پس مناسب یہ ہے کہ لاہور پہنچکر اس پر قبضہ کر لیں اور پنجاب کے سرداروں کو ساتھ لیکر عمدہ طور سے سلیمان مرزا کی تکلیف دہی کو ہٹائیں۔ غرضکہ محمد حکیم مرزا دھوکہ کھاکر لاہور کیطرف

---

[1] ذرہ پروری۔ ذرہ کو پرورش کرنا یعنی عاجز کی دستگیری کرنا۔

[2] دفع مزاحمت او نمائند۔ اس کے زحمت پہنچانے کو دور کریں یعنی اسکی دست اندازی یا نقصان پہنچانے کو روکیں۔

چل پڑا قطب الدین محمد خاں انگہ اور مرزا اسد خاں اور اور سردار لاہور قلعہ بند ہو بیٹھے اور مقابلہ کرنے لگے۔ محمد حکیم مرزا نے مہدی قاسم شیہ باغ میں ٹھہر کر بہت کچھ کوشش کی کہ پنجاب کے سردار اُس سے ملجائیں مگر کوئی صورت نہ بن پڑی بادشاہ نے علی قلیخاں زمان کی مہم کو بیچ میں چھوڑ کر اور آگرہ کو منعم خاں کے حوالہ کرکے ۴ جمادی الاول سنہ ۹۷۴ھ کو تیز روی کے ساتھ لاہور کا ارادہ کیا ابھی سرہند ہی تک پہنچے تھے کہ یہ خبر لاہور میں پہنچ گئی۔ محصور ہونے والوں نے دفعتہً خوشی کی نوبتیں بجانی شروع کر دیں۔ مرزا نے جو سوتا تھا بیدار ہو کر پوچھا کہ شادی کی نوبت کے بجنے کا کیا سبب ہے، لوگوں نے کہا کہ بادشاہ دو منزلہ کرکے قریب آ گئے ہیں اس لئے خوشی کے باجے بجاتے ہیں مرزا یہ خیال کرکے کہ بادشاہ لاہور سے ایک میل کے فاصلہ پر آ پہنچے ہیں بلا توقف سوار ہو گیا اور کابل تک مُنہ موڑ کر نہ دیکھا۔ چونکہ سردی کا موسم آ گیا تھا اسلئے سلیمان مرزا کابل سے بدخشاں چلا گیا اور وہیں کی حکومت پر قناعت کرنے کو غنیمت جانا۔ بادشاہ نے لاہور میں پہنچکر اُس علاقہ کے اندر گھیرے کا شکار کھیلا۔ اور وزیر خاں نے شکارگاہ میں حاضر خدمت ہو کر آصف خاں ہروی کے گناہوں کی معافی چاہی عرش آشیانی نے اس کی خطائیں معاف کرکے وزیر خاں کو پنجہزاری کا مرتبہ عطا کیا اور حُکم دیا کہ آصف خاں ہروی مع مجنون خاں قاقشال کے کڑہ مانک پور میں رہکر اُس علاقہ کی حفاظت رکھے۔ جس وقت شاہی لشکر پنجاب کو جاتا تھا محمد سلیمان مرزا کے بیٹوں پوتوں نے نالائق[1] حرکت کرکے فتنہ برپا کیا۔ محمد سلطان مرزا کا نسب باپ کیطرف سے ظہیر الدین محمد بادشاہ کے واقعات میں امیر تیمور کے ساتھ لکھا گیا ہے اور اس کی ماں سلطان حسین مرزا کی ماں ہے نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ کے عہد میں نمک حرامی کرنیکے بعد معافی پائی تھی اس کا بڑا بیٹا الغ مرزا ہزارہ کی لڑائی میں بمقام کابل مارا گیا تھا اور اس کا چھوٹا بیٹا شاہ مرزا اپنی موت سے مر گیا تھا لیکن الغ مرزا سے دو بیٹے تھے ایک سکندر سلطان اور دوسرا محمود سلطان اور نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ نے سکندر سلطان کا نام الغ مرزا اور محمد سلطان کا نام شاہ مرزا رکھکر ان کی تربیت میں بہت کوشش کی تھی۔ اور محمد سلطان مرزا نے تمام اولاد سمیت اکبر بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت پھر ہندوستان

---

[1] مصدر اعمال ناشایستہ۔ نالائق کاموں کے نکاس کی جگہ ہو کر یعنی بیہودہ حرکت کے بانی ہو کر سرکشی کرکے*

ہیں آکر سنبھل کی ریاست میں سے آدم پور کے علاقہ کو گذرا اوقات کے واسطے حاصل کیا اور اُس بڑھاپے ہی میں اس علاقہ کے اندر اُس کے چار بیٹے پیدا ہوئے محمد حسین مرزا اور ابراہیم مرزا اور مسعود حسین مرزا اور عاقل مرزا اور یہ بچے ہی تھے بادشاہ نے اُن کو تربیت دے کر امیروں میں شامل کر لیا *

جونپور کی چڑھائی کے بعد اجازت لے کر سنبھل میں اپنی جاگیر پر چلے گئے اور اُسوقت جبکہ بادشاہ محمد حکیم مرزا کے فساد رفع کرنے کے لئے پنجاب کو جا رہے تھے تو اُنہوں نے اپنے چچازاد بھائیوں سکندر سلطان اور محمود سلطان عرف الغ مرزا و شاہ مرزا کے ساتھ ملکر بغاوت کی چونکہ وہ علاقہ کسی سردار کے ماتحت نہ تھا۔ اس لئے اُن کے قبضہ میں آگیا۔

منعم خاں مخاطب بہ خان خاناں نے محمد سلطان مرزا کو سنبھل کی ریاست میں سے گرفتار کر کے بیانہ کے قلعہ میں قید کر دیا اور وہیں مرگیا۔ اسی طرح علی قلیخاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان اور سکندر خاں ازبک اور امیر محمد حکیم مرزا کے لاہور میں آنے کی خبر کو سُن کر عہد پر نہ رہے اور اپنی جاگیر پر چلے گئے اور قنوج اور اودھ اور اَور علاقوں اور پرگنوں پر اُنہوں نے قبضہ کر کے بہت بڑی جمعیت حاصل کر لی۔ عرش آشیانی نے اُن کے دفعیہ کے لئے بہت جلدی لاہور سے آگرہ آکر اور فوجوں کے حاضر ہونے کا حکم دے کر ہزار ہاتھیوں اور بے تعداد فوج سے جونپور کا قصد کیا *

خان زمان نے جو سید یوسف مشہدی کو شیر گڈھ کے قلعہ میں گھیرے ہوئے پڑا تھا۔ اس خبر کو سُن کر چونکہ اس کو بادشاہ کے اس قدر جلدی واپس آنے کا گمان بھی نہ تھا یہ بیت پڑھی (بیت) اُس کا نیزا اور سُنہری نعلوں والا گھوڑا آفتاب کی مانند ہے۔ کہ مشرق سے مغرب تک جا پہنچا اور ایک رات بھی بیچ میں نہ رہا۔ اور اس قلعہ کے نیچے سے اُٹھ کر بہادر خاں سیستانی کے پاس گیا کہ وہ کڑہ مانک پور کے قلعہ میں مجنوں خاں قاقشال کو گھیرے ہوئے تھا *

عرش آشیانی اس کا پیچھا کر کے اُس طرف روانہ ہوا۔ رائے بریلی کے پرگنہ میں پہنچکر سُنا کہ علی قلیخاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان دریائے گنگا کو عبور کر گیا ہے اور ارادہ

لہ فزوں از قیاس۔ خیال سے زیادہ۔ گنتی سے باہر۔ بے شمار *

رکھتا ہے۔ تاکہ مدد سلطان مرزا کی اولاد سے ملک اُس طرف کے علاقہ پر قابض ہوجائے اور اگر اُس کو زور پہنچ جائے تو دکن کے بادشاہوں کے پاس پناہ لے عرش آشیانی رات کے وقت گڑھ مانک پور کے گھاٹ پر پہنچے اور چونکہ کشتی موجود نہ تھی اس لئے سندر نامی تیز رفتار ہاتھی پر سوار ہوکر باوجودیکہ سردار مانع تھے ایک نہ مانی اور اللہ پر توکل کرکے گنگا کے خطرناک پانی میں اُتر پڑے اتفاقاً اقبال کے زور سے پانی پایاب[1] .ا اور ہاتھی کو تیرنے کی ضرورت نہ پڑی بادشاہ تھوڑے سے نامی ہاتھی اور سو سوار لیکر دریا سے عبور کر گئے اور صبح کے وقت بغیر خبر علی قلی خاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان کے لشکر کے متصل جا پہنچے اسی وقت آصف خاں ہروی اور مجنوں خاں معقول جماعت کے ساتھ بادشاہ سے آ ملے علی قلی خاں اور بہادر خاں کو چونکہ بادشاہ کا تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ اسی رات کو عبور کرنے کا گمان بھی نہ تھا رات بھر خوب شرابیں پیتے اور رنڈیوں کے ناچ دیکھنے میں مشغول رہے یہانتک کہ شاہی فوج کا ہی ایک آدمی اِن کے لشکر کے پاس پہنچکر پکارا کہ اے غافلو بادشاہ تمہارے مارنے کے ارادہ سے دریا کو عبور کرکے آ پہنچا ہے اُنہوں نے اس خبر کو بھی آصف خاں ہروی و مجنوں خاں کا فریب خیال کرکے کچھ پروانہ کی۔ یکایک شاہی نقارہ و ڈھول کی آواز اُن اجل[2] رسیدوں کے کان میں پڑی یہ پریشان ہوکر محفل سے اُٹھے اور صف بندی کرنے لگے یکم ذی الحجہ ۹۷۴ھ کو پیر کے دن پہر دن چڑھے لڑائی شروع ہوئی بابا خاں قاقشال نے جو بادشاہ کی فوج کا ہراول تھا اس گروہ کا جو مجنوں کی طرف سے اُس کے مقابلے پر آیا تھا پہلے ہی حملہ میں ہٹا کر علی قلیخاں کی فوج تک پہنچا دیا۔

بہادر خاں سیستانی نے اُسوقت بابا خاں قاقشال پر حملہ کرکے مجنوں خاں کی صف میں ملا دیا۔ بہادر خاں نے باوجود اس بات کے کہ اس کوشش میں اُس کی فوج کی ترتیب بگڑ گئی تھی لیکن بلا خوف مجنوں خاں کی صف پر حملہ کرکے پلک جھپکانے میں اسے چیر ڈالا اور چاہا کہ خاص بادشاہی فوج پر حملہ کرے اس اثناء میں اُن بھڑنے والے آدمیوں کا گروہ جو بادشاہی فوج کے آگے تھے مقابلہ پر آ گئے اور بادشاہ خان اعظم مرزا عزیز کوکہ کو اپنا پشت پناہ بنا کر ہاتھی پر سوار تھے احتیاط کی نظر سے ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوگئے۔ لیکن نمک حرامی کے بدلے نے اپنا اثر دکھایا۔ بہادر خاں کا گھوڑا تیر کھا کر گر پڑا اور بہادر خاں پیدل ہوگیا اور یہ خبر ابھی بادشاہ تک نہ پہنچی تھی کہ حضور بھی ذات خاص سے

---

[1] پایاب وہ پانی جس میں سے اُترتے وقت تیرنے کی ضرورت نہ پڑے اور پیدل ہی اُتر جائیں ۔

[2] خون گرفتگان وہ لوگ جنکو خون میں پکڑ رکھا ہو یعنے ان کی موت قریب ہو ۔

لڑائی کی طرف متوجہ ہوئے اور مست ہاتھیوں کو ایک ہی دفعہ علی قلی خاں کی فوج پر ہانک دیا بادشاہی ہاتھیوں میں سے پہلے ہیرانند ہاتھی علی قلی خاں کی فوج پر جھپٹا۔ اور ردیانہ نامی ہاتھی کو جو دشمنوں کی طرف سے اس کے سامنے آیا تھا ایسی ٹکر لگائی کہ وہ فوراً زمین پر گر پڑا۔ اُس وقت دونوں طرف کے جوان لڑائی کے ہتھیاروں کو سنبھال کر لڑائی میں مشغول ہو گئے تقدیر سے ایک تیر علی قلی خاں کے آلگا ابھی وہ نکالا ہی جا رہا تھا کہ دوسرا تیر اس کے گھوڑے کے لگا اور وہ اس قدر بے طاقت ہو گیا کہ علی قلی خاں اس کی پیٹھ سے الگ ہو گیا۔ اس کے ایک ملازم نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا اور چاہا کہ اُسے سوار کرے ناگاہ نرسنگہ نام ایک ہاتھی نے پہنچکر کچل ڈالا۔ اور اسکا لشکر بھاگ نکلا۔ اسی وقت ایک شخص نظر بہادر نے بہادر خاں کو زندہ گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ بادشاہ نے پوچھا ہم سے تم کو کیا تکلیف پہنچی تھی جو تم نے مجھپر تلوار کھینچی۔ بہادر خاں نے نہایت ہی شرمندہ ہو کر کچھ جواب نہ دیا اور صرف اتنا کہا کہ خُدا کا شکر ہے کہ مرنے کے وقت گناہوں کے بھول جانے والے بادشاہ سلامت کا دیدار حاصل ہو گیا۔ بادشاہ نے بڑی مہربانی کے ساتھ اُسے قید میں رکھنے کا حکم دیا لیکن چونکہ ابھی تک علی قلی خاں زمان کے مارے جانے کی خبر تحقیق نہیں ہوئی تھی اسلئے سلطنت کے خیر خواہوں نے اس کے زندہ رہنے میں مصلحت نہ دیکھ کر حضور کی اجازت بغیر اسے قتل کر ڈالا۔ سچ ہے (نظم) ایسا کون ہے جس نے نمک حرامی[1] کی ہو۔ اور اس کی مراد خاک میں نہ ملی ہو۔ بہادر خنجر زمانہ کا رستم تھا۔ نمک حرامی کے سبب اِسطرح ذلیل ہوا۔ نیز ان دو بیتوں سے جو قاسم ارسلان کی تصنیف[2] کی ہوئی ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ خان زماں بندوق کی گولی سے مارا گیا۔ (قطعہ) جب خان زمان اکبر جیسے بادشاہ سے جسکا نظیر دوسرا نہیں ہے سرکش اور باغی ہو گیا تو گولی کھا کر دُنیا سے اُٹھ گیا اور بہادر بھائی کے کہنے سے مارا گیا۔ بادشاہ کی فتح کے لئے میں نے تاریخ ڈھونڈی عقل نے کہا "مبارک فتح اکبر" (یعنی بڑی فتح مبارک ہو) عرش آشیانی نے علی قلی خاں خان زماں اور بہادر خاں کے سر پنجاب اور کابل کو بھیجدئے اور جان علی بیگ اذبک اور یار علی بیگ اور مرزا بیگ اور

---

[1] نمک حرامی پر کس نے دلیری کی کہ اس کی مراد کے گھوڑے نے ٹھوکر نہ کھائی یعنی جس نے نمکحرامی کی اُسی کو زک ملی۔ سکندری بمعنی ٹھوکر۔ اسپ سے مراد آرزو ہے ؛

[2] نتائج طبع طبیعت کے نتیجے یعنی تصنیف کئیے ہوئے ؛

خوشحال بیگ اور مرزا شاہ بدخشی اور علی شاہ بدخشی وغیرہ کو جو خان زماں کے فرمانبردار تھے گرفتار
کرکے جونپور لے گئے۔ اور وہاں اوروں کو عبرت دلانے کے لئے انہیں پکڑے ہوئے مست ہاتھیوں
کے پاؤں میں ڈال کر سزا دی اور منعم خاں خان خانان کو اس شہر کی حکومت عطا کی جب سکندر خاں
اوزبک جو اودھ کے قلعہ میں محصور ہو گیا تھا۔ کشتی میں بیٹھ کر گورکھپور کو بھاگ گیا۔ حضور محرم کے
مہینہ میں فتحمند اور کامیاب ہو کر آگرہ میں تشریف لائے چونکہ اس وقت تک رانا اودے سنگھ مطیع
نہ ہؤا تھا۔ اس لئے اسی جلدی میں باوجود متواتر سفروں کے روانہ ہو گئے اور جب شیوپور کے
قلعہ پر پہنچے تو اس جگہ کا حاکم قلعہ کو خالی کر کے اپنے آقا سورجن راجہ نتھنبور کے پاس چلا گیا۔ بادشاہ
اس قلعہ کو اپنے ملازموں کے سپرد کر کے قلعہ کاکرڈون کی طرف جو مالوہ کے سرحد پر ہے روانہ ہوئے
سلطان مرزا کی اولاد جو قلعہ مندو پر قابض تھی اس خبر کے سننے سے پریشان ہوئی اور چونکہ انہی
دنوں میں الغ مرزا مر گیا اس لئے باقی مرزا لوگ جلدی سے گجرات کی طرف بھاگ گئے عرش آشیانی
نے مالوہ کو شہاب الدین احمد خاں نیشاپوری کے حوالہ کر کے قلعہ کاکرڈون سے رانا کو علیحدہ کرنے کا
ارادہ کیا۔ رانا آٹھ ہزار تجربہ کار راجپوت اور بہت سا ذخیرہ چتوڑ کے قلعہ میں جو ایک پہاڑ پر بنا ہؤا
ہے چھوڑ کر آپ بال بچوں سمیت پیچ کے مقامات میں چلا گیا۔ بادشاہ نے قلعہ چتوڑ کے فتح کرنے
کا ارادہ کر کے اسکا محاصرہ کیا اور پانچ ہزار بڑھئی اور پتھر پھوڑے اور لہار اور نقب زن اور گلکار
اور بیلدار کمین گاہ کی دیواروں کے بنانے پر جو ہندوستان کی خاص ترکیب ہے مقرر کئے۔ اور
انہوں نے بھی دیواروں کے بنانے اور سرنگوں کے کھودنے میں مشغول ہو کر بہت سعی کی ساباط
اُن دیواروں کو کہتے ہیں جو ایک گولی کے مار کے فاصلہ سے بنائی جاتی ہیں اور تختوں اور گائے
کے چمڑے سے منڈھے ہوئے ٹوکروں کی آڑ میں ان دیواروں کو قلعہ تک پہنچا دیتی ہیں اور بارود
سے کام لینے والے اور سرنگ کھودنے والے ان دیواروں کی چوڑی گلی کے راستے سے اطمینان
کے ساتھ قلعہ کی دیوار تک پہنچ کر سرنگیں کھودتے ہیں اور سرنگوں میں توپ کی بارود بھر کر جب قلعہ
میں رخنہ ڈال دیتے ہیں انہیں دیواروں کے راستے سے فوج اُس جگہ پہنچ کر قلعہ میں جا گھستی ہے
غرض جب دو کمینگاہیں تیار ہو گئیں اور دو سرنگیں برجوں کے نیچے تک پہنچ گئیں تو دونوں میں
بارود بھر کر ایک ہی دفعہ آگ دیدی۔ اتفاقاً ایک میں جلدی آگ لگ کر برج اُڑ گیا اور ایک بہت

پڑا راستہ نکل آیا دو ہزار جوان مسلح ہو کر گھات میں بیٹھے ہوئے تھے یہ خیال کر کے کہ دونوں سرنگوں نے ایک ساتھ ہی اُڑ کر فصیل میں راستے ڈال دئے ہیں ایک دو دفعہ ہی کمین گاہوں سے نکلکر قلعہ کی طرف دوڑے ایک ہزار آدمی اُس راستے پر ہزار راجپوتوں سے جنگ کرنے لگے اور باقی ایک ہزار آدمیوں نے دوسرے برج پر پہنچکر جب راستہ نہ پایا تو تھوڑے سے کچھ بہانہ کر کے باہر چلے آئے۔ اور اندر کے آدمی اُن کے مقابلہ کے لئے ٹھہر کر لڑائی میں مصروف تھے کہ یکایک اس برج کی سرنگ بھی آگ پاکر اُڑی دوستوں اور دشمنوں کے اعضا جدا جدا ہو کر ہر طرف کو بکھر گئے۔ چنانچہ پندرہ بادشاہی سردار معہ پانسو چیدہ سپاہیوں کے سید جمال الدین بارہ والے اور مردان قلی شاہ وغیرہ جیسے ضائع ہوئے اور قلعہ والوں میں سے بھی بہت سے آدمی ہلاک ہوئے۔ جب یہ واقعہ گذرا تو سپاہیوں کو اس راستہ سے داخل ہونے کی ہمت نہ ہوئی اور قلعہ اس دن فتح نہ ہوا اس کے بعد ایک اور کمین گاہ بنائی گئی۔ ایک دن بادشاہ اُس جگہ میں جو کمین گاہ کے اندر بنائی گئی تھی بیٹھے ہوئے لڑائی کی سیر دیکھ رہے تھے جیٹمل راجپوت جو قلعہ والوں کا ایک سردار تھا اور رانا سے رشتہ داری رکھتا تھا تمام دن قلعہ کے گرد اس کے بندوبست کے لئے پھرتا رہا۔ عشا کی نماز کے وقت بادشاہی خاص مورچہ کے سامنے آیا اور مشعل کی روشنی سے نظر پڑ گیا۔ بادشاہ نے اپنی خاص بندوق کو جو ہاتھ میں لے رکھی تھی روشنی کی سیدھ تکھکر آگ دکھائی حسن اتفاق سے بندوق کی گولی جیٹمل کی پیشانی پر لگی اور وہ مر گیا۔ قلعہ والوں نے جب اپنے سردار کو مردہ پایا لڑائی روک کر پہلے اس کی نعش کو جلایا اور پھر اپنے اپنے گھروں میں جاکر جوہر[1] کیا۔ اور تمام مال و اسباب اور عورتوں اور بچوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا جب آگ کی روشنی سے معلوم ہوا کہ اُنہوں نے خودکشی کی ہے تو اسلامی فوج اُسی رات حصار کی طرف متوجہ ہوئی اور جب کسی نے بھی روکنے کے لئے مقابلہ نہ کیا تو قلعہ میں داخل ہو گئی بادشاہ بھی صبح کے وقت ہاتھی پر سوار ہو کر مع تمام سرداروں اور امیرزادوں کے جو پیدل تھے قلعہ میں داخل ہوئے متھرا کے ہندو اپنے اپنے گھروں اور مضبوط تہ خانوں میں پناہ لیکر ایسے لڑے کہ

---

[1] جوہر۔ ہندوی لفظ جوہر ہے بمعنی جی ہارنا یعنی جی چھوڑ کر ہلاک ہو جانا۔ اس خودکشی کا طریقہ ہندوؤں میں یہ تھا کہ جب جان سے مایوس ہو جاتے تھے تو تمام مال اسباب اور جوروؤں بچوں کو اس خیال سے کہ اُن سے کوئی اور فائدہ نہ اُٹھا سکے قتل اور سوختہ کر کے اپنے تئیں بھی ہلاک کر ڈالتے تھے مقابلہ پر نکلکر مارے جاتے تھے ٭

دوپہر تک ہر فرقے کے دس ہزار آدمی قتل ہوئے اور فتحمند لشکر میں سے سوائے نصرت علی نواحی کے اور کسی نے بھی شہادت نہ پائی تین دن کے بعد وہاں کی حکومت آصف خاں ہروی کو مل گئی اور خاقان اکبر فتحمند اور کامیاب ہو کر اُلٹے پھرے راستے میں ایک خوفناک شیر درختوں میں سے نکل آیا بادشاہ کے حکم کے بموجب کسی نے اُسے نہ روکا خود حضور نے اس پر ایک تیر لگایا شیر زخمی ہو کر پشتہ کے پیچھے ہو گیا اور ٹھہر گیا۔ بادشاہ نے دوسری دفعہ اس پر بندوق چلائی۔ زخم کاری نہ لگا۔ اور شیر حضور کی طرف جھپٹا۔ اب ایک شخص عادل نامی جاں نثاری سے شیر پر جا پڑا۔ اور لڑنے لگا۔ اور اسی حال میں اور آدمیوں نے بڑھ کر شیر کو مار ڈالا۔ اور بادشاہ کی سلامتی کا شکریہ ادا کیا۔ جب بادشاہ نے آگرہ میں آکر قیام کیا تو کچھ دنوں کے بعد خبر آئی کہ ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا چنگیز خاں گجراتی سے ناراض ہو کر پھر مالوہ میں آگئے ہیں اور اب اُجین کو گھیر رکھا ہے۔ بادشاہ نے قلیج خان اندجانی اور خواجہ غیاث الدین بخشی قزوینی کو اُن کے ہٹانے کے لئے مقرر کیا۔ مرزا دریائے نربدا کی طرف بھاگ گئے اور گھبراہٹ میں دریا پار ہو کر گجرات کی طرف بچ چلے گئے۔

ماہ رجب ۹۷۶ھ میں عرش آشیانی نے رنتھنبور کے قلعہ کے فتح کرنے کے واسطے دارالحکومت[لہ] سے کوچ کیا۔ شکار کھیلتے ہوئے جب رنتھنبور پہنچے تو راجہ سورجن نے حجاز خاں جس نے اس قلعہ کو سلیم شاہ کے غلام حجاز خاں سے خریدا تھا مضبوطی کر کے مقابلہ پر آمادہ ہوا اور بادشاہی فوج نے قلعہ کو آگھیر کر آمد و رفت کا راستہ بند کر دیا اور بادشاہ کے حکم کے موافق مدن نامی پہاڑ پر جو قلعہ کے قریب واقع ہے مورچہ بنا کر کچھ توپیں اور ضرب زن اس جگہ لے گئے جہاں زیادہ بلندی کے سبب سے کوئی بادشاہ نہ لے گیا تھا۔ جب توپ چلتی تھی تو اندر کے کتنے ہی مکان گر پڑتے تھے۔ راجہ سورجن نے عاجز ہو کر پناہ مانگی اور آپ مع بیوی بچوں کے نکل گیا۔ اور قلعہ مع خزانوں اور گوداموں کے بادشاہ کے ہاتھ آیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے اجمیر جا کر خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کی زیارت کی اور آگرہ تشریف لے آئے اور حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کے دیکھنے کو سیکری قصبہ کی طرف چلے گئے

[لہ] مرکز دائرۂ خلافت۔ حکومت کے حلقہ کا مرکز یعنی دارالحکومت۔ بادشاہ کے رہنے کا شہر مرکز اُس نقطہ کو کہتے ہیں جو دائرہ کے عین بیچ میں ہوتا ہے دائرہ حلقہ کو کہتے ہیں۔ خلافت پیچھے رہنا۔ نائبان حضرت محمد صلعم کا خطاب تھا اس لئے اُن کے بعد اسلامی بادشاہ بھی خلیفہ اور اُن کی حکومت خلافت کہلانے لگی ؛

چونکہ عرش آشیانی کے کئی بیٹے ہو کر زندہ نہ رہے تھے اس لئے شیخ نے بڑی بڑی[1] عمر کے بچوں سے گ
کی خوشخبری سُنا کر دلشاد کیا۔ حسب اتفاق انہی دنوں میں حمل کی علامت پائی گئی۔ بدھ کے دن
کو ۱۷ ماہ ربیع الاوّل ۹۷۷ھ کو شاہزادہ سلطان سلیم کی پیدائش کا ستارہ[2] درجہ میزان کے چوبیسویں
طالع میں بمقام سیکری شیخ سلیم چشتی قدس سرہٗ کی قیام گاہ پر عظمت و عزت کے کنارہ سے بلن
خاقان اکبر نے اس بخشش عظیم کے شکریہ میں تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ خواجہ حسین ثنائی نے قصی
کہا جس کا پہلا مصرعہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی تخت نشینی کی تاریخ ہے اور دوسرا مصرعہ جمشید
مرتبے والے شاہزادہ کی پیدائش کی تاریخ ہے اور اس کا مطلع یہ ہے (مطلع) تعریف ہے وا
اللہ کے کہ بادشاہ کی شان و شکوہ کے لئے قیمتی[3] موتی انصاف کے دریا میں سے گود میں آیا
آشیانی اس نذر کے ادا کرنے کے واسطے جو بیٹے کی بابت کر رکھی تھی پیدل اجمیر گئے اور خواجہ معین
چشتی کی زیارت کر کے زر ریز[4] ہاتھ کو انعام اور بخشش کے ساتھ دراز کیا۔ اور دہلی کے راستے سے ش
کھیلتے واپس آ گئے اس عرصہ میں راجہ رام چندر کالنجر کے حاکم نے کہ جس کی خواہش میں شیر
مرہٹا تھا اور جو سلیم شاہ کے بعد پھر ہندوؤں ہی کے قبضہ میں آ گیا تھا۔ چتوڑ کے واقعہ سے
بغیر لڑے قلعہ کو حوالہ کر دیا۔ تیسری محرم ۹۷۸ھ کو پھر شیخ سلیم کی قیامگاہ میں ایک اور[5] بیٹا پیدا ہو
جس کا نام محمد مراد اور لقب پہاڑی ہوا۔ اس برس میں بادشاہ دوبارہ زیارت کے لئے اجمیر گئے
شہر کے گرد چونے اور پتھر کی فصیل بنوا کر ناگور کی طرف گئے۔ مالدیو کا بیٹا حیدر سین اور بیکانیر
راجہ رائے کلیان مل ملاقات کے لئے آئے اور بہت کچھ تحفے دیئے۔ بادشاہ راجہ کلیان مل کی بیٹ
شکار کھیلتے ہوئے اجودھن قصبہ کو تشریف لے گئے اور شیخ فرید شکر گنج قدس سرہٗ کی زیارت
دیپال پور میں آئے۔ وہاں کے جاگیردار مرزا عزیز کوکہ نے جشن کی محفل مقرر کر کے تحفے دیئے

---

[1] طویل العمر۔ بڑی عمر والے یعنی جن کی عمر بہت بڑی ہوگی اور عرصہ تک زندہ رہیں گے۔ [2] کوکب ولادت پیدائش یعنی وہ ستارہ جو شاہزادہ کی پیدائش کے وقت سے تعلق رکھتا ہے۔ [3] گوہر مجد۔ بزرگ موتی۔ قیمتی موتی۔ بچہ ہے۔ محیط عدم انصاف کا احاطہ۔ مراداً انصاف کا در۔ یا عدم سے مراد ہے۔ در کنار آمد پیدا ہوا سے مراد ہے۔

[4] دست زرفشاں۔ وہ ہاتھ جو سونا برساتا ہو۔ مراداً بخشش کرنے والا ہاتھ۔ بخشش کے ساتھ ہاتھ دراز کر دل کھول کر بخشش کرنا۔ [5] اختر۔ ایک ستارہ یعنی بیٹا۔

آئے تو اس شہر کے حاکم حسین قلی خاں ترکمان نے بھی مرزا عزیز کوکہ کی طرح عمدہ عمدہ تحفے نذر کئے
صفر کی پہلی تاریخ ۹۷۹ھ کو قلعہ فیروزہ کی سیر کو تشریف لیجا کر پھر اجمیر میں آئے اور بزرگ پیر کی
زیارت کے طریقے ادا کر کے آگرہ تشریف لے گئے۔ ان ایام میں سکندر خاں ازبک کو جو بنگالہ
کے جنگلوں میں پریشان پھر رہا تھا منعم خاں مخاطب بہ خان خاناں نے بادشاہ کی قدمبوسی کے
لئے حاضر کر کے اس کی خطاؤں کی سفارش کی۔ چونکہ اس برس سیکری کا مقام حضور کے حق میں بہت
مبارک ہوا تھا اس لئے وہاں ایک بہت بڑا شہر بنوایا۔ اسی اثنا میں جب گجرات فتح ہو گیا تو اسکا
نام فتحپور رکھا کیونکہ جب ماہ صفر ۹۸۰ھ میں گجرات کے علاقہ کے اندر بہت بڑا فساد پھیل گیا تھا تو بادشاہ
نے اُس کے زیر کرنے کا ارادہ کیا۔ اور جب اجمیر کے راستہ پر پہنچے تو زیارت کر کے خواجہ سید حسین
خدنگ سوار کی روح[1] مبارک سے جو ہمت والے پیشوا جناب حضرت زین العابدین کی اولاد میں سے
ہے اُن پر اور اُن کے بزرگ باپ داداؤں اور اُن کی معزز اولاد پر ہزار ہزار سلامتی اور برکت
ہو مدد چاہی۔ اور خان کلاں کو بہت سے سرداروں کے ساتھ ہراول کے طور پر اس طرف کو
روانہ کیا اور رائے سنگھ کو جودھپور کی حکومت پر جو مالدیو کا وطن تھا مقرر کر کے آپ بھی گجرات کو
چلے گئے۔ ناگور کے دو منزل کے فاصلہ پر خبر ملی کہ بدھ کی رات کو دوسری جمادی الاول سنہ مذکور
میں شیخ دانیال قدس سرہٗ کی قیام گاہ پر نیک خصلت شاہزادہ دانیال پیدا ہوا ہے حضور نے
خوشی کے سامان بہم پہنچا کر اس بچہ کا نام دانیال رکھا۔ اور جب پٹن گجرات میں بادشاہ اُترے[2]
تو شیر خاں فولادی نے جو گجرات کا بہت بڑا سردار تھا بھاگ کر جان بچائی۔ اور ایک ہفتہ کے بعد
سید احمد خاں بارہ والا پٹن کی حکومت پر مقرر ہوا۔ اور حضور احمد آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی
دو منزل بھی نہ چلے تھے کہ سلطان مظفر گجراتی نے مع مرزا ابو تراب کے جو پیدائشی شیرازی تھا
اور جس کے باپ[3] دادا نے گجرات میں بہت بڑا نام پیدا کیا تھا خدمت میں حاضر ہو کر بساط بوسی
کی عزت حاصل کی۔ اور دوسرے دن اعتماد خاں اور سید چاند خاں بخاری اور اختیار الملک
اور ملک اشرف اور وجیہ الملک اور الف خاں حبشی اور حجاز خاں حبشی اور اور سردار بڑی

---

[1] روح پر فتوح۔ وہ ارواح جو کشف اور کرامت سے پُر ہوں جسے خدا کا قرب حاصل ہو ؛

[2] محل نزول: دل گشت اُترنے کی جگہ ہوئی ؛ [3] از بزرگ جُدا الخ باپ دادا سے یعنی بزرگوں سے مشہور ہوتے چلے آئے ہیں ؛

شان وشوکت کے آستان بوسی سے سرفراز ہوئے اور چونکہ مخالفت کی تحریر حبشیوں کی پیشانیوں سے نمایاں ہوتی تھی۔ اسلئے سب قید کئے گئے۔ اور شہر احمد آباد گجرات جس کی شان میں یہ بزرگ[1] آیت ہے التی لم یخلق مثلہا فی البلاد۔ بغیر لڑے ہاتھ آگیا۔ چنانچہ گجرات کے بادشاہوں کے واقعات میں لکھا گیا ہے۔ چونکہ ابراہیم حسین مرزا بھڑوچ کے نواح میں تھا اور محمد حسین مرزا سورت کے آس پاس تھا اسلئے عرش آشیانی نے ان کے دور کرنے کا ارادہ کیا۔ اس عرصہ میں جب کہ اختیار الملک کہ جو گجرات کے معزز سرداروں میں سے تھا جو ان کی طرف بھاگا تو گجرات کے تمام سردار حبشیوں کی طرح قید کر لئے گئے۔ اور جب آسمان تک پہنچنے والے چتر[2] کا سایہ کمبات کے بندر پر پڑا تو خان اعظم مرزا عزیز کوکہ احمد آباد گجرات کا حاکم کیا گیا۔ ابراہیم حسین مرزا نے بادشاہ کے نزدیک آپہنچنے کی خبر سن کر رستم خاں رومی کو اس خوف سے کہ مبادا وہ بادشاہ کی خدمت میں چلا جائے قتل کر کے چاہا کہ لشکر شاہی سے چالیس کوس کے فاصلہ پر سے گذر کر پنجاب کو چلا جائے اور وہاں فساد پھیلائے۔ پہر رات گذری تھی کہ عرش آشیانی نے یہ خبر سن کر خواجہ جہاں اور قلیج خاں کو شاہزادہ سلیم کی خدمت میں لشکر کے انتظام کے واسطے چھوڑ کر تھوڑی سی فوج کے ساتھ دو منزلہ رفتار سے ابراہیم حسین کی سرکوبی کا ارادہ کیا۔ دوسرے دن چالیس سواروں کے ہمراہ دریائے مہندری پر جو قصبہ ستربال کے پاس سے گذرتا ہے پہنچے ؛

چونکہ ابراہیم حسین کے ساتھ ایک ہزار سوار تھے اس لئے وہ بھاگ کر اسی جگہ ٹھہر گیا اور بادشاہ کچھ عرصہ ٹھیرا۔ اسی عرصہ میں سید محمود خاں باہرہ والے اور راجہ بھگوان داس اور مان سنگھ اور شاہ قلی خاں محرم اور سورجن رنتھنبور کا راجہ اور وہ سردار جو سورت کی طرف مقرر کئے گئے تھے بادشاہی حکم کے بموجب راستے میں سے پلٹ کر شتر سواروں کے ہمراہ بادشاہ کی خدمت میں آ حاضر ہوئے باوجود اس بات کے کہ اگر بادشاہ کچھ دیر ٹھہر جائے تو فوجیں کی فوجیں اکٹھی ہو جائیں لیکن عرش آشیانی جلدی کر کے اسی گروہ کو لیکر جن کی تعداد ایک سو پچاس آدمیوں سے زیادہ نہ تھی۔ ابراہیم حسین مرزا کے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ مان سنگھ کو ہراول بنایا اور دریا کو عبور کیا اس قصبہ

---

[1] ہر گز نہیں پیدا کیا گیا مثل اس کے شہروں میں ؛

[2] چتر فلک فرسا۔ آسمان کو گھس دینے والا چتر یعنی جو آسمان تک پہنچتا ہو بہت بلند سے مراد ہے ؛

کے سامنے دشمن سے جو ایک ہزار سوار لئے ہوئے تھے مقابلہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم حسین مرزا نے حملہ کر کے تیر اندازوں کو جگہ سے ہٹا دیا۔ جبکہ بادشاہ راجپوتوں کے ساتھ لشکر کی قلت کے سبب ایسی جگہ کھڑے تھے کہ جس کے دونوں طرف تھوہر[1] کی قطاریں تھیں اور وہاں تین سواروں سے زیادہ ایک دوسرے کے برابر کھڑے نہیں ہو سکتے تھے اُس وقت دشمن کی فوج کے تین سوار بے ادبی کر کے مارتے مارتے بادشاہ کے کھڑے ہونے کی جگہ تک آپہنچے۔

راجہ بھگوان داس نے جو بادشاہ کے قریب کھڑا تھا برچھا لیکر اُن میں سے ایک کا مقابلہ کیا اور اُسے بھگا دیا اور پھر دوسرے کی طرف متوجہ ہوا۔ بادشاہ نے جو تھوہر کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے اور تیر اندازی کر رہے تھے۔ راجہ بھگوان داس کی مدد پر گھوڑا بڑھایا اور وہ دشمن حضور کی ضرب کی تاب نہ لا کر مع دوسرے ہمراہی کے بھاگ گیا۔ راجہ بھگوان داس کے بھائی نے دشمن پر حملہ کر کے رستم اور اسفندیار کی داستان کو بھلا دیا[2]۔ اور اکیلا کئی آدمیوں کو مار کر مارا گیا۔ اس وقت بادشاہ نے تیر اندازوں اور راجپوتوں سمیت تھوہر میں سے نکلکر ابراہیم حسین مرزا پر حملہ کیا اور اکبر شاہی اقبال نے مدد کی ابراہیم حسین مرزا بغیر اس بات کے کہ اُسکو کچھ مشکل پیش آئی ہو بھاگ نکلا۔ دُنیا کے شروع سے اس وقت تک نہیں دیکھا گیا کہ کسی بادشاہ نے ایسا کام کیا ہو کہ لشکروں اور فوجوں کے جمگھٹے چھوڑ کر خود تھوڑے سے گروہ کے ساتھ ایسے بڑے طاقتور دشمن کا مقابلہ کیا ہو اور اپنے آپکو سخت خطرے میں ڈالا ہو۔ اس کے بعد بہت بڑی فوج کے ساتھ شامل ہو کر سورت کے قلعہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ کامراں مرزا کی بیٹی گلرخ بیگم جو ابراہیم حسین مرزا کی بیوی تھی قلعہ کو فوجی آدمیوں کے حوالے کر کے اپنے بیٹے مظفر مرزا کے ہمراہ دکن کو چلی گئی۔ اور شاہی فوج نے قلعہ پر پہنچکر محاصرہ[3] کر لیا۔ اور مرزاؤں نے پٹن کے قریب ایک جگہ جمع ہو کر جو مشورہ کیا تو سب کی یہی صلاح[4] ٹھہری کہ ابراہیم حسین مرزا مع اپنے چھوٹے بھائی مسعود حسین مرزا کے پنجاب میں جا کر بد انتظامی پیدا

---

[1] زقوم۔ تھوہر ایک قسم کا کانٹے دار دودھیا درخت ہوتا ہے جس کی باڑیں کھیتوں پر حفاظت کے لئے کسان لوگ لگاتے ہیں۔

[2] بر طاق نسیاں گذاشت۔ بھول کے طاق پر رکھ دیا یعنی بھلا دیں۔

[3] مورچل قسمت شد۔ مورچے تقسیم ہو گئے یعنے محاصرہ کے لئے سرداروں پر طرف [illegible] منقسم ہو گئیں۔

[4] قرعۂ مشورت۔ مشورت کا پانسہ۔ صلاح مشورے سے مراد ہے۔

اور محمد حسین مرزا اور شاہ مرزا شیر خاں فولادی کے ساتھ ہو کر پٹن پر چڑھائی کریں تو ممکن ہے کہ سورت کے قلعہ کا محاصرہ ان خرابیوں کے سبب سے اٹھ جائے اس کے بعد جب ابراہیم حسین مرزا ناگور میں پہنچا تو جودھپور کا حاکم رائے سنگھ پیچھا کر کے شام کے وقت اس کے پاس جا پہنچا۔ اور اس سبب سے کہ اس جگہ کے پانی کے مقام پر ابراہیم حسین مرزا قابض تھا۔ رائے سنگھ نے مضطرب ہو کر رات ہی کو لڑائی چھیڑ دی۔ دونوں طرف سے بہت سی خلقت ماری گئی۔ جس وقت ابراہیم حسین مرزا کا گھوڑا ایک تیر کے لگنے سے زخمی ہو کر گر پڑا اس کے آدمی شکست کھا کر بھاگے اور ابراہیم حسین مرزا تھوڑی دور پیدل ہی بھاگا۔ جب ایک نوکر کے پاس پہنچا تو اس کے گھوڑے پر سوار ہو کر بچ نکلا۔ دہلی میں پہنچ کر اور کچھ دنوں ٹھہر کر فوج اور سامان جمع کیا اور لاہور کا ارادہ چھوڑ کر سنبھل میں آیا۔ محمد حسین مرزا اور شاہ مرزا اور شیر خاں فولادی نے آٹھ ہزار سواروں سے سید احمد خاں بارہہ والے کو پٹن کے قلعہ میں گھیر لیا۔ خان اعظم مرزا عزیز کوکہ ان کے ہٹانے کے لئے احمد آباد سے پٹن کی طرف چلا۔ جب پٹن سے پانچ کوس کے فاصلہ پر پہنچا تو دشمنوں نے آگے بڑھ کر جنگ کی۔ اور ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ خان اعظم مرزا عزیز کوکہ کے دائیں اور بائیں فوج پریشان ہو گئی۔ لیکن خان اعظم اسی طرح جما[1] کھڑا رہا۔ اسی اثنا میں رستم خاں اور مطلب خاں نے سنبھلکر دوبارہ حملہ کیا۔ اور محمد حسین مرزا اور تمام دشمنوں کی فوجوں کو منتشر کر کے دکن کی طرف کو بھگا دیا۔ جب سورت کے قلعہ کا مورچہ تیار ہو گیا تو قلعہ والوں نے پناہ مانگ کر بادشاہی آدمیوں کے حوالے کر دیا اور بادشاہ فتحمند ہو کر احمد آباد گجرات کی طرف روانہ ہو گئے۔ اسی عرصہ میں بکلانہ کا راجہ بہارجیو جو دکن کا ایک سرحدی نامور راجہ تھا شرف الدین حسین مرزا کو جو اس وقت سے دس برس پہلے ناگور سے بھاگ کر دکن چلا گیا تھا۔ اور وہاں بھی کسی بے اعتدالی کے سبب سے ٹھہرنے کی قدرت نہ پا کر چاہتا تھا کہ بہارجیو کے پہاڑوں سے گذر کر محمد حسین مرزا کے پاس جا پہنچے پکڑ کر بادشاہ کے سامنے حاضر کیا اور وہ بہت سی مار کھانے اور بےعزتی اٹھانے کے بعد گوالیار کے قلعہ میں قید ہو کر مر گیا۔ اور چنگیز خاں کی ماں نے سفر طے کرنے کے وقت راستہ میں ہلکر جھجار خاں حبشی پر جو

---

[1] ثبات قدم از دست نداد۔ قدم کے ثابت رکھنے کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ یعنی ثابت قدمی کے گھوڑے کو نہ چھوڑا اور اپنی جگہ جما کھڑا رہا۔

اُس کے بیٹے کا قاتل تھا خون کا دعوے کیا۔ بادشاہ تو بہانہ چاہتے ہی تھے حجاز خاں حبشی کو ہاتھی کے پاؤں میں کچلوا کر بدلا لیا :

گجرات کے تمام علاقہ کو جو حالانکہ مرزا عزیز کوکہ کی قوم اور رشتہ داروں کا تھا تقسیم کر کے اجمیر کے راستے سے دوسری ماہ صفر ۹۸۱ھ کو دار الخلافہ میں داخل ہوئے۔ ابراہیم حسین مرزا جب سنبھل پہنچے تو سُنا کہ پنجاب کے سردار حسین قلی خاں کے ساتھ پنجاب کے پہاڑوں میں پہنچکر نگرکوٹ کے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اس لئے پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ وہ علاقہ خالی ہے لوٹ مار کرتا ہوا سندھ کے راستہ سے اپنے بھائیوں کے پاس پہنچ جاوے۔ حسین قلی خاں نگرکوٹ کے قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر مع سید یوسف خاں اور محب علی خاں وغیرہ کے اس کے پیچھے روانہ ہوئے اور تلنبہ کے نواح میں اس کے لشکر کے پاس پہنچکر جب سُنا کہ مرزا شکار کو گیا ہوا ہے اُس کی فوج لشکر پر حملہ آور ہوئی اور مسعود حسین مرزا نے ان کے روکنے کے لئے سوار ہو کر بھائی کو اطلاع بھیجی مگر بھائی کے پہنچنے سے پہلے ہی لڑ کر گرفتار ہو گیا اور اس کے بہت سے آدمی قتل ہوئے۔ ابراہیم حسین مرزا نے شکار سے لوٹ کر جب یہ حال دیکھا تو مرنے کا ارادہ کر کے لڑائی کے لئے کھڑا ہوا اور سخت لڑائی کے بعد بھاگ کر ملتان کو چلا گیا بلوچوں نے اس کا راستہ روک کر زخمی کر دیا۔ مرزا نے تنگ آ کر ایک بلوچ سے پناہ مانگی اور مخصوص خاں حاکم ملتان نے اُسے اُس بلوچ سے لیکر اور اُس کا سر جُدا کر کے حسین قلی خاں کے ہمراہ آگرہ آیا اور دونوں سرداروں نے اس [1]چیز کو جو اُن کے پاس تھی بادشاہ کے سامنے پیش کیا سر کو آگرہ کے قلعہ کے دروازہ پر لٹکا دیا اور مسعود حسین مرزا کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔ چنانچہ وہ اسی جگہ فوت ہو گیا۔ اسی سال ماہ ربیع الاول میں خان اعظم مرزا عزیز کوکہ کی عرضی آئی کہ اختیار الملک گجراتی اور محمد حسین مرزا نے باہم ملکر گجرات کے اکثر علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے اور اب بہت بڑے لشکر کے ساتھ آ کر احمد آباد کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ (بیت) زمانہ دوسرے فتنے کا خیال رکھتا ہے اور رات دن اُسکو یہی کام ہے۔ اگر بادشاہ خود توجہ فرمائے تو بہت مناسب ہوگا۔ (بیت) بادشاہ کے گھوڑوں کی آندھی کے سوا اور کوئی اس گرد کو راستے میں سے

---

[1] ابراہیم حسین مرزا کے سر سے مطلب ہے۔ [2] صرصر پایاں۔ گھوڑوں کی آندھی۔ یعنی وہ ہوا جو گھوڑوں کی رفتار سے پیدا ہوتی ہے اور جس میں گھوڑوں کے پاؤں کی گرد اُڑتی ہے :

نہیں اُٹھا[1] سکتا۔ چونکہ برسات کا موسم تھا اور فوج کی بڑی تعداد جلدی سے نہیں جا سکتی تھی اسلئے عرش آشیانی نے دو ہزار سوار چُن کر اور تن تنہا[2] ہلکا پھُلکا کر کے ہراول کے طور پر پہلے روانہ کر دئے اور آپ بھی تین سو آدمیوں کے ساتھ جن میں سے اکثر مشہور امیر اور منصب دار تھے تیز رفتار سانڈنیوں پر سوار ہو کر اور گھوڑوں کو خالی لیکر روانہ ہوئے۔ اور چار منزلوں کی ایک منزل کر کے پٹن گجرات میں ہراول کی فوج سے آملے۔ اس کے بعد فتح نصیب جھنڈے کے سایہ میں تین ہزار سوار جمع ہو گئے۔ اور فوج کو مرتب کیا گیا۔ قلب فوج مرزا عبدالرحیم بن بیرم خان ترکمان المخاطب بہ خان خانان کے حوالے کر کے دائیں بائیں اور ہراول کے دستے مقرر کئے اور آپ ایک سو سواروں کے ساتھ الگ ہو کر احمد آباد کو چلے۔ اور ایک لشکری کو نزدیک آ جانے کی خوشخبری پہنچانے اور گجراتی لشکر کے بُلانے کے واسطے بھیجا۔ جب احمد آباد دو کوس رہ گیا تو نقارہ اور دھونسا بجانا شروع کیا۔ محمد حسین مرزا اور اختیار الملک بادشاہ کی چڑھائی سے بے خبر تھے۔ بادشاہی نقارہ کی آواز سُنکر گھبرائے اور لڑائی کے سامان کی درستی میں مصروف ہوئے۔ محمد حسین مرزا تین ہزار سواروں سے اِس معاملہ کے دریافت کرنے کو احمد آباد کے دریا کے کنارہ پر آیا اور سبحان قلی خاں سے جو بادشاہ کی طرف سے دریا کے کنارہ پر آیا تھا دریافت کیا کہ یہ کس کا لشکر ہے اور اس گروہ کا سردار کون ہے۔ سُبحان قلی خاں نے جواب دیا کہ بادشاہی فوج اور شہنشاہی جمعیت ہے۔ محمد حسین مرزا نے کہا کہ آج چودھواں دن ہے جو میرے جاسوسوں نے حضور کو آگرہ میں دیکھا تھا اگر از روئے اتفاق خاص بادشاہی فوج ہے تو وہ ہاتھی کہاں گئے جو کبھی ساتھ سے الگ نہیں ہوتے۔ سبحان قلی خاں نے کہا کہ آج نواں دن ہے کہ بادشاہ نے رکاب میں پاؤں رکھا تھا اس صورت میں یقین ہے کہ ہاتھی اس تیز رفتاری سے ہمراہ نہیں رہ سکتے تھے۔ محمد حسین مرزا نے خوف زدہ ہو کر صفیں باندھنی شروع کیں۔ اور اختیار الملک کو پانچ ہزار سواروں سمیت احمد آباد کے دروازوں کی حفاظت پر چھوڑ کر آپ مع شیر خاں فولادی کے سات ہزار سوار مغل اور راجپوت اور گجراتی اور حبشی لیکر بادشاہ کا مقابلہ کیا۔ بادشاہ

---

[1] راستے سے اُٹھا نا مراد ہے محل ہونے والے کو دور یا نیست نابود کرنا۔

[2] جریدہ تنہا۔ سبکبار۔ ہلکا۔ یعنی بھاری اسباب نہ لادا۔

بہت دیر تک دریا کے کنارہ پر کھڑے ہو کر گجراتی فوج کے آنے کا انتظار کیا۔ چونکہ دروازے دشمنوں کے قبضہ میں تھے اس لئے ان کو باہر نکلنے کا موقع نہ ملا۔ بادشاہ دریا سے اُتر کر میدان میں آئے اور محمد حسین مرزا نے ایک ہزار پانسو ایسے فدائی مغلوں کو لیکر جنہوں نے اکثر لڑائیوں میں دلیری اور بہادری دکھائی تھی بادشاہ کے ہراول پر حملہ کیا۔ اور ساتھ ہی اس کے بائیں دستہ پر شاہ مرزا نے اور دائیں دستہ پر حبشیوں نے حملہ کر کے لڑائی کا بازار[1] گرم کر دیا۔

لڑائی زور شور سے ہونے لگی (بیت) دونو لشکر ایک دفعہ ہی اُٹھے اور کینہ کی صفیں آراستہ کیں۔ اس اثنا میں جبکہ دونوں فوجیں ایک دوسرے کے ساتھ پکڑ دھکڑ میں مشغول تھیں۔ بادشاہ سو سوار لیکر ایک طرف سے نکلکر غضبناک شیر کی طرح محمد حسین پر حملہ آور ہؤا۔ محمد حسین مرزا بادشاہ کا نام سُنتے ہی گھبرا[2] کر اور دل چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ دائیں اور بائیں فوجوں کے سرداروں نے محمد حسین مرزا کو بھاگتے دیکھ کر اپنی سلامتی بھی بھاگ جانے ہی میں دیکھی۔ محمد حسین مرزا نے جس کے رخسار پر ایک زخم لگا ہؤا تھا اور جس کا گھوڑا بھی زخمی تھا بھاگتے ہوئے تھوہر کی باڑ کے پاس پہنچکر چاہا کہ اپنا گھوڑا اس پر کودا لیجائے لیکن گھوڑے کی کمزوری نے اور خود اس کی گھبراہٹ نے اپنا نتیجہ دکھا دیا کہ محمد حسین مرزا زین سے الگ ہوگیا اور بادشاہی آدمی پہنچ گئے اسے گرفتار کر لیا اور بادشاہ کے سامنے لائے۔ ہر شخص دعوٰے کرتا تھا کہ مَیں نے اسے گرفتار کیا ہے۔ بادشاہ نے محمد حسین مرزا سے پُوچھا کہ تجھے کس شخص نے گرفتار کیا ہے اس نے کہا مجھے حضور کے نمک کے سوا اور کسی نے گرفتار نہیں کیا اور سچ تو یہ ہے کہ اُس نے سچ کہا۔

اب بادشاہ تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ جو دو سو بھی نہونگے ایک پشتہ کے نیچے جو لڑائی کے میدان کے قریب ہی تھا بیٹھ کر خان اعظم مرزا عزیز کوکہ کے آنیکا انتظار کر رہے تھے کہ ایک بڑی فوج نظر آئی۔ اور چونکہ وہ فوج بادشاہی فتح نصیب لشکر سے زیادہ فاصلہ پر نہ تھی اس سبب سے بادشاہی آدمیوں میں گھبراہٹ ظاہر ہوئی۔ ایک شخص اُنکے دریافت کرنے کے واسطے گیا اور آکر خبر دی کہ وہ اختیار الملک گجراتی ہے۔ شکست کی خبر سُنکر بادشاہ کے مقابلے کے واسطے آتا ہے۔

---

[1] بازار گرم کر دیا۔ یعنی خوب زور سے لڑائی ہونے لگی۔

[2] دست و پا گم کردہ۔ ہاتھ پاؤں کھو کر۔ یہ ایسے موقع پر بولا جاتا ہے جس وقت کہتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں پھول گئے ہیں۔

بادشاہ نے انہی دو سو آدمیوں کو حکم دیا کہ تیروں کی بوچھاڑ سے ان کا مُنہ پھیر دیں۔ نقارہ بجانے والوں کے ہاتھ پاؤں خوف سے پھول گئے تھے بادشاہ نے خود ہی سختی سے ڈانٹ کر نقارہ بجوایا[1] اختیار الملک بھی یہ سُنتے ہی کہ ان آدمیوں میں بادشاہ موجود ہیں خوف کھا کر بھاگا۔ محمد حسین مرزا اور ابراہیم حسین مرزا اور علی قلی خاں سیستانی مخاطب بہ خان زمان اور بہادر خاں سیستانی کے مارے جانے کے سبب سے اس بات کی زیادہ شہرت ہوگئی کہ بادشاہ نے آفتاب کو تسخیر[2] کر رکھا ہے۔ اس لئے دشمن اس کا نام سُنتے ہی بھاگ[3] نکلتے ہیں۔ یہی سبب تھا کہ پھر کوئی اُس کے مقابلہ پر نہ پڑا۔ جس وقت بادشاہ اختیار الملک کے ہٹانے کی طرف متوجہ تھے رائے سنگھ نے محمد حسین مرزا کو بادشاہ کی بلا اجازت قتل کر دیا اور اختیار الملک بھی بھاگنے کے وقت تھوہر کے جنگل میں پہنچ کر گھوڑا اُڑاتے ہوئے زمین پر گر پڑا۔ اور ایک بادشاہی سپاہی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اُس وقت مرزا عزیز کوکہ راستہ پا کر خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضور اُسی دن احمد آباد میں آئے اور گجرات کے انتظامات پھر خان اعظم مرزا عزیز کوکہ کو دیکر اجمیر کے راستے سے دو منزلہ کرتے ہوئے دار الخلافہ کی طرف متوجہ ہوئے اور جب قریباً پہنچے تو سب آدمی جوان کے ہمراہ تھے چھوٹے نیزے جنہیں ہندی زبان میں برچھیاں کہتے ہیں ہاتھوں میں لیکر شہر آگرہ میں داخل ہوئے۔ اسی سن میں سلیمان افغان کرارانی کا بیٹا داؤد جو بنگالہ کا حاکم تھا اطاعت سے منحرف ہوا۔ اور منعم خاں خان خانان حکم کے موافق اُس کے مقابلہ پر گیا کئی لڑائیوں کے بعد اُن میں صلح ہوگئی۔ بادشاہ نے صلح کو نامنظور کر کے راجہ ٹوڈرمل کو بنگالہ کا منتظم مقرر کیا اور منعم خاں کے پاس بھیجا کہ وہ سلیمان افغان کرارانی کے بیٹے داؤد کو علیحدہ کر دے یا خراج گذار[4] بنائے۔ سلیمان کے بیٹے داؤد کا چونکہ ایک شخص لودی نام

---

[1] بہ نقارہ نواختن باز داشت۔ نقارہ کے بجانے کے لئے روکا۔ یعنی روک کر نقارہ بجوایا

[2] تسخیر آفتاب یہ ایک قسم کا عمل ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے آفتاب کو اپنے کاموں کا مطیع کر لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ چونکہ دُنیا کا انتظام سب آفتاب پر منحصر ہے اسلئے آفتاب جسکے بس میں آجاتا ہے اُسے ہر کام میں کامرانی حاصل ہوتی ہے

[3] فرار قرار اختیار میکند۔ بھاگنے کو ٹھہرنے پر اختیار کرتا ہے یعنی نہ ٹھہر کر بھاگ جاتا ہے۔

[4] خراج گذار۔ خراج دینے والا۔ خراج وہ محصول ہے جو کسی ملک کا مالک اپنے زبردست بادشاہ کو اپنی فرمانبرداری کی علامت میں مقررہ وقت کے اندر ادا کرتا ہے۔

افغان اندرونی دشمن پیدا ہوگیا تھا اس لئے اُس نے مجبور ہوکر خراج[ف] دینا منظور کرلیا۔ اور لودی نامی افغان کو کسی اچھے بہانہ اور برتاؤ سے پکڑ کر مار ڈالا اور طاقت پکڑ کر عہد کو بھی توڑ دیا اور دریائے سون کے کنارہ پر اُس جگہ جہاں سون اور گنگا ملتی ہیں آکر پانی میں منعم خاں خانخانان سے لڑائی کی۔ اور کچھ کشتیوں کو لوٹ کر بھاگ گیا اور کہیں دور جا نکلا۔ منعم خاں خان خانان نے دریائے سون کو عبور کرکے پٹنہ کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور عرش آشیانی یہ خیال کرکے کہ بغیر ان کی (یعنی بادشاہ کی) توجہ کے اُس قلعہ کا فتح ہونا ممکن نہیں ہے اس لئے بذات خود تمام شاہزادوں اور سرداروں کو ساتھ لیکر ایک ہزار کشتیوں میں سوار ہوکر اور اُنپر رنگ برنگ کی پوششیں ڈالکر ٹھیک بارش کے وقت اُس طرف روانہ ہوئے چنانچہ قلعہ چنار کے سامنے بہت سی کشتیاں بھنور میں پھنسکر صحیح سلامت نکل آئیں بعد ازاں بنارس کی سرزمین پر اُترے چونکہ وہ فوجیں جو خشکی کی راہ سے روانہ ہوئی تھیں یہاں آگئی تھیں اسلئے بامراد شاہزادوں اور اہل حرم کو جونپور بھیجکر خود پٹنہ کا ارادہ کیا اسی وقت کبیر خاں نے جو بھکّر کے قلعہ کو فتح کرنے گیا تھا بھکّر کے فتح ہوجانے کا خط بھیجا۔ بادشاہ نے اُسے نیک فال سمجھا دریا کے راستے سے جب پٹنہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہؤا کہ عیسیٰ خاں نیازی جو افغانوں کے معتبر سرداروں میں سے تھا قلعہ سے نکلکر منعم خاں المخاطب خان خانان کی لڑائی میں مارا گیا اور قلعہ والے اور آدمی نکل بھاگنے کی فکر میں ہیں۔ بادشاہ نے خان عالم کو تین ہزار سوار دیکر حاجی پور کے قلعہ کے فتح کرنے پر مقرر کیا۔ اور اس نے وہاں پہنچکر قلعہ کو فتح خاں سے لے لیا۔ سلیمان کے بیٹے داؤد نے اس خبر سے ڈر کر حضور کی درگاہ میں ایلچی بھیجے اور معافی مانگی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تیری خطائیں خدمت میں حاضر ہونے کے بعد معاف کیجائینگی۔ اور اگر تو نہ آئیگا تو حالانکہ میرے پاس تجھ جیسے ہزاروں نوکر ہیں تاہم میں اکیلا ہی تجھ سے مقابلہ کرونگا جو فتح پائیگا قلعہ اُسی کا ہوگا۔ داؤد بن سلیمان اس جواب سے اَور بھی پریشان ہؤا اور رات کے وقت گڑھی کے دروازہ سے نکلکر کشتی میں سوار ہوکر بنگالہ کی طرف چلا گیا۔ عرش آشیانی نے ہاتھیوں کے چھیننے کے واسطے علے الصّباح ان کا تعاقب کرکے ۲۵ کوس مسافت طے

[ف] گردن بحلقۂ باج وخراج در آوردہ گردن کو خراج اور محصول کے حلقہ میں لایا یعنے خراج کا بوجھ گردن پر رکھ لیا خراج دینا منظور کرلیا۔

کی اور چار سو ہاتھی لیکر واپس چلے گئے اور پٹنہ کا قبضہ اور بندوبست منعم خاں خانخانان کے سپرد کرکے خوشی خوشی دارالخلافہ آگرہ کو واپس تشریف لائے۔ خاں اعظم مرزا عزیز کوکہ گجرات سے اور خان جہاں لاہور سے مبارکباد کے واسطے تنہا آئے اور پھر اپنی اپنی جاگیروں کو واپس چلے گئے۔ ان ہی دنوں میں بادشاہ نے خواجہ مظفر علی ترمذی کو جو بیرم خان ترکمان کے نوکروں میں سے تھا مظفر خاں کا خطاب دیکر رہتاس کے قلعہ اور بنگالہ کے فتح کرنے کے لئے بہار پر مقرر کیا۔ اور آپ اجمیر پہنچکر تقریباً دولاکھ روپے کی نقدی اور اسباب خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اور سید حسن خنگ سوار کے مقبرہ کے خادموں اور حق داروں کو دیکر آگرہ کو واپس چلے آئے۔ خواجہ مظفر علی مخاطب بہ مظفر خاں جو بنگالہ کو روانہ کیا گیا تھا۔ جب گڑھی کے قلعہ پر جو بنگالہ کا دروازہ ہے پہنچا تو سلیمان کا بیٹا داؤد مقابلہ کی تاب نہ لاکر اڑیسہ کو بھاگ گیا۔ راجہ ٹوڈرمل اور بہت سے سردار اڑیسہ ہم گئے داؤد بن سلیمان کے بیٹے جنید نے انہیں دو دفعہ شکست دی ÷

تمّت

فرہنگ انتخاب تاریخ فرشتہ

الف

آبا- (ع) باپ ÷

آذوقہ- (ع) کھانا تھوڑی سی قوت (یہ لفظ آب اور زقہ سے مرکب ہے، زقہ بمعنی پرندہ کی چونچ کا لقمہ ÷

آلات- (ع) ہتھیار ÷

اثقال- (ع) بوجھ- بھاری اسباب ÷

اثنین- (ع) دو ÷

اجداد- (ع) (جمع جد) دادا ÷

احداث- (ع) بنیاد ڈالنا- بنانا ÷

احدی- (ع) ایک ÷

احسن- (ع) سب سے زیادہ نیک- بہت ہی ا

احصار- (ع) گننا شمار کرنا، **احضار**- (ع) حاضر کرنا

احفاد- (ع) (جمع حفد) پوتے- نواسے ÷

احمال- (ع) بوجھ- اسباب ÷

احمر- (ع) بہت سرخ- زیادہ لال ÷

اختراعات (ع) (جمع اختراع) ایجادیں ÷

اخراج- (ع) خارج کرنا- نکال دینا ÷

اراذل- (ع) (جمع ارذل) کمینے- رذیل آدمی

اربعہ (ع) چار ؛ **ازدواج** (ع) زوجیت میں لانا۔ نکاح کرنا

ازدیاد ۔ (ع) زیادہ ہونا۔ بڑھنا ؛

استدعا ۔ (ع) درخواست خواہش کرنا۔ چاہنا ؛

استظہار (ع) مدد چاہنا۔ پشت پناہ بنانا ؛

استماع (ع) سننا ؛ **استمالت** (ع) دلجوئی ؛

استمداد ۔ (ع) مدد چاہنا۔ مدد طلب کرنا ؛

استیصال ۔ (ع) بیخ کنی کرنا ؛ **استیلا** (ع) غلبہ ؛

اعدائے عدو ۔ (ع) دشمنوں میں سب سے زیادہ دشمن ؛

اعدائے ۔ افضل التفضیل کا صیغہ ہے ؛

اعراض ۔ (ع) منہہ پھیرنا۔ ناراض ہونا ؛

اَعلام ۔ (ع) (جمع عَلَم) جھنڈے ؛

اعلام ۔ (ع) خبر دینا۔ آگاہ کرنا ؛

اعمال ۔ (ع) پرگنے ؛

اعیان ۔ (ع) (جمع عین) آنکھیں چشمے سردار

اعیانی ۔ (ع) حقیقی۔ سگے ؛

اُفق ۔ (ع) کنارہ۔ نگاہ کی حد ؛

اقطاع ۔ (ع) جاگیر ؛

اکناف ۔ (ع) سمتیں طرفیں ؛

الحمد للہ ۔ (ع) تعریف ہے واسطے اللہ کے حمد بمعنی تعریف

اَلف ۔ (ع) ہزار ؛

اُلوس ۔ (ت) خاندان۔ قوم۔ قبیلہ ؛

اماکن ۔ (ع) (جمع الجمع مکان) مکانات۔ مقامات ؛

امتداد (ع) مدت لگنا۔ دیر ہوتی کھینچنا۔ دراز ہونا۔ بڑھ جانا ؛

امتعہ ۔ (ع) (جمع متاع) پونجیاں۔ اسباب ؛

انتزاع ۔ (ع) نزع کرنا۔ کھینچنا۔ لینا ؛

انقیاد ۔ (ع) فرمانبرداری کرنا۔ مطیع ہونا ؛

انواع ۔ (ع) (جمع نوع) قسمیں طرح طرح کی ؛

اَواسط ۔ (ع) (جمع اوسط) درمیانی چیزیں ؛

اوباش ۔ (ع) بدمعاش۔ بدراہ۔ بدچلن ؛

اورق ۔ (ت) فوج۔ لشکر۔ آبادی۔ بستی ؛

ائمہ ۔ (ع) (جمع امام) پیشوا۔ دین کے سردار ؛

ایل ۔ (ت) مطیع۔ فرمانبردار ؛

ایلغار ۔ (ت) تیز رفتاری سے حملہ کرنا۔ دو منزل کو ایک منزل کرنا

ب

بُرقع ۔ (ع) روپوش۔ وہ کپڑا جو پردہ نشین عورتیں منہ چھپانے کے لئے استعمال میں لاتی ہیں۔

برنغار ۔ (ت) دائیں جانب کی فوج ؛

بم ۔ (ف) بلند آواز۔ بھاری آواز ؛

بنی اعمام ۔ چچاؤں کی اولاد۔ چچیرے بھائی۔ بنی بمعنے بیٹے۔ اعمام جمع عم بمعنی چچا ؛

بتہ ۔ (ت) چھوٹا درخت ؛

بے محابا ۔ (ع ف) نڈر۔ بے خوف ؛

پ

پاسلیقی ۔ (ت) سرداری ؛

ت

تحصن ۔ (ع) قلعہ میں ہو بیٹھنا ؛

تتمہ - (ع) دم چھلا۔ پچھلی چیز۔ آخری حصہ ٭

تسخیر - (ع) گھیرنا۔ لے لینا۔ فتح کرنا ٭

تسع (ع) نو ٭ **تسعمائۃ** - (ع) نو سو۔ ما بمعنی سو ٭

تسعین - (ع) نوّے ٭

تسویہ - (ع) مساوی کرنا۔ برابر کرنا۔ آراستہ کرنا ٭

تصرفات - (ع) قبضے۔ صورت بدل دینا ٭

تضرع - (ع) رونا۔ گڑگڑانا۔ عاجزی کرنا ٭

تعویق - (ع) ملتوی چھوڑ دینا۔ ڈھیل میں ڈالنا ٭

تکذیب - (ع) جھوٹ جاننا۔ غلط سمجھنا ٭

تماثیل - (ع) (جمع تمثیل) بت پتلیاں۔

تواچی - (ف) چوبدار۔ نقیب ٭

ث

ثبت - (ع) لکھنا ٭

ثقات - (ع) (جمع ثقہ) معتبر۔ پاک طینت ٭

ثلث - (ع) تین ٭ **ثمان** - (ع) آٹھ ٭

ج

جانقی - (ت) مشورہ۔ صلاح ٭

جرنغار - (ت) بائیں جانب کی فوج ٭

جسد - (ع) جسم۔ لاش ٭

جلائر - (ت) مغلوں اور ازبکوں کے ایک قبیلے کا نام ٭

جمازہ - (ع) تیز رفتار اونٹ۔ تیز رو سانڈنی ٭

جوار - (ع) قرب۔ آس پاس۔ ہمسایہ ٭

ح

حاشا وکلّا - (ع) ہرگز نہیں۔ پناہ بخدا ٭

حبس - (ع) قید ٭

حجابت - (ع) پاسبانی۔ سفارت۔ ایلچی گری ٭

حفر - (ع) کھودنا ٭

حیل - (ع) (جمع حیلہ) حیلے۔ بہانے ٭

خ

خدنگ - (ف) ایک قسم کا درخت ہوتا ہے جس کا تیر عمدہ اور مضبوط ہوتا ہے ٭

خزیدہ - (ف) چھپا ہوا ٭

خلا - (ع) خالی جگہ۔ خلوت۔ تنہائی کی جگہ ٭

خنگ سوار - (ع) ایک شخص کا لقب ہے خنگ بمعنے سفید گھوڑا ٭

د

دفائن - (ع) (جمع دفینہ) دفن کی ہوئی چیزیں۔ دبے ہوئے خزانے ٭

ذ

ذخائر - (ع) (جمع ذخیرہ) ڈھیر۔ جمع کئے ہوئے سامان

ر

ردیف - (ع) پیچھے آنے والی شئے۔ وہ فوج ج کمک کے واسطے پیچھے رہے ٭

رشد - (ع) جوانی۔ پکاپن ٭

رضاعی - (ع) دودھ شریک ٭

ز

زجر - (ع) جھڑکنا۔ سختی کرنا ٭ **زمام** - (ع) باگ۔ نکیل

س

سبدہا۔ (ف) ٹوکرے ؛ سبع۔ (ع) سات ؛
سبعین۔ (ع) ستر ؛ ستہ۔ (ع) چھ ؛
ستین۔ (ع) ساٹھ ؛
سریع السیر۔ (ع) جلدی چلنے والا۔ تیز رفتار ؛
سعایت (ع) چغلی کھانا۔ لگائی بجھائی کرنا۔

ش

شلاق۔ (ف) لکڑی سے مارنا۔ پیٹنا ؛
شنقار۔ (ع) مرنا۔ رحلت کرنا ؛
شوارع۔ (ع) (جمع شارع) راستے۔ سڑکیں ؛
شہور۔ (ع) (جمع شہر) مہینے ؛

ص

صبیہ۔ (ع) لڑکی ؛ صدد۔ (ع) درپے۔ پیچھے پڑا ہوا

ض

ضیق۔ (ع) تنگ ؛

ط

طوع۔ (ع) اطاعت۔ فرمانبردار ؛
طوے (ف) جشن۔ شادی کی محفل ؛

ع

عزا۔ (ع) ماتم۔ غم۔ الم ؛ عشرہ۔ (ع) دس ؛
عضد الدولہ۔ (ع) ایک قسم کا خطاب ہے ؛
علامہ۔ (ع) بہت جاننے والا۔ بڑا عالم ؛
علائے۔ ایک قسم کا سکہ ہے ؛
علیہ۔ (ع) اوپر اس کے ؛ عنف (ع) سختی ظلم ؛

غ

غراب۔ ڈونگہ۔ کشتی ؛
غنائم۔ (ع) (جمع غنیمت) لوٹ کے سامان ؛

ف

فترات۔ (ع) خالی مقامات۔ دو چیزوں کے بیچ کا خالی حصہ ؛ فرجہ۔ (ع) فرصت۔ موقع

ق

قبل۔ (ع) آگے لینا۔ سامنے رکھ لینا ؛
قرص۔ (ع) ٹکیا ؛
قشون۔ (ت) گروہ۔ فوج ؛
قضایے۔ (ع) (جمع قضیہ) جھگڑے۔ قصے ؛
قمرغہ۔ (ت) وہ شکار جو گھیرا ڈالکر کھیلتے ہیں ؛
قول۔ (ت) درمیانی فوج ؛
قہار (ع) غصہ ور۔ خشمناک۔ دلیر ؛

ک

کہیل۔ (ف) روزانہ ؛ کل۔ (ع) گنجا۔ بوتا ؛
کنگاس۔ (ف) صلح مشورہ ؛ کورکہ۔ (ت) نقارہ ؛

م

ماحی (ع) محو کرنیوالا۔ بھول جانے والا ؛
مبتہج (ع) بہجتناک۔ خوش۔ دلشاد ؛
متابعت۔ (ع) تابعدار ہونا۔ فرمانبرداری کرنا ؛
متجاوز۔ (ع) حد سے گزرنے والا۔ بڑھنے والا ؛
متحصن۔ (ع) قلعہ بند ہونیوالا۔ محصور ہونے والا ؛

متداول - (ع) جاری - مشہور ٭

متصدّی - (ع) انجام دینے والا - پیشکار ٭

متمرد - (ع) سرکش - بازی ٭

متوکلاً علی اللہ - اللہ پر بھروسہ رکھنے والا - متوکلاً بمعنی بھروسہ رکھنے والا ٭

متہوّر - (ع) تہور اختیار کرنے والا - بہادر - نڈر ٭

مجد - (ع) بزرگ - بڑا قیمتی ٭

محاذی - (ع) مقابل - سامنے والا ٭

محروسہ (ع) حراست کیا ہوا - گھیرا ہوا - قبضہ کیا ہوا ٭

محسوس (ع) حس دار - حرکت کرنیوالا - معلوم ہونے والا ٭

مخذول - (ع) ذلیل - بے عزت ٭

مُدافعہ - (ع) دفع کرنا - ہٹانا - مقابلہ کرنا ٭

مُرتفع (ع) رفیع - بلند - اونچا ٭

مرسول - (ع) مرسلہ - بھیجا ہوا - روانہ کیا ہوا ٭

مرضعہ - (ع) دودھ پلانے والی ٭

مُرقعہ - (ع) لکھی ہوئی - تحریر کیا ہوا ٭

مساعدت - (ع) دستگیری کرنا - مدد کرنا - پہنچا پکڑنا ٭

مستاصل - برباد ہونے والا - بیخکنی کیا ہوا - جڑ کٹا ہوا ٭

مستصوب - (ع) درست - مناسب نیک ٭

مستفاد - (ع) فائدہ - حاصل ٭

مستولی - (ع) غالب - غلبہ پانے والا ٭

مستعجلان - (ع) جلدی کرنیوالے تیز رفتار - قاصد سریع بمعنی جلدی کرنیوالا - **مشعر** (ع) خبر دینے والا ٭

مشکوک (ع) شک میں پڑا ہوا - شبہ آلا ٭ **مصحوب** - (ع) ہمراہ

معارک - (ع) (جمع معرکہ) لڑائیاں ٭

مُعاتبت - (ع) عتاب کیا گیا ٭

مغنیّہ - (ع) گانے والی عورت ٭

مقرون - (ع) نزدیک والی شئے - پاس کی چیز ٭

ملا - (ع) محفل - مجلس - بھری ہوئی شئے ٭

ممتد - (ع) کھچا - دراز - دیر - عرصہ ٭

ممر - (ع) راہ گزر - راستہ مجازاً سبب - **مملو** (ع) بھرا ہوا پُر ٭

منقلا - (ت) آگے والی فوج - بکٹ کی فوج ٭

منوال (ع) طریقہ - طرح ٭ **موازی** - (ع) برابر - ہم قیمت ٭

موہبت - (ع) بخشش - عطیہ ٭ **میسرہ** - (ع) بائیں طرف کی فوج ٭

میمنہ - (ع) دائیں طرف کی فوج ٭

و - **وغیر ذلک** - (ع) اور سوائے اس کے اس جیسے ذلک بمعنی اس جیسے ٭ **وفق** (ع) دوستی - میل - ملاپ ٭

ہ - **ہراول** (ت) آگے والی فوج - بکٹ کی فوج ٭

ی

یاسا - (ت) قتل کرنا - بدلہ لینا ٭

یاسا - (ت) قانون - طریقہ ٭

یاغی - (غ) باغی - سرکش ٭

یلغار - (ت) تیز رفتاری سے چڑھائی کرنا - (اصل میں الیغار تھا)

تمت

تمام شد

التماس

صاحبان! اس کتب خانہ سے ہر قسم کی کتب ہر مضمون ہر ملت و مذہب کی ہر زبان میں ہر جگہ کی طبع شدہ عمدہ سے عمدہ اور ارزاں سے ارزاں ملسکتی ہیں ہر فرمائش کی تعمیل حسب مرضی خریدار اس قدر صفائی اور راست بازی سے کی جاتی ہے۔ کہ جس کے صرف تھوڑے عرصہ کے تجربہ سے مجھ کو اس قدر التماس کرنے کی جرأت ہوئی ہے کہ جو صاحب ایک دفعہ امتحاناً تھوڑا بہت معاملہ کر کے اس نیازمند کو آرڈر مائش کا اعزاز بخشیں۔ تو ممکن نہیں کہ پھر عمر بھر اس تابعدار کی خدمت گزاری سے کسی طرح بھی رُو گردانی کریں۔ علاوہ ازیں ہر قسم کا کام چھپوائی عمدہ سے عمدہ ارزاں سے ارزاں اور جلد تیار ہو سکتا ہے۔ جواب طلب امورات کا جواب بلا آنے ٹکٹ ڈاک یا جوابی کارڈ کے فوراً دیا جاتا ہے۔ تاجران کتب۔ مدرسین وطلباء کے ساتھ دیگر تاجران لاہور کی نسبت خاص رعایت کی جاتی ہے ضرور آزماویں اور فائدہ اُٹھاویں *

المشتہر

آپ کا نیازمند

منشی رام اگروال تاجر کتب

ومہتمم کتب خانہ تعلیمی پنجاب انارکلی لاہور

انت ب ناسخ التواریخ

شاہ ایران سلطان ناصر الدین شاہ قاچار کی تخت نشینی کا بیان

ماہ چھٹی شوال کو شاہنشاہ غازی محمد شاہ قاچار نے آخرت کا سفر کیا (مر گیا) تو اراکین
ار بادشاہی کے جو دار السلطنت طہران میں موجود تھے ایک دل اور ایک زبان ہوکر یعنی تھا
ولیعہد سلطان ناصر الدین شاہ کا انتظار کیا۔ پہلے شہنشاہ کی بلند مرتبے والی اور
نت والدہ نے اپنے بیٹے کو خط بھیجا اور اُسے اطلاع دی۔ روس اور انگلستان کی
ردل نے بھی اپنی اپنی کونسل کو خط بھیجے تاکہ نئے شہنشاہ کو اس واقعہ سے اطلاع
خط روس کے سفیر دالغور کی کا انگشوف کو تبریز کی کونسل میں تھا پہنچا۔ مضمون یہ تھا
بیمار ہے۔ اور اس کا مرض ایسا سخت ہے کہ ہشیار ہشیار طبیبوں نے بھی
نے اور دوا دینے سے ہاتھ روک لیا ہے (اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے ہیں)
و وقت موسم گرما گذارنے کے واسطے نعمت آباد میں ٹھہرا ہوا تھا جب یہ خط پڑھا تو
ے پر سوار ہو کر بہت جلد تبریز میں آیا اور شوال کی تیرہویں تاریخ کو رات کے
ن ناصر الدین شاہ کے محل سرا کے دروازہ پر حاضر ہو کر بان اور نقیب کی
نیا کہ مجھے ایک ضرورت پیش آئی ہے اور اس لئے بے وقت اس آدھی رات کے وقت
پ کو تکلیف میں ڈالکر یہاں تک آیا ہوں۔ آخر کار شہنشاہ نے اجازت دی اور وہ سامنے
محفل کو غیر شخصوں سے خالی کیا اور انگشوف نے خط کا مضمون ظاہر کیا۔ ایران کا

التماس

صاحبان! اس کتب خانہ سے ہر قسم کی کتب ہر مضم ہر زبان میں ہر جگہ کی طبع شدہ عمدہ سے عمدہ اور ارزاں سے ہر فرمائش کی تعمیل حسب مرضی خریدار اس قدر صفائی اور راستی جاتی ہے۔ کہ جس کے صرف تھوڑے عرصہ کے تجربہ سے مجھ کو اس ق کی جرأت ہوئی ہے کہ جو صاحب ایک دفعہ امتحاناً تھوڑا بہت معاما نیازمند کو آزمائش کا اعزاز بخشیں۔ تو ممکن نہیں کہ پھر عمر بھر اس خدمت گزاری سے کسی طرح بھی رُوگردانی کریں۔ علاوہ ازیں ہر ق عمدہ سے عمدہ ارزاں سے ارزاں اور جلد تیار ہو سکتا ہے۔ جواب کا جواب بلا آنے ٹکٹ ڈاک یا جوابی کارڈ کے فوراً دیا جاتا ہے۔ تاجر مدرسین و طلباء کے ساتھ دیگر تاجران لاہور کی نسبت خاص رعا ضرور آزماویں اور فائدہ اُٹھاویں ؎

المشتہر

آپ کا نیازمند

منشی رام اگروال تاجر کتب

و مہتمم کتب خانہ تعلیمی پنجاب انارکلی لاہور

انتخاب ناسخ التواریخ

تبریز میں شہنشاہ ایران سلطان ناصر الدین شاہ قاچار کی تخت نشینی کا بیان

جب منگل کی رات چھٹی شوال کو شاہنشاہ غازی محمد شاہ قاچار نے آخرت کا سفر کیا (مر گیا) تو ارکان
سلطنت اور واقفِ کار بادشاہی کے جو دار السلطنت طہران میں موجود تھے ایک دل اور ایک زبان ہو کر (یعنی اتفاق
کر کے) بلند مرتبہ والے ولیعہد سلطان ناصر الدین شاہ کا انتظار کیا۔ پہلے شہنشاہ کی بلند مرتبے والی اور
بڑی صاحب عصمت والدہ نے اپنے بیٹے کو خط بھیجا اور اسے اطلاع دی۔ روس اور انگلستان کی
سلطنتوں کے سفیروں نے بھی اپنی اپنی کونسل کو خط بھیجے تاکہ نئے شہنشاہ کو اس واقعہ سے اطلاع
دیں۔ غرض پہلا خط روس کے سفیر دالغورکی کا انکشوف کو جو تبریز کی کونسل میں تھا پہنچا مضمون یہ تھا
کہ محمد شاہ سخت بیمار ہے۔ اور اس کا مرض ایسا سخت ہے کہ ہوشیار طبیبوں نے بھی
اس کے علاج کرنے اور دوا دینے سے ہاتھ روک لیا ہے (اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے ہیں)
انکشوف نے جو اس وقت موسم گرما گذارنے کے واسطے نعمت آباد میں ٹھہرا ہوا تھا جب یہ خط پڑھا تو
ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر بہت جلد تبریز میں آیا اور شوال کی گیارھویں تاریخ کو رات کے
چھ بجے سلطان ناصر الدین شاہ کے محل سرائے کے دروازہ پر حاضر ہو کر دربان اور نقیب کی
معرفت عرض کیا کہ مجھے ایک ضرورت پیش آئی ہے اور اسی لئے میں اس آدھی رات کے وقت
اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر یہاں تک آیا ہوں۔ آخر کار شہنشاہ نے اجازت دی اور وہ سامنے
آیا۔ پس محفل کو غیر شخصوں سے خالی کیا اور انکشوف نے خط کا مضمون ظاہر کیا۔ ایران کا

شہنشاہ جو خدا کی ایک نشانی تھا۔ پہاڑ کی طرح قائم رہا اور ذرا بھی نہ گھبرایا اور انکو شوف کو چلے ج
کی اجازت دی اس کے بعد ایک شخص کو مرزا افضل اللہ نصیر الملک کے پاس جو اسوقت وزیر تھا
اور اسکو بُلوا کر وہ پوشیدہ معاملہ کہہ سُنایا۔ نصیر الملک کے اس خبر کے سُنتے ہی ہوش جاتے ر
اور دیوانہ نہیں تو بیہوش تو ہوا ہی چاہتا تھا کہ شہنشاہ نے اس کو ڈانٹا کہ ہوش میں رہ او
اپنی عقل کو کچھ خراب نہ کر یہ کوئی ہنر نہیں کہ آرام ہی کے وقت انسان کی عقل کو دیکھا جا
عقلمند وہ شخص ہے جو آفتوں سے بھرے ہوئے ہلاکتوں اور ڈرادنے رستوں میں اپنی عقل
پریشان نہ کرے اور احتیاط اور دانائی کی راہ سے تدبیر سوچے۔ اگر محمد شاہ جیسے باپ کے غم میں
لوگ مجھے تمام عمر بھی ماتم پُرسی کرتے رہیں اور تسلّی دیتے رہیں تو بھی کم ہے لیکن سوگ کی رسم کو قائم کرنا ا
ملک اور سلطنت کی باگ کو ہاتھ سے چھوڑ دینا نہ چاہیئے کہ جس سے خدا کے بندوں کی بیقدری ا
بے عزتی ہو اور وہ لوٹ گھسوٹ سے برباد ہو جائیں اگرچہ میں یہ کرسکتا ہوں کہ اکیلا گھوڑے پر
ہو کر دار الخلافہ میں جا پہنچوں اور تخت سلطنت پر بیٹھ جاؤں کیونکہ ایران کے لوگوں کے دل میری
سے گلشن کی مانند خوش ہیں۔ اور اُن کی آنکھیں میری سواری کو دیکھ کر روشن ہوتی ہیں لیکن ا
فعل سلطنت کی شان کو کم کرتا ہے۔ مناسب ہے سلح خانہ اور توپخانہ اور فوج کے ساتھ دار الخلا
کی طرف روانہ ہونا چاہیئے۔ اگرچہ میں نے آذربائجان کی تمام آمدنی خرچ کر ڈالی ہے لیکن ا
سونے کے سکہ کی تخمیناً تیس ہزار تومان میرے خزانچی کے پاس موجود ہیں وہ لے اور فو
کی درستی اور سفر کی بنیاد ڈالدی کر نصیر الملک نے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور پھر اپنے گھر گیا۔ ا
وزیر نظام مرزا تقی خاں بھی حکم کے موافق اس وقت نصیر الملک کے گھر پر آیا اور قاسم علیخان
بیٹے اللہ ویردی کو جو توپخانہ کا محافظ تھا اپنے ساتھ لایا اور اور شخصوں کو اُس بڑی مصیبت نا
خبر کی اطلاع کئے بغیر لشکر کی درستی اور سفر کی تیاری میں مشغول ہونے پہلے بہارلو کے س
سو گولہ اندازوں کو جو خوارقان کے مقام پر رہتے تھے بُلایا اور سوار توپخانوں اور سلح خانہ ک
درست کیا اور حکم دیا کہ مراغہ اور ناصرہ اور مرندی مقاموں کی فوجوں کے سردار اپنا اپنا سامان
لیس کر کے درگاہ پر حاضر ہوں یہ کام شوال کی گیارھویں تاریخ کو انجام پایا اور کسی شخص کو اس
بھید کی اطلاع نہ دی۔ بارھویں رات ایک قاصد نے جسے انگریزی سفیر نے اپنی کونسل ک

بھیجا تھا پہنچا اس نے بھی یہی لکھا تھا غازی شہنشاہ بہت ہی سخت بیمار ہے اور لازم ہے کہ سلطان ناصر الدین شاہ بہت جلدی اور تیزی سے سفر کرے۔ اور حاجی مرزا آقاسی نے بھی شہنشاہ کے مرض کی شدت اور سلطان ناصر الدین بادشاہ کے جلدی روانہ ہونے کی نسبت بہت کچھ لکھا تھا۔ روسی سفارت خانہ کا نائب آصلی دا صلی اور انگریزی سفارت کا نائب ایبٹ صاحب بھی آپہنچے اور شہنشاہ کی بیماری کی زیادتی کی خبر دی۔ شوال کی بارھویں تاریخ کو سہ پہر کے وقت ایک موت کی خبر لانے والا قاصد آیا اور عصمت شعار اور عالی مرتبہ بادشاہ بیگم اور خان خانان سلیمان خان کا خط لایا۔ اُس خط میں شہنشاہ کی موت کی خبر درج تھی اور یہ خبر شہر تبریز میں بجلی سا پھیل گئی۔ اسوقت بیرونی سلطنتوں کے سفیر درگاہ میں حاضر ہوئے اور یہ صلاح دی کہ شہنشاہ ایران کل سو جوان جو ذاتی حفاظت کے نام ہیں ساتھ لیکر ڈبل رفتار سے طہران کی طرف روانہ ہو شہنشاہ نے اُن کی بات نہ سنی اور حکم دیا کہ چوتھی فوج اور جنگجو جوانوں کی فوج حاضر ہو اور چار ہزار سوار طالسن اور شاہسیوں کے فرقہ کے جمع کئے اور حکم دیا کہ ڈیڑھ ہزار خیمے سات دن کے اندر اندر فوج کے لئے تیار ہو جائیں۔ جب یہ سب کام پورے ہو چکے تو نجومیوں کی تجویز سے ایک نیک روز مبارک وقت مقرر کیا سنہ ۱۲۶۴ ہجری کو جبکہ چودھویں شوال کی رات چار گھڑی گزری دار الحکومت تبریز میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور بادشاہی تاج سر پر رکھا اس شہر کے عالم اور فاضل اور اُس سرزمین کے تمام سردار اور امیر درگاہ میں حاضر ہوئے اور اس کے لئے دعائے خیر کی۔ عالی مرتبہ شاہزادہ حسن علی مرزا شجاع السلطنت اور محمد تقی مرزا حسام السلطنت شاہی درگاہ کو بوسہ دیکر شکر گزار اور دلشاد ہوئے۔ دوسرے مرزا تقی خاں وزیر نظام اور مرزا جعفر خاں مشیر الدولہ نے سوداگروں سے روپیہ اشرفیاں قرض لیکر لشکر کی تیاری کی اور حکم ہوا کہ مرزا جعفر خاں تبریز میں ٹھہر کر بیرونی سلطنتوں کے کاموں کی بُرائی بھلائی کو دیکھتا ہے اسوقت حضور کے کارگذاروں نے عرض کیا کہ حاجی مرزا داروغہ دیوان خانہ کے وزیر ہونیکے وقت میں ماکو مقام کے رئیس اکثر شہروں اور قصبوں کی سرداری کرتے تھے اور ظلم اور تعدّی سے بہت سا مال جمع کرکے ماکو کو لے گئے تھے اور خزانے جمع کرلئے تھے۔ اب مناسب یہ ہے کہ ماکو کے علیخاں کو ملزم ٹھہرا کر حکم دیا جاوے کہ ان کے جمع کئے ہوئے مال کو جرمانے میں وصول کر لیا جاوے کیونکہ اس گروہ نے رعیت پر ظلم کرنیکے علاوہ بھی مخبروں کی تحریر کے مواقف دیوان کی جاگیروں میں سے بہت کچھ لے لیا ہے اور کسی نے ان

شہنشاہ جو خدا کی ایک نشانی تھا۔ پہاڑ کی طرح قائم رہا اور ذرا بھی نہ گھبرایا اور انکشوفت کو چلے
کی اجازت دی اس کے بعد ایک شخص کو مرزا افضل اللہ نصیر الملک کے پاس جو اسوقت وزیر تھا
اور اسکو بلوا کر وہ پوشیدہ معاملہ کہہ سنایا۔ نصیر الملک کے اس خبر کے سنتے ہی ہوش جاتے ر
اور دیوانہ نہیں تو بیہوش تو ہوا ہی چاہتا تھا کہ شہنشاہ نے اس کو ڈانٹا کہ ہوش میں رہ او
اپنی عقل کو مجھے خراب نہ کر یہ کوئی ہنر نہیں کہ آرام ہی کے وقت انسان کی عقل کو دیکھا جا
عقلمند وہ شخص ہے جو آفتوں سے بھرے ہوئے ہلاکتوں اور ڈراونے رستوں میں اپنی عقل
پریشان نہ کرے اور احتیاط اور دانائی کی راہ سے تدبیر سوچے۔ اگر محمد شاہ جیسے باپ کے غم میں
لوگ مجھے تمام عمر بھی ماتم پرسی کرتے رہیں اور تسلی دیتے رہیں تو بھی کم ہے لیکن سوگ کی رسم کو قائم کرنا
لک اور سلطنت کی باگ کو ہاتھ سے چھوڑ دینا نہ چاہیئے کہ جس سے خدا کے بندوں کی بیقدری
بے عزتی ہو اور وہ لوٹ گھسوٹ سے برباد ہو جائیں اگرچہ میں یہ کر سکتا ہوں کہ اکیلا گھوڑے پر
ہو کر دار الخلافہ میں جا پہنچوں اور تخت سلطنت پر بیٹھ جاؤں کیونکہ ایران کے لوگوں کے دل میری
سے گلشن کی مانند خوش ہیں۔ اور ان کی آنکھیں میری سواری کو دیکھ کر روشن ہوتی ہیں لیکن ای
فعل سلطنت کی شان کو کم کرتا ہے۔ مناسب سلح خانہ اور توپخانہ اور فوج کے ساتھ دار الخلا
کی طرف روانہ ہونا چاہیئے۔ اگرچہ میں نے آذربائیجان کی تمام آمدنی خرچ کر ڈالی ہے لیکن اب
سونے کے سکہ کی تخمیناً تیس ہزار تومال میرے خزانچی کے پاس موجود ہیں وہ لے اور فو
کی درستی اور سفر کی بنیادی کر۔ نصیر الملک نے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور پھر اپنے گھر گیا۔ ا
وزیر نظام مرزا تقی خاں بھی حکم کے موافق اس وقت نصیر الملک کے گھر پر آیا اور قاسم علیخاں
بیٹے اللہ وردی کو جو توپخانہ کا محافظ تھا اپنے ساتھ لایا اور اور شخصوں کو اس بڑی مصیبت
خبر کی اطلاع کئے بغیر لشکر کی درستی اور سفر کی تیاری میں مشغول ہوئے پہلے بہارلو کے
سو گولہ اندازوں کو جو خوارقان کے مقام پر رہتے تھے بلایا اور سوار توپچالوں اور سلح خانہ ک
درست کیا اور حکم دیا کہ مراغہ اور ناصرہ اور مرندی مقاموں کی فوجوں کے سردار اپنا اپنا سامان
لیس کر کے درگاہ پر حاضر ہوں یہ کام شوال کی گیارھویں تاریخ کو انجام پایا اور کسی شخص کو اس
بھید کی اطلاع نہ دی۔ بارھویں رات کو ایک قاصد جسے انگریزی سفیر نے اپنی کونسل

بھیجا تھا پہنچا اس نے بھی یہی لکھا تھا غازی شہنشاہ بہت ہی سخت بیمار ہے اور لازم ہے کہ سلطان ناصر الدین شاہ بہت جلدی اور تیزی سے سفر کرے - اور حاجی مرزا آقاسی نے بھی شہنشاہ کے مرض کی شدت اور سلطان ناصر الدین بادشاہ کے جلدی روانہ ہونے کی نسبت بہت کچھ لکھا تھا - روسی سفارت خانہ کا نائب آصل واصلی اور انگریزی سفارت کا نائب ابیت صاحب بھی آپہنچے اور شہنشاہ کی بیماری کی زیادتی کی خبر دی - شوال کی بارھویں تاریخ کو سہ پہر کے وقت ایک موت کی خبر لانے والا قاصد آیا اور عصمت شعار اور عالی مرتبہ بادشاہ بیگم اور خان خانان سلیمان خان کا خط لایا - اُس خط میں شہنشاہ کی موت کی خبر درج تھی اور یہ خبر شہر تبریز میں بھی پھیل گئی - اسوقت بیرونی سلطنتوں کے سفیر درگاہ میں حاضر ہوئے اور یہ صلاح دی کہ شہنشاہ ایران کل سو جوان جو ذاتی حفاظت کے نام میں ساتھ لیکر ڈبل رفتار سے طہران کی طرف روانہ ہو شہنشاہ نے اُن کی بات نہ سُنی اور حکم دیا کہ چوتھی فوج اور جنگجو جوانوں کی فوج حاضر ہو اور چار ہزار سوار طالسن اور شاہسیوں کے فرقہ کے جمع کئے اور حکم دیا کہ ڈیڑھ ہزار خیمے سات دن کے اندر اندر فوج کے لئے تیار ہو جائیں - جب یہ سب کام پورے ہو چکے تو نجومیوں کی تجویز سے ایک نیک روز مبارک وقت مقرر کیا سنہ ۱۲۶۴ ہجری کو جبکہ چودھویں شوال کی رات چار گھڑی گزری دار الحکومت تبریز میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور بادشاہی تاج سر پر رکھا اس شہر کے عالم اور فاضل اور اُس سرزمین کے تمام سردار اور امیر درگاہ میں حاضر ہوئے اور اس کے لئے دعائے خیر کی - عالی مرتبہ شاہزادہ حسن علی مرزا شجاع السلطنت اور محمد تقی مرزا حسام السلطنت شاہی درگاہ کو بوسہ دیکر شکر گذار اور دلشاد ہوئے - دوسرے مرزا تقی خاں وزیر نظام اور مرزا جعفر خاں مشیر الدولہ نے سوداگروں سے روپیہ اشرفیاں قرض لیکر لشکر کی تیاری کی اور حکم ہُوا کہ مرزا جعفر خاں تبریز میں ٹھہر کر بیرونی سلطنتوں کے کاموں کی بُرائی بھلائی کو دیکھتا رہے اسوقت حضور کے کارگذاروں نے عرض کیا کہ حاجی مرزا داروغہ دیوان خانہ کے وزیر ہونیکے وقت میں ماکو مقام کے رئیس اکثر شہروں اور قصبوں کی سرداری کرتے تھے اور ظلم اور تعدّی سے بہت سا مال جمع کرکے ماکو کو لے گئے تھے اور خزانے جمع کرلئے تھے - اب مناسب یہ ہے کہ ماکو کے علیخاں کو ملزم ٹھہرا کر حکم دیا جاوے کہ ان کے جمع کئے ہوئے مال کو جرمانے میں وصول کرلیا جاوے کیونکہ اس گروہ نے رعیت پر ظلم کرنیکے علاوہ بھی مخبروں کی تحریر کے موافق دیوان کی جاگیروں میں سے بہت کچھ لے لیا ہے اور کسی نے ان

سکے جمع اور خرچ کی پڑتال نہیں کی ہے۔ دریاول بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارا قصد شہروں کے لینے اور ملکوں کے فتح کرنے کا ہے۔ حساب کے دفتر وغیرہ کی طرف نہیں ہے۔ علیخاں کو اجازت دی کہ ماکو کو واپس جاکر اپنے مکان پر پہنچے۔ اسی علیخاں کو دو مہینے پیشتر شہنشاہ غازی (محمد شاہ) نے حاجی مرزا اور عم دیوانخانہ کی صلاح سے تمام فتحمند فوجوں کی سرداری کا حکم دیا تھا اور اُسے ایک تلوار سے جسکا قبضہ ہیرے کا جڑاؤ تھا اور ایک تمغہ سے جو قیمتی جواہرات سے آراستہ تھا عزت بخشی تھی۔ اور مرزا تقی خاں وزیر نظام نے اس مرتبے اور عہدے کی مبارکباد کے لیئے تبریز میں ایک مناسب دعوت دی تھی اور عمدہ جلسہ کیا تھا۔ غرض شوال کی ۱۹ تاریخ کو دس ہزار دلیر جوان پیدل اور سوار ہمرکاب ہونے کے لیئے تیار ہوئے اور ایران کا شہنشاہ تبریز سے نکلکر باسمنج مقام پر اُترا اور حکم دیا کہ تمام راستے میں قلعہ شکن چودہ توپیں سلحخانہ کے ساتھ فوج کے آگے آگے چلیں اور دو توپیں جو بھاری نہوں کوتل گھوڑوں پر ہیں۔ غرض اسی بھاؤ میں ایران کے امیروں اور سلطنت کے سرداروں کی عرضیاں اور تحریریں پیپے در پیے گذرنے لگیں کہ ہم سب بادشاہ کے فرمانبردار غلام ہیں۔ آنکھیں راستہ تک رہی ہیں اور جانیں صدقے ہونے کے لیئے تیار ہیں۔ خواہ جس قدر جلدی تشریف لاویں وہ دیر ہی معلوم ہوگی۔ اور جس قدر تیز رفتاری کو اختیار کرینگے وہ بہت ہی مناسب ہے۔ اور حاجی مرزا آقاسی سے اپنے نفرت کرنے اور شاہزادہ عبد العظیم کے پاس اس کے بھاگکر چلے جانے کا حال بھی لکھا۔ اور بادشاہی دعوے کے ساتھ سیف الملوک کے باغی ہونے اور اس کے قیدخانہ تک پہنچنے کا حال لکھا۔ پس ایران کا شہنشاہ دوسرے دن باسمنج سے روانہ ہوکر سعد آباد کی طرف چلا اور وہاں سے اوجان میں آکر ایک دن ٹھہرا تاکہ طاش فرقہ کے سوار آملیں اور وہاں سے چمن توپچی تک سفر کرکے ایک روز وہاں بھی قیام کیا اور احمد خاں نوائی داروغہ دربار کو مقرر کیا کہ آگے آگے سفر کرے اور ہر منزل میں سواروں اور پیدلوں کے گھاس دانہ اور کھانے پینے کا سامان تیار رکھے اور خمسہ کی فوج کو بھی حاضر کرے کہ بادشاہی سواری کے پہنچنے کے بعد بمقام زنجان آملیں۔ چونکہ اسوقت محمد خاں زنگنہ امیر نظام مرگیا تھا اور علیخاں ماکوئی بھی اپنے گھر کی طرف چلا گیا تھا اسلیئے ایران کی کل فوج پر حکم جاری کرنیوالا کوئی شخص نہ تھا۔ میرزا تقی خاں وزیر نظام نے جس نے اس سفر میں فوج کی تیاری کی عمدہ خدمت

---

[1] جاے جہاں جاوید داشت ہمیشگی کے جہان یعنی آخرت میں جگہ لینے کا ٹھکانا کیا۔

کی تھی موقعہ کو غنیمت جانا اور دربار کے اہلکاروں سے درخواست کی یہاں تک کہ محمد خاں زنگنہ کا لقب اور عہدہ اُسی کو ملگیا اور اسی منزل میں امیر نظامی کا بڑا عہدہ پایا اور اُس معززہ نام سے نامزد ہوا ٭

اور اس موقعہ پر بادشاہ کو ایک بہت بڑا کام پیش آیا کہ شہنشاہ غازی محمد شاہ کا وزیر حاجی مرزا آقاسی ایران کی آمدنی کو ایسے طریق سے خرچ کرتا تھا اور اس نے جاگیریں اور مدد معاش کے ذریعہ اور لوگوں کے روزینے اور انعامات اس طرح مقرر کر رکھے تھے کہ ایران کا سالانہ خرچ آمدنی سے دو کروڑ تومان زیادہ تھا ٭

نہ تو مرحوم شہنشاہ کی سخاوت کے باعث اس بات کو دریافت کرتا تھا نہ مغرور وزیر ہی اس کام کو برا سمجھتا تھا۔ اب سلطان ناصر الدین نے سوچا کہ اگر میں گذشتہ عہد کی طرح انتظام نہ رکھونگا تو ایران کے لوگ اپنے حقوق نہ پانیکے سبب ناراض ہو جائیں گے اور اگر ایران کے محصولوں کو بڑھا دوں اور رعیت کے لگان کو زیادہ کر دوں تو قیامت کے دن کیا جواب دونگا۔ پس بہتر یہ ہے کہ ایران کے آدمیوں میں سے کسی ایسے شخص کو جو اکھڑپن اور بدخلقی اور تُند مزاجی اور طبیعت کی بیرحمی میں یکتا ہو ڈھونڈ کر ہو لینا چاہیئے کہ وہ نہ تو جوان آدمیوں کی خوشامد کو دیکھے اور نہ بُوڑھوں کی کمزوری پر کڑھے امیروں کے شکر اور فقیروں کے دکھ کو ایک ہی ترازو میں تولے اور کنجوسوں کے مکر اور یتیم بچوں کی فریادوں کو ایک ہی طرح پر اندازہ کرے اور جب کسی عیالدار شاہزادہ کے روزینے کو گھٹائے تو اس کے دل کو ملال نہ ہو اور جب کسی منشی کی جاگیر پر کمی کا حکم لکھائے تو اس کام سے اُسے کچھ رنج نہ ہو بلکہ جبتک ایران کی آمدنی اور خرچ کو برابر نہ کرلے ماں اور بھائی پر بھی رحم نہ کرے ایران کے تمام آدمیوں میں سے مرزا تقی خاں امیر نظام کی پیشانی میں یہ وصف پایا گیا تعجب یہ ہے کہ اگر ایران کے معزز لوگوں میں سے سو آدمی بھی وزارت کے واسطے امیدوار کئے جاتے تو بھی اسکی باری نہ آتی اور یہ بات شہنشاہ کی ذاتی دانائی اور فہم و فراست سے ظہور میں آئی جیسا کہ کہتے ہیں کہ بادشاہ کے دل کو خدا کے فرشتوں سے لگاؤ ہوتا ہے اور دولتمندوں کو کم و بیش الہام ہوتا ہے۔ الغرض شہنشاہ ایران نے ارادہ کرلیا کہ وزیر اعظم کا عہدہ مرزا تقی خاں کو دے۔ اور یہ امر کسی ملک کے لینے اور سلطنت کے فتح کرنے سے بھی زیادہ شہرت دینے والا تھا کیونکہ عالی مرتبہ اور عصمت مآب ملکہ اور تمام شاہزادے

اور درباری امیر اُس کے خلاف رائے ظاہر کرتے تھے اور اس کے علاوہ اور صورت چاہتے تھے۔ باوجودیکہ شہنشاہ ایران سترہ یا اٹھارہ برس کا تھا اُس نے جو چاہا وہی کیا اور وہی درست ہوا مگر کسی کو اپنے دلی بھید سے واقف نہ کرتا تھا۔ اب ہم مطلب کے سلسلہ کو شروع کرتے ہیں بخشعلی خاں یوزباشی قراباغی مہد علیا کے حکم اور امیروں کی رائے سے دو توپخانہ اور ڈیڑھ ہزار سوار لیکر دار الخلافہ سے چمن تومیچی میں سفر طے کرکے آیا اور لشکرگاہ پر آملا۔ مرزا نظر علی حکیم باشی قزوینی کو حضور کی طرف سے مقام قم میں ٹھہرنے کے لئے حکم تھا اور وہ ابتک شہر قم ہی میں دن کاٹ رہا تھا اب آذربائیجان سے شاہی لشکر کی روانگی کا حال معلوم کرکے قم سے قزوین میں چلا آیا اور وہاں قزوین کے قبیلہ اخشار کے چھ سو سواروں کو لالچ دیکر اپنے ساتھ لیلیا اور چمن تومیچی میں لشکرگاہ کے ایک پہلو پر آ اُترا۔ شہنشاہ نے فرمایا کہ مرزا نظر علی کو کس نے کہا تھا کہ حکم کے خلاف کرے اور قم سے درگاہ میں حاضر ہووے۔ پس حاجی بیژن خاں کے بیٹے حسن خاں کو جس کے ماتحت بندوقچی غلام تھے حکم دیا کہ نصیر الملک سے کہے کہ ایک حکمنامہ جاری کرے جس کے موافق چند بندوقچی غلام نظر علی کو یہاں سے اُٹھا کر قم کی طرف لیجائیں اور وہاں ٹھہریں۔ آخرکار کچھ بندوقچی غلاموں نے سفر کی طیاری کیساتھ مرزا نظر علی حکیم باشی کا اسباب ضبط کرکے اُسے دار الامان قم میں نظربند کردیا اب جو مرزا آقا خاں وزیر لشکر کے داخل ہونے کی خبر دار الخلافہ میں پہنچی اور دربار کے سب امیروں نے اس کے آنے سے گھبراہٹ اور خوف ظاہر کیا تو دانا بادشاہ نے چاہا کہ مرکب سلطانی کے پہنچنے تک سب امیر سختی اور تباہی سے بے خوف رہیں۔ ایک خط دار الخلافہ کو روانہ کیا کہ مرزا آقا خاں فوجی وزیر کاشان کو واپس چلا جائے اور وہاں ٹھہرا رہے تاکہ بادشاہ طہران میں پہنچکر اسے اپنے پاس بلاوے۔ جب یہ حکم دار الخلافہ میں پہنچا تو وزیر لشکر نے کہا اس آنے سے میرا مطلب باشندگان کی بغاوت کو رفع کرنے اور ایران کے ان امیروں کو جو طہران میں رہتے ہیں۔ اس امر کا اختیار دینے کا تھا اس لئے کہ ایسا موقعہ نہو کہ ندامت اُٹھانی پڑے خدا کا شکر ہے کہ میں نے دونوں اُمیدیں پائیں اور اب شہنشاہ تشریف لاتے ہیں ان کی خاطر اقدس کو اب ان دونوں نامعلوم امور سے کچھ دقت نہ ہوگی۔ پس اب یہی مناسب ہے کہ میں سلطانی حکم کو بجا لاؤں۔ اور کاشان کو چلا جاؤں۔ جب نوبت یہانتک پہنچی تو انگریزی سفارت خانہ کے عہدے دار السلطانی قلعہ

میں آئے اور عصمت مرتبہ بیگم سے عرض کیا کہ برسوں سے انگریزی اور ایرانی سلطنت ایک دوسرے کی دوست اور خیر خواہ رہی ہیں۔ اور ایک دوسرے کے فائدہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے اب تو میں اپنی سلطنت کی طرف سے یہ خبر سُناتا ہوں کہ ہم ہرگز اس بات پر راضی نہونگے کہ لشکری وزیر جیسا شخص اِس درگاہ سے دور بھیجا جائے اور ادہر مہد علیا کی کاردار بھی اس کے چلے جانے پر راضی نہ ہوئیں۔ وزیر لشکر متفکر ہؤا اور ڈرا کہ میرے چلے جانے سے انگریزی سفارتخانہ کے کل عہدہ دار اور وہ سب سردار جو قلعہ میں اُکھٹے تھے اور اسیطرح مہد علیا کے ملازم جمع تھے ان کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اس لڑائی اور جوش کو جانے دیجئے۔ یہ مخالفانہ بات اسی وجہ سے ہے کہ میں بغیر حکم کے یہاں چلا آیا ہوں مگر یہ خیال غلط ہے۔ بیشک میں حکم کے موافق آیا ہوں۔ پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر شہنشاہ کا ایک خط جو اپنی ولیعہدی کے زمانہ میں لکھکر اُسے دیا تھا۔ اور جسکی مدت بادشاہ ہونے کے وقت پر مقرر تھی نکالا اور کہا کہ میں اس حکم کے موافق یہاں آیا ہوں اور اب میں اپنے مکان پر جاؤنگا جبتک کہ بادشاہ نہ آئے استقلال کے ساتھ وہیں ٹھہرونگا۔ اگر وہ مار ڈالیگا تو وہ حاکم ہے اور اگر مہربانی فرمائیگا تو جائز ہے جب دوست اور دشمن نے اس خط کو دیکھا تو چُپ ہوئے پھر وزیر لشکر سلطانی قلعہ سے اپنے مکان پر چلا گیا اور اسکا بھائی مرزا افضل امیر دیوان بھی اپنے گھر میں جا بیٹھا اب ہم پھر اپنی کہانی شروع کرتے ہیں۔ سلطانی جلوس نے چمن توپچی سے منزل بمنزل سلطانیہ مقام تک سفر طے کیا زنجان اور سلطانیہ مقاموں کے درمیان میں خسرو خاں گرجی نے علی خاں سرتیپ قراگوزلو کے ساتھ اور دو جانثار فوجوں نے سلطنت کی چوکھٹ کو جو نگر نیاز کی پیشانی خاک پر رکھی (یعنی حاضر درگاہ ہوئے) کیونکہ آذربائجان سے حکم جاری ہؤا تھا کہ خسرو خاں گروستان کو رضا قلی خاں کے پاس چھوڑکر درگاہ میں حاضر ہو غرض زنجان میں شہنشاہ کے وارد ہونے کے مقام میں حاضر ہو غرض زنجان میں شہنشاہ کے وارد ہونے کے مقام خمسہ کی دو نئی اور پرانی فوجیں بھی ڈیڑھ ہزار سواروں کے ساتھ شامل رکاب ہوگئیں اور شاہسیوں کے بھی ڈیڑھ ہزار سوار آملے۔ ایران کے شہنشاہ نے سلطانیہ میں بھی ایک دن قیام کیا اور فوج کی گنتی لی۔ توپخانے اور سلحہ خانہ اور تمام سوار اور پیدل حضور کے ملاحظہ سے گزرے۔ محب علی خان ماکوئی بھی مقام خمسہ ہی پر جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ مقام کرمان شاہ سے آکر شامل ہوگیا اسکا نافرمانی کرنا اور بلا طلب کئے درگاہ میں چلا آنا سخت ناراضگی کا باعث ہؤا حکم دیا کہ ملزم ٹھہرا کر اسے

قیدکریں۔ اور دولت حشمت کا سب مال و اسباب اس سے ضبط کرلیا۔ اب خمسہ کی فوج کا زنجان ٹھہرنے اور قراگوزلو کی فوج کو اپنی جگہ پر واپس چلے جانے کا حکم دیا تاکہ اپنا سامان درست کرکے جانے کے واسطے تیار رہیں۔ اور اپنے چچا عبدالصمد مرزا کو خمسہ کی حکومت پر چھوڑا۔ اور مرزا شفیع نوری کو اس کی وزارت پر مقرر کیا پھر خمسہ کے مقام سے قزوین کا راستہ لیا۔ قزوینی افشار کی فوج اور اور الوس کے سوار جو قزوین کے قریب ٹھہرے ہوئے تھے سب کے سب حاضر ہوئے اور چونکہ انکو ساتھ کچھ ضروری نہ تھا اس لئے قزوین میں ٹھہرے رہنے کا حکم دیا۔ اور وہاں سے دارالخلافہ کا راستہ طہران کے لوگ تمام شاہزادے سب امیر اور کل وزیر شہنشاہ کے لینے کے واسطے روانہ ہوئے۔ محمد حسن خاں ایروانی کے سوا کہ راستہ ہی میں سلطانی دربار کا اُسے ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ سُنا ہے تو ملازمت کے قاعدہ کے برخلاف عمل کرتا ہے اگر بعد ازیں تو اپنے گھر سے قدم باہر نکالیگا سر کاٹنے کا حکم دیا جائیگا۔ اس لئے محمد حسن خاں اپنے گھر میں رہا۔ اور فوج والے بھی جو فوج کے پیچھے تھے جلدی کرتے تھے اور راستہ میں جاتے تھے میں بھی مرزا شفیع صاحب دیوان کے ساتھ سلیمانیہ کی طرف دوڑا اور سلیمان وقت (یعنی ناصر الدّین شاہ) کے گھوڑے کے قدموں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا اور شاہی مہربانیوں سے بے انتہا عزت پائی۔ الغرض شاہی جلوس نے اس تزک احتشام کے ساتھ سلیمانیہ سے چلکر یافت آباد کے قصبہ میں قیام کیا اور شاہی خیمہ کھڑا کیا گیا جو سردار قلعہ میں تھے اور جنہوں نے اس بہانہ سے کہ ہم سلطانی قلعہ کو خالی نہیں چھوڑ سکتے ابھی تک سلطان کی اطاعت اختیار نہ کی تھی۔ وہ یافت آباد کے مقام پر درگاہ میں حاضر ہوئے۔ مرزا نصراللہ صدر الملک ابھی تک اپنے آپ کو صدر اعظم خیال کرتا تھا اور حاجی مرزا آقاسی کے مکان میں ٹھہرنے کی امید رکھتا تھا۔ یافت آباد میں جب بادشاہ کے حکمنامے اور مناصب میں مرزا تقی خاں امیر نظام کی جانب رجوع ہوئے اور مرزا حاجی آقاسی کی سرا اس کے ٹھہرنے کے واسطے قرار پائی تو لوگوں نے جان لیا کہ نظام امارت اور وزیر اعظم کا عہدہ اسے ملیگا۔ صدر الممالک اور سرداروں کے گروہ نے اس حکم کے ٹالنے کے لئے اپنی طاقت سے بڑھ کر کوشش کی مگر ان کی کوششیں بادشاہی حکم کی مضبوطی کے مقابلہ پہاڑ اور گھاس کی طاقتیں تھیں اور اس منزل میں جب مرزا سعید خاں کے جواب بیرونی سلطنتوں کا وزیر ہے نیک نیتی اور حسن عقیدت ظاہر ہوئی اور علم ادب اور فضیلت میں ا

درجہ کو اور فارسی اور عربی کی نظم و نثر کی کمال کو اور مختلف طرح کے خطوں کی پختگی کو اور کتنی زبانوں کی نعتوں کی واقفیت کو معلوم کیا تو شہنشاہ ایران نے مرزا تقی خاں کے مشورہ اور صلاح سے پرایوٹ خطوں کے تحریر کرنے اور رازدار باتوں کے لکھنے کے عہدہ پر اُسکو مقرر کیا غرض دوسرے دن کہ جمعہ کا دن اور ذیقعدۃ الحرام کی ۱۲ تاریخ تھی شہنشاہ ایران یافت آباد سے طہران میں آیا اور مرزا تقی خاں کو ہر گھڑی نئی نئی مہربانیوں کے ساتھ خلعت مرحمت کئے اور مرزا اور شریف لوگوں کے نام تحریریں بھیجی گئیں کہ ہفتہ کی رات مطابق ۲۲ ذیقعدہ کو کلاہ فرنگی عمارت کے سامنے والی شاہی دربار کے مکان میں حاضر ہوں اور نجومیوں ستارہ شناسوں اور رمل والوں کی تجویز کے موافق جب رات کے سات بجے پر بیس منٹ گزر گئے تو جوان بخت بادشاہ نے شاہی پوشاک کو جو سات پشتوں سے ورثہ میں چلی آتی تھی طلب کیا اور کیانی تاج کو جو وزن میں چار سیر رانی یاقوت اور اور بیش قیمت جواہرات سے مرصع تھا سر پر رکھا اور دریائے نور اور تاج معہ تمامی بازو بند جن کے بعض جواہرات کی قیمت حد و حساب سے زیادہ بیان کیگئی ہے باندھے اور ایک موتیوں کا کنٹھا جس کا ہر ایک دانہ کبوتر کے انڈے کے برابر مشہور ہے گلے میں آڑا لٹکایا اور ایک ہیرے کی تلوار جو ایسے شہنشاہ کے ہاتھ میں آکر ملک فتح کرے کمر میں باندھی اور سجے ہوئے جڑاؤ تخت پر بیٹھا درگاہ کے حاضرین صف بستہ کھڑے ہوئے اور رکوع اور سجدے کرتے ہوئے دعاء اور مبارکباد دی۔ یہ بندہ بھی جگنو کی طرح اس آفتاب کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس مبارک تخت نشینی پر سورہ یاسین اور تبارک پڑھ رہا تھا۔ اُس رات کو مرزا تقی خاں امیر نظام کو بھی وہ بیش قیمت خلعت جس کا تمام گھیر چمکدار موتیوں سے مرصع تھا مرحمت ہوا اور امیر نظام پر اتابکی اور وزیر اعظم کا لفظ بھی اضافہ ہوا اور تمام کاموں کا بندوبست اس کے دستخطوں اور مہر کے ساتھ قرار پایا۔ اس کے بعد پیر کے دن ۲۴ ذیقعدہ کو ایران کے شہنشاہ نے عام دربار کا حکم دیا اور بڑے شاہی محل اور کشادہ سلطانی دربار میں سنگ مرمر کے تخت پر کیانی تاج پہنکر جلوس کیا۔ اور بڑے بڑے سردار کھانوں خوشبودار شربتوں سے کامیاب اور دلشاد ہوئے بعد ازاں مرزا تقی خاں وزارت کی گدی پر بیٹھا اور سلطنت کے انتظام کے کاموں کے انجام دینے میں مشغول ہوا۔ محمد حسن خاں سردار کی سفارش کی اور بادشاہ نے اس کی خطائیں معاف کرکے دربار کا ملازم کرلیا۔ پھر ایران کے سرداروں کو ایک ایک دو دو کرکے اپنے سامنے بلاکر ان سے باتیں کیں پوچھا کہ تم پہلے یہ بتاؤ کہ تم میرے وزیر اعظم ہونے اور جو کچھ میں

دول۔ اس کی اطاعت کرنے کو منظور کرتے ہو۔ یا مخالفت کا باجا بجاؤ گے انھوں نے جب یہ دوسرے کہ یہ کام اب اس کے لئے مستقل طور پر ہوگیا ہے اور وہ حکومت کی گدی پر مستقل ہوکر بیٹھ چکا ہے ناچار اس بات پر راضی ہوگئے اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اقرار کیا۔ مرزا تقی خاں اس جماعت کی طرف سے مطمئن ہوگیا۔ اور خلقت کے کاموں کی حفاظت اور ملک کی سرحدوں اور کناروں کے انتظام کی طرف متوجہ ہوا چونکہ زیادہ آذربائیجان میں رہ چکا تھا۔ عراق اور ایران کی سلطنت کے کاموں پر بخوبی قادر نہ تھا۔ اسلئے پہلے ہی سے اسکا یہ خیال تھا کہ ملکی معاملات اور فوجی انتظام میں مرزا آقا خاں جیسا عقلمند اور واقف کار کوئی اور شخص نہیں ہے کیونکہ پہلے ہی سے جیسے وہ لشکر کا محاسب یا وزیر نظام تھا۔ لشکری وزیر کے ماتحت کام کیا کرتا تھا اور اس کے ہر کام کی لیاقت کو خوب جانتا تھا کہ ایران کے معاملوں کی پیچیدہ اور مشکل گرہوں اور خرابیوں کو لشکری وزیر کی تدبیر کے سوا اور کسی طرح نہیں کھول سکتا اس لئے اُس کے ساتھ دوستی اور مہربانی کا برتاؤ کیا اور دوستی کے قول اور محبت کے اقرار اور مضبوط کر لئے اور چھوٹے بڑے تمام کاموں میں اس کی صلاح کو مقدم رکھا اس کی مدد سے سلطنت کی مشکلوں اور حکومت کی سختیوں کو آسان کر لیا اور اس کی زبان کو بیرونی سلطنتوں کی مشکلات کی کنجی سمجھا اور اپنے حکم کی بنیادوں کو ان قاعدوں کی مضبوطیوں اور ان طریقوں کی پختگیوں سے قائم کیا اور قوی دل ہوکر درباری منشیوں اور درگاہ کے محاسبوں کو طلب کر کے ایران کی آمدنی کے جمع خرچ کے دفتر ان سے طلب کئے اور خرچ کو جمع سے دو کروڑ تومان زیادہ پایا۔ پس بڑے بڑے شاہزادوں کے گروہ سے لیکر چھوٹے چھوٹے نوکروں تک سب کے تمام درگاہ کے محاسب اور فوج کے بخشیوں سے طلب کئے اور تنخواہوں اور وظیفوں میں سے کچھ کم کردیا اور اس امر میں کچھ اور شریف اور دولتمند اور مفلس لوگوں کو ایک ہی ہاتھ سے حصہ پہنچایا تاکہ کوئی شخص کسی پر نہ ہنسے اور میں باوجود اس بات کے کہ شہنشاہ کے حضور میں محاسب کے عہدہ پر مامور ہونے کی عزت رکھتا تھا اور تحریر اور قصیدوں میں بے مثل موتی حضرت پر نثار کرتا تھا اور دنیا کی ساتوں ولایتوں تاریخ اور روئے زمین کے پانچوں حصوں کا بیان دس زبانوں سے ترجمہ کر کے لکھتا تھا اور دور و نزدیک کی عرضیوں کے حالات کو دربار عام میں بادشاہ کے سامنے اس روانی اور گویائی سے بیان تھا کہ بادشاہ تعریف کیا کرتا تھا اور ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضور کے سامنے دو ہزار آدمی جمع

اور فتح نامہ کا لانے والا نہ آیا تو میں نے سادہ کاغذ اُٹھالیا اور بغیر کسی رُکاوٹ کے اول سے آخر تک پڑھ دیا۔ غرض باوجود ایسی خدمات کے مرزا تقی خاں نے تخمیناً دو ہزار تومان سونے کے سکہ کے میری تنخواہ اور وظیفہ میں سے گھٹائے مگر ایک وقت مقرر کردیا کہ جب میں اس معاملہ کو جانچ لونگا تو تجھے دگنا دونگا اور لشکری وزیر نے بھی جو کچھ اس کے ذمہ مقرر کیا اُسے منظور کرلیا۔ الغرض یہانتک کیا کہ ایران کی آمدنی اور خرچ کو برابر کردیا۔ اس کے بعد شہروں اور مُلکوں کے انتظاموں کی طرف مشغول ہوکر شہنشاہ ایران کی صلاح سے حکم دیا کہ سکندر مرزا قزوین کی حکومت پر مقرر ہوا اور مرزا موسیٰ تفرشی محاسب نے قزوین کی وزارت پائی اور یہ ذی الحجہ مہینے کے آخری عشرہ میں منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔ اور حسین علی مرزا کے بیٹے شاہرخ مرزا کو جو فارس کا حاکم تھا کاشان کی حکومت پر جانیکا حکم ہوا۔ اور محمد حسین خاں کاشی کا بیٹا محمد کاظم خاں اسکا وزیر بنا اور اس کی خدمت میں حاضر ہونے کو کاشان روانہ ہوا ❖

تمت

فرہنگ انتخاب ناسخ التواریخ

(ا)

آذوقہ (ع) کھانا۔ طعام۔ خوراک ❖ **آقاسی**۔ داروغہ ❖

آورچہ نگاران (ف) مخبر۔ نامہ نگار۔ خبر دہندے ❖

آیت۔ (ع) نشانی ❖

ایت۔ (انگریزی) ایک انگریز کا نام ہے ❖

ابطال۔ (ع) جمع بطل۔ بہادر۔ دلیر ❖

ابلاغ۔ (ع) پہنچانا ❖

اجحاف۔ (ع) نقصان کرنا۔ سختی کرنا۔ ستانا ❖

اخذ۔ (ع) لینا۔ چھیننا ❖

ادات۔ (ع) سامان۔ اسباب ❖

اراضی۔ (ع) جمع ارض۔ زمین۔ مُلک ❖

ارج۔ (ع) قیمت۔ قدر ❖

ارصاد۔ (ع) نگہبان ہونا۔ انتظار میں بیٹھنا۔ (بالفتح) جنتر منتر۔ وہ مکان جہاں سے ستاروں کا شمار ہوتا ہے

ارک۔ (ف) قلعہ۔ بادشاہ کے قلعہ کی حویلی ❖

استقراء۔ (ع) جستجو۔ پہنچ۔ باقاعدہ ❖

استقصاء۔ (ع) انتہا کو پہنچنا ❖

استیفا۔ (ع) پورا۔ کامل ❖

اصغا۔ (ع) سُننا۔ کان لگانا ❖

اصل وصلی۔ ایک روسی آدمی کا نام ہے ❖

اعتساف۔ ظلم کرنا۔ بدراہ چلنا ٭

اعداد۔ (ع) تیار کرنا ٭

اعیان۔ (ع) جمع عین۔ چشمے۔ آنکھیں۔ سردار۔ امیر

افشار۔ (ع) جاسوس۔ ایک قبیلہ کا نام جو ایرانی قزلباشوں کی ایک شاخ ہے ٭

اقالیم۔ (ع) اقلیم۔ ولایت۔ مُلک ٭

اکراہ۔ (ع) کراہیت کرنا۔ مکروہ جاننا۔ بُرا سمجھنا ٭

الوسے۔ (ت) الوس فرقہ کا آدمی۔ الوس ایک قوم اور فرقہ کا نام ہے ٭

امارت۔ (ع) امیر ہونا۔ سرداری ٭

امصار۔ (جمع) مصر۔ شہر ٭

انشکوف۔ ایک روسی آدمی کا نام ہے ٭

انصراف۔ (ع) چلے جانا ٭

انگلش۔ انگریزی ٭

اوتراق۔ (ت) مقام کرنا۔ ٹھہرنا ٭

ایروانی۔ ایروان علاقہ کا رہنے والا ٭

ایل۔ (ت) فرمانبردار۔ خانہ بدوش۔ قوم۔ گروہ ٭

ب

بذل۔ (ع) خرچ ٭

بسیج۔ (ف) قصد۔ ارادہ ٭

بلاد۔ (ع) جمع بلد۔ شہر ٭

بلدان۔ جمع بلد۔ شہر ٭

بلیغ۔ (ع) کامل۔ پورا۔ خوش تقریر ٭

بوک و مگر۔ (ف) ہاں اور شاید۔ شش و پنج ٭

بہارلو۔ (ت) ایک ایرانی قوم کا نام ہے ٭

بیاض۔ (ع) سفیدی۔ کوری کتاب۔ سادہ ور

بین یدی الاعلیٰ۔ (ع) حضور کے سامنے۔ بین بمعنی
یدی مخفف یدین بمعنی دونو ہاتھ۔ ال تعریفی اعلیٰ بمعنی بلند

ت

تاج ماہ۔ (ف) ایک نہایت بیش قیمت جواہرات
مرصع بازوبند کا نام ہے جو سلطنت ایران کے قبضہ میں

تبارک۔ (ع) قرآن شریف ٭

تجہیز۔ (ع) سامان کرنا۔ تیاری کرنا ٭

تحدید۔ (ع) حد مقرر کرنا۔ اندازہ کرنا۔ تمیز کرنا ٭

تخریب۔ (ع) خراب کرنا۔ بگاڑنا ٭

ترصیص۔ (ع) مضبوط بنانا ٭

ترصیع۔ (ع) جڑاؤ بنانا ٭

تنقیص۔ (ع) کمی کرنا۔ گھٹانا ٭

ترقیم۔ (ع) لکھنا۔ رقم کرنا ٭

تسلیت۔ (ع) تسلی کرنا۔ اطمینان کرنا ٭

تشبید۔ (ع) تسلی کرنا۔ اطمینان کرنا ٭

تصریح۔ (ع) واضح طور سے بیان کرنا۔ کھول کر بات

تعب۔ (ع) رنج۔ سختی ٭

تعزیت۔ (ع) رونا۔ غم کرنا۔ پرسا ٭

تفرس۔ (ع) ڈھونڈھنا۔ سمجھنا۔ جاننا

تفویض۔ (ع) سونپنا۔ سپرد کر دینا ٭

تقبیل - (ع) چومنا - بوسہ دینا ؞
تقویم - (ع) درست کرنا - جنتری پترہ نجومیوں کا ؞
تومان - (ت) ایک سکہ جو پانچ روپے کے برابر ہے ؞
تویسرکانی - ایک فرقہ کا نام ہے ؞
تیول - (ت) جاگیر - وجہ معاش - روزینہ ؞

ث

ثغور - (ع) حدود - سرحدیں - کنارے ؞
ثقیل - (ع) بھاری - بوجھل ؞

ج

جریدہ - (ع) دفتر ؞
جلاب - گلاب اور قند کا عرق ؞
جمہور - (ع) مجمع گروہ - مجلس ؞
یبت - (ع) کونل - خالی ؞

ح

اجب - (ع) دربان - پردہ کرنے والا ؞
دیث - (ع) بات ؞
زم - (ع) احتیاط - رکھ رکھاؤ - بچاؤ ؞
زونت - (ع) سختی - درشتی ؞
حسام السلطنت - یہ ایک خطاب ہے جس کے معنے سلطنت کی تلوار ہے ۔

خ

ارجی (ع) بیرونی - باہر والی ؞
شونت - (ع) سختی ؞

خشیت - (ع) ڈرنا - خوف کرنا ؞
خمسہ - ایک مقام کا نام ہے ؞

د

دارالامان - (ع) امن کا گھر ؞
دارالخلافہ - (ع) خلافت کا گھر ؞
دارالسلطنت - (ع) سلطنت کا گھر ؞
دارالقرار - (ع) ٹھہرنے کا گھر ؞
دارالملک - (ع) ملک کا گھر ؞
داہیہ - (ع) مصیبت ؞
درود - (ع) صلوٰۃ - دعا ؞
دریائے نور - (ف) شاہ ایران کے ایک قیمتی بازوبند کا نام ہے
دول - (ع) دولت - سلطنت ؞
دوبیست - (ف) دو سو ؞
دھیا - (ع) بہت سخت - بہت بڑی ؞

ذ

ذلاقت - فصاحت - صفائی سے بولنا ؞
ذیقعدۃ الحرام - (ع) حرمت والا مہینہ ذیقعدہ جو عربی گیارھواں مہینہ ہے ؞

ر

رتق و فتق - باندھنا اور کھولنا - بند و بست ؞
رجال - (ع) جمع رجل - آدمی - انسان - مرد ؞
رمانی - (ع) انار جیسا ؞

ش

زمام۔ (ع) باگ ؛

زنگنہ۔ (ف) ترکوں کی ایک قوم کا نام ہے ؛

س

سبعہ (ع) سات ؛

سپری۔ (ف) گزرنیوالا۔ آخر ہونے والا ؛

ستر کبریٰ۔ بڑی پردہ دار۔ عصمت والی۔ ستر بمعنی پردہ۔ کبرا بمعنی بڑی ؛

سخرہ۔ (ع) ہنسی۔ کھلی۔ مسخرہ پن ؛

سدہ۔ (ع) چوکھٹ ؛

سرباز۔ (ف) بہادر۔ جنگجو ؛

سر سپہ۔ (ت) فوج کا افسر۔ سردار لشکر ؛

سفرائے۔ (ع) جمع سفیر۔ قاصد۔ پیغام پہنچانیوالا ؛

سورش۔ (ف) تندی۔ غصہ ؛

سیف الملوک۔ ایک شخص کا خطاب ہے ؛

سیورغال (ف) انعام۔ جاگیر ؛

ش

شاہسیول۔ ایک ایرانی قوم اور شہر کا نام ہے ؛

شجاع الملک۔ ایک قسم کا خطاب ہے جس کے معنی ملک کا بہادر ہیں ؛

شصت۔ (ف) ساٹھ ؛

شقاق۔ (ع) جنگجو۔ لڑنے والا ؛

شوال۔ (ع) عربی دسواں مہینہ ؛

شیلان۔ (ف) کھانا عناب ؛

ص

صاحب دیوان۔ (ف) وہ شخص جو اپنی تصنیفات سے غزلوں کی کتاب رکھتا ہو ؛

صدر الممالک۔ ایک قسم کا خطاب ہے ؛

صعب۔ (ع) سخت مہلک اور خوفناک ؛

صناوید۔ (ع) جمع صندید۔ سردار ؛

ط

طالیش۔ (ت) ایک علاقہ اور فرقہ کا نام ہے

طلاقت۔ (ع) گویائی۔ صاف گفتگو کرنا ؛

طوے۔ (ت) خوشی۔ جشن۔ جلسہ ؛

طیت۔ (ع) نیت۔ ارادہ ؛

ع

عجل۔ (ع) جلدی۔ تیزی ؛

عرادہ۔ (ع) ایک قسم کا ہتھیار۔ گوپیا۔ توپ کا چھکڑا

عساکر۔ (ع) جمع عسکر۔ لشکر۔ فوج ؛

عشر۔ (ع) دس۔ دسواں حصہ ؛

عصر۔ (ع) زمانہ۔ دن کا آخری حصہ ؛

علف۔ (ع) گھاس۔ دانہ۔ چارہ ؛

علیا۔ (ع) بلند مرتبہ والی ؛

غ

غازی۔ (ع) لڑنے والا۔ بہادر ؛

غائلہ۔ (ع) ناگہانی آفت۔ نامعلوم امر ؛

ف

فائز۔ (ع) پہنچنے والا۔ کامیاب ؛

فذلک (ع)۔ پس یہی۔ پس بمعنی پس ذلک بمعنی یہی ؞

فرائد۔ (ع) اکیلے ؞

فسیح۔ (ع) وسیع کشادہ۔ چوڑا ؞

فضلا۔ (ع) جمع فاضل۔ بزرگ عالم ؞

ق

قاچار۔ (ت) اُس قبیلہ کا نام ہے جسکی حکومت زمانہ موجودہ میں ایران کے اندر ہے ؞

قاطبہ۔ (ع) کل۔ سب تمام ؞

قراباغی۔ (ت) قراباغ شہر کا رہنے والا قراباغ ایک ایرانی مشہور شہر کا نام ہے ؞ قراطاس۔ (ع) کاغذ ؞

قزوینی۔ قزوین شہر کا باشندہ ؞

قم۔ ایران کا ایک شہر ہے ؞

قراگوزلو۔ قزلباشوں کے ایک فرقہ کا نام ہے ؞

قواد۔ (ع) لشکر کے سردار ؞

قورخانہ۔ (ت) اسلحہ خانہ۔ ہتھیاروں کا خزانہ ؞

قونسل۔ (انگریزی) کونسل۔ انجمن ؞

ک

کاشی۔ کاشان شہر کا رہنے والا ؞

گرجی۔ گرجستان کے علاقہ کا رہنے والا ؞

ل

لاجرم۔ (ع) آخر کار۔ القصہ ؞

لآلی۔ جمع لولو۔ موتی ؞

لئیمان۔ (ع) بدنصیب کمبخت ؞

م

ماخوذ۔ (ع) لیا ہوا۔ پکڑا ہوا ؞

ماکوئی۔ ماکو شہر کا رہنے والا ؞

مبانی (ع) جمع مبنی۔ بنیادیں۔ جڑیں ؞

مبرور۔ (ع) پاک۔ نیک ؞

مبلغے۔ (ع) کھرا۔ خالص ؞

متوالی۔ (ع) پے در پے۔ برابر ؞

متوقف۔ (ع) ٹھہرنے والا ؞

مخافت۔ (ع) خوف۔ ڈر ؞

مخبران شقاقی۔ (ع) بہادر جوان مخبر بمعنی جوان مرد شقاقی بمعنے لڑنے والا ؞ مداوا۔ (ع) دوا کرنا علاج کرنا

مراغہ۔ (ع) ایک ایرانی شہر کا نام ہے ؞

مرندی۔ (ف) شہر مرندہ کا باشندہ مرند ایک ایرانی شہر کا نام ہے ؞

مسالک۔ (ع) جمع مسلک۔ راستے طریقے ؞

مستوفی (ع) محاسب حساب لینے والا۔ نگران حال ؞

مسرعے۔ (ع) ایک قاصد ؞

مسلوک۔ جاری کیا ہوا ؞

مشیر الدولہ۔ ایک قسم کا خطاب ہے۔ سلطنت اور دولت کا اصلاح کار ؞ مصادرہ۔ (ع) جرمانہ۔ ڈنڈ ؞

معادل۔ (ع) برابر۔ ہموزن ؞

معضلات۔ (ع) مشکلیں ؞

معیل۔ (ع) عیالدار۔ بال بچوں والا آدمی ؞

مفتاح۔ (ع) کھولنے کا آلہ۔ کنجی لگالی ۔

مکانت۔ (ع) درجہ ۔

مکتومہ۔ (ع) چھپی ہوئی۔ پوشیدہ ۔

مکشوف۔ کھلی ہوئی۔ ظاہر ۔

مکلل۔ (ع) ملمع کیا ہوا۔ چمکدار۔ تاجدار ۔

مکنون۔ (ع) چھپا ہوا۔ بھید ۔

ملکوت۔ (ع) بادشاہی۔ خدائی فرشتے ۔

ملہم۔ (ع) الہام کرنے والا۔ بات کو دل میں ڈالنے والا ۔

مناطحت۔ (ع) لڑنا۔ مقابلہ کرنا ۔

منال۔ (ع) حاصل ہونے کی جگہ آمدنی کی شے جاگیر ملک۔ مکان۔ زمین ۔

منشور۔ (ع) پھیلا ہوا۔ حکم ۔

منضود۔ (ع) صف بصف۔ قطار وار۔ باڑ دار پروئے ہوئے

منیع۔ منع کرنے والا۔ روکنے والا۔ مضبوط قلعہ ۔

مواضعہ۔ باہم قول و قسم ہونا۔ عہد و پیمان کرنا ۔

موالات۔ (ع) دوستی

مورث۔ (ع) باعث۔ میراث پانے والا ۔

موکب۔ (ع) فوج۔ سوار۔ اردلی کے آدمی ۔

مہالک۔ (ع) مہلکہ۔ ہلاک کرنے والی چیز۔ مار ڈالنے والی شے ۔

مہد۔ (ع) پنگھوڑہ۔ بچھونا ۔

ن

ناصیہ۔ (ع) پیشانی۔ چتون ۔

ناعی۔ (ع) خبر دینے والا۔ مخبر ۔

نافذ۔ (ع) جاری ۔

نصیر الملک۔ ایک قسم کا خطاب سلطنت کا مددگار

و

والغورکی۔ ایک روسی شخص کا نام ہے ۔

وام۔ (ف) قرض۔ ادھار ۔

وسادہ۔ تکیہ۔ مسند ۔

وضیع۔ (ع) کمینہ۔ کمذات ۔

ولایت۔ (ع) ولی عہد بنانا ۔

ولیعہد۔ (ع) قائم مقام بنانا ۔

ہ

ہرج مرج۔ (ع) فتنہ۔ فساد ۔

ی

یٰسین۔ (ع) قرآن شریف کی ایک سورت کا نام ہے ۔

یوم القیوم۔ (ع) قیامت کا دن ۔

یوزباشی۔ (ت) سو آدمیوں کا افسر۔ یوز بمعنی سو باشی بمعنی سردار ۔

ییلاق۔ (ت) گرمی گزارنے کا مقام۔ گرمی ۔

उर्दू संग्रह

[illegible] का नाम इन्तखाब अनवार सहेली

लेखक अनवार सहेली

[illegible] वर्ष

[illegible] संख्या 1420

التماس

اس کتب خانہ سے ہر قسم کی کتب ہر مضمون ہر ملت و مذہب کی
کی طبع شدہ عمدہ سے عمدہ اور ارزاں سے ارزاں مل سکتی ہیں
مرضی خریدار اس قدر صفائی اور راستبازی سے کی جاتی
ے عرصہ کے تجربہ سے مجھ کو اس قدر التماس کرنے
ک دفعہ امتحاناً تھوڑا بہت معاملہ کرکے اس
نہیں کہ پھر عمر بھر اس تابعدار کی
ں۔ علاوہ ازیں ہر قسم کا کام چھپوائی
رہو سکتا ہے۔ جواب طلب امور
ا دیا جاتا ہے۔ تاجران کتب۔ مدرسین
خاص رعایت کی جاتی ہے

تہو

ب

لگالی

مکاتبت - (ع

مکتومہ - (ع) چھپی

مکشوف - کھلی ہوئی ظاہر

مکلل - (ع) ملمع کیا ہوا - چمکدار

مکنون - (ع) چھپا ہوا - بھید

ملکوت - (ع) بادشاہی - خدائی فرشتے

ملہم - (ع) الہام کرنے والا - بات کو دل میں ڈالنے

مناطحت - (ع) لڑنا - مقابلہ کرنا

منال - (ع) حاصل ہونے کی جگہ آمدنی کی شے جاگیر

ملک - مکان - زمین

منشور - (ع) پھیلا ہوا - حکم

منضود - (ع) صف بصف - قطار وار - باڑہ اوپر ہوئے

منیع - منع کرنے والا - روکنے والا - مضبوط قلعہ

مواضعہ - باہم قول و قسم ہونا - عہد و پیمان کرنا

موالات - (ع) دوستی

مورث - (ع) باعث - میراث پانے والا

موکب - (ع) فوج - سوار اردلی کے آدمی

مہالک - (ع) مہلکہ ہلاک کر والی چیز - مار ڈالنے والی شے

مہد - (ع) پنگھوڑہ - بچھونا

ولایت

ولیعہد -

ہرج مرج

یسین - (ع
نام ہے

یوم لیوم - (ع

یوزباشی - (ت
باشی یعنی سردار

ییلاق - (ت) گرمی کی
گرمی

1420

1420

1420;U

1420

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम इन्तखाब अनवार सहेली

लेखक अनवार सहेली

वर्ष

संख्या 1420

الت [illegible]

انوار سہیلی

انتخاب انوار سہیلی

آٹھواں باب

منتظم[1] راجہ نے ہوشیار[2] حکیم سے کہا (فرد) اے وہ شخص جو پچھلی[3] صبح کی مانند سر سے پاؤں تک راستی اور صفائی ہے اور پہلی[4] عقل کی طرح پاؤں سے سر تک بزرگی اور ہنر ہے تو نے اس گفتگو سے جو برائی اور نقص سے بری ہے اور اس تفصیل سے جو شک اور شبہ سے خالی ہے ایسے شخص کا قصہ بیان کیا جسپر زبردست دشمن اور غصہ اور مخالف حملہ کریں اور وہ کسی طرف سے نکل بھاگنے کا راستہ نہ پائے اور رہائی کی تدبیر سمجھ میں نہ آئے اور وہ ان میں سے کسی ایک سے پناہ مانگکر صلح کا قاعدہ اختیار کرے اور اس کی مدد اور صلح کے ذریعہ سے اوروں کے نقصانوں سے بچ جائے اور فساد اور شرارت اور تکلیف کے خطرے سے بے خوف ہو جائے اور دشمن سے اس امر میں اپنے اقرار کو پورا کرکے اپنے آپ کو اس کی طرف سے بھی مضبوط کرے۔ اور احتیاط کی بدولت اور عقل کی برکت سے مصیبتوں کے بھنور سے نکلکر فائدہ اور بچاؤ کے کنارے پہنچ جائے۔ اب میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ تو حسد اور عداوت رکھنے والوں کا حال بیان کرے کہ ان سے پرہیز کرنا اور پہلو بچائے رکھنا زیادہ اچھا ہے یا ان سے میل جول بہتر ہے۔ اور اگر ان میں سے کوئی دلجوئی کرے اور اس سے دوستی کا طریق ظاہر ہو تو اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے یا اس سے بالکل ہی الگ[5] رہنا چاہیئے

---

[1] جہاں آرا۔ جہان کا آراستہ کرنے والا یعنے منتظم [2] فرخندہ راے۔ مبارک عقل والا یعنی ہوشیار [3] صبح آخرین۔ پچھلی صبح یعنے وہ صبح جو کاذب کے بعد آتی ہے جسے صبح صادق کہتے ہیں اور جس کے بعد روشنی ترقی کرتے کرتے دن نکل آتا ہے [4] عقل اولین۔ پہلی عقل یعنی وہ عقلی طاقت جو خدا نے پہلے پیدا کی۔ وہ مراد حضرت جبریل علیہ السلام [5] درضمیر جاے نباید داد۔ دل میں کچھ جگہ نہ دینی چاہیئے یعنے اسپر کچھ بھروسہ نہ کرنا چاہیئے الگ رہنا چاہیئے ٭

برہمن نے کہا (فرد) اے وہ شخص جو خیال کی مانند[1] آزمائش کے شروع ہی سے عاقبت اندیش ہے اور عقل کی طرح پیدائش[2] کے شروع ہی سے باخبر ہے۔ جو شخص روح القدس[3] کے فیض سے مدد چاہے اور عقل کل[4] کی مدد سے حصہ لے بیشک وہ کاموں میں پوری پوری احتیاط رکھنے کو واجب جانے اور بھلائی برائی کے مقاموں اور فائدہ اور نقصانوں کے موقعوں کو اچھی طرح پہچانے اور اس کو یاد رہے[5] کہ تکلیف اٹھائے ہوئے دوست اور دُکھ دئے ہوئے ساتھی سے علیحدہ[6] رہنا سلامتی کے واسطے بہت مناسب ہے اور بدلہ چاہنے والے کے مکر کی گھاتوں سے اور گیہوں دکھا کر جو بیچنے والے کی بیوفائی کی راہداریوں سے پہلو بچانا خطروں سے محفوظ رہنے کی بات[7] ہے۔ خاص کر اُسوقت جبکہ اس کے دل کی بدی[8] اور اعتقاد کی کمی[9] کو عقل[10] سے تاڑ جائے اور اُس کے دل کے وسوسوں اور نیت کے نفاق کو غور کی نگاہ سے دیکھ پائے۔ (مثنوی) جب دشمن کو تکلیف پہنچے تو اس سے بے خوف نہ رہ کیونکہ زخمی کو زخم پہنچانے کی فکر رہتی ہے۔ اگر وہ اوّل میں مہربانی اور صفائی سے آیا ہے تو تُو آخر میں اس سے بہت تکلیف اُٹھائیگا۔ اور جو شخص بدلہ چاہنے والے میں دشمن کے آثار دیکھ لے تو لازم ہے کہ اُسپر کبھی بھروسہ[11] نہ کرے اور اس کی زبانی خوشامد اور مہربانی[12] پر دھوکہ نہ کھاوے اور

---

[1] افتتاح آزمائش۔ آزمائش کا کھلنا یعنے جسوقت سے آزمائش جاری ہوئی یا ظہور میں آئی یعنی شروع آزمائش سے

[2] از ابتدائے آفرینش۔ پیدائش کے شروع سے یعنے جسوقت سے عقل پیدا ہوئی اسی وقت سے

[3] روح قدس۔ روح القدس۔ پاک روح ایک فرشتہ کا نام ہے جو پیغمبروں کے ساتھ رہتا ہے

[4] عقل کل۔ عقل اولین وہ سب سے بڑا فرشتہ جسکا نام جبرئیل ہے حکماء نے دس عقلیں دس فرشتوں کو قرار دیا ہے روح القدس اور جبرئیل سے امداد اور حصہ پانے سے مراد یہ ہے کہ جو شخص عقلمند اور دانا ہو وہ کاموں میں احتیاط برتے

[5] پوشیدہ نماند چھپا نہ رہے یعنی معلوم ہو یا یاد رہے

[6] پہلو تہی کردن۔ پہلو خالی کرنا یعنے علیحدہ رہنا۔

[7] موجب ایمنی از خطر۔ خطر سے محفوظ رہنے کا سبب۔

[8] تغیر باطن۔ دل کا بدلنا یعنے ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ اور ہونا۔

[9] تفاوت اعتقاد محبت کا فرق یعنے بداعتقاد ہونا یا بے مروت ہونا۔

[10] بچشم خود معائنہ بیند۔ عقل کی آنکھ سے ملاحظہ کرے یعنی عقل سے سمجھ جائے۔

[11] محل تکیہ و پیمان نہ زد۔ محل اعتبار نہ بنائے یعنے بھروسہ نہ کرے یا اچھا نہ سمجھے۔

[12] فریفتہ نہ گردد۔ عاشق نہ ہوجائے دھوکہ نہ کھائے۔

دانائی اور خبرداری اور دور اندیشی کے پہلو کو نہ چھوڑے کیونکہ اگر اس سے اس بات کے برخلاف کوئی حرکت سرزد ہو تو ممکن ہے کہ وہ جان کو آفت کے تیر کا نشانہ بنائے اور ملال[1] و دہشت پوری کرے (بیت) دشمن سے نڈر رہنا بہت تکلیف پہنچاتا ہے۔ اگر کوئی غفلت کا بیج بوئیگا تو نقصان کے پھل پائینگے۔ ان تمام قصوں میں سے جو اس امر میں[2] دانا لوگوں کو یاد ہیں ابن مدین اور قبرہ کی حکایت عقل[3] کو بڑھاتی اور سمجھ کو زیادہ کرتی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا وہ قصہ کیا ہے۔ حکایت۔ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک بادشاہ ابن مدین نامی ہمت والا اور دانا تھا۔ اس نے سلطنت کے عالیشان محل اور رعب داب کے رواج کی کوشش سے آسمان کے گنبد کے برابر اونچا بنا دیا تھا (یعنی سلطنت کو بڑی ترقی دی تھی) اور بزرگی کے چبوترے تین والے مکان کو دولت کے حساب دان کی مدد سے آسمان کے سب سے اونچے کنگوروں سے بھی اونچا بنا دیا تھا (اپنے جاہ و حشم سے نہایت ہی عظمت اور عزت حاصل کی تھی) ہمیشہ فرشتہ جیسی شان و شوکت اور جمشید بادشاہ جیسے نصیبہ والا۔ آسمان کا ہم مرتبہ اور چاند سورج کا رتبہ رکھنے والا ایک پرندہ جسے قبرہ کہتے تھے نہایت ہی محبت رکھتا تھا اور وہ پرندہ خوبصورتی میں پورا اور گویائی میں پیارا اور شکل میں پسندیدہ اور وضع میں پرزیب تھا بادشاہ ہمیشہ اس سے باتیں کیا کرتا اور اس کے میٹھے میٹھے جوابوں اور مذاق دار کہاوتوں سے خوش ہوتا (خوشنودی)۔ بامذاق اور پیاری باتیں عمدہ چیزیں ہیں میٹھی باتیں دل کو خوب لبھالیتی ہیں۔ جو شخص ان چیزوں سے بہرہ پاتا ہے اسے بادشاہ اور بزرگ آدمی سب پسند کرتے ہیں۔ اتفاق سے قبرہ نے بادشاہ کے محل میں انڈے دیکر بچہ نکالا۔ بادشاہ نے بڑی محبت سے فرمایا کہ اسے شاہی زنانخانے میں لے جائیں اور زنانخانہ کے نوکروں کو حکم دیا کہ اس کی اور اس کے بچہ کی خدمتگذاری میں پوری کوشش کرتے رہیں اسی دن بادشاہ کے ہاں بھی ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی پیشانی پر بزرگی کا نور برس رہا تھا اور نیک بختی کی کرنیں اس کی ظاہری وضع سے نمودار ہوتی تھیں۔ قطعہ کا مطلب۔ آسمان کی بلندی پر

---

[1] آتش بلا۔ اور ساخت سینہ برافروختہ بلا کی آگ کو دل کے میدان میں بھڑکا سکتا ہے یعنے بدلا لینے کا خیال پورا کر سکتا ہے۔ [2] بر دفتر خاطر اولو الالباب مرقوم شدہ۔ عقلمندوں کے دلوں کے دفتر پر لکھے ہوئے ہیں یعنے عقلمندوں کو یاد ہیں [3] فزاید جمال آراستگی کی زیادہ کرنے والی۔ آراستگی عقل سے مراد ہے اور اسی طرح کمال سے بھی عقل اور دانائی مراد ہے کیونکہ انسان کی سب سے عمدہ آرائش اور کمال بھی دانائی ہی سے ہے۔

ایک چاند نکلا (یعنے خوش قسمتی اور نیک بختی کے ساتھ لڑکا پیدا ہوا) کسی نے اُس جیسا چاند ہزاروں برسوں میں بھی نہ دیکھا تھا مبارک نصیبہ والا اور دانا اور نیک قدم۔ فرشتہ کی سی صورت والا خوش نصیب اور نیکبخت تھا اس بزرگی کے پودے سے مُلک کا باغ ہرا بھرا ہو گیا جس طرح سے کہ شمالی ہوا سے پھول کی پتیاں تازہ ہو جاتی ہیں۔ جوں جوں قبرہ کا بچہ بڑھتا جاتا تھا اسی طرح شاہزادہ بھی بڑا ہوتا جاتا تھا اور ان دونوں کی آپس میں بہت ہی بڑی دوستی ہو گئی تھی۔ شاہزادہ ہر وقت اس پرند کے بچہ سے کھیلا کرتا۔ اور قبرہ ہر روز پہاڑوں اور جنگلوں میں جایا کرتا اور ایسے ایسے میوے جنہیں آدمی نہیں جانتے یا جانتے ہیں تو ان تک نہیں پہنچ سکتے وہ دو لایا کرتا ایک شہزادہ کو دیتا اور دوسرا اپنے بچہ کو کھلاتا بچے مزیدار میوہ پا کر اور خوش ہو ہو کر کھاتے اور اس کے فائدہ پہنچانے کی علامت بہت جلدی جلد ہی اُن کی طاقت اور بدن کی قوت میں ظاہر ہوتی جاتی تھی چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ بہت بڑے بڑے ہو گئے۔ فرد۔ وہ اپنی پرورش پانے میں بڑھ گئے جس طرح کہ فصل بہار کے اثر سے ہریاول بڑھتی ہے اور اس خدمت کے سبب سے ہر روز قبرہ کی عزت اور مرتبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا اور قرب[1] اور عزت دمبدم بڑھتی جاتی تھی کچھ عرصہ اسی طرح گزر گیا اور زمانہ نے رات دن کے سیاہ اور سفید ورق بہت سے لپیٹ ڈالے۔ (یعنی بہت سے دن رات گزر گئے) ایک دن قبرہ کہیں گیا ہوا تھا۔ اس کے بچہ نے شاہزادہ کی بغل میں جست کی پنجہ کے تیز ناخن سے اس کے ہاتھ کو زخمی کر دیا غصہ کی آگ نے بھڑک کر شاہزادہ کو ندامت اور غضب کے بھنور میں ڈال دیا یہاں تک کہ اس نے مردانگی اور مروت کی آنکھ میں خاک ڈالکر[2] اور قدیمی صحبت اور محبت کے حق کو غارت کر کے اسکا پاؤں پکڑا اور سر کے گرد پھرا کر ایسے زور سے زمین پر دے مارا کہ فوراً[3] مر گیا اور موت کے شکنجہ میں پڑ کر نیست و نابود ہو گیا۔ فرد۔ افسوس کہ تازہ کھلے ہوئے پھول کی ٹہنی باد خزاں کے سخت جھونکے[4] سے ٹوٹ گئی جب قبرہ نے واپس آکر بچہ کو مردہ دیکھا تو قریب تھا کہ اس کی جان بدن[5] سے نکل جاتی اس موجودہ حادثہ کے دیکھنے سے اس کے دل میں بہت بڑا رنج پیدا ہوا اور اس خوفناک واقعہ کے

---

[1] قرب نزدیکی یعنی بادشاہ کی نزدیکی اور مصاحب [2] مروت کی آنکھ میں خاک ڈالنا یعنے مروت سے منہ موڑ کر یا مروت کو خیال میں نہ لا کر بے مروت بنکر [3] با خاک برابر گشت۔ خاک کی برابر ہو گیا خاک میں مل گیا مر گیا۔ [4] مرغ روح کا جانور مراد جان سے ہے۔ [5] قفس قالب جسم کا پنجرہ مراد جسم ہی سے ہے ۔

پیش آنے سے غم اور الم کا اثر اس کے سینے کے اندر پتھر کے حرفوں کی طرح مستحکم ہو گیا۔ چاند اور عطارد کے مقاموں تک شور اور فریاد پہنچا کرتی تھی۔ بیت۔ افسوس ہے کہ دنیا کو دیکھنے والی آنکھ میں روشنی کا سرمہ نہ رہا۔ غمگین دل میں خوشی اور آرام کا سامان نہ رہا۔ بہت کچھ رونے پیٹنے کے بعد دل میں سوچی کہ اس مصیبت ناک آگ کو تو تو نے ہی روشن کیا ہے اور آسودگی کے اسباب محنت کے شور و غل کے عوض تو نے ہی بیچ ڈالا ہے۔ تجھے کسی غار کی تہ میں یا کسی دیوار پر گھونسلا بنانا لازم تھا بادشاہی زنان خانہ سے تجھے کیا کام تھا اور اپنے بچہ کی پرورش میں مشغول ہو کر بادشاہ کے بیٹے کی اتالیقی میں کیوں مبتلا ہو گئی۔ اگر تو اپنے ہی کونہ اور ٹکڑے پر صبر کرتی تو آج اس مصیبت میں نہ پڑتی اور اس حادثہ سے رنج نہ اٹھاتی اور عقلمندوں نے کہا ہے جو عاجز زور آوروں کے ساتھ رہتا ہے کہ جن کے قول و اقرار کی باگ بہت ہی ڈھیلی ہوتی ہے اور جن کی نہاد کی جڑ نہایت ہی کمزور ہوتی ہے وہ ہمیشہ مروت کے رخسارہ کو ظلموں کے صدموں سے زخمی کرتے اور ہمدردی کے چشمے کو بیوفائی اور ناانصافی کی مٹی سے بند کرتے ہیں۔ انکے نزدیک نہ دوستی اور نہ ہمنشینی کی کچھ بزرگی ہے اور نہ گذشتہ کی خدمتگذاری اور نوکری کے سلسلہ کی کچھ قدر و منزلت ہے۔ بیت۔ اس شخص کی خدمت کے واسطے جو خدمت گذاری کا حق نہیں پہچانتا اپنی زندگی خراب نکر اسواسطے نہ تو وہ مزدوری دیتا ہے اور نہ احسان مانتا ہے جرموں کے معاف کرنے کو جو بہادر مردوں کا کام ہے وہ بدلہ لینے کے مذہب میں ناجائز اور حرام جانتے ہیں اور حق نہ پہچاننے کو جو ناشکر گذاروں کا حصہ ہے غرور کے مذہب میں جائز اور درست سمجھتے ہیں آخر ایسے گروہ کی نزدیکی سے جو دوستوں کی پچھلی خدمتگذاریوں کو بھول جاتے ہوں کچھ فائدہ ہو سکتا ہے اور ایسی جماعت کی نوکری سے کہ جو بے غرض لوگوں کی محبت کے میل جول کو یاد نہیں رکھتے کونسی پونجی حاصل کر سکتے ہیں۔ فرد۔ افسوس ہے جو تو اس شخص کا نام جو دوستوں کی صحبت کا حق نہیں پہچانتا بہادروں کی فہرست میں درج کرے اور میں اس قوم سے ملی جو ان کی بڑی بڑی کارگذاریوں کو جو اُن کے واسطے کی جاتی ہیں ناچیز سمجھتے ہیں اور دوسروں کی تھوڑی سی بھول کو بھی بڑی خطا خیال کرتے ہیں۔ فرد۔ وہ اپنے عیب کو ہنر بتاتے ہیں اور اگر مجھ میں کوئی ہنر ہے تو اسے بہت بڑا عیب بتلاتے ہیں اور میں البتہ عوض لینے کی فرصت اور بدلہ لینے کے موقعہ کو ہاتھ سے نہ دونگی اور جب تک میں اس سنگدل ظالم اور خونی سخت گیر سے کہ جس نے اپنے ہم عمر ساتھی اور دوست اور ہم صحبت کو جے

مار ڈالا جس نے اپنے ساتھ رہنے سہنے اور سونے والے کو بیگناہ قتل کر دیا۔ بدلہ نہ لیلونگی چین اور آرام سے نہ بیٹھونگی بیت میں محبت اور دوستی کو الگ کر دوں گی اور بدلہ لینے کی کوشش میں کسی قسم کی فروگزاشت نہ کرونگی پھر وہ بیخوف اور نڈر بنکر شاہزادہ کے چہرہ کی طرف جھپٹی اور سلطنت کے اس چشم وچراغ[1] کی آنکھیں نکال ڈالیں اور اڑ کر محل کے کنگورہ پر جا بیٹھی بادشاہ کو خبر پہنچی تو وہ بیٹے کی آنکھوں[2] کے واسطے بہت رویا چلایا اور چاہا کہ پرندہ کو کسی بہانہ سے فریب[3] دیکر پکڑے اور تکلیف دہ پنجرہ میں قید کرکے جو کچھ اس کی سزا ہو اس کو پہنچائے[4] اس لئے محل کے نیچے آکر قبرہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے زمانے کے دوست اس بلندی سے اتر آ تیری جان کے لئے امان ہے۔ ع۔ اگر تیری مشک جیسی زلفوں سے خطا ہو گئی تو ہو جانے دے۔ اب تو میری محفل کو نہ اجاڑ اور میری خوشی کے ہودے کو نہ جلا۔ قبرہ نے کہا اے بادشاہ تیرے حکم کا ماننا سب پر فرض ہے لیکن میں بہت عرصے تک فکر کے جنگل میں پریشان پھر کر اس اقبال کی سرحد پر پہنچی تھی باقی عمر بھر بادشاہ کی چوکھٹ کے سوا کسی اور شے کو اقبال کا قبلہ اور امیدوں کا کعبہ نہ سمجھوں گی[5] اور ہمت کے گھوڑے[6] کو اس درگاہ کی خدمتگذاری کے میدان کے سوا اور کہیں نہ لیجاؤں گی اور مجھے گمان یہ تھا کہ تیری مہربانی کے سایہ میں نونخانہ کے کبوتروں کی طرح آزاد اور خوشحال ہونگی اور انسانیت کی کوشش کرکے صاف دلی کے مرتبہ پر پہنچ جاؤنگی اب جو میرے بیٹے کو شاہی محل میں حاجیوں کی قربانی کی طرح جائز کر لیا ہے تو مجھے اس گھر کے گرد پھرنے کی آرزو کس طرح باقی رہ سکتی ہے اور ان سب باتوں کے علاوہ اگر میں جانتی کہ پیاری جان کا عوض ہو سکتا ہے تو میں لبیک[7] کہتی ہوئی حرم سرا کے رہنے کی خدمت اختیار کر لیتی۔ لیکن بیت۔ جو پرند[8] جال سے نکل بھاگا وہ پھر دانہ کی طرف کب توجہ کرتا ہے عقلمند آدمی کو لازم ہے

---

[1] قرۃ العین۔ آنکھ کی ٹھنڈک یعنی بیٹا۔ [2] چشم جہان بین جہان کے دیکھنے والی آنکھ [3] در دام فریب آورد فریب کے جال میں لائے یعنے دھوکہ سے پکڑے [4] سوچتے سوچتے یہ تدبیر سوچی تھی۔ [5] یعنے کسی امید اور آرزو کے واسطے اور طرف نہ جاؤں گی [6] یعنے اور کسی شخص کی خدمت گزاری کی کوشش نہ کروں گی یا اور کسی جگہ ملازمت اختیار نہ کروں گی۔ [7] لبیک۔ یہ اشارہ ہے اس کلام کی طرف جو حاجی لوگ حج کے وقت احرام باندھ کر کہتے جاتے ہیں۔ مجازاً۔ ہاں۔ اچھا۔

[8] پرند اس جگہ روح سے مراد ہے کہ قالب سے نکلکر پھر نہیں آتی۔

کہ ایک بات کو دوسری دفعہ نہ آزمائے اور کسی جانور سے دوسری دفعہ نہ کٹوائے۔ **فرد**۔ تو نے وہ کہاوت نہیں سُنی جو دانا لوگ کہہ گئے ہیں کہ جس نے آزمودہ کو آزمایا اسکو ندامت لاحق ہوئی اور یہ بھی بادشاہ کی نورانی طبیعت کو معلوم ہے کہ گنہگار کو نڈر نہ رہنا چاہیئے اس واسطے کہ اگر جلدی ملنے والی سزا میں کچھ دیر بھی ہو جائیگی تو اسے بہت ہی بڑی ایذا پہنچے گی اور اگر نیک نصیبی کی مدد سے بچ نکلا تو اس کے بیٹوں پوتوں کو اس کی سزا کی تلخی چکھنی ہوگی اور اس کے بدلے اور عذاب کی ذلت اُٹھانی پڑے گی اسواسطے کہ دُنیا کی خصلت بدلا لینے کے کام کی ذمہ وار ہے۔ اور زمانہ کا مزاج عوض نکالنے کی خو بو کا عادی ہے۔ اسی طرح بادشاہ کے بیٹے نے میرے بچے سے بیوفائی کی اور میری طرف سے بے اختیاری کے ساتھ بدلے کے طور پر اسے صدمہ پہنچا۔ اور یہ ممکن نہیں کہ جو شخص ظلم کے پیالہ سے گھونٹ[1] پیئے اور مصیبت میں[2] نہ مبتلا ہو۔ اور اعمال کے چمن میں بیرحمی کا درخت لگائے اور سختی اور تکلیف کا پھل نہ پائے۔ **بیت**۔ جس بیوقوف نے اندراین کا بیج بویا اسے گنے کی اُمید نہ رکھنی چاہیئے اور کیا بادشاہ نے داناؤں اور چوروں کی حکایت نہیں سُنی ہے؟ اور چوروں کو بدلا ملنے کی خبر حضور کے مبارک کان تک نہیں پہنچی ہے؟ بادشاہ نے پوچھا وہ کس طرح سے ہے؟

حکایت۔ (قبرہ نے) کہا بیان کرتے ہیں کہ رقہ شہر میں ایک فقیر نیک عادتوں اور قابل تعریف قاعدوں سے آراستہ تھا اور اُس قول اور فعل کا درخت صفتوں کی بزرگیوں اور عادتوں کی نیکیوں کے پھلوؤں سے لدا[3] ہوا تھا اس سبب سے کہ اُس کا دل خداشناسی کی حقیقتوں سے آگاہ تھا اس کو دانا کہا کرتے تھے اور اس شہر کے باشندے اس سے بہت محبت رکھتے تھے۔ **بیت**۔ جسے خداشناسی کا کمال حاصل ہو گیا اس کے لئے وہ جانی دوست بھی ہے اور دل کا مرہم بھی ہے ایک دفعہ اس نے خانہ کعبہ کے دیکھنے کا قصد کیا اور بغیر کسی ساتھی اور دوست کے تن تنہا[4] سفر اختیار کیا اسے چوروں کا ایک گروہ ملا اور اس شبہ میں کہ اس کے پاس بہت سا مال ہے اس کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔

---

[1] از ساغر ستمگاری جرعہ نوشد۔ ظلم کے پیالہ سے گھونٹ بھرے یعنے ظلم کرے۔

[2] تکلیف کی اعضا شکنی میں الخ یعنے تکلیف نہ اُٹھائے خمار و اعضاء شکنی جو نشہ کے وقت لاحق ہوتی ہے۔

[3] اس کے کام اور اس کی باتیں سب نیک تھیں۔

[4] رُو بہ راہ نہاد۔ رستہ پر مُنہ رکھا یعنے سفر اختیار کیا۔

دانا دل نے کہا کہ میرے پاس دنیا کے مال میں سے اس سے زیادہ نہیں ہے کہ حج کے سفر میں زادِ راہ ہو سکے تمہارا کام اس قدر مال سے نکل سکے تو کچھ پرواہ نہیں مال لیلو اور مجھے چھوڑ دو کہ خدا پر بھروسہ کر کے خالی ہاتھ ہو کر اس سفر کو طے کروں اور خانہ کعبہ کے دروازہ کی خاک کو مشتاق آنکھوں کا سرمہ بناؤں بیت میں اس گلی میں جاؤں اور اُس چوکھٹ پر سر رکھوں اُسکے دروازہ کی خاک کے غبار کو آنکھوں کا سُرمہ بناؤں۔ بیرحم چوروں نے اِس بات پر توجہ نہ کر کے مار ڈالنے کو تلوار اُٹھائی۔ غریب حیران ہو کر ہر طرف دیکھتا تھا اور جسطرح کمزوروں کا قاعدہ ہے کہ کسی مددگار اور پناہ دینے والے کو ڈھونڈھتا تھا اس وحشتناک جنگل اور اس خوفناک اور ڈراؤنے میدان میں کوئی شخص اُسے نظر نہ آیا سوا اس کے کہ اس کے سر پر سے کلنگوں کا ایک غول اُڑا جاتا تھا دانا دل نے پکار کر کہا اے کلنگو! میں اس دشت میں ظالموں کے پنجے میں پڑ گیا ہوں اور پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں کے جاننے والے خدا کے سوا کوئی میرے حال کو نہیں جانتا تم میرا بدلا اس گروہ سے لینا اور میرا خون ان سے طلب کرنا۔ چوروں نے ہنسکر پوچھا تیرا کیا نام ہے اس نے جواب دیا دانا دل ہے۔ انہوں نے کہا خیر تیرا دل تو عقل سے کچھ بھی خبر نہیں رکھتا ہم کو معلوم ہو گیا کہ تو بے عقل ہے اور جو عقل نہیں رکھتا اُسکے قتل کرنے کا زیادہ وبال نہیں ہوگا۔ دانا دل نے کہا اس موقعہ پر بدلے کی بابت میں ایک بات تمہیں سناتا ہوں اور عوض لینے کا چھوٹا سا معاملہ نہیں جتاتا ہوں لیکن وہ گروہ جن کی ذات پر صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ کے معنے دلالت کرتے ہیں ان باتوں سے کیا خبر رکھتا ہے۔ بیت۔ اگر کوئی سمجھدار سُنے تو اُسے ایسی باتیں اچھی معلوم ہوں۔

ہر چند دانا دل اُن سے کہتا تھا مگر یہ بھی باتوں کے سُننے سے ان کی سمجھ کے کان بے نصیب تھے یعنی اُنہوں نے کسی بات سے عبرت نہ پکڑی تھی اور اُن کی عبرت کی آنکھ حقیقت کے جمال کے جلووں کو نہ دیکھتی تھی یعنی اُنہوں نے حق بات کو نہ مانا۔ اُسے مار ڈالا۔ اور اُس کا مال لے گئے۔ جب اُس کے مرنے کی خبر شہر والوں کو معلوم ہوئی تو سب نے رنجیدہ ہو کر اُس کے مرنے کا افسوس کیا اور ہر وقت اس بات کے خواہشگار رہتے تھے کہ اُس کے مارنے والوں کو پکڑیں آخر کار بہت عرصہ کے بعد شہر کے اکثر آدمی عید کے دن نماز

لہ علام بمعنے جاننے والا۔ ال (تعریفی) سر یعنی بھید و بمعنی اور (ال التعریفی) خفیات بمعنے پوشیدہ بات۔ ۲ صم بمعنے بہرے بکم بمعنے گونگے۔ عمی بمعنے اندھے ف بمعنے پس۔ ہم بمعنے وہ لا بمعنے نہیں یرجعون بمعنے نہیں رجوع کرتے ہیں وہ۔ سہ گوش شنوا د کان کے معنے سنے سہ سخنہا خوش آید بگوش۔ باتیں اچھی لگتیں کان میں یعنی بھلی معلوم ہوں۔

پڑھنے کی جگہ موجود تھے اور دانادل کے قاتل بھی اُسی ہجوم میں ایک طرف کو بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں کلنگوں کا ایک گروہ اُڑتا ہوا آیا اور اُن چوروں کے سر پر اُڑنے اور ایسی طرح شور کرنے لگا کہ اُن کے غل اور شور سے لوگ اپنے وظیفے اور تسبیحیں[1] نہ پڑھ سکتے تھے۔ ان میں سے ایک چور نے مسکراکر ہنسی کے طور پر اپنے دوست سے کہا غالباً یہ دانادل کے خون کا بدلہ طلب کرتے ہیں۔ اتفاقاً ایک شہر والے نے جو اُن کے قریب بیٹھا تھا اس بات کو سُن لیا اور دوسروں کو خبر کردی اور اُسی وقت بادشاہ تک اطلاع پہنچ گئی اور انہیں گرفتار کر لیا۔ اور بیگناہ خون کا بدلہ ان کو مل گیا اور وہ عوض کے طریق پر مارے گئے۔ قطعہ دنیا میں کس نے ظلم کی کمان کا چلا چڑھایا کہ وہ ہمیشگی کی لعنت کے تیر کا نشانہ نہیں بنا (یعنی جس نے ظلم کیا وہی ذلیل اور خوار ہوا) کس نے ناپائدار زمانہ میں ظلم کی بنیاد ڈالی کہ وہ آپ ہی زمانہ کے لئے عبرت کی جگہ نہیں ہو گیا (یعنے جس نے ظلم کئے ہیں وہی ایسی سختیوں میں مبتلا ہوا ہے کہ لوگوں کے لئے عبرت کی جگہ ہو گئی ہے) اور میں نے یہ مثل اس واسطے بیان کی ہے کہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ شاہزادہ کے زخمی کرنے کی بابت دلیری کا بدلہ لینے اور عوض چاہنے کے تقاضے سے تھی نہیں تو بے بس جانور سے ایسے کام کی جرأت کب ہو سکتی تھی اور جبکہ مجھ سے ایسی بات ہو گذری ہے تو اب عقل کا تقاضا یہی ہے کہ تیرے کہنے پر عمل نہ کروں اور بھروسہ نہ کرنے کے دھوکہ اور فریب کی رسی کے ذریعہ سے کنوئیں میں نہ گروں (ع) یہی بہتر ہے کہ میں بادشاہ کی خدمت سے پرہیز کروں۔ بادشاہ نے کہا جو کچھ تو نے بیان کیا وہ سب سچ اور ٹھیک ہے اور دانائی کے فائدوں اور عقل کے نتیجوں سے پُر ہے۔ اور میں بھی جانتا ہوں کہ البادی[2] اظلم کے موافق میرے بیٹے کی خطا تھی کہ تیرے بچہ کو بے قصور مار ڈالا اور تو نے بدلا لینے کے طریق سے کہ برائی کا بدلہ[3] برائی ہے مثل اُس کے سچا بدلا لیا ہے اور میں اب بھی شکر گذار ہوں کہ تو نے اُس کے قتل کا ارادہ نہیں کیا اور صرف اُس کی آنکھوں ہی کے نقصان پہنچانے پر صبر کیا اب نہ تو تیرے ہی واسطے کوئی نفرت کی بات رہی ہے نہ مجھے ہی کوئی رنج باقی ہے۔ میری بات کو مان اور بیفائدہ کی جدائی اور علیحدگی نہ اختیار کر اور سمجھ

---

[1] از اوراد و افکار خود باز مے ماندند۔ اپنے وظیفوں اور فکروں سے باز رہے یعنے وظیفے اور تسبیحیں وغیرہ نہیں پڑھ سکتے تھے۔

[2] ال تعریفی، بادی یعنے ابتدا کرنیوالا پہل کرنیوالا۔ اظلم یعنے زیادہ ظالم۔ ابتدا کرنیوالا سب سے زیادہ ظالم ہے۔

[3] جزاء یعنے بدلہ۔ سیئۃ یعنے بدی سیئۃ یعنے برائی ہے مثل یعنے مانند ہا یعنے اس کے۔

لے کہ میں بدلہ لینے کو مردوں کا عیب جانتا ہوں۔ اور معاف کرنے کو بہادر آدمیوں کا ہنر سمجھتا ہوں
میں بھلائی[1] کو کبھی نہ چھوڑونگا اور نہ برائی[2] کو اختیار کرونگا بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ برائی کے بدلے
بھلائی کروں۔ اور اگر مجھے کسی طرف سے تکلیف پہنچے تو میں اُس کے عوض اُسے راحت پہنچاؤں
ہم اپنی عادت بہانہ بازی کی نہیں بناتے۔ سچائی اور نیک نیتی کے سوا اور کچھ نہیں اختیار کرتے
جنہوں نے ہم سے بدیاں کی ہیں اگر ممکن ہو تو ہم اُن سے بھلائی کے علاوہ اور کچھ نہ کریں٭

قبرہ نے کہا میرا دل بس آتا تو ممکن ہی نہیں کیونکہ عقلمند لوگوں نے بدگمان یار کی ہمنشینی سے
اختیار کی ہے اور بزرگوں کی تصنیف کی ہوئی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ تکلیف پہنچائے ہوئے
آدمیوں کی کتنی ہی زیادہ دلداری اور خاطرداری کریں اور اُن پر عنایت اور نوازش کرنے کو فرض
سمجھیں مگر ان کی نفرت اور بدگمانی بڑھتی ہی جائیگی۔ اور اسی واسطے علیحدہ رہنا ضروری ہو
قطعہ میرے پیارے اگر تو نے کسی کو ستایا ہے تو جہانتک ہو سکے اُس کی دلداری نہ کر کیونکہ
تو اُس کی منت گذاری کریگا اسی قدر اس کو تیری طرف سے بدگمانی ہوگی۔ بادشاہ نے کہا اے
تو ان باتوں کو چھوڑ دے تو تو میری بیٹی کی مانند ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ پیاری ہے اور مجھے جس
تجھ سے محبت ہے اُسقدر اپنے کسی عزیز اور رشتہ دار سے نہیں ہے کوئی اپنوں کے ساتھ بدی نہیں
کرتا اور دوستوں سے بدلا لینے اور دشمنی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ قبرہ نے کہا عقلمندوں نے
کینہ والوں کے حق میں کچھ بیان کیا ہے اور ہر ایک کا حال صاف صاف ظاہر کر دیا ہے اور اس طرح
فرمایا ہے کہ ماں اور باپ دوستوں کی مانند ہوتے ہیں اور بھائی ساتھیوں جیسے اور دوست
خالو اور چچا آشناؤں کے برابر ہیں اور بیوی ہمنشینوں کی مانند اور بیٹیاں دشمنوں کی برابر ہوتی
اور سب رشتہ دار غیروں کی مانند ہیں لیکن بیٹے کو اپنی یادگار سمجھتے ہیں اور اُسے اپنے جسم
کے واسطے بے مثل جانتے ہیں اور کسی اور کو عزت اور حرمت میں اسکا شریک حال کرنا نہیں
چاہتے۔ اور میں تیرے نزدیک بیٹی کے برابر کبھی نہیں ہو سکتی۔ اور فرض کیا تو مجھے بیٹے کی طرح
تو مصیبتوں کے نازل ہونے اور تکلیفوں اور سختیوں کے ہجوم کرنے کے وقت تو میرا ساتھ چھوڑ

---

[1] دست رد بر پیشانی ہنر نخواہم زد۔ دفع کرنیکا ہاتھ ہنر کے منہ پر نہ مارونگا یعنے بھلائی کو دور نہ کرونگا٭

[2] روئے قبول بجانب عیب نخواہم آورد۔ قبولیت کا منہ عیب کی طرف نہ لاؤنگا یعنے عیب کو اختیار نہ کرونگا٭

کیونکہ کتنا ہی کوئی کسی کو دوست رکھتا ہو اور کہتا ہو کہ میں تجھے اپنے سے بہتر جانتا ہوں اور تیرے لئے
جان تک سے دریغ نہیں (ع) جان کیا چیز ہے جو تجھ پر سے قربان نہ کی جائے۔ لیکن جب آفت آتی
ہے اور یہ نوبت پہنچتی ہے کہ جان بچنی نظر نہیں آتی تو بیشک وہ اپنے آپ کو خطروں کی تنگی سے بچائیگا اور
کسی طرح بھی اپنی زندگانی کو دوسرے پر سے نہ تصدق کریگا۔ **بیت**۔ مرد کو چاہئیے کہ مصیبت سے نہ
بھاگے اور دوسرے کے لئے جان پر کھیل جائے۔ شاید بادشاہ نے بڑھیا اور مہستی کا قصہ نہیں سنا
ورنہ اُنکے حال کی کچھ خبر ہے۔ بادشاہ نے کہا مجھ سے کہہ وہ کیا بات ہے ؛

کہتے ہیں کہ ایک بہت پرانی پھونس سی بڑھیا تھی اور اُس کی ایک بیٹی مہستی نام بھی تھی۔ پورا چاند
کو فرض اس کے نورانی گالوں کی خوبی پر رشک کرتا تھا۔ اور دُنیا کا روشن کرنیوالا سورج اُس کے دلربا
چہرے کی جھلک سے شرمندگی کے پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔ (مثنوی) ایسی شیریں سخن تھی کہ بجوز
[illegible] قی تھی۔ حلوائی کی ہوا بگاڑتی تھی۔ زمانے میں ایک ناز اور ہزار فتنے تھے شہر میں ایک نگاہ
اور ہزار مقتول تھے (یعنی اس کے ایک ناز سے ہزاروں فتنے اُٹھتے تھے اور ایک نگاہ پر ہزاروں
مٹتے تھے) اتفاقاً ناموافق زمانہ کی نظر اُس گلدستہ سرو کو لگ گئی اور وہ بیمار ہو کر پڑ رہی اور اسکی
خوبصورتی کے باغ میں سرخ پھول کی جگہ زعفران کی شاخ نکل آئی (یعنے اس کے چہرہ کی سرخی زردی
سے بدل گئی) اُس کی تازہ چنبیلی گرمی کے اثر سے کُملا گئی۔ اور اُس کی بل کھائی ہوئی سنبل
اس بلانیوالی تپ سے بے رونق ہو گئیں (یعنی اور زلفیں بے غوری کے سبب سے تابدار نہ رہیں) (بیت)
اُس کی عنبرین مشک جیسی زلف کی طرح اس کا نازک بدن دُبلا ہو گیا۔ بڑھیا بیٹی کے سر پر سے تصدق
ہوتی تھی اور برسنے والے بادل کی طرح آنکھوں سے اشک بہا کر عاجزی سے کہتی تھی اے پیاری جان

وجے از سر جان بباید برخاست۔ جان کے خیال سے اُٹھنا چاہئیے یعنے جان بچنے کی اُمید چھوڑ دینی پڑے جان بچتی
نظر نہ آئے ٢ بعرصۂ سلامت خواہد کشید۔ سلامتی کے میدان میں کھینچ لے جائیگا یعنے اپنے آپ کو بچائیگا ٣ شکر فروش
یعنے حلوائی۔ رونق لے جانا۔ بمعنے بے رونق کر دینا۔ مراد یہ ہے کہ اسکی شیریں سخن کے مقابل میں حلوائی کو کوئی نہیں
پوچھتا تھا جو کوئی تھا شیریں سخن کا خریدار تھا ٤ سر بر بستر بیماری نہاد۔ بیماری کے بچھونے پر سر رکھا یعنے بیمار ہو گئی
٥ گرد سر دختر میگشت۔ بیٹی کے سر کے گرد پھرتی تھی یعنے صدقہ ہوتی تھی ٦ اے جان مادر۔ اے ماں کی جان۔ یعنی اے بیٹی
اے پیاری۔ جان مادر فدائے تو باد۔ ان کی جان تجھ پر سے قربان ہو یعنی میں تجھ پر سے قربان ہوں ؛

تجھ پر سے قربان ہو اور مجھ عاجز اور ناتوان کا سر تیرے پاؤں کی خاک ہو۔ میں اپنے آپ کو
سر پر سے نثار کرتی ہوں۔ اور اپنی حقیر زندگی کو تیرے بچپنے کے واسطے فدا کرتی ہوں (ع)
سر میں درد ہو تو مجھے سر پر سے صدقہ دے ہر روز صبح کے وقت آہیں بھر بھر کر اور رو رو کر کہتی
خدا تو اس بچی پر جس نے دنیا کا کچھ نہیں دیکھا رحم کر۔ اور اس بڑھیا پھوس کو جو جینے سے
آ گئی ہے اُس کے بدلے میں لے لے۔ **مثنوی**۔ میری جس قدر عمر باقی ہے اور اس کی عمر میں
اگرچہ میں اس کے غم میں بال جیسی ہو گئی ہوں لیکن اُس کے سر کا ایک بال بھی کم نہ ہو غرض
بڑھیا مادری محبت اور ماؤں کی چاہت سے رات دن دعائیں مانگتی تھی اور روتی تھی اور
زندگی اپنے جگر کے ٹکڑے بیٹی کو بخشتی تھی اتفاقاً اُس بڑھیا کی گائے جنگل سے آئی اور باو
گھس گئی۔ اور شوربے کی خوشبو پا کر دیگ میں منہ ڈال دیا اور جو کچھ تھا پی لیا۔ جب اُس نے د
میں سے سر نکالنا چاہا تو نکال نہ سکی اور وہ گائے مجبور ہو کر اسی طرح دیگ سر پر لئے ہوئے باو
سے نکلی اور کونے کونے دوڑتی پھرنے لگی۔ بڑھیا گائے کے آنے کے وقت گھر میں نہ تھی
اس بات کی اُسے کچھ خبر نہ تھی جب گھر میں آئی اور اس صورت اور شباہت کی ایک چیز گھو
پھرتی ہوئی دیکھی تو خیال کیا کہ یہ ملک الموت ہے۔ مہستی کی جان لینے آیا ہے چیخ ماری اور
گڑگڑا کر کہا۔ **نظم**۔ اے موت کے فرشتے میں مہستی نہیں ہوں۔ میں ایک محنت کرنے والی بڑ
اگر تو اس کی جان لینی چاہتا ہے تو دیکھ اس گھر میں ہے۔ اگر تجھے مہستی ہی سے سروکار
تو آپ اسے لیجا اور مجھے چھوڑ دے۔ جب تک کوئی بلا نہیں تھی تو اُسے معشوق سمجھتی تھی
بلا نظر پڑی تو اُسے حوالے کر دیا؛

جب تک تو جانتا ہے کہ کوئی خطرہ نہیں ہے تب ہی تک تو ہر کسی کو اپنے سے زیادہ پیارا
ہے۔ آج میں سب تعلقوں سے الگ ہو گئی ہوں اور خلقت سے جدا ہو گئی ہوں اور تیری خد
سے اس قدر سامان لے لیا ہے کہ میری کوچ کرنے والی طاقت میں اُس بوجھ سے لد کر او
کے اٹھانے کا سکت نہیں رہا؛ (ع) میں ڈرتی ہوں کہ بدن کمزور ہے یہ بوجھ نہ سنبھل سک
کون جاندار اس بات پر صبر کر سکتا ہے کہ اس کے جگر کے ٹکڑے کو دیتے بیٹے کو ظلم کی آگ

---

۱ از آں پیرزن۔ بڑھیا عورت کے ملک میں سے تھی یعنی بڑھیا کی عورت تھی ؛

کے (یعنے ظلم سے مار کر) اُس کے دل کے میوہ کو غارتگری کی ہوا سے تباہ کر دیں (یعنے دل کا چین
ہودگی سے کھو دیں) اور اس کی آنکھ کی روشنی (مراد بیٹا) کو نیستی کی تاریکی میں کھو کر (یعنی ہلاک
کے) اس کی جان کا آرام برباد کر دیں۔ اور میں جب اپنے پیارے بیٹے کا خیال کرتی ہوں جو میری
آنسو بھری آنکھ کا نور تھا اور غمزدہ سینہ کی خوشی تھا تو افسوس کہ دنیا میں لہریں مار کر صبر کی کشتی کو
بیقراری کے بھنور میں ڈال دیتا ہے (یعنی افسوس آکر بیقراری بڑھ جاتی ہے) اور پریشانی کی آگ
کی لپیٹ اونچی ہو کر صبر اور ضبط کی پونجی کو فوراً جلا دیتی ہے (یعنی پریشانی صبر کو کھو دیتی ہے)
قطعہ۔ دُنیا میں میں وہ شخص ہوں جس کے غم سے حسد کی کچھ انتہا نہیں۔ انتہا کیا کنار وہ بھی
ظاہر نہیں ہے۔ مَیں نے صبر سے کہا تھا کہ دریا کا کنارہ مل جائیگا۔ اب صبر اور تسلی کی کشتی ہی ٹوٹ
نے دی۔ اور ان سب باتوں کے علاوہ جان کی طرف سے بھی بے خوف نہیں ہوں اور اس انکسار کی
خوشامد پر جھک پڑے کہ میں داناؤں کے طریقہ سے دور دیکھتی ہوں اسلئے یا لیت بینی و بینک
بُعد المشرقین۔ (اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا) والی آیت پڑھتی
ہوں (بیت) جس ملاپ میں رنج ہو اُس ملاپ سے جُدائی اچھی ہے۔ بادشاہ نے کہا جو کچھ تیری
سے ہوا اگر وہ شروع کی بات ہوتی تو اُسوقت ساتھ سے الگ ہونا پسند جدائی کو اختیار
نامناسب ہوتا مگر تو نے جو کام کیا ہے وہ بدلے کے طور پر کیا ہے اور عوض لیا ہے اور انصاف
زبان بھی یہی حکم دیتی ہے اور فیصلہ کا حاکم ایسے کام کے بدلے میں جو میرے بیٹے سے ہو گزرا ہے
ایسے ہی معاوضہ کا حکم دیتا ہے پھر جدائی اور نفرت کا کیا سبب ہے سوچ تو سہی کہ بیٹے کے
ہونے سے پہلے تو ہی میرے وقت کو خوشی کے ساتھ گذرانے والی اور زمانے کو دل لگی
اس کاٹنے والی تھی اور جب میرا بیٹا عدم کے پردہ سے پیدائش کے میدان میں آیا (یعنے پیدا ہوا) تو باپ
محبت نے اس بات پر مجبور کیا کہ اس کی صورت سے محبت ہو گئی اور میں نے اس امر میں اس
تیرے حال کا شریک کر دیا۔ اور تیری ہمنشینی اور اس کی محبت کے ساتھ عمر کو راحت سے بسر کرنے لگا
ب جو زمانہ کی بدی نے اس کی بینائی کے موتی (یعنے آنکھ) کو نکما کر دیا ہے تو وہ لطف جو مجھے

یا یعنی اے۔ لیت یعنے کاش۔ بینی یعنے درمیان میرے و بینک یعنے درمیان تیرے بُعد یعنے فاصلہ
مشرقین یعنی دو مشرق غرب کی حدیں سے آیت یعنے نشانی ؛

اسکو دیکھ کر حاصل ہوتا تھا جاتا رہا لیکن تیرے ساتھ ہنسنے بولنے کی خوشی اور تیری باتوں اور آواز سننے کی شادمانی باقی ہے۔ وہ بات نہ کر کہ یہ بھی بالکل جاتی رہے۔ اور مجھے باقی عمر بھر غم کدہ میں گوشہ ہونا پڑے۔ اور رنج و غم اور فکر اور سوچ میں گذارنی پڑے میرا اور تیرا حال بادشاہ اور ڈوم والی مثل

قبرہ نے پوچھا کہ وہ کس طرح ہے۔

حکایت۔ بادشاہ نے کہا بیان کرتے ہیں کہ کسی بادشاہ کے پاس ایک قوال اچھی اور رسیلی آواز جو دل کی لبھانے والی آواز سے[1] [illegible] دبا دیا کرتا تھا اور صبر اور تحمل کے ہاتھ سے اختیار کی باگ چھڑا تھا یعنے بے چین اور بے قرار کر دیتا تھا۔ **بیت** گانے اور آواز میں اس سے زیادہ خوش آواز اور اس ارگن[3] بجانے والے آسمان[2] نے نہیں دیکھا یعنے زمانہ میں اس جیسا دوسرا کوئی نہ ہوا تھا۔ بادشاہ اسکو بہت چاہتا تھا۔ اور اُس کے دلکش نغموں اور اس کے راحت بخش راگوں کو سُن سُن کر ہمیشہ خوش رہتا تھا۔ **فرد**۔ قوال کی آواز سُنکر اُس کی لطف آمیز آواز اُتار چڑھاؤ سے آسمان پر زحل کو زہرہ کے محو کر دیتی ہے اور یہ ڈوم ایک ذہین غلام کو تعلیم دیا کرتا تھا۔ اور گانا بجانا نہایت محبت سے سکھلایا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ میں وہ اُستاد سے بھی بڑھ گیا۔ اور راگ راگنیوں میں کمال پیدا کیا کہ اس کے ترانوں اور نغمہ آرائیوں کی شہرت وہم اور خیال کے اندازہ سے بھی آگے اور اس کے ہنر اور گلے کی آواز سے تمام معزز لوگوں اور اہلکاروں کے کان بھر گئے۔ **شعر** دلکش راگ سے عشرت کی خوشی کے بازار کو رونق دیتا تھا یعنے سرور بڑھاتا تھا۔ جب وہ عود[4] تھا تو زہرہ سننے کے لئے دونوں کان لگا دیتا تھا۔ (یعنے سننے کی طرف متوجہ ہوتا تھا) بادشاہ غلام کے حال سے واقف ہو کر اس کی درستی اور پختگی کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ وہ خاص ممتاز ہم نشین بن گیا بادشاہ اس کے مؤثر نغموں پر جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزے دکھاتے (یعنے مردوں میں جان ڈالتے تھے) شیدا تھا اور اس کے عالم سوز عود کی آواز سے جو عاشقوں کے کو بیقرار کرتی تھی عیش کی محفلیں گرم کرتا تھا۔ قوال کے دل میں حسد نے جوش مارا اس واسطے اس

---

[1] بالحان دلفریب پائے عقل از رکیب بردے۔ دلکش آواز سے عقل کا پاؤں رکاب سے نکال ڈالتا تھا یعنے عقل کر دیتا تھا [2] چنگ پشت یعنے چنگ کی پیٹھ جیسا۔ آسمان سے مراد ہے۔ ارغنون ساز ارگن بجانیوالا ارگن کا باجہ ہوتا ہے اور چنگ بھی ایک قسم کا باجہ ہے [3] ارگن بجانے سے دنیا کی اونچ نیچ یا غمی خوشی سے مراد ہے [4] عود بھی ایک قسم کا باجہ ستار کی

غلام کو قتل کر ڈالا بادشاہ کو خبر ہوئی تو اس نے قوال کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اور جب اس ڈوم کو عدالت میں حاضر کیا تو سلطان نے ہیبت ناک شکل بنا کر اس پر خفگی ظاہر کرنی شروع کی۔ اور کہا تو یہ نہ سمجھا کہ میں عیش پسند ہوں اور میری راحت دو قسم کی تھی ایک تیری سنگت کی صحبت میں اور دوسری تیرے غلام کی خلوت میں گانے کی تجھے کس بات نے اس امر پر آمادہ کیا کہ تو نے غلام کو مار کر میرا آدھا عیش برباد کرایا۔ میں ابھی حکم دیتا ہوں کہ تجھے بھی وہی شربت پلائیں جو تو نے غلام کو پلایا کہ پھر کوئی ایسی جرم کرنے کی دلیری نہ کرے قوال کو بادشاہ کے فرمانے سے ایک راگ (حیلہ سے مراد ہے) یاد آیا۔ بولا اے بادشاہ بیشک میں نے برا کیا کہ حضور کا آدھا عیش مٹی کر دیا لیکن حضور جو مجھے مارتے ہیں اور اپنے سب عیش کو کھوتے ہیں یہ کیسی بات ہے، بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اس پر مہربانی فرما کر قتل سے بری کر دیا۔ اس قصہ کے بیان کرنے سے یہ مطلب تھا کہ میری خوشی اور راحت میں بیٹے کی طرف سے تو کمی پڑ ہی گئی ہے اب جو تو بھی جدائی کا راگ[1] گاتی ہے تو قریب ہے کہ میری امید کی کمر چنگ کے قد کی طرح کبڑی ہو جائے (یعنی میری خوشی کی امید منقطع ہو جائے) اور میرا غم زدہ سینہ افسوس کے ناخن سے عود کے مغز کی طرح چھیلا جائے اور آخر کار دوستوں سے الگ ہی رہنا پڑیگا اب تو اپنے بس کی جدائی میں کوشش نہ کر اور اجتماع کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑ۔ **فرد** تو آپ ہی جدائی اختیار نہ کر جبکہ تو جانتا ہے کہ آسمان دوستوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیتا ہے۔ قبرہ نے کہا غصہ دل کے تہ خانہ میں چھپا رہتا ہے اور بدلا لینے کی خواہش سینہ کے کونے میں پوشیدہ پڑی رہتی ہے اور جب کہ ان کے حال پر کسی کا واقف ہونا ممکن ہی نہیں ہے اس لئے جو کچھ زبان سے ظاہر ہوتا ہے اسپر بھروسہ نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس امر میں زبان اس مطلب کو جو دل میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ ٹھیک ٹھیک عبارت میں نہیں بیان کرتی اور اظہار دل کی چھپی ہوئی باتوں کی بابت امانت کا حق ادا نہیں کرتا (یعنی بیان میں اصلی بات نہیں آتی) لیکن القلوب تشاہد (دل آپس میں گواہی دیتے ہیں) کے موافق دل آپس میں انصاف کے گواہ اور سچائی کے ظاہر کرنے والے ہیں (اپنے دل کو دل سے راہ ہے۔ باہم معاملہ رکھنے والے ایک دوسرے کے دل کی برائی یا بھلائی کو تاڑ جاتے ہیں) **فرد** دل کی پوشیدہ بات کو دل ہی جانتا ہے ملوکس زبان اور ہونٹ اس سے واقف نہیں ہوتے جو کچھ تو زبان سے کہتا ہے

---

[1] ساز فراق مینوازی۔ جدائی کا ساز بجاتی ہے یعنے جدا ہونا چاہتی ہے ٭

دلی خیال اس کے موافق نہیں ہے اور جو کچھ تیرے دل میں ہے زبان اس کے بیان کرنے میں سچی نہیں ہے۔ (ع) اس پر سو جانیں قربان جس کا دل اور زبان ایک ہو۔ اے بادشاہ میں تیری حکومت کی سختی سے خوب واقف ہوں اور تیری عدالت کی دہشت سے اچھی طرح آگاہ ہوں۔ فرد تو زخم کھا کر اپنی رکاب کو پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری کرتا ہے یعنی زخم کھا کر بجائے مقابلہ سے ہٹنے کے تو اور مضبوطی سے قدم جماتا ہے اور حملہ کرنے کے وقت ہوا سے بھی زیادہ تیز اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہے۔ میں کسی وقت بھی تیرے خوف سے بیفکر نہیں رہ سکتی اور دم بھر بھی تیرے غضب کے ضرر سے مطمئن نہیں رہ سکتی اور میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ حکیم نے ایک شخص سے کہا پیٹ کے درد کی دوائی دینے کی بجائے مجھے آنکھ کی دوا دینی زیادہ مناسب ہے۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کیا بات ہے

حکایت۔ قبرہ نے کہا ایک شخص حکیم کے پاس آیا اور وہ پیٹ کے درد سے بیقرار ہو کر زمین پر لوٹتا تھا اور تکلیف کی زیادتی کی وجہ سے زار زار روتا تھا اور دوا مانگتا تھا۔ (ع) اے حکیم کوئی دوا کر کہ کام تمام ہوا جاتا ہے۔ حکیم نے اسی ڈھنگ سے جیسا کہ علاج جاننے والوں نے نشانیوں اور سببوں کے دریافت کرنے کے قاعدے کو سب سے پہلے قرار دے رکھا ہے کہ مرض کے پہچاننے کے بعد ہی ٹھیک علاج جو جلدی سے اچھا کر سکے شروع کریں اس سے پوچھا آج تو نے کیا کھایا ہے۔ بیوقوف آدمی نے کہا جلی ہوئی روٹی کا ٹکڑا کھایا ہے۔ اس غذا سے جو کوئلے کی مانند تھی پیٹ کے تنور کو روشن کیا ہے اور بھوک مٹائی ہے۔ طبیب نے اپنے خدمتگاروں سے کہا کہ وہ سرمہ جو آنکھ کو روشنی دے اور بینائی کو بڑھائے لاؤ کہ اس شخص کی آنکھ میں لگاؤں۔ اس شخص نے گھبرا کر کہا **بیت** ہنسی اور ٹھٹھہ بازی کا یہ کون موقع ہے۔ یہ تو جان کے جانے اور موت کے آنے کا وقت ہے اے حکیم مسخرے پن کو الگ کر اور ہنسی چھوڑ۔ میں تو پیٹ کے درد سے رو رہا ہوں اور تو کحل الجواہر[1] میری آنکھ میں لگاتا ہے۔ آنکھ کی دوائی کو پیٹ کی درد سے کیا نسبت ہے۔ حکیم نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تیری آنکھیں روشن ہو جائیں روشن ہو جائیں اور کالے اور اجلے میں تمیز کر سکیں تاکہ تو پھر جلی ہوئی روٹی نہ کھائے۔ اسی واسطے تجھے پیٹ کی علاج کی نسبت آنکھ کا علاج کرنا زیادہ مناسب ہے۔ میری غرض اس قصہ کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ حضور یہ خیال نہ کریں کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں کہ جلی ہوئی اور بھنی ہوئی کو نہ پہچان سکوں۔ اور کچے اور پکے میں تمیز نہ کر سکوں۔ **بیت** خدا کے واسطے تعریف ہے کہ میں اس

---

[1] ایک قسم کا سرمہ

سمجھدار ہوں کہ بُرائی اور بھلائی کا فرق بتا سکتی ہوں بادشاہ نے کہا دوستوں میں اس طرح کی باتیں جیسی کہ مجھ میں اور تجھ میں واقع ہوئی ہیں اکثر ہوتی رہتی ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ آدمیوں میں سے منافست بالکل جاتی رہے اور لڑائی جھگڑے کی باتیں بند ہو جائیں لیکن ہر شخص جو عقل کی روشنی سے آراستہ اور دانائی کے زیور سے سجا ہوا ہوتا ہے اپنی قدرت کے موافق غصہ کی آگ بجھانے میں کوشش کرتا ہے اور جہاں تک ہو سکتا ہے ناراضی کی چنگاری پر بردباری کا پانی ڈالتا ہے (یعنے غصہ کو پیتا ہے اور ناراضی کو مٹاتا ہے) اور جانتا ہے کہ معافی کا شربت پینے میں اگرچہ کڑوا معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں خوشی کی شیرینی موجود ہے اور ضبط کرنے کی تکلیف برداشت کرنا گو زہر کا سا مزاج رکھتا ہے مگر صحت کا تریاق اس میں ملا ہوا ہے - ترشروئی اور غصہ دور کیونکہ اس میں تکلیف ہوتی ہے تندرستی کو [illegible] کہ اس میں لذت ہے - بجلی کی چمک آواز پہنچانے والی ہے - دریا کا قاعدہ ضبط کرنیکا ہے - دریا کا سینہ کدورت سے نہیں بھرتا گو بادل اسپر پتھر پھینکیں - قدرو نے کہا یہ مثل مشہور ہے کہ جو بے پروائی برتیگا[1] وہ مصیبت میں پڑیگا[2] اس بڑے کام کو خفیف نہ سمجھنا چاہیے اور اس مشکل امر میں سستی نہ اختیار کرنی چاہیے میں نے شعبدہ باز[3] آسمان کے چھوٹوں بڑوں[4] کے تماشے دیکھنے میں عمر گنوائی ہے اور بازیگر دنیا کی عجائبات کی سیر میں بہت وقت صرف کیا ہے - اسلئے آزمائش کے خزانوں سے بہت بڑی مدد حاصل ہوگئی ہے اور سمجھ کے حاصل ہونے سے دانائی اور عقل کی پونجی ہو گئی اور فائدہ حاصل کر کے اچھی طرح بخوبی جان لیا ہے کہ دولت کا نشہ اور قدرت کی کیفیت قول و قرار کی خبر کو بھلا دیتی ہے (یعنے جو لوگ صاحب اختیار ہوتے ہیں انکو اقرار اور وفا کا پاس نہیں ہوتا اور مقصد مندی کے غرور کی سوئی اختیارات اور حکومت کے دماغ سے حیا اور وفاداری کی آنکھ کو سی دیتی ہے (یعنے حکومت والے لوگوں کی حیا اور مروت جاتی رہتی ہے) اور جس جگہ سلطنت کے رعب داب کا شیر (طاقت بادشاہ سے مراد ہے) بدلہ لینے کے لئے زمین پر دم مارتا ہے (یعنے غصہ میں بھر آتا ہے) زبانی خوشامد اور مکاری سے کام نہیں چلتا - یہی بہتر ہے کہ میں اپنے آپکو خرگوش کی نیند (غفلت سے مراد ہے) میں نہ ڈالوں اور شیروں کی عادت سے ڈر کر (یعنے بادشاہوں کے غصہ سے ڈر کر) ہرن کی

---

[1] آسان گیرد یعنے آسان پکڑے یعنی آسان سمجھے - بے پرواہی کرے - [2] دشوار افتد یعنے مشکل پیش آئے مصیبت میں پڑے [3] شعبدہ باز - بازاری - نظر بندی کا تماشا کرنے والا [4] مہرہ بازی چھوٹے بٹوں کا کھیل شطرنج کا کھیل چھوٹے بٹے مداریوں کی گولیاں کہلاتی ہیں جنسے وہ کبھی ایک سے کئی اور کبھی انکو غائب کر کے تماشا دکھاتے ہیں

طرح جنگل کو نکل جاؤں [۱] (یعنے خدمت سے جدا ہو جاؤں) کیونکہ کمزور مخالف طاقتور دشمن سے کسی صو میں مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسی طرح ایک بادشاہ نے اپنے دشمن کے واسطے ایسے ہی معاملہ میں ایک مثا بیان کی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا اس کا حال کیا ہے

حکایت۔ کہا لوگ بیان کرتے ہیں کہ ترکستان کے ملک میں ایک بادشاہ تھا جسکی بے نظیر ہمت کا فوائد اور اجرائے کار کے بازوؤں اور مشورہ کا سایہ دنیا والوں کے سروں پر ڈالے ہوئے تھا۔ اور جھنڈ کا عنقا اپنی بلندی کے ساتھ بزرگی کا سر آسمانی باغ کے مور کے گھونسلے سے نکالے ہوئے تھا (یعنی اسکا جھنڈا اڑا عالیشان اور با اقتدار تھا) اس کے پورے پورے انصاف نے سلطنت کے کاموں کا خوب انتظام کر رکھا تھا اور اس کے ساتھ ہی داد و دہش نے فرمانبرداری کی مصلحتوں کو خوب درست کر رکھا [۲]

مثنوی تاج کا بخشنے والا اور تخت پر بٹھانے والا اور تخت تاج پر سے خزانہ کو بکھیرنے والا ملک گیری اور فرما میں اسوقت کا جمشید اور دوسرا اسکندر تھا۔ سلطنت کے سرداروں میں سے ایک سردار کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہوا اور اس نے بادشاہ کی فلک مرتبہ چوکھٹ سے منہ پھیر لیا (یعنے باغی ہو گیا) اور ملک کے ایک دشمن کو فریب دیکر مقابلہ پر لڑنے کو لا کھڑا کیا۔ بادشاہ نے جب دیکھا کہ دشمن نے فرمانبرداری کا منہ اطاعت کے قبلہ سے پھیر لیا ہے (یعنی باغی ہو گیا ہے) اور خطا واری کے وہم اور بغاوت کے خیال نے اس کے اعتقاد کی بنیاد میں گھر بنا لیا ہے (یعنے محبت میں فرق پڑ گیا ہے) اور خام خیالیوں کو دماغ میں بھر کر سلطنت اور حکومت کی آرزو کرتا ہے اور پرانے دشمنوں کی کینہ وری کو دل میں رکھ کر مطلب حاصل کرنے اور ترقی پانے کی خواہش رکھتا ہے تو ایک خط جس میں دوستانہ نصیحتیں درج تھیں اور وہ شقہ جس میں شاہانہ فہمائشیں تھیں اس کے پاس بھیجا۔ مغرور دشمن نے نہایت ہی تکبر کی وجہ سے اس کی طرف خیال نہ کیا اور جہاں کہیں آوارہ لوگوں کے غول پائے انہیں بلا بلا [۳] کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ (بیت)

کچھ آوارہ لوگوں کو جمع کر لیا کہ وہ لڑائی کے دن جنگ کریں غرض جب بادشاہ نے دیکھا کہ مہربانی کی

---

[۱] ہما ایک جانور پرند کا نام ہے جس کے پروں کا سایہ مبارک خیال کیا جاتا ہے۔ یہاں ہمت کو ہما سے نسبت دی ہے۔

[۲] ازروئے اہتمام باتمام رسانیدہ۔ بندوں کی طرف سے انجام کو پہنچا رکھا تھا یعنے درست کر رکھا تھا۔

[۳] بکمند دعوت ہر کجا تصور الخ جس جگہ آوارہ لوگوں کے گروہ کا خیال تھا دعوت کی کمند سے اپنی طرف کھینچتا تھا یعنی جہاں آوارہ لوگوں کو پایا انہیں بلا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔

نوشدارو اُن کے بگڑے ہوئے مزاجوں کو جو اعتدال کے راستے سے بالکل پھر گئے ہیں درست نہیں کر سکتی تو یہ کہلا بھیجا کہ ہم اور تو شیشہ اور پتھر کی مانند ہیں چاہے شیشہ پر پتھر مار چاہے پتھر پر شیشہ گرا دے دونوں صورتوں میں شیشہ ہی ٹوٹیگا۔ اور پتھر کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا اس قصے کے بیان کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ بادشاہ کے نورانی قلب پر ظاہر ہو جاوے کہ میں بھی شیشہ کی مانند ہوں اور شاہی غصہ کو جو پتھر جیسا مضبوط اور دشمن کا ہلاک کرنے والا ہے نہیں اُٹھا سکتی ؎

(فرد) اے دل تو لوہے جیسے سخت دل بتوں سے معاملہ نہ رکھ کیونکہ تو شیشہ ہے اور آہرن کی چوٹ نہیں ہے۔ اگرچہ بادشاہ مہربانی کے گھر ہے اور چاہتا ہے کہ معافی کی سکنجبین سے وحشت کی گرمی کو ٹھنڈا کرے۔ لیکن عقل کے مذہب میں دشمنی رکھنے اور بدلا لینے والوں کے عذر کو ماننا حرام ہے اور دشمنوں کے صلح چاہنے کے جواب میں انکار کرنا بہت ضروری امر ہے (قطعہ) میں نے عقلمندوں سے ایک نصیحت سُنی ہے کہ دشمن کی مہربانی پر بھروسہ نہ کر جب تجھے دشمن کی طرف سے نقصان پہنچنے کا خیال ہو تو اُس کی طرف مائل نہ ہو اور اپنے خیال کو نہ چھوڑ بادشاہ نے کہا صرف شبہ پر صحبت کو ترک کرنا اور دوستی کو چھوڑ دینا زیبا نہیں اور گمان ہی پر جو وہم سے پیدا ہوتا ہے دوست کو جدائی کے رنج میں ڈالنا نہ چاہئے۔ پرانی پہچان اور مضبوط دوستی کو تھوڑے سے شبہ پر الگ کر دینا اور محبت کے اقرار اور رفاقت کے عہد کے سلسلہ کو ذرا سے گمان پر چھوڑ دینا تحقیق کرنے والے لوگوں کا طریقہ نہیں ہے **قطعہ** مجھے خبر نہ تھی کہ تیرے اقرار کی وفا یہ تھی۔ میں نہ جانتا تھا کہ تیری محبت کی خوشخبری کینہ تھی۔ تمام باتیں اپنے دل جیسی سخت کہتی ہے میں واقف نہ تھا کہ تیرا دل ایسا سخت تھا یہ وفاداری کی صفت تو کتے میں بھی پائی جاتی ہے جو تمام جانوروں سے قدر میں بہت ناچیز اور رتبہ میں بہت حقیر ہے۔ تو اپنے قدم کو بیوفائی کے راستے سے کیوں نہیں ہٹاتی اور اُس اقرار کو جو ہم سے باندھ بیٹھے اور محبت رکھنے کی بابت کیا ہے پورا نہیں کرتی۔ (رع) اقرار کا پورا کرنا اچھی بات ہے اگر تو سیکھے قسمت نے کہاں وفا کی بنیاد کیا ڈالوں کہ دوسری ہی طرف سے محبت کے ستون گر گئے ہیں اور قول و قرار کی خوبی کی دیواریں نیست و نابود ہو گئی ہیں اور ممکن نہیں کہ بادشاہ نفرت کے سببوں کو بھولے اور موقع کا اُمیدوار رہکر بدلا لینے سے چشم پوشی کرے اور اب جو مجھ پر زبردستی سے بس نہیں چلتا تو چاہتا ہے کہ فریب اور مکر سے بدلا نکالے۔ اس کینہ سے جو بادشاہوں کے دل میں پوشیدہ ہو ڈرنا چاہئے

کیونکہ وہ بادشاہت کے غرور میں بھر کر بدلا لینے میں پکّے ہوتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو کسی حیلہ سے کو سبب اور عذر کو بیان کرنے نہیں دیتے اور سینہ کے اندر کینوں کی مثال ٹھنڈے کوئلوں کی سی ہے اگر کسی حال سے اسکا اظہار نہیں ہوتا مگر جونہی غصہ کا شعلہ اُن تک پہنچتا ہے وہ سُلگ اُٹھتے ہیں اور غصہ کی شدت بلند ہو کر ایک عالم کو جلا دیتی ہے اور کینہ کی آگ سے بدلہ لینے کا دھواں اُٹھتا ہے او دماغوں کو خشک کر کے بہت سی آنکھوں کو آنسوؤں سے تر کر دیتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ جبتک ذرا بھی کینہ سینہ کی انگیٹھی میں موجود ہے غصہ کی آگ کے نقصان پہنچانے سے بے فکر ہو سکیں (رباعی) جب غصہ کا شعلہ بھڑک اُٹھتا ہے تو گیلا اور سوکھا سب جل جاتا ہے۔ بادشاہ نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ تو اس معاملہ میں ایک ہی طرف گری ہوئی ہے۔ اور دوسرے پہلو کو بالکل چھوڑ رکھا ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے۔ نفرت کے معاملے محبت کی برکتوں سے بدلتے ہیں اور لڑائی کی بُرائیوں کے بعد دوستی کی صفائی پیدا ہو جائے۔ قبرہ نے کہا اگر کسی سے یہ ہو سکے کہ رعایت داری میں مہربانی کے تمام پہلو ادا کرے اور دوستوں کی فارغ البالی اور رضامندی میں کوشش کرتا ہے اور انہیں فائدے پہنچانے اور اُن سے مضرتوں اور نقصانوں کو دور کرنے میں مدد دے اور پشت پناہی کرنے کو واجب جانتا رہے تو ممکن ہے کہ درمیان میں پڑی ہوئی نفرت اُٹھ جائے اور بدلہ لینے کے خیال کی صفائی ہو جائے اور ڈرا ہوا دل بھی راحت کی ہوا سے مطمئن ہو جائے۔ بس اس بات سے بالکل عاجز ہوں کہ ان امور کو جن سے دشمنی کی جڑ نیست و نابود ہو جاتی ہے اور دوستی اور محبت بڑھ جاتی ہے پورا کر سکوں یا انہیں خیال میں لا سکوں اور اگر میں پھر خدمت میں حاضر ہوں تو ہمیشہ خوف اور ڈر میں مبتلا ہونگی اور ہر وقت ایک نئی موت کو دیکھتی رہوں گی پس اس واپسی سے علیحدگی اختیار کرنی اور پلٹ آنے کو دور ہونے سے بدل لینا بہتر ہے (فرد) جب قسمت کے درخت سے وصل کا پھول نہ کھلا تو جدائی کے جنگل میں پاؤں کا کانٹا ہی غنیمت ہے (یعنے جب خواہش کے موافق کام نہ ہو تو جو قسمت دکھائے اسی پر صبر کرنا پڑتا ہے) بادشاہ نے کہا کہ کوئی شخص کسی کے نقصان اور فائدہ پر بغیر خدا یتعالےٰ کی مرضی کے قدرت نہیں رکھتا اور جو کچھ کم یا زیادہ اور چھوٹے بڑے سے ظہور میں آتا ہے وہ اوّل دن کے حکم او نہ ٹلنے والے بیشتر کے فرمان (یعنے خدا یتعالےٰ کے حکم) کے خلاف نہیں ہوتا اور جس طرح خلقت کا ہاتھ پیدا اور زندہ کرنے سے بے بس ہے اسی طرح نیست و نابود کرنا اور مار ڈالنا بھی اس کی طرف سے

نہیں ہو سکتا۔ میرے بیٹے کی حرکت اور تیرا بدلہ خدا کے حکم اور اللہ کی خواہش کے موافق ظاہر ہوا اور وہ اس حکم کے جاری کرنے میں صرف سبب ہونے سے زیادہ نہیں یعنے خدا کا حکم یہی تھا کہ تیرے بیٹے کے ہاتھ سے تیرا بیٹا اندھا ہو جائے اور میرا بیٹا تیرے ہاتھ سے مارا ہوا اور اُن قصوروں یا حرکتوں کے کرنے والے سوائے اس بات کے کہ خدا نے انکو اُن حرکتوں کے کرنیکا سبب بنا دیا ہے اور کچھ زیادہ مجرم یا قصوروار نہیں ہو سکتے) تو مجھ کو آسمانی مقدر[1] کی بابت مجرم نہ ٹھہرا اور خدا تعالےٰ کے حکموں کی نسبت مجھ پر سختی نہ کر اور اللہ کی مرضی پر راضی ہو۔ قطعہ خدا کے حکم پر راضی ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا مصیبت پڑنے کے وقت صبر کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا جو کچھ قضا و قدر کے قلم سے نکل چکا ہے اس سے سر پھیر اور نہیں تو آ اور اس کی اطاعت کے حلقے سے باہر ہو جا اگر تجھ سے موافقت نہیں ہو سکتی قید سے کہا خدا کے حکم کو رد کرنے کی بابت آدمیوں کی کمزوری ظاہر اور ثابت ہے اور یہ امر تصدیق کرنے والوں کے دلوں پر روشن اور منقش ہے کہ ہر قسم کی بُرائی بھلائی اور ہر طرح کے فائدے اور نقصان خدائے پاک کی مرضی کے تقاضے اور ارادے کے موافق ظہور میں آتے ہیں اور خلقت کی سعی اور کوشش سے اُن کی دوری اور روک یا ان میں دیر اور جلدی نہیں ہونے پاتی (فرد) کوئی شخص کیوں اور کیسا زبان سے نہیں نکال سکتا (یعنے تقدیر کے کسی کام کو اُس میں کوئی بُرائی یا اعتراض نکال کر رد کر نہیں سکتے) کیونکہ خدا کی ذات کیوں اور کیونکر سے بری ہے (یعنے خدا کی خدائی خیال سے باہر ہے) اور باوجود اس بات کے تمام عالموں کا اس امر پر اتفاق ہے مگر کسی نے یہ نہیں کہا ہے کہ حفاظت اور خبرداری کو بیفائدہ سمجھنا چاہیئے اور آفتوں اور مصیبتوں سے جان کے بچانے میں بے پرواہی کرنی چاہیئے بلکہ یہ کہا ہے کہ ہر شے کے سببوں کا خیال رکھنا چاہیئے اور کاموں کی انجام دہی خدا تعالےٰ کے حوالے کرنی چاہیئے (مثنوی) آسمان[5] کے نیچے خواہشمندوں پر سببوں اور طریقوں سے احسان رکھا ہے یعنے دینے کا وسیلہ ہے اور حیلہ ظاہری ہے ورنہ خدا ہی دیتا ہے۔ اے

---

[1] مقادیر آسمانی۔ آسمانی مقدر۔ وہ حصے جو خدا کی طرف سے ملے ہوں۔ جو خدا نے قسمت میں لکھ دیا ہو

[2] صفحات تصورات۔ خیالوں کے صفحے یعنے دل [3] نقش بند حوادث۔ حادثوں کا واقع کرنے والا یعنے خدا

[4] مسبب الاسباب۔ سببوں کا پیدا کرنے والا یعنے خدا مسبب یعنے سبب کا پیدا کرنے والا مراد اللہ تعالےٰ سے ہے

[5] این نیلی تتق۔ یہ نیلا پردہ یعنے آسمان تتق یعنے پردہ

سببوں میں پھنسے[1] ہوئے آزاد ہو خدا کی طرف سے چھوڑ دینے کا گمان نہ کر تو سببوں ہی کی وجہ سے خدا سے غا
اسی سبب سے تو پردہ پڑے ہوئے امور کی طرف مائل ہے۔ اور اعقل وتوکل[2] والا حکم اسی بات کی تائید کرتا ہے
مصرعہ توکل سے اونٹ کا گھٹنا باندھ۔ بادشاہ نے کہا ان باتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ میں تیری ملا
کا خواہشمند ہوں۔ اور میرے دل میں تجھ سے ملنے کی بہت آرزو ہے۔ اور میرے اس تمام اشتیا
کے باوجود تیری طرف سے سوائے رنج کی باتوں کے اور کچھ نہیں سنا جاتا (فرد) تو مجھ سے رنجیدہ ہے اور
تیرا مشتاق ہوں۔ دل سے تو دل کو راہ ہوتی ہے یہ کیا بات ہے۔ جتنا میں مشتاق ہوں تو مشتا
کیوں نہیں بلکہ مثل کے برخلاف تو رنجیدہ ہے۔ قبرہ نے کہا کہ تیرا اشتیاق تو اسی امر کا ہے کہ تجھے مار
اپنے دل کو تسلی دے اور صورت یہ ہے کہ میرا جی ابھی نہیں چاہتا کہ موت کا شربت پیوں اور نیستی کا
پہنوں جبتک مراد کی باگ ہاتھ میں ہے اس کے اختیار کرنے سے انکار کرتی رہونگی اور اس سے بچ
بہتر سمجھونگی (مصرع) بدن پر دوبارہ سر نہیں لگتا۔ وہ بالش نہیں ہے۔ میں آج بادشاہ کے اعتقا
پر اپنے دل سے دلیل لا سکتی ہوں کیونکہ اگر میرا بس اور زور چلے تو میں حضور کے بیٹے کو مار ہی ڈالوں
اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ حضور بھی بیٹے کے رنج سے میرے مار ڈالنے کا ضرور ہی قصد کریں گے اور
مصیبت زدوں کے دلوں کی حالت سے وہی آگاہ ہو سکتا ہے جو اُسی رنج میں مبتلا ہوا ہوگا اور جس
اس بلا کی تلخی کا شربت پیا ہوگا آرام پائے مدعی اس حالت سے بے خبر ہیں اور عیش نصیب نازوں کے پلے
تکالیف کی کیفیت سے ناواقف ہیں (فرد) اے وہ شخص کہ تیرے پاؤں میں کانٹا بھی نہیں ٹوٹا ہے
تجھے اُن شیروں کے حال سے کیا خبر ہے جو سروں پر مصیبت کی تلواریں کھاتے ہیں اور میں عقل کی آنکھ
دیکھتی ہوں کہ جب بادشاہ کو اپنے بیٹے کی بینائی یاد آئیگی اور مجھے اپنے بیٹے کا خیال آئیگا تو دلوں
فرق پڑ جائیگا اور طبیعتوں میں مخالفت پیدا ہو جائے گی اور سمجھ بھی سکتے ہیں کہ اس کا کیا نتیجہ نکل

---

[1] گرفتار سبب یعنی سببوں میں پھنسا ہوا یعنے وہ شخص جو ظاہری وسیلوں اور سببوں پر فریفتہ ہو بیدل سر باہر نہ
یعنے خدا کی اطاعت سے نکل۔ یہ مطلب ہے کہ انسان ظاہری حیلوں اور وسیلوں کی طرف متوجہ ہو کر یہ خیال کرے کہ خدا نے چھ
دیا ہے اور بندوں کی حفاظت یا پرورش نہیں کرتا۔ [2] اعقل بمعنے تدبیر کر توکل بمعنے بھروسہ کر۔ مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کا
میں کوشش اور تدبیر کرنی چاہئے اور اُسکے انجام کی نسبت خدا پر بھروسہ رکھنا چاہئے کہ وہی چاہیگا تو کام درست ہو
قاعدہ ہے کہ اونٹ کو بٹھا کر گھٹنا باندھ دیتے ہیں کہ وہ بیچ میں سے اُٹھ کھڑا ہو۔ اس سے اس فقرہ کا مطلب ہے کہ جس کام کو کرے پختہ ارا

اور اُسوقت کیا حال ہوگا اسی وجہ سے جدائی ملنے سے بہتر ہے اور ظاہری نزدیکی سے دُور رہنا زیادہ مناسب ہے۔ (ع) جب ملاپ کا یہ حال ہے تو علیحدگی اچھی ہے بادشاہ نے کہا اُس شخص میں کیا بھلائی ہوسکتی ہے جو دوستوں کے قصوروں کو معاف نہیں کرسکتا اور دشمنی اور بدلا لینے کا خیال نہیں چھوڑسکتا۔ دانا آدمی اور یکتا عقلمند کا یہ کام ہے کہ قصورواروں کی سزا دہی سے اسطرح درگذرتا ہے کہ تمام عمر میں کبھی اس بات کا خیال نہیں کرتا۔ اور کسی وقت بھی اسکے دل پر اُسکا تھوڑا بہت اثر نہیں پایا جاتا اور گنہگاروں کی معافی چاہنے اور بدکاروں کے عذر کرنے کو پورے سچاؤ کے ساتھ قبول کرتا ہے سب سے زیادہ بُرا شخص ہے جو عذر کو نہ مانے اور معافی چاہنے والے سے بدلہ لینے کا خیال دل میں رکھ چھوڑے۔ اور میں اپنے دل کو اس امر میں جسکا میں نے ذکر کیا ہے صاف پاتا ہوں اور غصّہ کی تیزی اور رنج کی سختی اور بدلا لینے کے خیال کا کوئی اثر دل میں نہیں دیکھتا۔ اور میں نے ہمیشہ بدلہ لینے پر معاف کرنے کو پسند کیا ہے میں نے اس بات کو جان لیا ہے کہ خطا کیسی ہی بڑی ہو معافی کی صفت اس سے زیادہ بڑی ہوگی (فرد) اگرچہ کمزوروں کی خطا بڑی ہے لیکن بزرگوں کو معاف کرنا سب سے بڑا کام ہے۔ قبرہ نے کہا یہ سب کچھ سہی لیکن میں قصوروار ہوں اور گنہگار کو ہمیشہ خوف رہتا ہے اور میری حالت اس شخص کی مانند ہے جس کے تلوے میں زخم ہو اگر وہ دل کی مضبوطی سے ہمت کریگا۔ اور اندھیری رات میں پتھریلی جگہ جانا اختیار کریگا تو اُسکے سوا ممکن نہیں کہ وہ زخم تازہ ہوجائے اور اسکا پاؤں ایسا نکمّا ہوجائے کہ وہ نرم مٹی پر چلنے سے بھی عاجز ہوجائے بادشاہ کے پاس میرے رہنے کا ایسا ہی معاملہ ہے دوستی کے مذہب اور قاعدہ کے رو سے میرا الگ رہنا ہی بہت مناسب ہے۔ اور حکماء نے کہا ہے کہ تین شخص دانائی سے دور ہیں۔ اور عقلمندی کے راستے سے جدا ہیں ایک وہ شخص جو اپنی طاقت پر بھروسہ کرے اور بیشک ایسا شخص اپنے آپ کو ہلاکتوں میں ڈالیگا اور اس کی جرأت اُس کی موت کا سبب ہوجائیگی دوسرا وہ شخص ہے جو کھانے اور پینے کا اندازہ نہ جانے اور اس قدر کھائے کہ معدہ اُس کے ہضم کرنے سے مجبور ہو ایسا شخص ضرور اپنی جان کا دشمن ہیں تیسرا وہ شخص ہے جو دشمن کی باتوں سے غرور میں آجائے اور اُس شخص کی باتوں پر فریفتہ ہوجائے جو اُس سے مطمئن نہیں ہے بیشک آخر میں اسکو نقصان اور شرمندگی ہی حاصل ہوگی۔ (بیت) دشمنوں کے مکر سے نڈر نہ ہو خوف کر اور اس طرف سے باگ موڑلے بادشاہ نے کہا اے قبرہ میں جس قدر صلح کی باتیں کرتا ہوں اور تجھے دوستانہ نصیحتیں سُناتا ہوں اور نیک

راستہ دکھاتا ہوں تو اسی قدر اپنے ہٹ پر ہے اور نصیحتوں کے سُننے کی طرف سے قبول کرنے کے دامن کو جھاڑ رکھا ہے یعنے نصیحت کو قبول نہیں کرتی) اور جو شخص نصیحت کو نہ مانے اُسے نصیحت کرنی بیفائدہ ہے جس طرح ایک بھیڑیئے کو اس زاہد کا نصیحت کرنا بیفائدہ تھا قبرہ نے پوچھا کہ وہ کیونکر ہے (حکایت) اُس بادشاہ نے کہا کہ آدمی بیان کرتے ہیں کہ ایک نیک خصلت پرہیزگار آدمی جسکا عمدہ وقت عبادتوں اور وظیفوں کے بعد لوگوں کی نصیحت کرنے کے سوا اور کسی کام میں صرف نہیں ہوتا تھا جنگل میں پھر رہا تھا ایک بھیڑیئے کو دیکھا کہ لالچ اور طمع کا مُنہ کھولے ہوئے ہے اور حرص کی آنکھ خواہش کے راستے میں لگا رکھی ہے اور تمام کوشش اسی بات پر ہے کہ کسی بیگناہ کو ستائے اور کسی جانور کو مار کر سرکشی نفس کے خوش کرنے کو اُسے کھائے (شعر) ظالم کے ظلم کو دیکھ کرتا ڈالی ہے ایک فائدہ کے واسطے دو ہزار کے سو نقصان کئے۔ زاہد نے جو اُسے اس حال میں پایا اور اُس کی حرکتوں سے ظلم اور ایذا رسانی کو تاڑ لیا تو اس سبب سے کہ اس میں ذاتی محبت اور پیدائشی رحمدلی تھی نصیحت کرنے لگا اور کہا کہ تو آدمیوں کی بکریوں کے پاس کبھی نہ جانا اور غریبوں اور عاجزوں کے مارنے کا قصد نہ کر کیونکہ ظلم کرنے کا انجام خدا تعالیٰ کی طرف سے تکلیف پہنچانے کا باعث ہوتا ہے اور ستمگاری کا خار عاقبت کی سختی اور تکلیف تک لیجاتا ہے (مثنوی) جس نے ظلم کا طریقہ اختیار کیا اُس نے اپنے ہی ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں ڈالیں کچھ دنوں اگر وہ خوشحال بھی رہے تو کیا ہے) آخرکار زمانہ سب کو برباد کر دے ہی گا اسی طرح کی باتیں کرتا تھا اور آدمیوں کی بکریوں پر ظلم کرنے سے وحشت کش ہونے کی بابت حد سے زیادہ زور دیتا تھا۔ بھیڑیئے نے کہا کہ نصیحت کو مختصر کر کیونکہ اس میدان کے پرے ایک ریوڑ چر رہا ہے ایسا نہ ہو کہ بکری کے پکڑنے کا وقت جاتا رہے اور پھر افسوس سے کچھ کام نہ چلے اس قصہ کا مطلب یہ ہے کہ میں جس قدر تجھے نصیحت کرتا ہوں تو وہی اپنے خیال میں مبتلا ہے اور نصیحتوں کی طرف توجہ نہیں کرتی (بیت) ایسا نہ کر کیونکہ مروت والے آدمی نصیحت کو سُنتے ہیں اور ایک بات پر ہزار برس تک احسانمند رہتے ہیں قبرہ نے کہا میں نے نصیحت سُن لی ہے اور عقل کے کی نصیحت مان لی ہے میں عقلمند اُسے جانتی ہوں جو بچاؤ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رکھے اور تجربہ کا آئینہ سامنے رکھے۔ میں یہاں خوف خطرے کے سبب سے آئی ہوں اور دانائی کے ساتھ جدائی کے طریقہ پر

؎ دیدہ براہ نہادن۔ آنکھ رستے پر رکھنا یعنے انتظار کرنا ؎ صفحہ پیشانی او نقش جور و ستم مطالعہ فرمود اسکی پیشانی کے صفحہ پر سے ظلم اور ستم کے حرف پڑھے ؎ پیش نہادن اختیار کرنا ؎ از پا در اندازد۔ پاؤں سے گرا دے یعنی برباد کر دے

ٹھہری ہوئی اور میں نے وہ سفر اختیار کر لیا جس میں مجھپر کسی کو کوئی قدرت نہ ہو اور اس سے زیادہ ٹھہرنا مجھ پر حرام ہے اور اس حیرانی اور پریشانی میں رہنا ملامتوں کا باعث ہے کیونکہ میں جانتی ہوں بادشاہ میرے خون کو حلال جانتا ہے اور اس امر کو جو مروت کے طریقے میں برا ہے اچھا جانتا ہے اسلئے میرا ٹھیرنا مکروہ ہے اور جلدی سے چلا جانا لازم ہے (مصرعہ) میں جانتی ہوں کہ زیادہ ٹھہرنا اچھا نہیں ہے بادشاہ نے کہا تیرے واسطے یہاں عیش کے سامان مہیا ہیں اور آرام اور فارغ البالی کے دروازے تیری فراغت کے واسطے کھلے ہوئے ہیں سفر کی تکلیف گوارا کرنی اور روزی حاصل کرنے کے لئے فکروں میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے قبرہ نے جواب دیا جو شخص پانچ عادتوں کو راستہ کا توشہ اور عمر کی پونجی بنائیگا جہاں جائیگا اس کی امیدیں پوری ہو جائینگی اور جس جگہ کا قصد کریگا اسی جگہ دوستوں اور ساتھیوں کی مدد ملجائیگی ایک تو بدی کے کاموں سے الگ رہنا۔ دوسرے نیک کاموں کی عادت ڈال لینا تیسرے تہمت لگنے کی جگہ سے علیحدہ ہو جانا۔ چوتھے نیک خلقی کو اختیار کرنا پانچویں ہر وقت عیش کے قاعدوں کا خیال رکھنا جس شخص میں یہ سب خصلتیں ہونگی وہ کسی جگہ مسافر نہ سمجھا جائیگا اور اس کی مسافرت کی پریشانی کو دوستی کی راحت سے بدل دینگے (مصرعہ) عقلمند کسی شہر اور ملک میں مسافر نہیں ہے اور عقلمند کو جبکہ وہ اپنے پیدا ہونے اور پرورش پانے کو شہر اور عزیزوں اور کنبوں میں اطمینان سے نہ رہ سکے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے حسب ضرورت جدائی گوارا کرنی چاہئے کیونکہ ان سب باتوں کا بدلہ ممکن ہے اور اس کی زندگی کا بدلا نہیں ہو سکتا (قطعہ) اگر وطن میں تیری مراد حاصل نہیں ہوتی تو بیوقوفی سے بیکاری کی جگہ میں قید نہ رہ سفر کر کیونکہ تو ہر ایک مقام پر جہاں جائیگا اور ہر ایک ملک میں جہاں تو پہنچیگا بغیر دوست کے نہ رہیگا۔ بادشاہ نے کہا کہ تو کہاں تک جائیگی اور کتنے عرصہ تک ٹھہریگی۔ قبرہ نے کہا اے بادشاہ میرے جا کر واپس آنے کی امید نہ رکھ اور اس سفر میں پلٹ آنے کا خیال کبھی نکر اور ہمارے یہ سوال اور جواب عرب اور نانبائی کے قصہ سے بالکل ملتے ہوئے ہیں بادشاہ نے پوچھا وہ کیا ہے **حکایت**۔ کہا لوگ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگل میں رہنے والا عرب بغداد میں آیا۔ نان بائی کی دوکان کو دیکھا کہ چاند سی گول گول روٹیاں منبر[۱] کے کنارہ پر سے نکلی ہوئی ہیں اور کاک[۲] آسمان کے جلوہ کے ساتھ دکان کے گوشہ پر قدم رکھے ہوئے ہے اور شمسی[۳] کی خوبی نے حیرانی

---

[۱] منبر ایک قسم کی سیڑھیوں دار میز جسپر سامان سجاتے ہیں [۲] کاک ایک قسم کی چھوٹی اور موٹی بیچ میں سے گرہ دار ٹکیہ ہوتی ہیں جو اکثر متبرک مقاموں کی طرف سے بطور تبرک تقسیم ہوتی ہیں [۳] شمسی ایک شیرمال جیسی روٹی ہوتی ہے

کا ہاتھ سورج کے منہ پر رکھ دیا ہے (یعنی سورج کو حیرت میں مبتلا کر دیا ہے) اور سنگ پخت[1] کی شہرت نے چپاتی کا گریبان پھاڑ ڈالا (یعنی ذلیل اور حقیر کر دیا) قطعہ۔ نان بائی کی میز پر گرم روٹی کو تو خیال کریگا کہ آسمان پر جہان کا روشن کرنیوالا سورج نکلا ہوا ہے نان بائی کا تنور حضرت خلیل اللہ[2] کی آگ کی مانند ہے جس سے دمبدم پھول جیسی تازہ روٹی نکلتی ہے۔ غرض غریب عرب نے جو روٹی کی خوشبو سے تھوڑی ہی زندگی پاتا تھا جب روٹی کی صورت دیکھی تو صبر کا گریبان چاک کر ڈالا اور نان بائی کے پاس آکر کہا اے شخص مجھے پیٹ بھر کر روٹی کھلانے کا کیا لیگا۔ نان بائی نے دل میں سوچا کہ یہ آدمی سیر بھر روٹی میں سیر ہو جائیگا۔ انتہا دو سیر میں اور تین سیر سے تو زیادہ نہیں گزر سکتا جواب دیا کہ آدھا دینار دے اور جتنی روٹی کھا سکے کھا لے عرب نے آدھا دینار دیدیا اور دریائے دجلہ کے کنارہ پر بیٹھ گیا۔ نان بائی روٹیاں لاتا تھا اور عرب پانی میں بھگو بھگو کھاتا تھا۔ یہانتک کہ آدھے دینار سے قیمت بڑھ چلی اور چار دانگ پر آپہنچی اور پھر اس سے بھی بڑھ کر ایک دینار پورا ہو گیا۔ نان بائی سے ضبط نہو سکا کہا اے بھائی عرب اسی خدا کی قسم جس نے تجھے اس قدر کھانے کی طاقت عطا کی ہے تو مجھ سے اتنا بتلا دے کہ کب تک روٹیاں کھائے جائیگا۔ عرب نے جواب دیا کہ اے شخص گھبرا نہیں جب تک یہ پانی بہتا رہیگا میں بھی روٹی کھائے جاؤنگا اس قصہ سے میری غرض یہ ہے کہ حضور کو معلوم ہو جائے کہ جبتک بدن کی رگوں میں خون[4] جاری ہے لقمہ کھانے سے ڈرنا اور خوف کھانا ضرور ہے اور ملاقات کے دسترخوان سے فائدہ حاصل کرنا میں ناممکن سمجھتا ہوں زمانے نے ہمارے درمیان ایسی جدائی ڈالدی ہے کہ ملاپ کا اس کے پاس تک آنا مشکل ہے اور مقدر نے ہماری دوستی کا دھاگا ایسی طرح توڑ ڈالا ہے کہ اس کے جوڑنے کا خیال محال کے سوا نہیں ہے اور آئندہ جب کبھی شوق غلبہ کیا کریگا تو حضور کی نیک خبریں صبح کی ہوا سے پوچھ لیا کرونگی اور حضور کا حُسن مبارک خیال کے آئینہ میں دیکھ لیا کروں گی (فرد) اگر دوست سے ملاقات نہیں تو میں اس کے خیال ہی سے خوش ہوں، فقیر کی جھونپڑی کے لئے چاند سے بہتر کوئی چراغ نہیں ہے بادشاہ نے مایوسی کے آنسو آنکھ کے چشمے سے گرائے اور جان لیا کہ وہ ہوشیار پرندہ جال میں نہ پھنسیگا اور بدلا لینے کا ارادہ

---

[1] سنگ پخت: وہ روٹی جو گرم پتھر پر پھیلا کر پکاتے ہیں [2] خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے۔ کفار نے جب ان کو آگ میں ڈالا تھا تو تمام انگارے پھول بن گئے تھے۔ [3] آب حیات یعنی زندگی کا پانی :

[4] ان تناول لقمہ بیم الخ خوف اور ڈر کے نوالوں کھانے سے چارہ نہیں یعنی ڈرتے رہنا چاہیئے :

نیستی کے خلوت خانہ سے ہستی کے میدان میں جلوہ افروز نہ ہوگا پھر اور قسم کے مکر کا دانہ بکھیرنے لگا اور طرح طرح کے قول و قرار کئے۔ قبرہ نے کہا اے خوش نصیب اور تاج اور تخت کو رونق دینے والے بادشاہ تو مہربانی کی بنیاد کتنی ہی مضبوط کیوں نہ قائم کرے اور طرح طرح کی نوازشیں میری سلامتی اور حفاظت کی بابت ظاہر فرمائے اور انکو عہدہ اقراروں اور مضبوط وعدوں سے خوب طرح پکا کرے لیکن یہ تو ممکن ہی نہیں کہ میں خدمت کی بالی کان میں ڈالوں (یعنے ملازمت اختیار کروں) اور کندھے پر فرمانبرداری کی جھول ڈالوں (ع) نصیحتیں بلکہ ضائع نہ کر اسواسطے کہ ہمیں کچھ اثر نہیں ہوتا۔ بادشاہ نے سمجھ لیا کہ مکر کی سوئی سے قبرہ کے دل کے پاؤں سے وحشت کا کانٹا نہیں نکال سکتے (یعنی کسی مکر سے اسے نہیں بُلا سکتے) اور چٹکی سے چھوٹے ہوئے تیر کو کسی بہانہ کے ذریعہ سے پھر چٹکی میں نہیں لاسکتے بادشاہ نے کہا اے قبرہ مجھے معلوم ہوگیا کہ ملاقات کے باغ میں سے خوشبو کے سوا آرزو بھرے دماغ تک کوئی شے نہ پہنچیگی اور ملاپ کی شکل اُمید کے آئینہ کے سوا اور کہیں دکھائی نہ دیگی۔ **رباعی** وہ پانی جو خوشی کے دریا میں تھا بہ گیا یا جو تاب خواہش کی زلف میں تھی (جاتی رہی) افسوس کہ عیش کا زمانہ اور ملاقات کا موقع اسطرح گذر گیا کہ گویا خواب تھا۔ لیکن میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ نشانی کے طور پر دو تین نصیحتیں ایسی کر جنکے اثر دہر سے نیک بختی کے نشان زمانہ کے صفحہ پر نظر پڑتے رہیں اور دوستانہ نصیحتوں کے سوہن سے غفلت کے میل کو میرے دل کے آئینہ پر سے جسپر رنج کے غبار سے دھندلاپن آگیا ہے صاف کردے۔ **فرد** ہمارے واسطے اپنی یادگار کے طریقہ پر کوئی نصیحت بیان کر اسواسطے کہ اچھی نصیحت سے بڑھکر اور کوئی عمدہ نشانی نہیں قبرہ نے کہا اے بادشاہ دنیا کے لوگوں کے کام قسمت کے موافق پورے ہوتے ہیں اور اس میں کمی بیشی یا دیر اور جلدی کرنے کی قدرت کسی کو نہیں دیگئی کوئی نہیں جان سکتا کہ اس کے نام پر نیک بختی کا حکم لکھا گیا ہے یا اسکو کمبختوں کے دفتر میں درج کیا گیا۔ مگر سب پر واجب ہے کہ اپنے اپنے کاموں کو عمدہ عقل کی رہنمائی کے موافق انجام دیں اور رعایتوں میں نہایت درجہ کی کوشش اور احتیاط اور کوشش اور ہوشیاری کرنی چاہئے اسواسطے کہ اگر تدبیر تقدیر کے موافق پڑی تو اپنے تئیں اقبالمندی کے تخت اور عزت و مرتبہ کی مسند پر بٹھا دیا اور اُلٹی بات ہو بھی گئی تو دوستوں کے سامنے معقول عذر ہے اور طعنے دینے والوں کو عیب جوئی کا موقعہ نہ ملے گا۔ **قطعہ** ایک عقلمند نے کہا ہے کہ تقدیر مقدم ہے لیکن تو اپنی تدبیر کو کسی حالت میں بھی نہ چھوڑ اسواسطے کہ اگر مقدر تیرے حکم کے موافق تیری تدبیر ہے تو تو اپنے دل کی مراد کے

موافق اپنے کام سے مستفیض ہوا اور اگر وہ برخلاف ہے تو وہ شخص تجھے بے قصور سمجھے گا جو عقل کی روشنیوں سے بہرہ یاب ہے اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ سب سے نکما مال وہ ہے جس سے کوئی فائدہ حاصل نہو اور سب سے زیادہ غافل بادشاہ وہ ہے جو ملک کی حفاظت اور رعایا کی درستی کا بندوبست نہ کرے اور سب سے زیادہ بدبخت دوست وہ ہے جو نہایت درجہ کی تکلیف اور سختی کے وقت میں دوست کا ساتھ چھوڑدے اور سب سے زیادہ نالائق عورت وہ ہے جو اپنے خاوند کے ساتھ موافق نہ ہو اور سب سے برا بیٹا وہ ہے جو ماں باپ کی فرمانبرداری سے انکار کرے اور سب سے زیادہ اجڑا ہوا شہر وہ ہے جہاں امن اور سستا اناج نہو اور سب سے زیادہ بڑی صحبت وہ ہے جہاں ملنے والوں کے دلوں میں صفائی نہو چونکہ میری اور بادشاہ کی ملاقات میں شک پڑگیا ہے اسلئے اسکا ترک کرنا بہتر ہے اور دوستی کی گفتگو کو رخصت ہونیکے کاموں سے بدلنا بھلا ہے (رباعی) ہم جانتے ہیں ہم کو دل سے رخصت کردینا چاہئے اور دونوں آنکھوں کے اشکوں سے خاک کو کیچڑ بنانا چاہئے اگر مجھ سے برائی ظہور میں آئی ہو تو بھلائی سے یاد کرنا چاہئے اور اگر رنج پہنچا تھا تو اُسے معاف کرنا چاہئے اس فقرے پر بات کو ختم کردیا اور محل کی بلندی سے اُڑکر جنگل کی طرف چلی گئی بادشاہ نے مایوسی کی اُنگلی کو حیرانی کے دانتوں سے کاٹکر بہت افسوس کیا (یعنے مایوسی اور حیرت میں مبتلا ہوکر افسوس کیا) اور اسقدر رنجیدہ ہوکر جسکا اندازہ خیال اور قیاس سے بھی نہیں ہوسکتا۔ اور اس قدر غم اُٹھاکر کہ جو کچھ بیان میں نہیں آتا مختصر انکا قصہ کیا اور کہا (قطعہ) کس طرح بیان کروں کہ کس تکلیف و درد کے ساتھ میرے علاج کرنے والے نے میری جان کے لینے کا قصد کیا دوستوں سے کس طرح کہوں کہ میرے دوست نے ایسا کہا یہ کام کیا یہ دشمنوں کی بیوفائی کے مکروں سے بچنے اور اُن کی عاجزی اور گریہ وزاری کے سچا جاننے سے پرہیز کرنے اور مخالفوں کی فریب دار دوستی پر بھروسہ نہ کرنے اور اس دھوکہ اور دغابازی پر بدلا لینے کے واسطے کی جائے نازاں ہونے کی داستان ہے اور عقلمند آدمی کو معلوم ہے کہ ان باتوں کا مطلب یہی ہے کہ دانا آدمی کو چاہئے کہ دنیا کے حادثوں اور زمانہ کی تکلیفوں میں اُن باتوں سے ہر ایک کو رہائی کے راستے کا رہبر جانے اور کاموں کو عقل اور تدبیر کے ڈھنگ پر کرے اور ہرگز ستائے ہوئے دشمن پر بھروسہ نہ کرے اور اسکو دھوکہ دینے کی آفتوں اور اسکے مکر کے اندیشوں سے بیخوف نہ رہے (رباعی) اگر تو چاہتا ہے کہ غم اور رنج نہ اُٹھائے تو ایک بات قیمتی موتی سے بھی زیادہ اچھی ہے وہ سُن۔ ستائے ہوئے دشمن کی طرف سے بے فکر نہ رہ اور مغرور اور بدلا چاہنے والے شخص سے غافل نہ ہو۔

تمت

فرہنگ انوار سہیلی

آجل۔ (ع) آنیوالا۔ حال آخرت ٭ آرزم (ف) لڑائی ٭
آزرم۔ (ف) شرم۔ عزت۔ آشکارہ۔ عیاں ٭ آمال (ع) اُمیدیں ٭
اتابکی (ف) اتالیقی۔ اُستادی ٭ احیا (ع) زندہ کرنا ٭
ارباب۔ (ع) صاحب۔ مالک ٭
ارتکاب (ع) اختیار کرنا۔ گناہ کرنا۔ سدراہ ہونا ٭
ازلی۔ (ع) ازل والا۔ اول دن سے ٭
ازہار (ع) کلیاں شگوفے ٭ استہزا (ع) ہنسی مسخراپن ٭
اشتباہ (ع) شبہ شک۔ باہم مشابہ ٭ اخفا (ع) چھپانا ٭
اعتلا۔ (ع) بلند ہونا۔ بلندی ٭
اعزہ (ع) عزیز پیارے۔ عزت دار ٭
عقل (ع) اونٹ کا گھٹنا باندھنا۔ تدبیر کرنا ٭
الحان (ع) نغمہ۔ راگ۔ خوش آوازی ٭
اولوالالباب۔ (ع) صاحبان عقل۔ دانا آدمی۔ اولو جمع والی
ہے صاحب۔ لباب جمع لب بمعنی عقل ٭ اماتت (ع) مارنا۔ ہلاک کرنا ٭
انس (ع) الفت۔ محبت ٭ انگشت۔ (ف) کوئلہ ٭
انہاء (ع) خبر دینا۔ واقف کرنا ٭ انہار (ع) نہریں ٭
اوراد (ع) وظیفہ۔ کسی دعا کا ورد ٭
ایثار (ع) ترجیح دینا۔ اپنے سے دوسرے کو بہتر جاننا ٭

ب

بصر (ع) قوت بینائی۔ نظر۔ آنکھ ٭
بحل (ع) معاف کرنا۔ بخشنا ٭
بصر (ع) بینائی۔ آنکھ ٭
بصیرت (ع) ہوشیاری۔ دانائی ٭
بلیت (ع) بلا۔ بلائیں پڑنا ٭

ت

تتق (ع) پردہ۔ خیمہ ٭ تجرع (ع) گھونٹ بھرنا ٭
تجرید۔ (ع) تنہائی۔ ننگا کرنا ٭
تجنب (ع) علیحدگی اختیار کرنا۔ کنارہ کشی کرنا ٭
ترجیہ (ع) اُمید رکھنا۔ گمان لگانا ٭
تعہد (ع) ذمہ داری۔ سرانجام۔ نگہبانی۔ گھٹنا۔ ٹوٹنا ٭
تلقی (ع) ملاقات کرنا۔ مان لینا ٭
تملق (ع) چاپلوسی۔ خوشامد ٭
تمہید (ع) بچھونا بچھانا۔ درستی کرنا۔ دیباچہ ٭
توجیہ (ع) کوئی وجہ بیان کرنا۔ کیفیت۔ حقیقت ٭
تہاون (ع) سُستی۔ ڈھیل۔ کاہلی ٭
تیر (ف) پیکان۔ کمان کا تیر۔ عطارد۔ ستارہ۔ ہر شمسی مہینہ کا
تیرھواں دن۔ تیرہ۔ تاریک۔ جنگل۔ غصہ۔ چوپاؤں کا غول ٭

ث

ثمین (ع) قیمتی ٭

ج

جرب (ع) تجربہ کیا۔ کھینچا۔ آزمایا ٭ جرعہ (ع) گھونٹ ٭
جلوات (ع) جلوہ دکھانا۔ ظاہر کرنا ٭
جناح (ع) بازو ٭ جوامع (ع) سب۔ تمام ٭
جُہد (ع) طاقت۔ کوشش ٭ جَہد (ع) رنج۔ محنت ٭

ح

حادث (ع) نیا پیدا ہونے والا۔ واقع ہونے والی شئے ٭

حدت (ع) تیزی۔ گرمی۔ سختی ٭

حریم (ع) احاطہ۔ خانہ کعبہ کا دور (مجازاً) گھر ٭

حقد (ع) عداوت۔ دشمنی۔ بدلہ۔ حسد ٭

حقہ باز (ف) بازیگر۔ مداری ٭

حلت (ع) حلال ہونا۔ مباح ہونا ٭

خ

خبّاز (ع) نان بائی۔ بھٹیارہ ٭

خرافت۔ (ع) بیہودہ بات ٭

خشونت (ع) سختی۔ کھُردرا پن ٭

خصمان (ع) دشمن۔ مخالف ٭

خویشاوندان (ف) اپنے رشتہ دار ٭

د۔ **داعیہ** (ع) خواہش۔ سبب ٭

ذ۔ **ذروہ**۔ (ع) کنگرہ۔ پہاڑ کی چوٹی ٭

ر

راحلہ (ع) سواری کا جانور ٭

رفیع القدر (ع) بڑی قدر والا۔ عزّت دار۔ رفیع بمعنی بلند اُونچا ٭

رَمَہ۔ (ف) ریوڑ۔ گلہ۔ فوج۔ پروین ٭

رُمہ (ف) پُرانی رسّی۔ پیکان ٭

س

سازندگی (ف) ساز بجانا۔ ہمراہی سنگیت ٭

سخریہ (ع) تمسخر۔ مسخرا پن سے ہنسی۔ بازی ٭

سر (ف) سر۔ سردار۔ سرا ٭

سطوت (ع) رعب۔ دبدبہ۔ قہر۔ سختی ٭

سماک (ع) آسمان۔ ستاروں کے ایک مجموعہ کا نام ٭

سمت (ع) داغ۔ علامت ٭

سندان (ف) آہرن ٭

سورت (ع) تیزی۔ غصہ۔ ظلم۔ شرف۔ منزل ٭

ش

شرفہ (ع) کنگورہ ٭

شعشعہ (ع) آفتاب کی روشنی۔ روشنی کا سایہ۔ شراب میں پانی ملا

شغب (ع) شور۔ غل۔ فساد ٭

شقاوت (ع) سنگدلی ٭

ص

صعوبت (ع) تکلیف۔ سختی۔ مشکل ٭

صولت (ع) دبدبہ۔ رعب۔ ہیبت ٭

صیانت (ع) حفاظت۔ مضبوطی ٭

ط

طرق (ع) رستے۔ طریقے ٭

ع

عاجل (ع) جلدی کرنے والا۔ (مراداً) دُنیا ٭

عاطل (ع) بیکار۔ خالی ٭ **عشائر** (ع) کنبے۔ قبیلے

عطلت (ع) بیکاری ٭ **علائق** (ع) علاقے ٭

عنا (ع) رنج۔ دُکھ ٭

عوائد (ع) فائدے۔ پلٹ کر آنے والے ۔

غ

غاشیہ (ع) زین پوش۔ پالان۔ قیامت۔ اندرونی بیماری (غاشیہ بردوش) فرمانبردار ۔

غوائل (ع) ناگہانی آفتیں ۔

ف

فحوائے (ع) مطلب۔ مضمون ۔

فزع (ع) خوف۔ ڈر ۔

فضا۔ (ع) میدان۔ صحن ۔ **فوز** (ع) کامیاب ہونا ۔

ک

کانون (ف) بھٹی۔ انگیٹھی ۔

کتم (ع) پوشیدہ ۔ **کحل** (ع) سُرمہ ۔

کلال (ع) تکان۔ سُستی بدن کی ۔

کوشک (ف) محل۔ بلند مکان ۔

کیوان (ف) زحل ستارہ ۔

ل

لم یزلی (ع) لازوال۔ ہمیشہ رہنے والی شے ۔

لوا۔ (ع) جھنڈا۔ نیزہ ۔

لئیم (ع) بخیل۔ کنجوس ۔

م

ائدہ۔ (ع) دسترخوان ۔

باعدت (ع) جدائی اختیار کرنا۔ ایک دوسرے سے دوری کرنا ۔

بسوط۔ (ع) پھیلا ہوا۔ فراخ ۔

متحلّے (ع) زیور سے آراستہ ۔

متکفل (ع) ذمہ وار۔ ضامن ۔

متلذذ۔ (ع) لذت پانے والا ۔

مشابہ (ع) مانند۔ ہمشکل ۔

مجاری (ع) جاری ہونے کا مقام بہنے کے رستے ۔

مجازات (ع) بدلہ دینا ۔

مجانبت (ع) جانبداری چھوڑنا۔ علیحدگی کرنا ۔

محاسن (ع) بھلائیاں۔ خوبیاں ۔

محرق (ع) جلانیوالی ۔

مخادعت۔ (ع) فریب دینا۔ دھوکہ دینا ۔

مخالطت (ع) باہم دوستی کرنا۔ ربط ضبط رکھنا ۔

مخزونات (ع) دبی ہوئی چیز۔ خزانے ۔

مخطورہ (ع) فکر۔ دل کی بات۔ خطرناک شئے ۔

مرات (ع) آئینہ۔ شیشہ ۔ **مرفہ** (ع) آسودہ۔ خوش ۔

مروح (ع) خوش کیا ہوا۔ آسودہ حال۔ راحت پایا ہوا ۔

مروّہ (ع) راحت پایا ہوا۔ خوشحال ۔

متمسک (ع) چنگل مارنے والا۔ چھونے والا ۔

متوحش (ع) وحشت اختیار کرنے والا ۔

مشیئت (ع) چلنا۔ ارادہ۔ خدا کی مرضی ۔

مصلی (ع) جانماز۔ عیدگاہ۔ جامع مسجد ۔

مضار (ع) مضرتیں۔ نقصانات ۔

مضیق (ع) تنگی کی جگہ۔ دشواری کا محل ۔

مظاہرت۔ (ع) مدد دینی۔ حمایت کرنی ۔

مظنہ (ع) شک کا مقام۔ گمان کی جگہ ٭

معائب (ع) عیب داریاں ٭

معتکف (ع) گوشہ نشین ٭

مُعرا (ع) خالی ٭

معونت (ع) اعانت کرنی۔ مدد کرنا ٭

مفارق (ع) فرق کرنے والے ٭

مکامن۔ گھاتیں چھپنے کے مکان ٭

مُلتقی (ع) ملاقات کی جگہ ٭

ملخص (ع) خلاصہ کیا ہوا۔ خلاصہ مختصر ٭

مَن (ع) وہ شخص۔ جو شخص ٭

مِن (ع) سے ٭

منبسط (ع) پھیلنے والا۔ خوشحال ٭

منشائے (ع) پرورش کی جگہ ٭

منطوی (ع) لپٹنے والا ٭

منہاج (ع) سیدھا راستہ ٭

موادعت (ع) وداع کرنا۔ رخصت کرنا ٭

موضح (ع) واضح۔ روشن کیا ہوا ظاہر ٭

موقف (ع) جگہ ٹھہرنے کی ٭

میثاق (ع) وعدہ۔ قول۔ اقرار ٭

ن

ناہید۔ (ف) زہرہ ستارہ ٭

نائرہ۔ (ع) آگ۔ شعلہ لپٹ ٭

نجاح (ع) حاجت روائی۔ چھٹکارا ٭

نجائب (ع) نجیب آدمی۔ شریف لوگ ٭

نخوت۔ (ع) غرور ٭

نفاذ (ع) جاری ہونا۔ تیر کا کسی چیز میں سے گذرنا ٭

نصیر (ع) فریاد۔ نصرت کرنے والا ٭

نکال (ع) عذاب۔ رنج۔ دکھ ٭

نوائب (ع) مصیبتیں ٭

نوازندگی (ف) باجہ بجانا ٭

نہیب۔ (ف) خوف۔ ڈر۔ لوٹ ٭

و

وصمت (ع) عیب ٭

وقیعت (ع) غیبت کرنا۔ طعنہ دینا۔ چغلخوری کرنا ٭

ہ

ہیول (ف) اونچا۔ سیدھا ٭

1421

1421;U

पुस्तक का नाम: इन्तखाब

مظنہ (ع) شک کا مقام - گما

معائب (ع) عیب داریاں ؛

معتکف (ع) گوشہ نشین

مُعرا (ع) خالی ؛

معونتے (ع) اعانت کر

مفارق (ع) فرق کر

مکاسن - گما

ملتقی (ع) ملاقات کی

ملخص (ع) خلاصہ کیا

ممن (ع) وہ شخص

ممن (ع) سے ؛

منبسط (ع) پھیلا

منشائے (ع) پ

منطوی (ع)

منہج (ع) سبا

مواضعت (ع)

موضح (ع)

موقف (ع)

میثاق (ع)

ن

ہرہ ستارہ ؛

گ - شعلہ لپٹ ؛

عاجت وائی - چیٹکارا ؛

رانجیب آدمی - شریف لوگ ؛

غرور ؛

ی ہونا - تیر کا کسی چیز میں سے گزرنا

فرت کرنے والا ؛

رنج - دکھ ؛

التماس

صاحبان! اس کتب خانہ سے ہر قسم

زبان میں ہر جگہ کی طبع شدہ عمدہ سے

فرمائش کی تعمیل حسب مرضی خریدار اس

کیا ہے - کہ جس کے صرف تھوڑے عرصہ کے

جرأت ہوئی ہے کہ جو صاحب ایک دفعہ

کا اعزاز بخشیں - تو ممکن نہیں کہ پھر عمر بھر

بھی رُوگردانی کریں - علاوہ ازیں ہر قسم کا کام عمدہ ارزاں سے

ارزاں اور جلد تیار ہو سکتا ہے - جواب طلب بلا آنے ٹکٹ ڈاک

یا جوابی کارڈ کے فوراً دیا جاتا ہے تاجران و طلباء کے ساتھ دیگر

تاجران لاہور کی نسبت خاص رعایت کی ہے آزماویں اور فائدہ

اُٹھاویں ؛

المشتہر

آپ کا:

منشی رام اگرواڈ ب و

مہتمم کتب خانہ تعلیمی لی لاہور

1421

Mehra

142

1421;U

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम इन्तखाब अबुल फज़ल

लेखक अबुल फज़ल

प्रकाशन वर्ष

आगत संख्या 1421

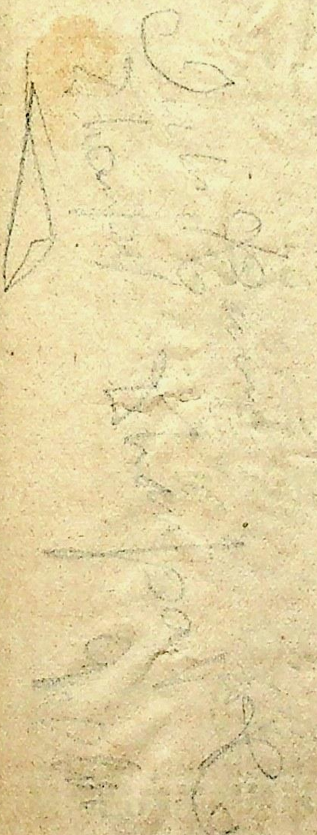

انتخاب ابوالفضل

پیش آئے ہوئے کاموں کے کارگزاروں اور مقبوضہ ملکوں کے حاکموں کے لیئے شہنشاہ کے عملدرآمد کا قانون

اللہ کے سایہ (یعنے بادشاہ) کے آئین کا یہ حکمنامہ اور کام سے واقف ہونیکا یہ ہدایت نامہ شاہی مہربانی کی کان اور عنایت کے چشمہ سے جاری ہوا ہے کہ سلطنت کے کاموں کے جاننے والے منتظم اور بادشاہوں کی عدالتوں کے کارگذار اقبال والے بیٹے اور دولتمند سردار اور بڑے بڑے مرتبہ والے امیر اور تمام عہدہ دار اور حاکم اور کوتوال اس قاعدہ پر چلکر شہروں اور قصبوں اور تمام کھیڑوں کے بندوبست میں فرمانبردار رہیں پہلے تو مجمل طور پر یہ ہے کہ تمام کاموں میں عادتوں اور عبادتوں میں سے خدا تعالےٰ کی رضامندی کے خواہاں رہیں اور اللہ تعالےٰ کی درگاہ کا نیازمند ہوکر اور اپنے آپ اور غیر کو پیش نظر نہ رکھکر کام کریں دوسرے یہ ہے کہ خلوت میں رہنے کی عادت نہ ڈالے کیونکہ وہ جنگل میں رہنے والے فقیروں کا قاعدہ ہے اور ہمیشہ عام لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہنے اور مجمع میں رہنے کا عادی نہ بنے کیونکہ یہ بازاری آدمیونکا طریقہ ہے غرضکہ رہنے سہنے میں بیچ کا طریقہ اور درمیانی چال اختیار کرے اور اعتدال کے قاعدہ کو نہ چھوڑے نہ تنہائی کو یکتائی کے درجہ پر پہنچائے اور ہمیشہ خدا کے پاک فرقوں کی عزت کرے اور صبح اور شام اور آدھی رات اور آدھے دن کو جاگتے رہنے کی عادت اختیار کرے اور جس وقت میں خدا کے بندوں کا کام درپیش نہ ہو پاک طینت اور نیک طبیعت والے لوگونکی کتابوں کو پڑھے مثلاً اخلاق کی کتابیں جو روح کی درست کرنیوالی اور تمام علمونکا خلاصہ ہیں - اخلاق ناصری اور منجیات اور مہلکات احیاء اور کیمیائے سعادت اور مثنوی مولوی روم جیسی کتابوں کا شغل رکھے تاکہ دینداری کے مرتبونکی سے واقف ہوکر مکار اور دھوکے باز لوگونکے فریبوں میں نہ آئے - تعلقات کے ساتھ خدا کی سب سے اچھی زت خلقت کے کامونکا انجام دیتا ہے کہ دوستی اور دشمنی اور رشتہ داری اور غیریت کا خیال نہ کرکے بدھی لوگوں کارروائی کرے اور فقیروں اور غریبوں اور خاصکر گوشہ نشینوں اور تنہا رہنے والوں کے ساتھ جنکی

آمدنیوں کے دروازے بند ہیں اور وہ ضرورتوں کو بیان کر کے مانگتے نہیں ہیں اپنے مقدور کے موافق سلوک
رے اور خدا کے ڈھونڈھنے والے گوشہ نشین آدمیوں کی خدمت میں پہنچکر اُن سے دعا لینی چاہیئے۔ اور
لوگوں کے جرموں اور گناہوں اور خطاؤں کو انصاف کے ترازو سے جانچکر ہر شخص کا مرتبہ اُس کے
موافق قائم رکھے اور عقل کی اُس اندازہ کے ساتھ ہر شخص کی سزا تجویز کرے۔ اور باریکیوں کے سمجھنے
والی سمجھ سے معلوم کرے کہ اس فرقہ میں کونسی خطا چشم پوشی اور معافی کے لائق اور کونسا گناہ پوچھنے اور
ظاہر کرنے اور سزا دینے کے قابل ہے کیونکہ بہت سی ایسی چھوٹی چھوٹی خطائیں ہوتی ہیں جن کیلئے
بھاری سزائیں ہونی چاہئیں اور بہت سی بڑی بڑی تقصیریں چشم پوشی کرنے کے لائق ہوتی ہیں
اور سرکشوں کو ان کے رتبے کے موافق نصیحت اور نرمی اور آہستگی اور سختی سے ہدایت کرنی چاہیئے
اور اگر معاملہ سمجھانے کی حد سے بڑھ جائے تو قید کرنے اور مارنے اور کسی عضو کے کاٹنے اور قتل کرنے
ی کارروائی مختلف صورتوں میں اختیار کرلے اور قتل کرنے میں جلدی نہ کرے اور بہت ڈھیل چھوڑے
(مصرع) کیونکہ کٹے سر کو جوڑ نہیں سکتے۔ اور جب تک ممکن ہو قتل کی سزا پانے والے کو درگاہ
میں بھیجدے اور حقیقت حال لکھ بھیجے۔ اور اگر اُس سرکش کے زندہ رکھنے یا بھیجنے میں کوئی خرابی
پیدا ہوتی ہو تو اُس صورت میں قتل کر ڈالے۔ اور کھال کھچوانے اور ہاتھی کے پاؤں میں رندوانے
ور انہی جیسی اور سزاؤں سے جو مغرور بادشاہ دیا کرتے ہیں بچیں۔ اور آدمیوں کے فرقوں میں سے
رایک کی سزا اس کی حالت کے لائق ہو۔ کیونکہ نیک ذات کو غصہ کی نگاہ سے دیکھنا قتل کرنے کی
ابر ہے اور کمینہ کو لاتیں بھی اثر نہیں کرتیں اور جس شخص کی عقل اور دینداری پر بھروسہ ہو اُسے
جازت دے کہ اُس کے خیال میں جو بات ناپسند پائی جائے اُسے تنہائی میں کہدے۔ اور اگر کبھی
یان کرنیوالے نے غلط بیان کیا ہو تو اُسے سزا نہ دے کیونکہ سزا خبر دینے کے لئے روک ہو جاتی ہے
ور جس کسی کو خدا نے سچ بولنے کی ہمت دی ہو اُسے عزیز رکھے کیونکہ انسان کو سچ بولنا بہت ہی مشکل
ام ہے۔ جو لوگ کمینے اور بدمعاش ہیں وہ سچ بولنے کی خواہش نہیں رکھتے اور چاہا کرتے ہیں کہ اسی طرح
بی میں رہے۔ اور جو نیکذات ہے وہ خیال رکھتا ہے کہ ایسا نہ ہو میری بات سے سننے والا رنجیدہ ہو جائے
ر میں مصیبت میں پھنس جاؤں۔ اور ایسا خوش فہم جو دوسرے کے فائدے کے واسطے اپنا نقصان
راکرے لال گندھک جیسا نایاب ہے اور خوشامد سے خوش نہو کیونکہ خوشامد کرنے والوں کے کام اکثر ناتمام

شعر [illegible] اگر ان کا آدا پاجا کر بری عادتوں میں مبتلا ہے اور ان خرابیوں سے واقف [illegible] نہیں کرتے +

رہجاتے ہیں اور اُن سے بالکل بُری طرح بھی پیش نہ آنا چاہیئے کیونکہ نوکر کے لئے خوشامد بھی ضروری چیز ہے اور انصاف چاہنے والے کی بات پوچھنے میں جہانتک ممکن ہو سکے خود آپ کوشش کرنی چاہیئے ۔

(**بیت**) اس کی فریاد کو پیشکار ہی کے ذمے نہ رکھ ۔ ممکن ہے کہ وہ پیشکار ہی کی شکایت کرتا ہو ٭

ستائے ہوئے کی شکایت کو آپ دریافت کر اور شہد میں سے موم کو الگ کرلے اور فریادیوں کے نام آنے کی ترتیب کے موافق لکھکر حالت دریافت کریں تاکہ پہلا آیا ہوا زیادہ انتظاری نہ کرے اور پیشکاروں کو آگے پیچھے کرنے کی مجال نہ رہے اور جس کسی کی کوئی بدی بیان کرے اُسکے سزا دینے میں جلدی نہ کرے تحقیق کرے کیونکہ بات کے گھڑ لینے والے جھوٹے بہت ہیں اور سچ بولنے والے نیک ذات کم ہیں اور غصہ کی حالت میں عقل کو نہ جانے دے ۔ اور ضبط اور آہستگی کے ساتھ کارروائی کرے ۔ اور بعضے ایسے دوستو اور ملازموں کو جو عقل اور محبت کی زیادتی کے سبب سے معزز ہوں اختیار دیدے کہ اپنے غصہ اور رنج کی زیادتی کے وقت کہ جس میں عقلمند بھی نصیحت کو بھول جاتے ہیں سچ بولنے سے نہ رکیں قسم نہ کھائے کیونکہ قسم کھانا اپنے آپ کو جھوٹ بولنے کا الزام لگانا ہے اور سامنے والے کو بے یقین ٹھیراتا ہے اور گالیوں کے دینے کی عادت نہ اختیار کرے کیونکہ یہ کمینوں کا طریقہ ہے اور کھیتی کے ترقی دینے اور رعیت کی تسلی کرنے اور کسان لوگوں کو روپیہ پیشگی دینے کی کوشش رکھے تاکہ شہر اور قصبے اور گاؤں ہر سال ترقی پاتے رہیں ۔ اور ایسا آسان ڈھنگ اختیار کرے کہ تمام بونے کے لائق زمین کام میں آنے لگے اس کے بعد جنس کے کامل ترقی پانے کی کوشش کرے اور کارگزار کے دستورالعمل کو جو الگ قرار دیا گیا ہے حق کے اختیار کرنیوالے دل کے مدنظر رکھے اور سپاہ کی سب رعیت کے حال پر ایک ایک کر کے غور کرتا رہے اور کسی نام یا رسم کے ساتھ اقرار سے نہ پھرے ۔ اور کوشش کرے کوئی فوج کا آدمی یا اور کوئی کسی شخص کے گھر میں بغیر اُس کی اجازت کے نہ ٹھیرنے پائے اور کارروائیوں میں اپنی ہی عقل پر بھروسہ نہ رکھے کسی اپنے سے زیادہ عقلمند سے مشورہ لے لیا کرے اور اگر کوئی ایسا نہ ہو تو بھی مشورہ کیا کرے کیونکہ بعض دفعہ ناسمجھ سے بھی حق کا راستہ ملجاتا ہے جیسا کہ کہا ہے (**قطعہ**) کبھی ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ عقلمند بوڑھے سے اچھی تدبیریں نہیں پڑتیں اور کبھی نادان بچہ غلطی سے تیر نشانہ پر مار دیتا ہے اور بہت سے لوگوں کے ساتھ بھی مشورہ نہ لے ۔ کیونکہ اچھی اور معاملہ کی سمجھنے والی عقل خدا کی دین ہے وہ نہ پڑھنے ہی سے حاصل ہوتی ہے نہ عمر ہی گذارنے سے ملتی ہے ۔ ایسا نہو کہ بہت سے ناسمجھ کم

میں مخالف ظاہر کریں اور تجھے اُس کام میں پریشانی واقع ہو اور تجھے تیری اور ان ٹھیک کام کرنیوالوں کی رائے سے جو کم ہُوا کرتے ہیں باز رکھیں۔ اور جو کام نوکروں کے کرنے کا ہو آپ اُس کا ذمہ وار نہو کیونکہ جو کچھ دوسروں سے بگڑے اُسے تو ٹھیک کر سکتا ہے اور جو کچھ تیرے سے خراب ہوگا اُسکی درستی مشکل ہوگی۔ اور عذروں کے سننے اور خطاؤں سے چشم پوشی کرنے کی عادت رکھنی چاہیئے کیونکہ انسان گناہ اور خطا سے خالی نہیں کبھی تو وہ تاکید سے اور زیادہ دلیر ہو جاتا ہے اور کبھی غیرت کے مارے آوارہ ہو جاتا ہے۔ ایک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ اُس کی ایک ہزار خطاؤں کو بھی معاف کر دینا چاہیئے غرضکہ سیاست کا کام سلطنت کے سب کاموں سے زیادہ نازک ہے۔ اُسے نہایت سہولیت اور سمجھ کے ساتھ ادا کرے اور راستوں پر خدا سے ڈرنے والے اور بہادر لوگ مقرر کرے اور اُن کی برائی اور بھلائی کو مخبروں سے دریافت کرتا رہے اور ہمیشہ خبر لیتا رہے کیونکہ بادشاہی اور سرداری نگہبانی ہی کا نام ہے۔ اور خدا کے بندوں کے دین اور مذہب کا روکنے والا نبنے۔ کیونکہ عقلمند فنا ہونیوالی دنیا کے کاموں میں جبکہ اپنے نقصان کو اختیار نہیں کرتا تو دین کے کاموں میں جو قائم رہنے والے ہیں کس طرح جان بوجھکر نقصان کو اختیار کریگا۔ اگر وہ حق پر ہے تو تو حق سے مخالفت اور مقابلہ کرتا ہے اور اگر تو حق پر ہے اور وہ ناسمجھی کے سبب سے اُس کے خلاف میں ہے تو وہ غریب آپ ہی نادانی کے مرض میں مبتلا ہے۔ رحم کرنے اور مدد دینے کے قابل ہے انکار کرنے اور روکنے کے لائق نہیں اور ہر فرقہ کے خیر خواہوں اور نیک کام کرنیوالوں کو دوست رکھ اور کھانا اور سونا حد سے زیادہ نہ اختیار کرے۔ اور ضرورت کے مقدار سے بھی کم نہ کرے تاکہ تجھ میں حیوانوں کے درجہ سے الگ ہو کر انسان ہونے کے مرتبہ کی خصوصیت پائی جائے اور جبتک ہو سکے دن کا کام رات پر نہ چھوڑے اور آدمیوں کے ساتھ سخت دشمنی نہ رکھے اور سینہ کو دشمنی کا قید خانہ بنانا نہ چاہیئے! اور اگر بشر ہونیکے لحاظ سے کچھ رنجش واقع ہو جائے تو جلدی سے رفع کر دینی چاہیئے۔ کیونکہ درحقیقت اصلی فاعل[ع] خدائے واحد ہی ہے۔ جس نے اِن معاملات کو ظاہری انتظام کے واسطے پیدا کیا ہے۔ اور قہقہا لگا کر ہنسنا اور مسخراپن کرنا بہت ہی کم چاہیئے اور ہمیشہ مخبروں سے خبر لیتا رہے اور ایک ہی مخبر کی بات پر بھروسا نہ کرے۔ کیونکہ سچ بولنا اور بے لالچ ہونا نایاب شئے ہے۔ اسلئے ایک بات کیواسطے کئی مخبروں کو مقرر کرے جو آپس میں ایک دوسرے سے واقف نہ ہوں اور ہر ایک بیانات کو الگ الگ لکھوائے اور اُس سے مطلب کا کھوج لگائے۔ اور جو مخبر مشہور

[ع] فاعل یعنی کام کرنیوالا۔ مطلب یہ ہے کہ [illegible] انتظام بنا رکھا ہے

ہو گئے ہوں اُنکو موقوف کرکے بیکار کردے اور شریر اور بدذات آدمیوں کو اپنے پاس نہ آنے دے۔ اگرچہ یہ لوگ اور بدمعاشوں[1] کے واسطے خوب کام دے سکتے ہیں لیکن قاعدہ کو نہ چھوڑے۔ اور اُس جماعت کو اپنے دل میں ہمیشہ ملزم سمجھتا رہے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ وہ دوستی کے پردہ میں نیک آدمیوں کا شکار کھیلیں اور مصاحبوں اور خدمتگاروں کی خبر رکھے کہ وہ نزدیک رہنے کے ذریعہ سے لوگوں پر ظلم نہ کریں اور بدطینت باتیں بنانے والوں سے جو دوستی کی آڑ میں دشمنی کا کام کرتے ہیں خبردار رہے کیونکہ اس راستہ سے بھی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ نیکونکو کاموں کی کثرت کے سبب سے فرصت کم ہے اور یہ بدمعاش فرقہ بہت بڑا ہے اور اپنے ادھر اُدھر کی خبر رکھے زیادہ بیان کو کم کرکے جو بات کہنے کے لائق ہو اُسے عرض کرے۔ علم اور ہنر اور پیشہ کے رواج دینے میں کوشش کرے کہ کامل فن والے انسانی گروہوں میں سے جاتے نہ رہیں اور قدیمی خاندانوں کی درستی پر ہمّت کو صرف کرے اور فوج والونکے سامان اور اسباب سے غافل نہ رہے اور خرچ کو آمدنی سے کم رکھے کیونکہ کاموں کا پورا ہونا اُسی کے بس میں ہے۔ لوگوں نے کہا ہے کہ جس کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہو وہ بے عقل ہے اور جو خرچ کو آمدنی کے برابر رکھّے وہ اگرچہ عقلمند نہیں تو بے عقل بھی نہیں اور بہت قیام نہ رکھے ہمیشہ خدمتوں کو محنت کے ساتھ ادا کرتا رہے اور طلبی کا منتظر رہے اور وعدہ کو جھوٹا نہونے دے اور ہمیشہ سچ بولے۔ خاصکر سلطنت کے کاموں کے انجام دینے والوں کے ساتھ سچ بولے۔ تیر لگانے اور بندوق کا نشانہ درست کرنے میں برابر مشق کرتا رہے اور سپاہ گری کی مشق اور طبیعت کے بہلاوؤں کیطرف بھی جو پیدائشی تعلقات کے سبب سے ضروری امر ہیں۔ کبھی کبھی متوجہ ہوتے رہنا چاہیئے اور رعیت سے غلہ لیکر مہنگا بیچنے کی غرض سے جمع نہ کرے اور دنیا کو نور بخشنے والے سورج کے نکاس کے وقت اور آدھی رات کے وقت جو اصل میں نکاس کے شروع ہونیکا وقت ہے نقارہ بجوائے اور ایک برج سے دوسرے برج میں سورج کے داخل ہونے کے وقت بندوقچی اور توپ خانے والے فیر کریں تاکہ کل خلقت واقف ہو کر خدا کا شکریہ ادا کریں اور ایک شخص کو درگاہ[2] میں مقرر کرے کہ وہ اُسکی عرضیوںکو حضورعالی کے سامنے پیش کرے۔ اور اگر کوتوال نہو تو اُسکے قانون کی فصلوں پر خوب غور کرکے اُنکے جاری

---

[1] یعنی بدمعاشوں کے گرفتار کرانے میں خوب مدد دیسکتے ہیں۔

[2] یعنی ماتحتوں کو لازم ہے کہ وہ اپنی اپنی طرف سے ایک ایک شخص کو بطور وکیل شہنشاہ کی درگاہ میں مقرر کریں کہ جب ماتحت کو کوئی کام درپیش ہو یا کچھ عرض کرنا ہو تو اُس شخص کی معرفت عرض معروض کرے۔

کرنے میں کوشش رکھے۔ اور جاہلوں کا سا خیال نہ کرے کہ کوتوالی کے کام کو میں کیوں کروں بلکہ اس کو
سب سے بڑی عبادت سمجھ کر پورا کرے اور اسکی تفصیل یہ ہے اوّل کوتوال کو چاہیئے کہ شیون کے اتفاق کے
ساتھ ہر شہر اور قصبہ و گاؤں کے گھر اور مکانوں کو لکھ رکھے اور ہر محلہ کے رہنے والوں کے نام ہر گھر کے
متعلق لکھ دے وہ کس قسم کے لوگ ہیں اور گھر گھر سے ضمانت لیکر سب کو آپس میں ملا جلا دے۔ اور محلہ
مقرر کرکے ہر ایک محلہ میں ایک ایک شخص کو میر محلہ مقرر کرے کہ وہ اُن کی بُرائی بھلائی کا نگران حال
اور محلہ میں کوئی جاسوس مقرر کرے جو رات دن کے واقعات اور محلہ کی آمد و رفت کے حالات لکھوا
رہا کرے اور یہ بات قرار دے کہ جب کوئی چور آئے یا آگ لگے یا کوئی اور تکلیف وہ امر ہووے تو اُس کا
فوراً مدد کرے۔ اور اسی طرح میر محلہ اور ادھر خبر پانیوالے مدد دیں۔ اور اگر بلا سبب کوئی حاضر نہ ہو تو وہ
قصور وار ٹھہرایا جاوے۔ اور ہمسایہ اور میر محلہ اور محافظ کے خبر کیئے بغیر کوئی شخص مسافر کو نہ ٹھیرائے۔ او
نہ کسی کو محلہ میں ٹھیرنے دے۔ اور جن لوگوں کا کوئی ضامن نہ ہو اُن کو الگ کسی سرائے میں ٹھیرائ
اور سرائے کا بھی میر محلہ اور محافظ مقرر کرے اور ہمیشہ ہر شخص کی آمدنی اور خرچ کو غور کے ساتھ ملاح
کرتا ہے اس واسطے کہ جس شخص کی آمدنی کم ہے اور خرچ زیادہ ہے وہ بیشک بغیر کسی علّت ک
نہیں ہے اسباب کی خوب دیکھ بھال رکھے۔ بھلائی اور نیک خیالات کو نہ چھوڑے۔ اور اس تحقیق
کو انتظام کی ضرورت سمجھے اُسے روپیہ حاصل کرنے اور مال سمیٹنے کا ذخیرہ نہ جانے لازم ہے کہ ہر قسم ک
دلالوں سے ضمانت لیکر بازار میں مقرر کرے کہ جو کچھ لیا اور بیچا جاوے وہ علانیہ ہو۔ اور مقرر کر دیا جا
کہ بغیر ظاہر کیئے جو کوئی خرید و فروخت کریگا اُس پر جرمانہ کیا جائیگا۔ اور روزنامچہ میں لینے اور بیچنے و
کے نام لکھے جائیں اور بازار میں جو چیز بکے یا خریدی جائے وہ میر محلہ اور محافظ کی مرضی سے ہو۔ دو
کئی آدمی محلہ در محلہ اور گلی گلی اور شہر کے آس پاس میں رات کے پہرہ کی حفاظت کیواسطے مقرر ک
جائیں اور کوشش کرے کہ محلہ اور کوچہ اور بازار میں کوئی غیر شخص نہ رہنے پائے اور چوروں اور گ
کٹوں اور اُچکوں وغیرہ کی خوب تحقیقات اور نگہبانی کرے اور کسی جگہ اُنکا نام و نشان باقی نہ چھوڑے
جو کچھ مال و اسباب جاتا رہے یا چوری جاوے وہ اُس کے چُرانے والوں سے وصول کیا جائے اور نہیں تو[لہ] اُسکا م کے
کو پورا کرے۔ گم شدہ اور مردہ آدمیوں کے مال کی تحقیقات کرکے اگر وارث ہوں تو اُن کے حوالے کر دے

[لہ] یعنی اگر مال نہ ہو سکے تو کچھ پرسش اسقدر ہونی چاہیئے کہ عوام میں یہ نہ سمجھا جائے کہ اپنے فرض کے ادا کرنے میں کمی کی ہے +

اور اگر نہوں تو امین کے حوالے کردے اور اسکی فہرست دربار کو روانہ کرے تاکہ جب اُسکا کوئی حقدار ملے تو اُسکو دیدیا جائے۔ اس بات میں بھی نیک نیتی اور دیانتداری کو اختیار کرے کہ ایسا نہ ہو وہی صورت پیش آئے جو روم کے ملک کی نسبت مشہور ہے اور بہت ہی کوشش کرے کہ کسی جگہ شراب کا نام تک نہ پایا جائے۔ اُسکے پینے اور بیچنے اور بنانیوالے کو حاکم کے اتفاق کیساتھ ایسی سزا دینی چاہیئے کہ اور آدمی دیکھکر ڈریں۔ اور اگر کوئی شخص دانائی اور سمجھ کے ساتھ دوا کے طور پر برتتے تو اُس سے کچھ پرسش نہ کرے۔ اور بھاؤ[1] کے سستا ہونے کی بہت کوشش کرے۔ اور مالداروں کو اجازت نہ دے کہ وہ بہت سا خریدکر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد فروخت کریں عیدوں اور نوروزوں کے جشن کی تیاریوں میں کوشش کرے۔ خوشی کا بڑا دن نوروز ہے جو برج حمل میں دنیا کے روشن کرنے والے سورج کے داخل ہونے کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور فروردین مہینے کا شروع ہے۔ دوسری عید اسی مہینے کی ۱۹ کو ہے جو شرف کا دن ہے اور تیسری عید اُردی بہشت مہینے کی تیسری تاریخ ہے۔ اور ایک اور عید خورداد مہینے کی اور دوسری عید تیر مہینے کی سترھویں کو ہے اور ایک عید مُرداد مہینے کی ساتویں کو ہے اور ایک اور عید شہریور مہینے کی چوتھی تاریخ کو ہے اور ایک عید مہر مہینے کی سولہویں کو ہے اور ایک عید آبان مہینے کی دسویں کو ہے اور ایک عید آذر مہینے کی نویں کو ہے۔ اور دے کے مہینے میں تین عیدیں ہیں جو آٹھویں اور پندرھویں اور تیئیسویں تاریخوں میں ہیں اور ایک عید بہمن مہینے کی دوسری تاریخ ہے اور ایک عید اسفندیار مہینے کی پانچویں تاریخ ہے۔ اور مشہور عیدوں کے دستور کے موافق عمل میں لاوے اور نوروز کی رات اور شرف کی رات کو شب برات کی طرح روشنی کرے اور اُس رات کے شروع میں کہ جس کی صبح کو عید ہو نقارہ بجوائے۔ اور عیدوں کے دنوں میں ہر شہر کے دروازوں پر نقارے بجا کریں اور کوئی عورت بغیر ضرورت کے گھوڑے پر سوار نہووے۔ مردوں کے نہانے اور پانی بھرنے کیواسطے دریا کے گھاٹ الگ الگ مقرر کرے اور عورتوں کے واسطے علیحدہ گھاٹ تجویز کیے

بلند اقبال بیدار بخت شاہزادہ دانیال کے سچے خیر خواہ ابو الفضل کی عرضی

ہمیشہ ظاہر اور باطن اور کھلم کھلا اور پوشیدگی میں سدا رہنے والی دولت کیلئے دائمی دعا کرتا ہے[2]۔ امید کہ

---

[1] یعنی غلہ کا نرخ سستا رہنا چاہیے اور لوگ بہت سا غلہ خرید کر مہنگا بیچنے کی غرض سے نہ بھرنے پائیں ۔

[2] فاعل ابو الفضل جو اپنی طرف خطاب کرکے اللہ سے دعا کرتا ہے ۔

وہ (آپ) ہمیشہ تندرستی اور خوشی کیساتھ دنیا کے لوگونکے کام پورے کرتے رہیں اور قیمتی وقت کو دلوں کے بہلانے میں گزارتے رہیں اور لوگونکی خواہشیں مناسب جوابوں سے پوری کرتے رہیں۔ سُنا جاتا ہے کہ لوگ اُٹھتے جاتے ہیں۔ اور جو موجود ہیں۔ وہ رنجیدہ ہیں۔ اور حضور عالی میں عرضیاں بھیج رہے ہیں اور بلا لینے کی درخواستیں کر رہے ہیں۔ یہ باتیں دیکھکر بہت تعجّب ہوتا ہے۔ خدا کے واسطے آپ خود امور سلطنت کی طرف توجہ کریں اور سب کو الگ الگ تنہائی میں بُلائیں اور اپنی زبان سے اُن کی تسلّی کریں اور اگر کسی سے کچھ غلطی ہو جائے تو اُس سے چشم پوشی کریں۔ خلقت کی ٹولیوں خاصکر بڑے عہدہ داروں اور قرب رکھنے والے خدمتگاروں کو بھلائیوں سے بس میں رکھنے اور اُنکے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کئی تدبیریں ہیں۔ اگر کسی وقت انعام کم ہو تو چھپا کر دینا۔ اور نہیں تو خلقت اور گھوڑے اور روپیہ اور سوائے اس کے اور چیزیں ظاہر کرکے دینی۔ اور کھانا کھلانا اور محفل میں بلا کر بٹھانا اور باتیں کرنا۔ اور اپنے پاس کھڑا کر لینا۔ اور عہدہ بڑھانا۔ اور جاگیر دینا اور مہربانی کے ساتھ یاد کرنا۔ اور نہ لوگونکے مکان پر جانا اور غریبوں سے نذرانہ نہ لینا۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انکے ساتھ ان سب باتوں کا برتاؤ کرنا چاہئے اور بعضے لوگوں کو فراغت کے دنوں میں اس اندازے سے محروم نہ رکھنا چاہئے اور ہوشیار دولتمند لوگ کھلانے کی ایک ہی رکابی سے بہت سے اچھّے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور کچھ خاص دوستوں کو جو سچ بولنے اور نیک ہونے میں ممتاز ہوں کہدینا چاہئے کہ سب معاملے کسی وسوسہ کے بغیر تنہائی میں بیان کر دیا کریں۔ اور کتاب واقعات بابری کو پڑھا کریں اور رفتار اور انتظام میں اسکا ڈھنگ برتیں اور ہمیشہ خدا کی درگاہ میں عجز و انکسار کرتے رہیں خاصکر صبح کے وقتوں میں اور گوشہ نشین فقیروں سے دعائیں لیتے رہیں جس طرح آپ نے جاگتے ہوئے نصیب اور ہر روز ترقی کرنے والی عقل کی مدد سے نشوں کو چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح دن کے اوّل حصّہ میں سونا بھی چھوڑ دیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ باتیں آپ کی صاف دل کو بُری معلوم دینگی۔ لیکن خیر خواہی کے خیال سے مجبور ہو کر جو کچھ مناسب معلوم ہوا عرض کیا گیا پرکھنا آپ کا کام ہے۔ دولت اور تندرستی اور شادمانی ہر روز ترقی کرتی رہے +

دُنیا کے لوگوں کے شاہزادے دانیال کے نام سچّے خیر خواہ ابوالفضل کی عرضی

کمترین اقبال کے گلزار کے اس نئے پودے کی ظاہری اور باطنی تندرستی اور اندر اور باہر کی دولت کو قدرت

والے اللہ سے ہمیشہ چاہتا ہے۔ اور اُسے شہنشاہ کی ہمیشہ رہنے والی دولت کی تروتازگی سمجھتا ہے امید کہ زمانہ کی نیکیاں حاصل کرنے والے اس اقبالمند کی دوستی کے اندازے اور قدردانی اور ہنرشناسی اور عاقلانہ کارروائی کی شہرت خوشی اور راحت کو بڑھانے والی ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ قیمتی وقت کو کاموں کے لئے تقسیم کرلیا ہوگا، اور ہر ایک حصہ کو اس کے ضروری مناسب کام کیواسطے مقرر کرلیا ہوگا اور اپنی طرف اس قدر مشغول رہنا کافی ہے کہ جسم کی صحت بنی رہے۔ بٹے ہوئے وقتوں میں سے تھوڑا سا وقت خلقت کی حفاظت میں گذرنا چاہیئے اور درحقیقت اسمیں بھی اپنا ہی کام سنوارنا ہے لیکن سب ہی آدمی ایسی ظاہری بات کو غفلت کے باعث نہیں سمجھ سکتے مجھے امید ہے کہ رات اور دن میں آپ کوئی وقت گذرے ہوئے لوگوں کے عقل دینے والے حالات سننے کیواسطے بھی مقرر فرماوینگے۔ کتابیں بہت ہیں اور حالات بھی بیشمار ہیں۔ پر وہی سننے لازم ہیں جو کام کے قابل ہوں عبرت حاصل کرنے اور طریقہ معلوم کرنے کے واسطے شاہنامہ اور واقعات بابری اور کلیلہ دمنہ کا قصہ سُنیں نیز ان کے مضمونوں کو سونے کا سامان قرار دیکر نہ سُنیں اور بُرائی اور بھلائی سے آگاہ ہونے اور اندرونی رہزنوں کے غالب نہ ہونیکے واسطے اخلاق ناصری اور اخلاق جلالی اور کیمیائے سعادت کے پچھلے آدھے حصہ کو ضروری سمجھ کر تھوڑا تھوڑا سا یاد کرتے رہیں اور مولوی معنوی کی مثنوی اور حدیقہ اور جام جم آپ کی مبارک محفل میں ضرور ہونی چاہئیں دولت اور تندرستی اور شادمانی ہر روز ترقی کرتی رہے

شیخ مبارک کے نام

امیدوں کے پناہ دینے کے مقام والے قبلہ گاہی (ہمیشہ رہیو برکتیں اس کی) درگاہ میں عرض کرنیکے پاک مقام پر عرض کرتا ہے اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ خدا کے پہچاننے والے لوگوں کے اُس (یعنے تم) قبلہ کے پاک خطوں نے صبر کی کھونے والی مصیبت اور عقل کی خراب کرنے والی تکلیف کیوقت ایک دوسرے کے بعد نصیحت کے طریقے بلکہ علاج کے سامان پیش کرکے ہستی کے جنگل میں ان (یعنے ہم) آوارہ پھرنے والوں کو صبر بلکہ رضامندی کے امن گاہ میں پہنچا دیا امید کہ پاک اور عالی توجہ کے ذریعہ سے فائدے اور سلامتی کی سیرگاہ میں بھی گذر ہو جائیگا۔ اللہ تعالےٰ خدا کے پہچاننے والے آدمیوں کے اُس رہبر کے کمالوں بھری ذات کو اس ظاہری عالم میں بہت عرصہ تک قائم رکھے اور ہم ظاہری اور باطنی بیماروں کو قیمتی نصیحتوں کا ماننے والا بنا کر ظاہری اور اندرونی تندرستی عطا کرے جو کچھ کسی امر میں حکم ہوتا ہے

اس کے پورا کرنے کو وہ (یعنے میں) اپنی نیک بختی سمجھتا ہے +

زین خاں کے نام

بزرگ خط جو اس خیر خواہ کے نام لکھا تھا۔ اسکے پہنچنے سے خوشی حاصل ہوئی اور وقت کے مناسب جو معلوم کرنا چاہا ہے تو نصیحت کرنیکی پہلی شرط آپنے آپ کو نیک چلن بنانا ہے اور اس شرط کی تحقیق دو چ پر منحصر ہے۔ ایک علم دوسرا عمل اور اکثر نفس کی خواہش بُرائی اور بھلائی کے جاننے سے اچھے عمل کے میں مبتلا ہو جاتی ہے اور سمجھ لیتی ہے چونکہ باریک باتوں سے واقف ہے تو اچھے کاموں کی توفیق بھی ہے گذشتہ دنوں میں جو خط لکھنے کی طرف کم توجہ ہوئی تو اُسکا سبب اُس شرط کا نہ ہونا تھا۔ ورنہ ہستی مجھ نفرت کرنیوالے کو جو دُنیا سے گذر جانے میں جلدی کر رہا ہوں یہ خیال کب پیدا ہو سکتا ہے کہ دوستوں سے حق بات کو چھپاؤں جس سے ان کے دلوں کو رنج نہ پہنچے۔ اور جو شخص سچی بات سے خفا ہو دوستی کے لائق نہیں ہے۔ اور اس عرصہ میں جو کچھ چند باتیں میں لکھتا ہوں وہ یہ نہیں۔ کہ میں انہیں نصیحتیں اور فہمائشیں کہتا ہوں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ کمترین اس بات کو اپنی واقفیت کا ظاہر کر اپنی پونجی کا کھرا بنانا سمجھتا ہے۔ دوستی کی نظر اور محبت کی زیادتی سے اپنے سمجھ میں آئے ہوئے یہ چند کلمے باتوں کے تولنے والے اور عقل رکھنے والے کو لکھ دئے تھے۔ اللہ کا شکر ہے۔ کہ عقل کے اس چشمہ کی ج میں قابل پسند ٹھیرے اور قاسم خاں کے ساتھ جو بزرگانہ برتاؤ سے اسکے دلکو احسانمند بنالیا ہے یہ ا نیک ذاتی کی کسوٹی کو دوست اور دشمن کے دل پر کھولدیا ہے دوسری شکر کی یہ بات ہے کہ بھلائی کا گ یقین کے مرتبہ پر پہنچکر اپنی سمجھ کی تعریف کرنیوالا بنا ہے تمام دنیا پسندیدہ اور اچھی چیز کو ہر ایک قیمت خرید لیتی ہے مگر پسندیدہ مرد وہ ہے جو کڑی بات کا خریدار ہو اور اگر یہ نہ ہوسکے تو برہم نہ ہونا اور پیشانی بل نہ لاکر پی جانا چاہیئے جو نصیبہ ور شخص اس عالم کے کاموں میں لسان الغیب کے کلام پر عمل کریگا ان دونوں جہانوں کے آرام کا صاف صاف بیان ان دو باتوں میں ہے دوستوں پر مہربانی اور دشمنو

ل یعنے مجھے اپنے خیال کے نیک ہونے کا پہلے صرف گمان تھا جب تم نے اس کو پسند کیا تو مجھے اس کے نیک ہونے کا یقین ہوا اور چونکہ میرے سمجھ میں آئی ہوئی بات کو آپ جیسے دانا اور عقلمند نے پسند کیا اسلئے میرے یقین نے نے میری سمجھ کی تعریف کی کہ خوب سمجھ ہے جو تمہارے نزدیک پسندیدہ ہے +

کی خاطرداری رکھے۔ اس شخص کی حالت کے پاس کبھی بھی ناوا جب رنج نہ آنے پائیگا امید کہ اس طریقہ کی قبولیت اسی بنیاد پر اُس دور اندیش (یعنے تم) کے شامل حال ہوگی۔ حق کو دریافت کرنے والے راستباز خواجہ شمس الدین خاں کی بابت جو کچھ لکھا تھا پھر وہی لکھتا ہوں۔ کہ جب وہ (یعنے آپ) وہاں ہیں تو اس (یعنے شمس الدین) کے وہاں ہونے کی ضرورت نہ رہی ہوگی۔ اور درگاہ بادشاہی میں اس جیسی راستی اور درستی کی ضرورت ہے۔ اگرچہ ایسے شخصوں کی ہمنشینی تعلقات دنیا کے لحاظ سے بہت غنیمت ہے لیکن سلطنت کے مددگاروں کی نظر اپنے مالک اور آقا کے کام پر ہوتی ہے۔ گو خواجہ راضی ہو ہمیں راستی[لہ] کی ضرورت ہے۔ اگرچہ خواجہ راضی نہو۔ بہمن مہینے کی دسویں تاریخ ۳۷؁ کو لکھا گیا ٭

شیخ ابوالخیر کے نام

خداتعالے کی اطاعت میں تمام خیالوں کو مصروف رکھکر اچھی عادتوں کے حاصل کرنیکے واسطے بیداری کیا کریں۔ اور بیابان میں آنیوالی خواہشوں کے حاصل کرنے اور ظاہری مقصدوں کے پورا کرنے کیلئے کبھی کسی شخص سے عاجزی نہ کریں کیونکہ اصلی کارساز (خدا) جیسا مناسب ہوتا ہے ویسا ہی کر دکھاتا ہے لیکن دنیا سے تعلق رکھنے والوں کو وسیلوں کا خیال رکھنا بھی ضروری بات ہے مگر اپنی تدبیروں کو ظاہری حفاظت کے سوا اور کچھ نہ سمجھیں اور دل سے تقدیر کی کارروائیوں پر نظر ڈالتا رہے اور فرصت کے لحاظ سے جہانتک ہوسکے علم اور علم کا حصہ حاصل کرتے رہیں اور خداشناس لوگوں کے پاس جاکر عاجزی کرتے اور دعا لیتے رہیں ٭

شیخ ابوالبرکات کی طرف

اے بھائی دین اور دنیا اور ظاہر اور باطن میں اچھے اور نیک کام بیہودہ خواہشوں اور ناواجب غصوں سے بچنا ہے اسواسطے کہ خدا کے سب نیک بندے جنہوں نے قبولیت کا درجہ حاصل کیا ہے وہ اسی سبب سے ہے۔ مجرم لوگوں کی خطاؤں کی خبرگیری اور چشم پوشی کرنے کو ضروری سمجھتا رہے اور استقلال اور عالی ہمتی کا خیال رکھے اور جو کام کرے بغیر سوچے سمجھے نکرے اور جب تک رائے

[لہ] مطلب یہ ہے کہ ہمیں شاہی ضرورت کے لحاظ سے ایک راستباز شخص کی ضرورت ہے اگر خواجہ دربار میں آنے سے راضی نہ ہو تو بھی اسے آنا چاہیئے ٭

ٹھیک نہ بیٹھے اور اُس کی بُرائی بھلائی کو دوراندیش عقل سے نہ سوچ لے اور دانا لوگوں سے صلا
مشورہ نہ کرے ہر گز کسی کام میں جلدی نہ کرے اور دنیا اور عقبےٰ کے بڑے درجے حاصل ہونے ک
پر مغرور نہو دنیا اور اسمیں لوگوں کا ہجوم ایک شراب ہے جس کا کام غفلت کو بڑھانا اور عقل کو گھٹانا ہ

شیخ ابوالخیر کے نام

پیارے بھائی اللہ کی مدد پاتے رہو۔ اللہ کا شکر ہے کہ اُس بھائی (یعنے تُم) نے لکھا تھا کہ کسی
سمجھکر اپنے دل کو اطمینان دیا ہے۔ بابا یہ سب جوش اور فریاد اور رنج اور خوشی انسانی تقاضا
خدا کی درگاہ میں اسکا کچھ کام نہیں اور خدا کے سب کام بالکل ٹھیک ہیں اور شکر ادا کرنے کے ق
ہیں۔ خوشی ہلکی شے ہے اور غم بھاری بوجھ ہے۔ مقام لغلچہ سے لکھا گیا *

شیخ ابوالخیر کی طرف

جان کے برابر پیارے بھائی کے خط کو پڑھنے سے خوشی حاصل ہوئی۔ ہمیشہ سلامتی کے ساتھ ر
بادشاہ کی دائمی خدمت اور اُسکی تمیزداریوں میں ایسی طرح مشغول رہیں کہ جسوقت روبرو یا خط
میں اس امر کی نسبت کچھ تحریر یا بیان کرے تو اس تاکید کو اختیار کرنے کے لائق سمجھیں اور غیر قا
عمل تاکید نہ خیال کریں اور اپنے نفس کو مشق اور محنتوں کا عادی بناکر اطمینان حاصل کریں تاکہ ظا
اور باطنی مقصد حاصل ہوں اسواسطے کہ آرام طلب کسی مطلب کو نہیں پہنچ سکتا اور حادثے اٹھانیو
کا مرتبہ بلند نہیں ہوتا۔ واقفکار عقلمند کا اقبال جب آنکھ کھولتا ہے تو وہ تمام کامونکا کرنیوالا اسواے
کے اور کسی کو نہیں خیال کرتا اور جب وہ سمجھ لیتا ہے کہ اسباب کا کرنیوالا داتا اور واقف اور رحیم ہے
ہر ایک مشکل جو انسانی تقاضے کے سبب سے ناگوار ہوتی ہے آسان ہوجاتی ہے اور پریشانی کی بجائے
اور راحت حاصل ہوجاتی ہے اے اللہ تو ہم کو رزق دے۔ زیادہ کیا لکھوں۔ انجام درست ہو۔

آصف خاں کے نام

نہ ٹلنے والی مصیبتوں کے معاملہ میں صبر کی باتیں بیان کرنا اور اُن کو اچھا بتانا یا بیقراری کی برائیو

ظاہر کرنا اور اُس پر عقل اور کتابوں سے حوالہ دیکر التجا کرنی مکر[۱] میں داخل ہیں اور تم جیسے سمجھ دار آدمی ساتھ جو عقل اور ذہن سے حصّہ پائے ہوئے ہو دانائی اور ہوشیاری کی باتیں کیا بیان کی جائیں میں ہاتا تھا کہ خط میں تمہارے دل کی اطمینان دلانے کے ارادہ کو گریہ وزاری سے پورا کروں کیونکہ اپنے و دنیاداروں کی رسموں اور تکلیف کی باتوں میں پورا اتارنا ایک بیہودہ بات ہے لیکن کیا کیا جائے ر[۲] کی سکونت سو مصیبتوں میں مبتلا کرتی ہے یہ بھی ایک اُن ہی میں سے خیال کر کے چند کلمے لکھدیے لتعالےٰ دارین[۳] کے بھیدوں سے واقف کرے۔ انجام نیک ہو ٭

برگزیدہ بزرگ حکیم ہمام کے نام لکھا گیا

ہر روز زیادہ درد پیدا کرنے والا یہ خط مبارک کے بیٹے ابوالفضل کی طرف سے بزرگ دوست ہمام کے نام ے۔ وہ حکیم ہمام نہیں جو دانائی کی باریکیوں اور علم کی خوبیوں کے ساتھ موصوف اور اس زمانہ میں بے ں ہے۔ اور نہ وہ حکیم ہمام جو شہنشاہ کی مہربانیوں کا منظور نظر ہو کر اور سفیر بن کر ملک توران کے حاکم پاس گیا ہے اور نہ وہ حکیم ہمام جو زمانہ کے بڑے عالم مولانا عبدالرزاق گیلانی کا بیٹا اور فارس اور عرب کے لکوں میں نام پائے ہوئے ہے اور نہ وہ حکیم ہمام جو زمانہ حال کی جالینوس حکیم ہمام ابوالفتح کا پیارا بھائی اس ملک کے لوگوں کے دلوں کا پیارا ہے اور نہ وہ حکیم ہمام جو مجھ لکھنے والے کا گیارہ برس کا ملنے والا ت ہے اور نہ وہ حکیم ہمام جو عقل کے مکتب کے اس ادارہ یعنے مجھ کو دنیا کے رسمی لوگوں میں شمار ے خط کے کنارہ[۴] پر رسمی ملاقات والے لوگوں میں شامل کرتا ہے۔ بلکہ یہ وہ حکیم ہمام ہے جو بیان کئے ہوئے رتبوں سے گزر کر اور دل کے تاریک کوچہ میں اللہ کی عبادت کے پوشیدہ بھیدوں سے واقف ہو کر بلکہ ی کے نور کی بلندی کو حاصل کر کے قبولیت کے طریقہ[۵] میں ایک خاص مرتبہ پر اور پیارا ہونے کی حالت

کر غلط مگر درست ہے ٭ [۲] مطلب یہ ہے کہ اس ڈر سے کہ لوگ طعن کریں گے کہ شہر میں رہنے کے سبب سے بے مروت گئے ہیں ٭ [۳] مز معنے بھید تکوین معنے عالم۔ کون و مکان یعنے دنیا اور آخرت۔ ایجاد معنے عالم ایجاد یعنے دنیا رت دارین دونو جہان ٭

یہ ایک طعن ہے کہ تم نے معمولی راہ و رسم کے طریق پر خط کے کنارہ پر سلام لکھ بھیجا اور خط نہ لکھا ٭

مجبیت غلط ہے محبت ہونا چاہئے۔ اگرچہ مجیبت معنے آنا بھی لغت ہے ٭

میں ایک خاص درجہ پر پہنچا ہوا ہے **رباعی** دل میں ہر گھڑی خون جوش مارتا ہے۔ باہر کے لوگوں کو اس کی خبر نہیں ہے۔ البتہ وہ شخص جس نے لیلی کا منہ دیکھا ہے جانتا ہے کہ مجنوں کو کس قسم کا درد مارے ڈالتا ہے۔ میں نے چاہا تھا کہ اپنے نفس کے تھوڑے سے فریب اور طبیعت کی مخالفتیں لکھکر اپنے اوپر افسوس کروں لیکن دوسری نظر میں سرکشی کی آلودگیوں نے رخصت نہ دی کہ اس قسم کی گریہ وزاری کروں۔ پس یہی بہتر ہے کہ شکایت کے ہونٹ بند کر کے مقدور کے موافق شکر گزاری کے لیے چھوٹی سی زبان کو لمبی بناؤں اے بھائی پہلے تو حکیم[1] الٰہی کہ جس کا دل دنیاوی تعلقات سے ہٹ گیا ہے اور باطنی درد سے کہ اصلی تندرستی وہی ہے بھرا ہوا ہے اس حکیم آلہی کے فیض کی تعریف بھری صحبت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس لیے کہ اے بھائی یقین جانئے کہ آدمیوں کا زمانہ[2] اور اچھے لوگوں کے شہر میں کبھی اس قسم کی صحبت بڑی غنیمت ہے پس ہمارے زمانہ[3] میں تو کیسے نہوگی۔ دوسری یہ کہ حضرت شہنشاہ (سایہ خدا) کی فیض بخش طبیعت مقبوضہ سلطنت کی تمام طرفوں اور دشمنوں سے مطمئن ہونے کے بعد ترکستان کے ملک پر چڑھائی کرنے کی طرف مائل ہوئی ہے اور میری لالچی طبیعت اس ملک کے دیکھنے کی مشتاق ہے لیکن بندہ جانتا ہے کہ الحریص محروم (لالچی نامراد رہتا ہے) کے موافق آپ صلح نامہ جو حضور عالی کی پسند خاطر ہو سکتا تھا ہمارے پاس لائے۔ اور یہ چڑھائی موقوف ہو کر انگریزوں کے جزیروں کے فتح کرنیکا خیال ہو جائیگا غرض جو کچھ ہونا ہے جلدی ہو جائے کہ دل کا فکرمند رہنا اچھا نہیں ہوتا اور بندہ ان معاملوں میں اور کچھ زیادہ نہیں لکھتا ہے اور نہ تمہیں اور نہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتا ہے ذیقعد کی سترہویں تاریخ سنہ ۹۹۵ھ کو لاہور میں لکھا گیا +

اللہ اکبر (اللہ بڑا ہے) اچھی باتوں کا سوچنے والا اور نیک کاموں کا کرنیوالا وہ شخص بن سکتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی عام رحمتوں کو کسی خاص گروہ کا حق نہ قرار دیکر اپنے آپ کو خواہشوں کی آلودگی سے بچائے رکھے اور تسلیم کے مقام پر بیٹھ کر سب باتوں کو خدا کے آگے حوالہ کر دے اور اس سے کم درجہ پر وہ مالدار ہو سکتا ہے جس نے دوست اور اپنے پرائے کے ساتھ محبت کی محفل لگا رکھی ہے اور اس سے کم درجے پر وہ اقبالمند ہو سکتا ہے جو محبت کی سیرگاہ میں نہ پہنچ سکے اور خداداد نصیبہ کی مددگاری سے رضا کی عزت والے بچھونے

---

[1] حکیم آلہی حکیم ابوالفتح سے مراد ہے +

[2] یعنی وہ زمانہ جس میں اچھے لوگ بکثرت تھے + [3] یعنے زمانہ حال جو اچھے لوگوں سے خالی ہے +

بلکہ صاف دلی کی خوشی سے خدا تعالے کی خوشنودی کو اپنی رضامندی جانے اور اس سے کم وہ نیک ت ہوسکتا ہے کہ جس نے اگرچہ خدا کی شاملات کی عنایتوں کو کسی ایک فرقہ کا حق قرار دیا ہے لیکن دشمن عنہ تشنیع سے باز رہ کر سب کے ساتھ صفائی رکھتا ہے اور اس سے کم وہ نیک بخت بھولا بھالا ہوسکتا کہ وہ اگرچہ پوری محبت کے دولت خانہ اور کامل رضا کی سیرگاہ اور کلی صلح کے محفوظ مقام پر نہیں پہنچا ہے ن جو طریقہ ناقص عقل یا پوری پیری سے نکال رکھا ہے ریا کے دخل کے بغیر اس طریقہ کی نیکی اور بدی ادری کے ساتھ اختیار اور ترک کئے ہوئے ہے ان چار بزرگ گروہوں کے مرتبے ان ظالموں اور وں کے درجوں کی مانند جن کا رتبہ اُن سے بہت کم ہے شمار کرنے کے مرتبے سے باہر اور بیان کے طہ سے زیادہ ہیں ٭

اللہ اکبر۔ ابو الدنیا[۱] (دنیا کا باپ) وہ کم ہمت مادرزاد اندھا ہے جو بڑھی بھونڈی صورت والی بڑھیل کو بیجلی دلہن سمجھتا ہے مگر اس سبب سے کہ اسکی روح کے دماغ میں ہمت کے دولت خانہ کی ہوا پہنچ ہے اس نامردوں کے فریب دینے والی (دنیا) کے قبول کرنے میں اطمینان کی جگہ اور آرام کے مقام الگ نہ ہو کر خوشی اور راحت سے سر نہیں ہوتا اس بیوفا اور دوستوں کے مارنیوالی اور دشمنوں کی بھگت کرنیوالی (دنیا) سے منہ پھیر لینے میں رنجوں کی پائمال اور تکلیفوں کی روندوں میں نہیں آتا الدنیا (دنیا کا بیٹا) وہ عقل کا دشمن اور دل کا اندھا ہے کہ اس بوڑھے کھوسٹ اور بے اصلی ادان کے دوست اور عقلمند کے ہلاک کرنیوالے (جہان) کی آمد و رفت میں غمی اور خوشی کیطرف وٹے میں آیا ہوا ہے۔ نہ تو اس فنا ہونیوالی[۲] شراب (زندگی) کی لذت اُٹھانے سے اسکی خوشی کا پیٹ طرح بھرتا ہے اور نہ اُسکی آرزوؤں کا نفس ہی آرام گاہ میں رہتا ہے اور نہ اس ہست نما نیست[۳] کے معدوم ہے میں اسکے زمانہ[۴] کے رنج کا پیٹ بھرا ہوا اور اس کی خواہش کا پاؤں بنگڑا ہے۔ عبد الدنیا (دنیا کا بیٹا)

یعنی ایسا شخص جس قدر آرام اور راحت پاتا جاتا ہے اس کی ہوس زیادتی کی طرف آرزومند ہوتی باقی ہے لئے اس راحت اور آرام سے پورا لطف حاصل نہیں ہوتا اور طبیعت سیر ہوتی ہے +

یعنی ایسا شخص اپنی زندگی کی ترقی کی آرزو ہی میں مبتلا رہتا ہے کہ ابھی اور زندہ رہوں اور اُن آرزوں سے وہ رحلت نہیں پاتا نہ اُسے زندگی کا مزا آتا ہے + ۳؎ ہست نما جو باقی رہنے والی معلوم ہو نیست تھا ہونیوالی +

یعنی رنج ہی ختم ہوتے ہیں اور نہ اسکی خواہشیں کم ہوتی ہیں مصیبت ہی میں اسکی عمر کٹتی ہے +

وہ بدنصیب ہے جو اس ظاہری دنیا کے کھوکھلے مقصدوں کے حاصل کرنے میں پچھلے بدنصیبوں کے جمع کرنے کے باعث جو عقلمندوں کی چھوڑی ہوئی اور روشن دلوں کی ترک کی ہوئی ہیں نیکی اور بھلائی کے رستے سے مخالفت اختیار کرتا ہے۔ لیکن اس فریب دینے والی دنیا کے مکروں[لہ] کے دور کرنے میں سیدھے راستے سے الگ ہو کر اور حیلوں اور بہانوں کا دامن تھام کر اپنی آزادی) ڈھونڈھتا ہے امنۃ الدنیا (دنیا کی امت) وہ مفلس ہے کہ جس نے ان برے مکروں اور بدحیلوں کے ذریعہ سے جن کا ذکر آچکا ہے۔ نیکی اور بھلائی کے راستہ سے بالکل جدا ہو کر آسان باتوں کے حاصل کرنے اور تکلیف وہ باتوں کے دور کرنے کے لئے خوشی اور غمی کے مرتبوں میں فریب کے مہلک ٹیلہ کو طے کر کے دغا اور فریب پر کمر باندھی ہے۔ دہر مہینے سنہ ۳۶ میں طبیعت سے گھڑ کر قلم سے لکھا گیا۔

فائدہ۔ عقلمند روشن دل لوگوں پر پوشیدہ نہ رہے کہ سب سے بڑا مقصد اور سب سے زیادہ عظیم الشان مطلب خدا تعالیٰ اسکی شان بڑی ہے۔ کی ذات اور صفتوں کے معلوم کرنے کا ہے۔ اور اس بے بہا جوہر کے تلاش کرنے والے دو گروہ ہیں۔ ایک نے تو دل کی روشنی اور آنکھوں کی بینائی کے ساتھ مقصد کے دامن کو ہمت کے ہاتھ سے پکڑ لیا ہے اور دوسری جماعت نے اچھی اچھی دلیلوں اور وجہوں سے اس قیمتی مطلب کی بلند چوکھٹ پر پہنچکر دانائی حاصل کری ہے۔ پہلا گروہ اگر نبیوں کا قایل ہے تو اس کو صوفیہ کہتے ہیں اور نہیں تو انہیں حکیموں کا اشراقیہ فرقہ کہتے ہیں اور دوسری جماعت اگر نبیوں پر اعتقاد رکھتی ہے تو اسے متکلمین کہتے ہیں اور نہیں تو وہ مشائین حکیم کہلاتے ہیں یہ اس تحقیق کا خلاصہ ہے جسے سید جرجانی نے مطالعہ کتاب کے حاشیہ پر پہلے زمانہ کی محقق لوگوں کی تحقیقات سے نقل کیا ہے اے خدا جو تجھے پسند ہو ہمیں اس کی ہدایت کر مبارک کے بیٹے ابو الفضل کی تحریر۔ اللہ اُن دونوں کے گناہ معاف کرے ٭

اللہ اکبر۔ ہدایت نہ پا کر رہنمائی کرنے کی کوشش کرنا بینائی کو اندھے پنے کے ساتھ بیچنا ہے یا اپنے آرام کو بے انصافی کے ساتھ اینچا تانی میں مبتلا کرنا ہے اپنی علمیت کا ذکر کرنا بیہودگی ہے۔ اور نہ حاصل کئے ہوئے امر کی علمیت کا بیان کرنا بیوقوفی ہے اور خاموشی اختیار کر کے اپنے آپ کو بڑے مرتبہ والا ظاہر کرنا مکاری ہے اے معاملہ کی بات کو معلوم کرنیوالے شخص کیا ضرورت ہے کہ باطنی امور کو جو پاک پوشیدہ معاملے ہیں لائق لوگوں سے بیان کرے اور بے لیاقت لوگوں سے کیوں اس مرتبہ کا ذکر کرے اور ناواقف کو شاہی محل میں کیوں

[لہ] یعنے ایسا شخص دنیاوی آرام کو حیلوں اور مکروں سے حاصل کرنا اور دنیا کی تکلیفوں سے انہیں کے ذریعہ سے بچنا چاہتا ہے یہ نہیں کرتا کہ خدا کے راستہ پر چلے کہ سب کام درست ہو جائیں ٭

ے جائے خبردار رہ کہ اگر تو معرفت اور حقیقت سے واقف ہو گیا ہے یعنے دریا میں سے ایک بوند پانی کی اور یدان کی ریت کا ایک ذرہ حاصل کر لیا ہے تو دربانی کا عہدہ سمجھ کر حفاظت کے لیے کمربستہ رہے اور نہیں تو پانی حد سے باہر نہ رکھ اور بیفائدہ شور نہ مچا اسواسطے کہ ایسا نہ ہو تیرا دل آزار نالہ سلطان کے آستانہ تک پہنچ جائے

صفر کی ۱۹ - تاریخ سنہ [illegible] میں لکھا گیا ✣

فرہنگ انتخاب ابوالفضل

الف

ابان - (ف) فارسیوں کا آٹھواں مہینہ مطابق اگھن ہر شمسی مہینے کا دسواں دن ✣

آثار المتقدمین (ع) پہلے لوگوں کی نشانی آثار یعنے نشانی - متقدمین پہلے لوگ ✣

آذر (ف) شمسی مہینہ مطابق پوس ✣

آصف (ع) حضرت سلیمانؑ کے وزیر اعظم کا نام ہے ✣

آہوبرہ - ایک مقام کا نام ہے ✣

ابتسام (ع) تبسم کرنا - کھلنا ہنسنا ✣

ابن الدنیا (ع) دنیا کا بیٹا - ابن بمعنے بیٹا ✣

ابوالدنیا (ع) دنیا کا باپ - ابو بمعنے باپ ✣

اتصاف (ع) وصف رکھنا - تعریف کرنی ✣

اتم (ع) تمام پورا کامل ✣

اجتناب (ع) جانب داری نہ کرنا - پہلو بچانا ✣

اجلاف (ع) کمینے - نیچ ذات لوگ ✣

اجلال (ع) بزرگی - جلیل ہوتا ✣

احتظاظ (ع) خط پانا - لذت اٹھانا ✣

احصا (ع) گنتی شمار ✣

احدیان (ع) وہ سپاہی جو گھر بیٹھے تنخواہیں پاتے رہتے ہیں اور انکی خدمتیں معاف ہوتی ہیں۔ صرف بہت مشکل کے وقت پر وہ کام دیتے ہیں ✣

احیاناً (ع) اتفاقاً - کسی وقت ✣

اخروی - (ع) آخرت کا ✣

ادبار (ع) منہ پھیرنا ✣

ادراک (ع) سمجھنا - دریافت کرنا ✣

اربعین (ع) چالیس - چالیسواں ✣

ارتحال (ع) رحلت کرنا کوچ کرنا مرجانا ✣

ارتضا (ع) رضامند ہونا ✣

اُردی بہشت (ف) موسم بہار کا مہینہ مطابق جیٹھ ✣

اساس (ع) بنیاد - جڑ ✣

اسامی (ع) جمع الجمع - اسم - نام ✣

استحسان (ع) نیک سمجھنا - پسندیدگی ✣

استلام (ع) چومنا - بوسہ دینا ✣

استلذاذ (ع) لذت پانا۔ مزا اُٹھانا ✤

استعلام (ع) علم دینا۔ خبر کرنا۔ جتلانا ✤

اسفندار۔ اسفندارمذ (ف) بارھواں شمسی مہینہ مطابق چیت ✤

اسنیٰ (ع) بڑا۔ عالیشان ✤

اسہال (ع) دست چھوٹنے۔ دستونکا مرض ✤

اشتداد (ع) شدت پکڑنا سختی کرنا ✤

اشراقیہ (ع) وہ گروہ حکیمونکا جو باطنی تعلیم دور ہی سے بذریعہ روشنیٔ قلب حاصل کرتے تھے ✤

اصطبار (ع) صبر کرنا۔

اعتصام (ع) چنگل مارنا ✤

اعلا (ع) بلند عالیشان ✤

اعوام۔ (ع) جمع عام۔ سال۔ برس ✤

اغماض۔ (ع) چشم پوشی کرنا۔ درگذر کرنا خطا معاف کرنا ✤

افادت (ع) فائدہ پہنچانا ✤

افاضت (ع) فیض پہنچانا۔ برتن کو بھر لینا ✤

اقبال (ع) منہ کرنا۔ نصیبہ کی ترقی قبول کرنا ✤

اقتدا (ع) پیروی کرنا۔ پیچھے چلنا ✤

اکلیل (ع) تاج ✤

اکمہ (ع) مادرزاد اندھا ✤

التذاذ (ع) لذت حاصل کرنا۔ مزا پانا ✤

الحریص محروم۔ (ع) لالچی محروم رہنے والا ہے حریص بمعنے لالچی محروم بے حق ✤

العاقبۃ بالخیر (ع) انجام خیریت کے ساتھ آخری نتیجہ نیک۔ عاقبۃ بمعنے انجام خیر بمعنے نیکی ✤

العاقبۃ بالعافیۃ (ع) انجام بھلائی کے ساتھ عافیت بمعنے تندرستی بھلائی ✤

القائے ربانی (ع) خدا کیطرف سے حکم کا دلمیں پڑنا القا بمعنے دل میں ڈالنا۔ ربانی بمعنے اللہ تعالےٰ کا ✤

المنۃ للہ (ع) احسان ہے، اللہ کا منت بمعنی احسان ✤

الوش (ت) بچا ہوا کھانا ✤

الہام (ع) کسی بات کا دل پر ظاہر ہونا ✤

اللّٰھم ارزقنا (ع) اے اللہ رزق دے تو ہم کو ✤ اللّٰھم بمعنے اے اللہ۔ ارزقنا بمعنے رزق دے تو ہم کو ✤

امتثال (ع) پیروی کرنا۔ مثال بیان کرنا ✤

امۃ الدنیا (ع) دنیا کی ماں۔ امۃ بمعنے ماں ✤

انام (ع) خلقت ✤

انتما (ع) تم دو آدمی ✤

انتما (ع) لگاؤ رکھنا ✤

انجاح (ع) مطلب کو پورا کرنا ✤

انعدام (ع) معدوم ہونا نیست و نابود ہونا ✤

انفس (ع) روحیں۔ آدمی ✤

انگبین (ف) شہد ✤

اہتدا (ع) ہدایت پانا۔ نیک راستہ پانا ✤

اہتزاز (ع) خوش ہونا۔ لہلہانا ✤

ایاب ۔(ع) بازگشت کی جگہ پلٹ کر آنیوالی جگہ ٭

ب

بائع (ع) بیچنے والا ٭

بادیہ (ع) جنگل میدان ٭

بازارحدوث (ع) نیا پیدا کیا ہوا بازار مراد دنیا ٭

بالمشافہ ۔(ع) سامنے۔ منہ دو مُنہ روبرو ٭

بالمکاتبہ (ع) باہم خط وکتابت کیساتھ ٭

بحار (ع) جمع بحر۔ دریا ٭

برج حمل (ع) آسمانی پہلا بُرج برّہ کی شکل کا ہے جب سورج اسمیں آتا ہے تو نوروز کا دن ہوتا ہے ٭

برنج (ف) چاول ٭

برودت ۔ (ع) سردی ٭

بطون (ع) باطن دلی ٭

بہمن (ف) ہر شمسی مہینے کا دوسرا فارسی گیارہواں مہینہ مطابق اگن ٭

بے ہمال (ف) بے مثل ۔ بے مانند ٭

پ

پاستانیاں (ف) گزرے ہوئے لوگ ٭

ت

تبصرہ (ع) بینا کرنا ۔ عینک بینائی ٭

تبعیت (ع) پیروی کرنا ۔ تابعداری کرنا ٭

تباین (ع) مخالفت ۔ جدائی ٭

تسویلات (ع) جھوٹی باتیں کرنا ۔ من ترانیاں ٭

تشتت (ع) پریشانی ٭

تعبد (ع) بندگی کرنا ۔ عبادت کرنا ۔ پوجنا ٭

تقاوی (ع) قوت دینا ۔ زمینداروں کو اپنی حالت سنبھالنے کے واسطے سرکاری روپے سے مدد دینا

تقلید (ع) پیروی کرنا ٭

ث

ثانوی (ع) دوسرا ٭

ثم (ع) پھر ٭

ج

جامع الکملات ۔ کمالوں کا جمع کرنیوالا ٭

جبال (ع) جمع جبل ۔ پہاڑ ٭

جر (ع) کھینچنا ۔ حاصل کرنا ٭

جرائد (ع) جمع جریدہ ۔ دفتر ٭

جزائل (ع) جمع جزیہ ۔ مضبوط بڑی عالیشان ٭

جلائل (ع) جمع جلیل ۔ بزرگیاں ٭

جل جلالہ (ع) بزرگ ہے جلال اس کا بڑی ہے بزرگی اس کی ۔ خدا ٭

جہول (ع) جمع جاہل ۔ جاہل لوگ ٭

چ

چارسوے کون ومکان (ف) دنیا کا بازار چوک ٭

ح

حدیقہ (ع) چار دیواری والا باغ ٭

حکم (ع) جمع حکمت - دانائیاں *

حوزہ (ع) نواح سلطنت - ملک *

خ

خداع (ع) مکر - فریب *

خدوک (ع) وسوسہ - پریشانی *

خسراں زدہ (عف) نقصان اُٹھایا ہُوا - ٹوٹے میں آیا ہُوا *

خسیسہ (ع) بڑے - نالائق بخیلانہ *

خطب (ع) حادثہ - مشکل کام *

خطب (ع) جمع خطبہ - تریاق *

خفایا (ع) جمع خفی - باریک باتیں *

خوانین (ع) جمع خان - سردار *

خورداد (ف) شمسی مہینہ - مطابق اساڑھ *

خیم (ع) جمع خیمہ - خیمے - ڈیرے *

د

دامت برکاتہ (ع) ہمیشہ رہیو برکتیں اُسکی دامت بمعنے ہمیشہ - برکات بمعنی برکتیں ہٗ بمعنے اسکی *

دوحہ (ع) بڑا درخت *

دے - (ف) شمسی دسواں مہینہ مطابق ماگھ *

ر

ربیع الآخر - عربی چوتھا مہینہ *

رجب - عربی ساتواں مہینہ *

رطلہا (ع) آدھ سیر شراب کے پیمانے *

رعونت (ع) سرکشی *

رقایق (ع) رقیق چیزیں - باریک باتیں *

رقبہ (ع) زمین - زمین متصلہ کنارہ دریا *

رقبہ (ع) گردن - غلام *

روز شرف (ف) نوروز کا دن *

روز دیں (ف) چوبیسویں تاریخ *

ریعان (ع) شروع - نوجوانی *

ز

زبدہ (ع) خلاصہ - چھٹا ہُوا *

زلات (ع) خطائیں - گناہ *

س

سائر (ع) تمام - سب - کل *

سایق (ع) ہکانیوالا *

سجود (ع) سجدے *

سرایر (ع) جمع سریرہ - بھید - راز *

سرادقات - (ع) پردے *

سرہ (ع) خالص *

سلالہ (ع) نطفہ - بچّہ - خلاصہ چنا ہُوا *

سوالف (ع) جمع سالفہ - زمانہ سلف کے لوگ - گزرتے ہوئے آدمی *

سوری (ع) سُرخ رنگ کا پھول ایک قسم کا پیکان - مجازاً خوشی *

سہیل یمانی (ع) سہیل ایک ستارہ ہے یمانی منسوب بہ ملک یمن - یہ ستارہ یمن میں چمکتا ہے پر عمدہ اثر ڈالتا ہے ✤

سیما (ع) خاصکر ✤

ش

شوائب (ع) آلودگیاں - آمیزشیں ✤

شطرے (ع) کچھ تھوڑا سا - قلیل ✤

شگرف (ف) عجیب ✤

شوامخ (ع) جمع شامخہ - بلندیاں چوٹیاں ✤

شہر شوال (ع) دسواں مہینہ ✤

شہریور (ف) ایک شمسی مہینہ مطابق ماہ کوار ✤

شہود (ع) جمع شاہد - حاضر ہونا دیکھنا جلوہ حق دیکھنے کا درجہ ✤

شیوع (ع) پھیلانا ✤

ص

صاحب السداد والرشاد (ع) راستی اور سچائی والا ✤

صفر - عربی دوسرا مہینہ ✤

صمت (ع) خاموشی ✤

صمدیت (ع) بے نیازی - خدائی ✤

ض

ضروری الدفع (ع) وہ چیز جس کا دفع ہونا ضروری امر ہو ✤

ط

طبخ (ع) پخت - پکانا ✤

طیلسان - چادر ✤

ظ

ظلال (ع) سائے ✤

ظلوم (ع) ظالم لوگ ✤

ع

عبدالدنیا (ع) دنیا کا بندہ ✤

عتبہ (ع) چوکھٹ - دروازہ ✤

عجوزہ (ع) بڑھیا ✤

عضادہ (ع) چوکھٹ کی لکڑیاں ✤

عضدالدولہ (ع) دولت کا باز - ایک قسم کا خطاب ہے ✤

عفی عنہما (ع) معاف کرے اللہ دونو کو عفیٰ بمعنے معاف کرے عن بمعنے سے ہما بمعنے وہ دونوں ✤

علا (ع) بلندی - بزرگی ✤

علامۃ الورے - (ع) دنیا کا بڑا عالم وری بمعنے دنیا ✤

علامی (ع) بہت بڑا عالم ✤

عنفوان - (ع) شروع - نوجوان ✤

حکم

غ

(ف) گلگونہ - اُبٹنا +

غفران پناہ (ع ف) بخشش کی پناہ میں آیا ہُوا - غفران بمعنے پناہ +

غوائت (ع) گمراہی +

غوامض (ع) باریک باتیں - نکتے +

ف

فایض السرور (ع) خوشی سے فیضیاب ہونے والا +

فتاحا - ایک شخص کا نام ہے

فجیعت (ع) مصیبت - غم +

فروردین (ف) شمسی مہینہ +

فزع (ع) فریاد گریہ وزاری +

فطانت (ع) دانائی - ہشیاری +

فکیعت (ع) پس کس طرح +

فہامۃ الدوانی (ع) زمانہ کا بہت بڑا سمجھ دار +

فہامی (ع) بہت بڑا سمجھدار +

ق

قاہرہ (ع) زبردست - غالب +

قبح (ع) بُرائی +

قدماء (ع) جمع قدیم - پہلے لوگ +

قدوہ (ع) پیشوا - راہبر +

قریات (ع) جمع قریہ - گاؤں قصبے +

قعر (ع) تہ - گڑھے کا عمق +

قلاع (ع) جمع قلعہ - قلعے +

قلاورزی (ع) مدد +

ک

کافہ (ع) تمام - سب +

کبار (ع) بہت بڑے +

کبریا (ع) خدا - اللہ +

کبریت احمر - (ع) سُرخ گندھک +

کسرے (ع) کچھ حصہ ٹکڑا +

کشاف (ع) کھولنے والا - ظاہر کرنیوالا +

کلاے (ف) کچھ تکان - تھوڑا سا رنج +

گ

گُریزت - (ف) مکر فریب +

گریوہ (ف) ٹیلہ +

ل

لجاج (ع) عاجزی کرنا +

لسان الغیب (ع) غیب کی زبان +

لوامع (ع) چمکنے والی روشنیاں +

م

مامن (ع) امن کی جگہ ✤

ماندو بود (ف) ہستی ✤

ماہ الھی (ف) اکبری مہینہ ✤

مبداے (ع) شروع - ظاہر ہونیکی جگہ ✤

متاذی (ع) ایذا پانیوالا - ستایا ہوا ✤

متاعب (ع) رنجیدگیاں - تکلیفیں ✤

متالم (ع) رنجیدہ ✤

متبحرین (ع) بہت بڑے عالم ✤

مترسمان (ع) رسم رکھنے والے - رسموں کے پابند ✤

متعارف (ع) پہچانی ہوئیں مشہور ✤

متکلمین (ع) کلام کرنیوالے حکیمونکا وہ فرقہ جو عقلی دلائل سے خدا کو مانتا ہے ✤

مجادلات - (ع) مخالف باتیں - لڑائیاں ✤

مجدداً (ع) نئے سرے سے تازہ ✤

محفوف (ع) گھرا ہوا ✤

مخدرات (ع) پردہ نشین ✤

مخذول العاقبۃ (ع) وہ شخص جسکی عاقبت خراب ہو - ذلیل انجام والا ✤

مخیم (ع) خیمہ لگانے کی جگہ ✤

مدینہ - (ع) شہر ✤

مرۃً بعد اُخریٰ (ع) ایک دوسرے کے بعد ✤

مرجوعہ (ع) رجوع کی ہوئی تمیز جس کا ہوئی بات ✤

مرداد (ف) شمسی پانچواں مہینہ مطـ بھادوں ✤

مرضی الشمایل (ع) پسندیدہ خصلت ✤

مرضیہ (ع) پسندیدہ ✤

مرور (ع) گزرا ہوا وقت - رہگذر ✤

مزاولت (ع) مشق ✤

مزوّر (ع) مکار - دغاباز ✤

مستبشر - (ع) بشارت پانیوالا خوشخبری پانے والا ✤

مستبصران (ع) عقلمند - دانا آنکھوں والے ✤

مستسعد (ع) نیک - سعید ✤

مستشار (ع) مشورہ لیا ہوا اصلاح کار ✤

مستظہر (ع) مدد پانیوالا ✤

مستعجل (ع) جلدی کرنیوالا ✤

مستکملان (ع) کامل - پورے ✤

مسمومان (ع) زہر کھائے ہوئے لوگ ✤

مشائین (ع) چلنے والے حکیموں کا وہ گروہ جو دلیلوں اور قاعدوں پر چل کر مطلب کو حل کرتے ہیں ✤

مشحون (ع بھرا ہؤا +

مصاوقت (ع) دوستی کرتا۔ سچی محبت رکھنا +

مضار (ع) مضرتیں۔ نقصان مضر چیزیں +

مظنون (ع) گمان کیا ہؤا۔ سمجھا ہؤا۔ یقین کیا ہؤا +

معاقد۔ (ع) گرہ۔ بندشیں۔ بالضم عہد کرنیوالا +

معالا (ع) بلندیاں +

معتاد (ع) عادی۔ عادت ڈالنے والا +

معتمدالخواص (ع) خاص معتمد +

معدن۔ (ع) کان۔ کھان +

معہذا (ع) اس کے ساتھ +

مغتنمات۔ (ع) غنیمتیں۔ لوٹ کی چیز +

مفارق (ع) جمع فرق۔ سر +

مفاوضات (ع) خط۔ چھٹیاں +

مفتری (ع) جھوٹ بولنے والا + چغلخور +

مکمن (ع) کمینگاہ۔ کھات کی جگہ +

مکیفات (ع) کیف دار چیزیں نشیلی چیزیں +

ملاذی۔ (ع) پناہ کی جگہ +

ملکات (ع) ملکے۔ استعداد دسترس +

منجیات (ع) نجات دینے والی باتیں یہ ایک کتاب کے اخلاقی باب کا نام ہے اور اُسی کتاب کے ایک دوسرے باپ کا نام ہے مہلکات یعنے ہلاک کرنیوالی باتیں ہیں۔ کتاب کا نام احیاء العلوم ہے +

منشورالادب (ع) قاعدوں کا فرمان دستورالعمل +

منصّہ۔ (ع) جائے ظہور۔ دلہن کے بٹھانے کی چوکی +

منقبت (ع) تعریف۔ ثنا۔ مدح +

منقح (ع) تحقیق کی ہوئی +

منہضم (ع) دینے والی۔ ضبط ہونیوالی +

مواطن (ع) جمع مطوطن۔ وطن۔ دیس +

مواہب (ع) بخشنے والے +

موتمن (ع) امانتدار +

موافق (ع) توفیق پانیوالا۔ مدد پانیوالا +

تمام شد

التماس

صاحبان! اس کتب خانہ سے ہر قسم کی کتب ہر مضمون ہر ملت و مذہب کی ہر زبان میں ہر جگہ کی طبع شدہ عمدہ سے عمدہ اور ارزاں سے ارزاں مل سکتی ہیں۔ ہر فرمائش کی تعمیل حسب مرضی خریدار اس قدر صفائی اور راست بازی سے کی جاتی ہے۔ کہ جس کے صرف تھوڑے عرصہ کے تجربہ سے مجھ کو اس قدر التماس کرنے کی جرأت ہوئی ہے۔ کہ جو صاحب ایک دفعہ امتحاناً تھوڑا بہت معاملہ کر کے اس نیاز مند کو آزمائش کا اعزاز بخشیں۔ تو ممکن نہیں کہ پھر عمر بھر اس تابعدار کی خدمت گزاری سے کسی طرح بھی روگردانی کریں۔ علاوہ ازیں ہر قسم کا کام چھپوائی عمدہ سے عمدہ ارزاں سے ارزاں اور جلد تیار ہو سکتا ہے۔ جواب طلب امورات کا جواب بلا آنے ٹکٹ ڈاک یا جوابی کارڈ کے فوراً دیا جاتا ہے۔ تاجران کتب مدرسین و طلباء کے ساتھ دیگر تاجران لاہور کی نسبت خاص رعایت کی جاتی ہے۔ ضرور آزماویں اور فائدہ اٹھاویں۔

المشتہر

آپ کا نیاز مند

منشی رام اگروال تاجر کتب

و مہتمم کتب خانہ تعلیمی پنجاب۔ انار کلی لاہور

1422

1422:U

دیوان سعدی

1422

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम ..दीवाने सादी..........

....

लेखक ......हाफ़िज़ शेराज़ी..........

प्रकाशन वर्ष ....

आगत संख्या ...1422..........................

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الہ آباد

[illegible]

[illegible]

دیوان سعدی کا انتخاب

بزرگ اور برتر خدا کی تعریف میں

[خدا کی عنایتوں کو کون گن سکتا ہے یا کون شخص ہے جس نے فی ہزار ایک عنایت
کا بھی شکر ادا کیا ہے ؟]

مطلب یہ ہے کہ خدا کی عنایتیں اس قدر بے شمار ہیں کہ اُنہیں نہ کوئی گن سکتا ہے نہ ازل سے آج تک ہزار میں ایک عنایت کا شکریہ بھی کوئی ادا کر سکا ہے ؛

[ایسا نہیں کاریگر کہ دنیا کی سطح پر طرح طرح کی ہزاروں شکلیں پیدا کی ہیں ؛]

مطلب۔ خدا ایسا قادر اور خالق ہے کہ اس نے مختلف اقسام کی مخلوقات پیدا کی ہے دیکھو اقسام حیوانات و نباتات و جمادات جن کی طرف چندیں ہزار صورت کا اشارہ ہے اور جن میں سے بعض اشیاء کا ذکر ذیل کے اشعار میں آیا ہے ؛

[آسمان کی بناوٹ اور ستاروں کی جگمگاہٹ۔ جنکو دانا لوگوں کی عبرت حاصل کرنے کے
واسطے بنایا ؛

سمندر اور درخت اور آدمی پیدا کئے۔ سورج اور چاند اور ستارے اور رات و دن بنائے طرح طرح
کی نعمتیں جنکا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔ آرام کے سامان جن کو میں گن نہیں سکتا ؛

رحمت کی نشانیاں جو دنیا کے حصے میں آئیں۔ شکرگذاری کی بھاری بھاری چیزیں جب سے
آسمان نے ہمیں احسان مند بنایا ؛

پہاڑوں کی میخیں زمین کے فرش پر لگائیں۔ مٹی کے فرش کو پانی پر جما دیا ؛]

اس شعر کو اس خیال کے مطابق بیان کیا ہے کہ زمین سطح آب پر واقع ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ زمین پر جو پہاڑ واقع ہیں اُن کی غرض یہی ہے کہ زمین اُنکے بوجھ سے دب کر پانی پر قائم رہے اور حرکت نہ کرے۔

{بیجان مٹی کے اجزا کو سورج کے اثر سے باغوں اور میووں اور گلزاروں کی صورت میں بدل دیا}

یہ شعر اس مسئلہ کی نسبت ہے کہ سورج کی روشنی اور گرمی سے درخت اور پھل پھول اُگتے اور نشوونما پاتے ہیں یعنے زمین سے درخت اور درختوں سے پھل پھول اُگائے بادلوں نے پیاسے درختوں کی جڑوں کو پانی دیا۔ ننگی ٹہنیوں کو نئی بہار کا لباس دیا یعنے خدا بادلوں کی بارش کے ذریعہ سے درختوں کو سیراب کرتا ہے اور شاخوں کو سرسبز پتوں اور پھل پھول سے ڈھکتا ہے۔

{بادلوں نے پیاسے درختوں کی جڑوں کو پانی دیا ہے جس نے ان کو غور سے دیکھا ہو۔}

یعنے خدا نے اس قدر بیشمار مخلوقات پیدا کی ہے کہ نہ کوئی اُنہیں شمار کر سکا ہے نہ ان کی حقیقت معلوم کر سکا ہے۔

{اس کی وحدانیت کا ذکر کرنیوالے صرف آدمی ہی نہیں ہیں۔ ہر ایک بُلبُل وہ بھی ہے کہ جس نے ٹہنی پر بیٹھ کر نغمہ سرائی کی ہے۔}

توحید یعنے خدا کو ایک جاننا اور خدا کے ایک و بیمثل ہونے کا اقرار کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ صرف آدمی ہی خدا کی توحید نہیں کرتے۔ بلکہ پرند بھی جو خوشی سے چہچہاتے ہیں زبان حال سے خُدا کی وحدانیت اور شان کا اظہار کرتے ہیں۔

{کوئی شخص کونسی عنایت کا شکریہ ادا کرے جس نے اس طرف دھیان کیا وہی حیران ہو کر گم ہو گیا}

مطلب۔ خدا کی کسی ایک عنایت کا شکریہ بھی کسی سے ادا نہیں ہو سکتا اور اگر کسی نے اسکی عنایتوں کی طرف خیال کیا بھی ہے تو وہ اُنکے بیشمار ہونے سے حیران ہو کر بیخود ہو گیا ہے یہ اشارہ مجذوب اور بیخود لوگوں کی طرف ہے۔

{تو بتا کہ بدن میں ہمیشگی کی روح کس نے ڈالی ہے یا قیمتی عقل کو کس نے روح کا ہمنشین بنایا ہے}

شعر اقرار لینے کے طور پر ہے کہ خدا ہی نے بدن میں روح ڈالی ہے اور اسی نے عقل عطا کی ہے۔

{بلاغت کے مُنہ میں تعریف کی زبان لال ہے۔ اس بڑی مہربانی کے سبب سے کہ پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کیا۔}

دیوان سعدی

یعنے عدم سے ہستی میں لانے پر بلاغت اور تعریف منہ اور زبان بنکر صفت و ثنا میں مصروف ہیں ۔

{ سر کیا چیز ہے جسے ہم اس کی بندگی میں زمین پر رکھتے ہیں۔ اس کی راہ میں جان قربان کرنے سے
بھی جی نہ چُرانا چاہیئے ۔ }

زمین پر سر رکھنے سے مراد سجدہ ہے ۔

{ اے ناپاک بوند (آدمی سے مراد ہے) عاجزی سے سر جُھکا کیونکہ شیطان کو غرور نے خاک میں ملایا ہے ۔ }

اس شعر کا خطاب شاعر کی اپنی ذات اور تمام انسانی فرقہ کی طرف ہے کہ عاجزی اختیار کرنی چاہیئے غرور سے بچنا چاہیئے شیطان کا غرور کے سبب سے ذلیل ہونا عبرت کے لئے ذکر کیا ہے ۔

{ ایسا بخشنے والا کہ اُس کی رحمت اور عنایت کے بھروسہ نے ہمیں انجام کے نیک ہونے کی امید
دلا رکھی ہے ۔ }

یعنے خدا ایسا رحیم اور کریم ہے کہ ہم اُمید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رحم و کرم سے آخرکار ہماری خطاؤں کو معا کردے گا ۔

{ بُری باتوں سے بچ کیونکہ خدایتعالے نے بُرائی سے بچنے والے آدمیوں کی جگہ بہشت میں بنائی ہے ۔ }

یہ شعر اوپر کے شعر کے اُس خیال کے رفع کرنے کے لئے ہے جو خدا کی شان رحیمی و کریمی سے گنہگار کے باب میں پیدا ہوتا ہے۔ شاعر کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے رحم اور کرم کے بھروسہ سے گناہوں پر دلیر چاہیئے بلکہ گناہوں سے بچنا چاہیئے کیونکہ بہشت اُنہیں لوگوں کے لئے ہے جو گناہوں سے بچتے رہیں گے ۔

{ محنت اُٹھائے بغیر دولت حاصل نہیں ہوتی بھائی جان مزدوری اسی کو ملی ہے جسنے کام کیا ہے ۔ }

مطلب یہ ہے کہ جس طرح مزدور کو بغیر کام کے مزدوری نہیں ملتی اسی طرح بہشت بھی بغیر نیک کام سے نہیں ملسکتی ۔

جس نے اچھے کام نہیں کئے اور عنایتوں کی اُمید کی۔ وہ بیوقوف ہے کہ بیج نہیں بویا اور
پیداوار کی انتظاری کی ۔

یعنے اگر کوئی شخص گناہ کرے اور بہشت کے ملنے کی اُمید رکھے تو وہ ایسا بیوقوف ہے جیسا وہ کسان جو بیج نہ بوئے اور غلہ کے پیدا ہونے کی اُمید کرے جس طرح وہ کسان اپنی اُمید سے محروم رہیگا اسی طرح

گنا ہگار بھی بہشت سے محروم رہیگا ٭

دوسری دنیا آدمی کے لئے ہمیشگی کا گھر ہے یہ جگہ چھوڑ کر چلے جانے کی ہے یہاں دل نہ لگانا چاہیئے

دارالقرار بمعنے قرار پکڑنے کا گھر۔ یعنے وہ عالم آخرت یا دوسری دُنیا جو انسان کے واسطے مرنے کے بعد جزا و سزا کے لئے مقرر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا ہمیشہ کے رہنے کی جگہ نہیں ہے اس طرف بہت دل نہ لگانا چاہیئے بلکہ آخرت کے واسطے نیک کام کرنے چاہیئیں ٭

بہت سی ہڈیاں ہیں جنہیں زمانہ کی گردشوں کی اوکھلی نے کوٹ کر ایسا باریک کردیا کہ
ان کی خاک غبار بنگئی ٭

یعنے زمانہ میں بہت کچھ انسان ہو گذرے ہیں جو مر گئے اور اُن کی ہڈیاں بھی مٹی اور خاک ہو کر برباد ہو گئی ہیں ٭

ظالم مرگیا اور اسکا بُرا طریقہ رہگیا۔ منصف چلا گیا اور یادگاری کے لئے نیکنامی چھوڑ گیا بے بس
آدمی اپنی کوشش سے کیا کرسکتا ہے۔ جو کچھ ہونے والا ہے خدا نے اسکا حکم لگا دیا ہے

مطلب یہ ہے کہ مقدر میں جو کچھ ہونا ہے وہی ہو کر رہیگا آدمی اُسے بدل نہیں سکتا ٭

بادشاہ اور غلام اور بھلے اور بُرے کو اُسی نے پیدا کیا ہے۔ کمبخت اور نصیبہ ور اور
عزت دار اور ذلیل بنائے ہیں ٭

یعنے ہر قسم کے آدمی اور اُن کی قسمتیں خُدا ہی نے بنائی ہیں اپنی سعی اور کوشش سے کسی نے کچھ نہیں بنایا ٭

سعدی نے صبح کے وقت جو دم مارا۔ وہی صبح کی طرح زمین کی سطح پر پھیل گیا ٭

یعنے سعدی نے جو شعر تصنیف کیا یا جو نصیحت بیان کی وہ مُلکوں میں اس طرح مشہور ہو گئی جس طرح روشنی صبح زمین پر یک لخت پھیل جاتی ہے ٭

ہر ایک شخص نے جس کے نام پر دولت کی مہر ہے اُسکی (یعنے سعدی کی) نصیحت کو دل میں
جگہ دی ٭

یعنے ہر ایک دولتمند سعدی کی نصیحت پر عمل کرتا ہے۔ در گوش دل گوشوار کرد۔ یعنے دل کے کان کا بُندہ بنایا یعنے دل سے سُنا یا دل میں جگہ دی ٭

جس شاعر نے بادشاہوں کی تعریف کی اسنے مرتبہ پایا اور بھاری خلعت کا اُمید وار
ہوُا۔ سعدی نے جو خدا کی نعمت کا شکریہ ادا کیا ہے تو ممکن ہے کہ بڑھ کر خلعت پائے

شاعر ایک خیال ظاہر کرتا ہے کہ بادشاہوں کی تعریف میں مال وزر پاتے ہیں تو میں خدا کی نعمتوں کا شکر کر کے کیوں نہ مرتبہ اور دولت اس کی درگاہ سے پاؤنگا یعنے ضرور پاؤنگا ؛

موسم بہار کی تعریف میں

صبح کے وقت جبکہ رات اور دن میں کچھ دوری نہیں ہوتی۔ جنگل کی فضا اور بہار کا نظارہ
اچھا معلوم ہوتا ہے ؛

یعنے ایسے سویرے جبکہ سورج کی کرن اور رات کی تاریکی نہیں ہوتی جنگل کی کیفیت اور بہار بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہے ؛

صوفی سے کہہ عبادت خانہ سے نِکلکر گلشن میں ڈیرہ ڈالے۔ یہ گھر میں نکمے بیٹھنے کا
وقت نہیں ہے ؛

مطلب یہ ہے کہ صوفی کو چاہئے عبادت خانہ سے نکلکر سیر دیکھے اسواسطے کہ پھول پھلواڑی اور بیل بوٹوں کے دیکھنے سے خدا کی قدرت نظر آتی ہے اور اسکا اثر دل پر ایسا پڑتا ہے کہ اس کے مقابل گھر میں بیٹھ کر عبادت اور یاد خدا کرنا بمنزلہ بیکاری کے ہے۔ صوفی وہ فرقہ جو دل لگی کے کاموں سے الگ ہو کر ہر وقت دل کو یاد خدا میں مشغول رکھتا ہے ؛

پہاڑ اور میدان اور درخت سب خدا کی یاد میں ہیں سب ہی سننے والے اس بھید کو نہیں سمجھ سکتے ہیں

حیوانات اور نباتات وغیرہ کی ہستی سے جو شان خدا یاد آتی ہے وہ ایسی ہے گویا یہ چیزیں زبان حال سے خدا کی قدرت اور صفت بیان کر رہے ہیں جسے سمجھ دار ہی سمجھ سکتے ہیں ہر ایک نہیں سمجھ سکتا۔ تسبیح سبحان اللہ کہنا۔ یعنے اللہ پاک ہے کہنا یا اللہ کو پاکی سے یاد کرنا ؛

پھولوں کے کھلنے کا موسم آگیا بلبلیں ذوق شوق سے چہچہائیں ؛
اے عقلمند (انسان سے یا اپنی ذات سے مراد ہے) تو بیخود بلبل سے کم نہیں تو بھی
خدا کی قدرت کا ذکر کر ؛

طلب یہ ہے کہ اب وہ موسم آگیا ہے کہ بلبلیں پھولوں کو دیکھ دیکھ کر چہچہائینگی یعنی خدا کی یاد کرینگی۔ انسان تو بلبل سے ہمت اور قدرت میں کم نہیں تو بھی بہار کو دیکھ اور خدا کو یاد کر۔

مخلوقات سمجھ دار آدمی کے لئے پوری اطلاع ہے۔ جو خدا کو نہیں پہچانتا وہ عقل ہی نہیں رکھتا

لب یہ ہے کہ جس قدر مخلوقات ہیں سب کو دیکھکر انکے صانع یعنے خدا تعالٰی کی قدرت نظر آتی ہے جو شخص اس طرح خدا کی قدرت نہ پہچانے وہ بالکل بے عقل اور بے سمجھ ہے۔

ہستی کی چار دیواری پر بہت سے عجیب و غریب نقش و نگار ہیں جو شخص انپر غور نکرے وہ دیوار کی تصویر (بیوقوف) ہے۔

تجھے خبر بھی ہے کہ گلشن کے پرندے بتلا رہے ہیں کہ اے سونے والے غفلت کے تکیہ سے اپنا سر اُٹھا۔

جو شخص اُس کی قدرت کا تماشا آج نہ دیکھے گمان ہے کہ وہ قیامت کے دن خدا کا دیدار بھی نہ دیکھے گا۔

تو بنفشہ کی طرح غفلت کا سر کبتک جھکائے رہیگا افسوس کہ تو سوتا ہے اور نرگس جاگتی ہے۔

شہ ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے جس کی شاخیں جھکی رہتی ہیں نرگس ایک قسم کا کٹوری دار پھول ہوتا ہے جو کھلی ہوئی آنکھ کے مشابہ ہوتا ہے۔

لکڑی سے رنگدار میوے کون پیدا کرتا ہے اور کس سے ہو سکتا ہے کہ کانٹے سے گیندے کا پھول اُگائے۔

ی شاخ درخت سے مراد ہے۔ کانٹا بھی شاخ یا جھاڑی سے مراد ہے۔ مطلب یہ کہ ایسے عجیب کام کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔

ہیا وقت ہے کہ پھول کا بوسہ پوشیدگی کی کوٹھڑی سے نکلے اور سب درخت اُسپر قربان ہوں۔

گھاس کی خوبصورتی اور تازگی اور نزاکت کے لحاظ سے داماد قرار دیا ہے اور عدم سے ہستی میں آنے کو حجلہ غیب سے نکلنا بیان کیا ہے اور یہاں سے محفل شادی کا رنگ جمایا ہے۔

اگر آدمی خوشی میں آئے تو کچھ عجیب نہیں۔ باغ میں سرو اور بید اور چنار ناچ رہے ہیں۔

سے درختوں کے لہلہانے اور جھومنے کو ناچ سے تشبیہ دی ہے۔

ٹھہر کہ آبدار کلی کا منہ صبح کے وقت تاتاری ہرن کے نافہ کی طرح کھلتا ہے ؎

یعنے غنچہ کے کھلنے کے وقت ایسی خوشبو مہکتی ہے گویا مشک نافہ کا منہ کھلگیا۔ ملک تاتار کے علاقہ ختن وکاشغر میں ایک قسم کا ہرن ہوتا ہے جسکی ناف کا منجمد خون مشک جو ایک خوشبودار شے ہے ہوتا ہے ؎

خوشی کی خبر ہے کہ پھول کلی میں سے نکلتا ہے۔ بہار کی دُلہنیں لاکھوں اشرفیاں نثار کرینگی ؎

بہار کی دُلہنیں درختوں سے مُراد ہیں۔ اشرفیاں سُرخ اور سُنہری پھولوں کو قرار دیا ہے ؎

ہوا گلشن کی دلہنوں کی زلفوں میں کنگھی کر رہی ہے چنبیلی اور لونگ کی خوشبو کو سب طرف لے جا رہی ہے ؎

زلفوں سے بیلیں اور لمبی لمبی شاخیں مراد ہیں۔ کنگھی کرنا انکے لہلہانے اور ہوا میں اُڑنے سے مراد ہے ؎

صبح کے وقت لالہ کے پھولوں پر اوس پڑی ہوئی ہے۔ بالکل معشوق کے پسینا آئے ہوئے سُرخ اور سفید گال کا سا عالم ہے ؎

ہوا موتیا اور پھولوں اور سنبل اور بید کی خوشبوئیں لا رہی ہے۔ عطرساز کیا خاک دُوکان کھولے

بجہ رونق الخ کس رونق کے ساتھ دوکان کھولے یعنے عطرساز کی دوکان باغ کے آگے بالکل بےرونق ہو

گل خیرو اور خطمی اور کنول بستان افروز (تاج خروس) وہ گل بوٹے ہیں کہ جن سے آنکھوں میں چکاچوندی آجاتی ہے ؎

چمن کے سبزے پر سُرخ پھول ایسے پڑے ہیں گویا مخمل کے فرش پر اشرفیاں بکھری ہوئی ہیں ؎

یہ تو دنیا کی رونق آرائی کی ابتدائی علامتیں ہیں ذرا ٹھہر کہ نیسان اور ایار کی سرکاریں خیمہ زن ہوں ؎

بستان افروز ایک سرخ پھول کا نام ہے جس میں کسی طرح کی خوشبو نہیں ہوتی اسی کو تاج خروس کہتے ہیں ؎

نیسان بہار کے دوسرے مہینے چیت کا نام ہے۔ ایار بہار کے تیسرے مہینے جیٹھ کا نام ہے اور

ایار کی سرکار میں ان مہینوں کی بارشوں سے مراد ہیں ؛

{ٹہنیاں ابھی باغ کی کنواری لڑکیاں ہیں۔ اتنی دیر ٹھیر کہ رنگ برنگ کے پھولوں سے لد جائیں ؛}

بے پھل پھول کی ٹہنیوں کو کنواری لڑکیوں سے تشبیہہ دی ہے۔ اور پھول اور پھل آنے کو حاملہ ہونے سے تعبیر کیا ہے ؛

{انگور کے سنہری گچھوں سے عقل دنگ ہو جائے۔ انار کے یاقوتی ڈبہ سے خیال مجبور ہو جائے ؛}

حقہ یاقوت یاقوتی ڈبہ۔ انار کے پھل کو یاقوتی ڈبہ سے تشبیہہ دی ہے ؛

[خدا تعالے کے دلکش حکموں کی صورتیں بنانیوالوں نے درختوں پر سے چھواروں کی تیلیاں لٹکائی ہیں۔ درختوں کا سایہ تاریک نہونے کی خاطر ہر ایک پتے کے نیچے انار کے پھول کا ایک ایک چراغ رکھا ؛

معشوق کے چہرے کے غازہ کی طرح سیب کے ہر ایک رخ کو ایک رنگ عطا کیا ہے ؛]

سیب کی رنگت کو چہرہ کے غازہ سے نسبت دی ہے ؛

[شیرینی اور نفاست میں امرود گویا شاخ پر لٹکتے ہوئے مصری کے کوزے ہیں انجیر کا گودا ایسا ہے گویا قدرت کے حلوائی نے شہد میں خشخاس ملا رکھا ہے ؛

چلگوزوں اور بہی اور بادام کے درختوں کی جڑوں میں اس طرح پانی بھرا ہے گویا بہشت کے درختوں کے نیچے نہریں ہیں ؛

کہدو کہ اے وہ شخص جو ہرے درخت میں آگ لگنے کا یقین نہیں کرتا۔ آنکھ کھول کر نارنگی کے خلعت کو دیکھ لے ؛]

خلعت نارنج۔ نارنگیوں سے مراد ہے۔ فی بمعنے میں۔ شجر بمعنے درخت۔ اخضر بمعنے سبز۔ نار بمعنے آگ ؛

{کیسا پاک اور بے عیب خدا ہے جو پیارے حکم سے۔ چاند سورج اور رات دن کو گھیر لیتا ہے ؛
وزیر اور خزانچی کے ساتھ بادشاہی نہیں کرتا۔ بیل بوٹے شنگرف اور زنگار سے نہیں بناتا ؛}

یعنے خدا ایسا بادشاہ ہے کہ نہ اسے وزیر کی حاجت ہے نہ خزانچی کی اور رنگ برنگ کے بیل بوٹے بناتا ہے مگر سرخی سبزی کے لئے شنگرف اور زنگار کی اسے کچھ ضرورت نہیں ؛

{پتھر سے پانی نکالتا ہے اور بادل سے مینہہ۔ مہال کی مکھی سے شہد اور سمندر سے موتی}

اگرچہ میں نے اس امر میں بہت کچھ بیان کیا ہے مگر اب بھی بہت میں سے تھوڑا ہی سا بیان ہؤا ہے ؎

قیامت تک اُس کے کرم اور رحمت کی نسبت سب لوگ کہتے رہیں گے اور فی ہزار ایک بھی نہ بیان کر سکیں گے ؎

اے خدا تیری نعمتیں بے شمار ہیں شکر کرنے والا تیری بخششوں کا شکریہ کبھی ادا نہیں کر سکتا یہ سب پردے جو تو ہمارے گناہوں پر ڈھکتا ہے اگر تو گناہوں میں پکڑنا چاہے تو کسی پردے والے کو نہ چھوڑے ؎

اے خدا تو ہی ہمارے گناہوں کو معاف کرتا ہے اور اگر تو بدلہ لے تو کوئی شخص بھی نہیں بچ سکتا ؎

تیری مہربانی کے دروازے سے ناامید ہو کر کہاں جانا چاہئے۔ اے خدا ہم تیرے غصہ کی طاقت ذرا بھی نہیں رکھتے ؎

اے خدا تو نے ہمارے جن کاموں کو دیکھ کر پسند نہیں کیا۔ اے پردہ پوش تو اپنی خداوندی کے طفیل سے ان پر پردہ ڈھک دے ؎

اے سعدی سیدھے چلنے والے نیک بختی کی گیند لے گئے۔ راستی اختیار کر اسواسطے کہ گمراہ چلنے والا منزل پر نہیں پہنچتا ؎

اس قیمتی عمر کا افسوس ہے جو کھیل کود میں گذر گئی۔ اے خدا جو خطائیں ہو چکی ہیں ان سے ہزار ہزار دفعہ توبہ ہے ؎

میں تجھ سے اپنا دلی درد بیان کرتا ہوں اس لئے کہ تو میرا مالک ہے۔ نہ کہوں تو بھی پوشیدہ باتوں سے تو خود ہی واقف ہے ؎

انکیانو کی تعریف میں

زمانہ بہت بدلا اور بدلتا رہیگا۔ دانا آدمی دنیا سے دل نہ لگائیگا ؎

اے شخص جبکہ تیرا ہاتھ چلتا ہے تو اُس سے پہلے کہ تجھ سے کوئی کام نہ ہو سکے کچھ نیکی کا کام کر لے ؎

یعنے جبکہ دست قدرت حاصل ہے تو مرنے سے پہلے نیکی کر۔

یہ جو شاہنامہ میں رستم اور سکندر اور اسفندیار کا حال لکھا ہے۔
اس لئے ہے کہ حال کے بادشاہ معلوم کریں کہ دُنیا بہت سے لوگوں کی یادگار ہے۔

یعنے دنیا کو بہت سے نامور اور مشہور بادشاہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔

اے بیباک یہ سب تو چلے گئے اور ہم نے اُن سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔
اے شخص ایک وہ وقت بھی تھا کہ تو پیٹ کے اندر نطفہ تھا۔ دوسرا وہ وقت ہوا کہ تو دودھ پیتا بچہ تھا بڑھنے میں جوان ہوتے تک بہت عرصہ لگا۔ پھر قد میں سرو جیسا اور چہرہ میں چاندی جیسا ہو گیا۔
اسی طرح پھر مشہور آدمی ہوا۔ لڑائی کا مرد اور معرکہ کا سوار بنگیا۔
جو کچھ تو نے دیکھا وہ اپنے حال پر نہ رہا۔ اب جو کچھ تو دیکھتا ہے یہ بھی قائم رہیگا۔

یعنے جس طرح پچھلی حالتیں قائم نہ رہیں اور بدل گئیں اسی طرح موجودہ حالت بھی نہ رہیگی اور بدل جائیگی۔

دیر میں جا جلدی ہی اس پیارے جسم اور چہرے کی خاک کے غبار کو ہوا اُڑا لے جائیگی۔

یعنے ایک وقت میں مرنا اور مر کر خاک ہونا ضرور ہے۔

بیشک پھولوں کو باغبان توڑیگا۔ اور اگر نہ بھی توڑیگا تو خود ہی پھل کی وجہ سے گر جائیں گے۔

یعنے جس طرح پھول باغبان کے ہاتھوں یا خود بخود ہی سوکھ کر شاخ سے علیحدہ اور برباد ہو جاتے ہیں اسی طرح آدمی کو بھی نیست و نابود ہونا ضرور ہے خدا اُسے بھی ضرور ہی معدوم کریگا۔

یہ سب تخت اور نصیبہ اور حکم اور ممانعت اور گرفتاریاں جو کچھ ہو رہی ہیں ناچیز باتیں ہیں اگر آدمی کا نام نیکی کے ساتھ باقی رہے تو اس سے بہتر ہے کہ سونے کا محل چھوڑ جائے دوسرے سال کا حال کسے معلوم ہے۔ گزشتہ برس میں جو ہمارے ساتھ تھا وہ کہاں گیا۔

یعنے یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ نیکی کے کام دوسرے وقت کر لیں گے کیونکہ دوسرے وقت یا دوسرے سال کا حال معلوم ہی نہیں کہ زندہ بھی رہینگے یا نہیں۔ پار سال جو شخص ساتھ تھے اور اب نہیں ہیں یعنے مر گئے ممکن ہے اسی طرح اپنا حال ہو۔

بے بسی سے قبر کی خاک میں پڑے سوتے ہیں اور سر کی کھوپری میں گوہ گھسی بیٹھی ہے

ہری خوبصورتی کسی کام کی نہیں اے بھائی عادت کی خوبی پیدا کر ؛

تجھے کچھ معلوم ہے کہ عقل اچھی چیز ہے یا جان۔ اگر تو مانے تو میں بیان کروں آدمی کے تن
ں عقل ہونی چاہئیے ورنہ جان تو گدھے کے بدن میں بھی ہوتی ہے اس سے پہلے کہ دُنیا کی
دش اختیار کی باگ کو تیرے ہاتھ سے لے لے اگر تجھے خزانہ کی خواہش ہے ؛
واس کے حاصل کرنے کے لئے تکلیف گوارا کر۔ اگر تجھے ذخیرہ درکار ہے تو بیج بو ؛

اگر تجھے عاقبت سنوارنی ہے تو مرنے سے پہلے نیکی کر ؛

بکہ خدا نے تجھے بزرگی اور حکومت عطا کی ہے تو غریب عاجزوں کی خطاؤں کو معاف کر جب قضا
قدر تجھ کو غلبہ بخشے تو ہمیشہ کمزوروں کے ساتھ بھلائی سے پیش آ۔ معافی مانگنے والوں کی خطائیں
بخشدے۔ پناہ چاہنے والے کو دل سے پناہ دے۔ خدا کی نعمتوں کا شکر اچھی طرح ادا کر۔ کیونکہ خدا
ق ادا کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ اُسکی مہربانی بےحساب ہے۔ اُسکی عنایت اندازہ سے باہر ہے
ر تیرے بال بال میں زبان ہو تو بھی ہزار پیچھے ایک نعمت کا شکر تجھ سے ادا نہیں ہوگا۔ موئے ہوئے
یک آدمیوں کا نام نہ مٹا تاکہ تیرا نام نیکی کے ساتھ قائم رہے ؛
ادشاہوں کو نہیں چاہئیے کہ دن اور رات کبھی شراب میں اور کبھی خمار میں پڑے رہیں غریبوں
ور فقیروں کے کام نکال تاکہ خدا تیرے سب کام پورے کرے ؛
مسافروں پر بےحساب مہربانی کرتا کہ تیری بھلائی [illegible] بیان کریں ؛
توبازو کا زور اور تیز تلوار رکھتا ہے۔ ملک پر فوج قبضہ کرلے تو غم نہ کر ؛

مظلوموں کے دلوں سے اور بُرائیوں سے بچنے والے لوگوں کی دعاؤں سے بچ ؛
ب یہ ہے کہ تو بہادر اور طاقتور ہے تجھے دشمن کے لشکر سے آزار نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن مظلوموں کی
ے اور بہادروں کی بددعا سے ڈرتا رہ یعنے اُنکے ساتھ رحم اور انصاف سے برتاؤ کرو ؛

مظلوموں کی صبح کی آہوں کے گوپیئے ظلم کرنیوالوں کو سختی کے ساتھ گھیرتے ہیں ؛
ب یہ ہے کہ مظلوموں کی آہ بہت بُری ہوتی ہے اس کے اثر یا بددعا سے ظالم جلدی برباد ہو جاتا ہے

بدلوگوں کے ساتھ بد اور نیکوں کے ساتھ نیک بن۔ پھول کی جگہ پھول اور کانٹے کی جگہ کانٹا ہو کر رہ
ولو آدمیوں کے ساتھ نہیں ملتا ہے اس سے نہ ڈر۔ البتہ دو خصلت آدمیوں سے بچ جو

شخص درندے کو یا بد آدمی کو پالتا ہے وہ اُس کا بھیجا اور سویرے نکال ہی لیگا
اے شخص اگر تو عقل کی آنکھ اور دانائی کے کان رکھتا ہے تو میری نصیحت کو بُندے کی
طرح کان میں رکھ ⁂

یعنے اگر تجھ میں عقل اور سمجھ ہے تو میری نصیحت کو سُن اور اسپر عمل کیا کر ⁂

سنگدل کے سوا اور کوئی میری بات کو ضائع نہیں کرتا۔ میری نصیحت کو نیک بخت کے سوا اور
کوئی نہیں سُنتا ⁂
اور شاعر بادشاہوں کی مدح اور ثنا کہتے ہیں۔ میں فقیرانہ دعا دیتا ہوں ⁂
اے سعدی جو کچھ تجھے معلوم ہے کہہ ڈال۔ حق بات کو برملا ہی کہنا چاہئے ⁂
جسے ڈر اور لالچ نہیں ہے اُسے نہ خطا کا خوف ہے نہ تاتار کا ⁂

خطا ایک شہر ملک تاتار میں ہے جس جگہ کی سلطنت کسی وقت میں بڑی طاقتور تھی ⁂

جب تک دنیا قائم ہے عالیشان فرمانروا بادشاہ کی دولت قائم رہے! منصف بادشاہ
اور نامآور سردار عالی خاندان انکیانو اے امیر! سعدی اور سعدی جیسے ہزار اور تیری
نعمتوں کا شکر کب ادا کر سکتے ہیں ⁂

انکیانو۔ ایران کے ایک حاکم کا نام ہے جو سعد زنگی کے زمانہ میں تھا ⁂

اے خدا اس سے پہلے کہ میں کسی کام کو نہ کروں تو میرے کام پر ایک نظر ڈال ⁂

یعنے میرے ہر اک کام میں میری مدد کر ⁂

ترکان خاتون کرمانی کی تعریف میں

اے بیگم اس سے پیشتر کہ قلم سے تیری تعریف نکلے مشرق اور مغرب کے رہنے والوں پر تیرے
حق میں دعا کرنی واجب ہے ⁂

ترکان خاتون ایک ملکہ کا نام ہے جو ایران کے علاقہ کرمان میں حکمران ہو چکی ہے نہایت ہی نیک
پارسا اور منتظم تھی ⁂

مَیں اس زمانہ میں کسی فقیر اور بادشاہ کو نہیں جانتا لیکن یہ کہ وہ تجھ جیسے ہما کے سایہ کے نیچے

یعنے اسوقت میں کیا بادشاہ کیا فقیر سب تیری حفاظت میں رہتے ہیں ؛

{نوشیرواں اور حاتم طائی جو ہوگذرے ہیں تیرے انصاف اور سخاوت کے برابر نہیں ہوئے ہیں؟}

یعنے تو سخاوت اور انصاف میں حاتم اور نوشیرواں سے بھی زیادہ سخی اور عادل ہے۔ نوشیرواں ایران کا ایک مشہور منصف بادشاہ ہوگذرا ہے۔ حاتم عرب کا ایک نہایت مشہور سخی آدمی تھا ؛

{تو ہر طرف مشہور ہے اور تیری عبادت کرنے اور امید وبیم کی شہرت جہان میں پھیلی ہوئی ہے
اگر آسمان تیری اس قدر ومنزلت سے جو زمین پر ہے واقف ہو جائے تو تیرے پاؤں کے
نیچے کی مٹی سورج کی آنکھ میں لگائے ؛}

یعنے تو ایسی عالی قدر ہے کہ تیرے قدم کی خاک کو سورج کی آنکھ میں لگانے سے آسمان کو بھی فخر حاصل ہو

{تیری پرہیزگاری کے دم قدم کی برکت سے اسلام سلامتی کی ضمانت اور حفاظت میں ہے،
بندے تیرے نیکیوں کا بدلہ دینے سے عاجز ہیں۔ پروردگار عالم تجھے اچھا بدلا دے وہ شکرگذاری
جو مسافر ملک ملک میں جاکر ادا کرتے ہیں اگر آسمان تک بھی پہنچ جائے تو تیری بخششوں کی
برابر نہیں ہو سکتی ؛}

یعنے تیرے احسان لوگوں پر اُن کی شکرگذاریوں سے بہت ہی زیادہ ہیں ؛

{جنگ آزماؤں کی تلوار دشمن کے ملک پر وہ کام نہیں دیسکتی جو تیری ملک فتح کرنے والی
ہمت کرتی ہے ؛}

یعنے دشمن کے ملک کو تلوار ایسی جلد اور آسانی سے زیر نہیں کر سکتی جس طرح تیرا ارادہ کرنا ہی فتح کر لیتا ہے ؛

{سب کے نزدیک دنیا میں کوئی بدنصیب نہیں ہے۔ سوائے اس شخص کے جو تیرے حکم
سے نافرمانی کرے ؛}

یعنے اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جو شخص تیرے حکم سے پھرے وہ سب سے زیادہ بدنصیب ہے ؛

{اے بیگم تیری زندگی میں دنیا کے لوگوں کی بھلائی ہے وہ شخص نہ بچے جو تیرا باقی رہنا
نہ چاہے ؛
خاصکر سب خلقت کی بھلائی کے واسطے مدتوں تک قائم رہ کیونکہ تجھ جیسا تیری جگہ کوئی نہ بیٹھیگا}

مطلب یہ ہے کہ تیری ہستی سے خلقت کو نفع اور راحت ہے اسلئے دعا ہے کہ تو ہمیشہ زند

{دنیا میں وہ کونسی مراد ہے جو تجھے حاصل نہیں جسے سعدی تیرے واسطے خدا سے مانگ

مطلب یہ ہے کہ دُنیا میں تجھے سب قسم کی راحت اور عزت وغیرہ حاصل ہیں تجھے کسی شے

اور آرزو باقی نہیں ؛

{جب تک آفتاب گردش میں ہے اور صبح ہوتی ہے۔ تیری صبح شام بھلائی کی طرف رجوع ہو

یعنے جب تک دنیا قائم ہے خدا کرے کہ تو زندہ اور نیکی کے ساتھ قائم رہے ؛

{اے خدا تو اپنے فضل سے اس کے ارادے پورے کر کہ وہ بھی رات دن تیری رضامند

سوا اور کچھ نہیں چاہتی ؛

فخر الدین ابوبکر کا مرثیہ چار بندوں میں

پہلا بند

[اجنبی لوگوں کے دل تیرے لئے خون چھن رہے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ عزیزوں کے دل

کا کیا حال ہوگا ؛

رونے کی باگ کس طرح روکی جائے اس لئے کہ وہ صبر کے قبضہ سے باہر ہے شائید بادشا

لشکر میں نہیں رہا اسواسطے جھنڈا سرنگون ہے ؛

یہ اُس قاعدہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ یا سرلشکر مرجاتا ہے تو جھنڈے کو نیچا

جھکا دیتے ہیں اور یہ غم کی علامت ہوتی ہے ؛

{اب سے دریا کے کناروں پر سبزہ نہ اُگے گا۔ اسواسطے کہ چشموں کا پانی سُرخ رنگ بنا ہوا

مطلب یہ ہے کہ فرط رنج وغم اور خوں فشانی سے تمام چشموں کے پانی ایسے سُرخ ہوگئے ہیں کہ

تاثیر سے روئیدگی کی سُرخ اُگیگی سبز نہ اُگیگی ؛

{پھر سیاہ وشوں کے خون کا سا عالم ہوگیا ہے جو مینہہ بھی اگر خونی طوفان ہے ؛

سیاہ وش ایک ایرانی بیگناہ مقتول شاہزادہ گزرا ہے جس کا غم ملک اور اُس کے عزیزوں کو

ہوا تھا۔ مطلب یہ کہ اب تیری موت سیاہ وش ہی کے خون جیسی ہوئی ہے اور اس غم میں

مینہہ برستا ہے وہ بھی خون ہی کا برستا ہے ٭

{جدا ہونے والی جان سے صبر کی اُمید نرکھ اسواسطے کہ یہ بوجھ عاجز کی طاقت سے زیادہ ہے ٭}

یعنی تیری جدائی میں صبر نہیں ہوسکتا تیرا غم میری طاقت سے زیادہ ہے ٭

{جلتی ہوئی آگ میں قرار نہ پکڑنا چاہیئے قرار بھی علاج ہے ٭}

مطلب یہ ہے کہ تیرے غم میں آرام اور علاج سے بھی نفرت ہے اگر جلتی ہوئی آگ میں جہاں بیقراری انتہا درجہ کی ہوتی ہے قرار آئے تو اُسے اختیار نکرنا چاہیئے۔ اس خیال سے کہ قرار نتیجہ صحت علاجی ہے ٭

{دُنیا بے وفا اور ظالم ہے۔ زمانہ کڑا اور بے مروّت ماں ہے ٭

ہم پر زمانہ کا ظلم کچھ اسوقت ہی نہیں ہے بلکہ حضرت آدمؑ کے زمانہ سے ہوتا چلا آیا ہے ٭}

مطلب یہ کہ زمانہ سے جو ہمیں یہ رنج پہُنچا ہے یہ کوئی حال کی یا نئی بات نہیں ہے یہ واقعات تو حضرت آدمؑ یعنے دنیا کے شروع ہی سے ہوتے چلے آئے ہیں ٭

{مجھے خبر نہیں کہ خط کا مضمون کیا ہے اتنا معلوم ہے کہ لفافہ خون سے بھرا ہُوا ہے ٭}

اس شعر سے پایا جاتا ہے کہ فخرالدین ابوبکر کی موت کی خبر کسی بیرونی مقام سے بذریعہ تحریر آئی تھی جس کے لفافہ پر خون کے دھبّے (علامت قتل یا موت) لگے ہوئے تھے ٭

دوسرا بند

{سرداروں کی آنکھیں اور دل انتظار میں ہیں رشتہ دار وقت اور گھڑیاں گن رہے ہیں ٭}

یعنے سلطنت کے سردار اس کے آنے کے انتظار میں ہیں اور رشتہ دار ایک ایک گھڑی گن رہے ہیں کہ اُس کے آنے کا وقت کب آئیگا ؟

{غلام موتی اور جواہر بکھیرتے ہیں۔ لونڈیاں کلائیوں اور ہاتھوں کو رنگین کر رہی ہیں ٭}

یعنے اُس کے آنے کے لئے تیاریاں کرتے ہیں ٭

{ملک خاں اور میاق اور بدر۔ ترخان۔ عربی گھوڑوں پر اس لئے سوار ہیں ٭}

ملک خاں نام ہے۔ میاق ایک خوبصورت غلام کا نام ہے۔ بدر بمعنے سردار۔ ترخان اُس سردار کو کہتے ہیں جسے بادشاہ کی طرف سے ادب قاعدہ کی تکلیف معاف ہوتی ہے اور جرموں کے

عوض سزا ابھی نہیں دی جاتی ؛

کہ انصاف کرنے والے بادشاہ سعد بو بکر کو شاہی محل میں لائیں ؛
محلات کے لوگ کنگوروں اور کوٹھوں پر چڑھے ہوئے خوشیاں منا رہے ہیں کہ اس کے تاج
پر سے موتی نثار کریں ؛

مذکورہ بالا شعر ان سامانوں کے اظہار میں لکھے گئے ہیں جو اُسکے زندہ اور صحیح سلامت آنے
ظہور میں آتے اسی وجہ سے زمانۂ حال میں بیان کیا ہے ؛

زمین کہتی تھی ہم خوب آرام سے دن کاٹیں گے۔ اس کے جواب میں آسمان نے کہا اگر قضا
وقدر چھوڑ دیں ؛

یعنے یہاں تو عیش منانے کی خوشیاں ہو رہی تھیں اور موت کہہ رہی تھی کہ میں اسے نہ چھوڑوں گی
نہ یہ خوشیاں نصیب ہونگی ؛

بادشاہی تخت اور تاج کی اُمید تھی۔ اس بات کی خبر نہ تھی کہ اُس کا جنازہ نکلیگا۔ حرم سرا کی
خوبصورت عورتوں کو کیا ہو گیا ہے جو ان کے سروں پر پھونس اور زیوروں پر مٹی پڑی ہے ؛

یہ شعر اس کیفیت کے اظہار میں ہے جو خبر مرگ سے حرم سرا کی عورتوں پر گذری ہے ؛

مُنہ اور زیوروں کو نوچنا اور گھسیٹنا نہ چاہئے کیونکہ آدمی خدا کے حکم کے بندے ہیں ؛

یعنے بے صبری اور بیقراری نہ کرنی چاہئے۔ خدا کی رضا پر راضی رہنا چاہئے کیونکہ ہم اُسی کے
بندے ہیں ؛

لیکن ایسے دل کے پھونکنے والے داغ پر ممکن نہیں کہ گریہ وزاری نہ ہو ؛

یعنے یہ صدمہ ایسا ہے کہ اس کے لئے بے اختیاری کے ساتھ رونا آتا ہے ؛

ہاں لازم ہے کہ بے بس لوگ روئیں اور جائز ہے کہ مظلوم آہ وزاری کریں ؛

یہ شعر اس کے انصاف اور دستگیری کی صفت کا اشارہ کرتا ہے کہ مظلوم اور مہجور روئیں تو مناسب ہے
کہ ان کی داد دینے والا مر گیا ؛

مجھے خبر نہیں کہ خط میں کیا لکھا ہے۔ اتنا جانتا ہوں کہ اسکا لفافہ خون سے بھرا
ہوا ہے ؛

تیسرا بند

وہ خوشی کا پودا برباد ہو گیا۔ افسوس اور فریاد اور حسرت رہ گئی ۔

یعنے جس کے دم سے خوشی تھی وہ تو مر گیا اور رنج و غم باقی رہ گئے ۔

کچھ دیر عبرت حاصل کرنے والی آنکھ سو رہتی اگر اس کا خونی طوفان ذرا بند ہو جاتا ۔

یعنے اشکباری بند نہیں ہوتی پھر نیند کہاں ۔

زمانہ کی گردش کو کیا کہنا چاہیئے اس لئے کہ یہ کمینہ تو کسی کو نہ پالیگا ۔

یعنے زمانہ کی گردشیں کسی کے ساتھ بھلائی نہیں کرتیں ۔

دُنیا کی پلٹیاں پھر ایسا نیک دل اور نیک ذات شخص پیدا نہ کر سکیں گی۔ پہلے زمانہ
کے دانا لوگوں نے سچ کہا ہے کہ کاش مجھے میری ماں نہ جنتی ۔

مطلب یہ کہ بزرگوں کا یہ مقولہ کہ کاش مجھے میری ماں نہ جنتی درست ہے نہ پیدا ہوتے نہ دنیا کی تکلیف اور رنج اُٹھاتے ۔

کاش میری آنکھیں نہ ہوئی ہوتیں کہ اس آگ کو نہ دیکھتا جو جہان میں لگی ہوتی ہے ۔

مطلب یہ کہ اس حادثہ کی کیفیتوں کے دیکھنے سے تو بہتر ہی تھا کہ آنکھیں ہی نہ ہوتیں ۔

خیر خواہوں نے خیال کیا تھا سلطنت کا مددگار اور محافظ پیدا ہوا ہے ۔
اس کی سربلند ذات کے واسطے وہ وقت آ گیا تھا کہ اس کے سر پر بادشاہی تاج رکھا جاتا ۔

یہ شعر اس کے ولیعہد ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور جتاتا ہے کہ تخت نشینی کا وقت قریب آگیا تھا

جب نامی درخت کے واسطے وہ دن آیا کہ باغ میں بہار اور پھل لاتا۔ مگر بدوں کی نظر
گھات میں تھی اسے تیز ہوا نے باغ میں سے اکھاڑ پھینکا ۔

یعنے جبکہ تخت نشینی اور داد و دہش کا وقت آیا اسی وقت موت نے اُٹھا لیا ۔

مجھے معلوم نہیں خط کا مضمون کیا ہے۔ اتنی خبر ہے کہ لفافہ خون سے بھرا ہوا ہے ۔

چوتھا بند

کاش جوان آدمیوں کے مرنے کے بعد پھول نہوں اور پھولوں کے بعد گلشن میں بلبل نہ

چہچہائیں۔

یعنے گلزاروں کی بہاریں کا لطف جوان آدمیوں ہی کے دم سے ہے جب وہ نہ رہیں گلزاروں کی بہاریں بیفائدہ ہیں وہ بھی باقی نہ رہنی چاہئیں۔

نیستے جی دوست کی قدر کوئی نہیں جانتا خدا کرے کہ ایسی قدر کوئی نہ جانے وہ تازہ پھول زمین میں حسرت کے ساتھ چھُپ گیا۔ اے صبا تو اُس کی ہڈیوں پر پھُول اُگا۔
وہ پیاری دُنیا سے مصیبت اُٹھا کر گیا ہے۔ اُس کے حلق میں بخشش کا شربت ٹپکا سعد بوبکر کا زمانہ ختم ہوگیا۔ اے خدا تو اسپر اپنی رحمت نازل کر۔
مسافرت میں پیاسے مرنے کے بدلے اُسے نبی آخرالزمان کے ہاتھ سے شربت ملے عالم آخرت میں خدا غیب سے اس کے سر پر اپنی رحمت بکھیرے۔

یعنے خدا عقبےٰ میں اُسے بخشے۔

جس شخص کے دل کو اس صدمہ سے رنج نہیں ہوتا اے خدا تو اُسے بھی اُسی آگ میں ڈال۔

یعنے جو اس موت پر نہیں روتا تو اُس کو کبھی ایسے ہی عزیز کی موت سے رولا۔

اس جہان میں محمد مظفر شاہ عادل اُس کا نام لیوا جیتا رہے۔
نیک بختی اسپر نیکوں کا سایہ ڈالے اور اُسے پرہیزگار لوگوں کی خوبیں پائے سعد کی روح کو بوبکر کی جان کے ساتھ راحت و آرام کا فروغ دکھائے۔

یعنے سعد اور بوبکر دونوں کی روحوں کو ملاپ کے ساتھ عیش و آرام نصیب ہو۔

فتح نصیب اور دوستوں کے مقصد کے موافق خدا کرے بہت سی مدتیں گذرتی رہیں
مجھے معلوم نہیں خط میں کیا لکھا ہے اتنا جانتا ہوں کہ اسکا لفافہ خون میں بھرا ہوا ہے۔

دل سے خطاب

اے دل تو فرض کرلے کہ تو نے جہان کو اپنی خواہش کے موافق دیکھ بھی لیا اور حضرت نوح علیہ السلام کی مانند اس میں ایکہزار برس تک آرام کے ساتھ رہ بھی لیا۔

نوح علیہ السلام ایک پیغمبر گذرے ہیں جن کے زمانہ کا طوفان مشہور ہے آپ کی عمر نوسو برس کی

فرض کرلے کہ تونے اس میں بہت سے باغ اور گلزار بھی لگائے اور آسمان سے باتیں کرنے والے محل اور عمارتیں بھی بنوالیں ۔

اور یہ بھی فرض کرلے کہ تونے پیارے دوستوں اور مہربان رفیقوں کے ساتھ بیٹھ بیٹھ کر چھنی ہوئی شرابیں خوب پیں ۔

دنیا میں جس قدر نعمتیں ہیں فرض کرلے کہ تونے وہ سب کھالیں اور جس قدر مزے ہیں ان سب سے لطف اُٹھالیا ۔

یہ بھی سمجھ لے کہ بادشاہ منصف کی طرح حکومت کے تخت پر بیٹھ کر آسودگی کے ساتھ سینکڑوں ریشمی پوشاکیں پھاڑ پھینکیں ۔

بادشاہوں نے جو جو خزانے اور ذخیرے کہ چھوڑے ہیں فرض کرلے کہ تونے ان سب خزانوں پر قبضہ بھی کرلیا ۔

بلگیریا اور ہندوستان اور روم میں جس قدر بندے ہیں فرض کرلے کہ تونے انہیں بھی اپنے داموں سے خرید لیا ہے ۔

عود بربط اور بانسلی اور مرچنگ کی آوازیں جو سنتا ہے سب کے سُننے سے حظ اُٹھایا ہؤا فرض کر ۔

اور فرض کر کہ آبحیات کی خواہش میں جہان کے گرد حضرت خضر علیہ السلام کی طرح خوب پھر چکا ہے ۔

آبحیات وہ پانی جس کو پی کر آدمی نہیں مرتا۔ خضر علیہ السلام ایک ابدال ہیں جو جنگلوں اور سمندروں کی حفاظت وغیرہ کا اہتمام منجانب اللہ تعالےٰ رکھتے ہیں ۔

{فرض کر کہ تو مکڑی ہے اور دُنیا مکھی ہے۔ مکڑی کی طرح مکھی پر تونے بھی جالا تن لیا ہے ۔}

یعنے جس طرح مکڑی مکھی پر جالا تن کر اُسے قابو میں لے آتی ہے اسی طرح تو بھی سمجھ لے کہ تونے کل جہان کو اپنے بس میں کر رکھا ہے ۔

{میں نے بھی فرض کرلیا تیرے پاس قاروں سے زیادہ مال و دولت ہے اور تیری عمر بھی نوح پیغمبر علیہ السلام کی عمر کے برابر ہے ۔}

زمانہ بھر کی کمخابوں اور اطلسوں کے ہزاروں تھان فرض کر لے کہ تو نے پہن پہن کر پھاڑ ڈالے ؛
پر موت کے وقت افسوس اور حسرت کے سوا کچھ نہ رہے گا۔ اور تو دانتوں میں سینکڑوں دفعہ ہاتھ کاٹیگا ؛

مطلب یہ کہ سب عیش اور راحتیں اور ساز و سامان اور دولتیں موت سے نہ بچا سکینگی اور نہ ساتھ رہ سکیں گی اُسوقت حسرت اور افسوس کے سوا کچھ نہیں ہوگا ؛

اے سعدی تو بھی دنیا کے اس تنگ پنجرہ کی نسبت سمجھ لے کہ ایک دن پنجرہ ٹوٹ کر اس کا پرند اُڑ جائیگا ؛

پنجرہ سے مراد جسم اور مرغ سے مراد روح لی ہے ؛

تمام شد

فرہنگ انتخاب دیوان سعدی

افچہ۔ (ت) اشرفی۔ روپیہ ؛
ابصار (ع) جمع بصر۔ علم۔ آنکھیں ؛
ابلیس۔ (ع) شیطان ؛
ارغوان (ف) ایک قسم کا درخت جسکا پھول سُرخ ہوتا ہے۔ مجازاً سُرخ رنگ ؛
افتکار (ع) فکر کرنا۔ غور کرنا ؛
اقطار (ع) جمع قطر۔ کنارے۔ چار طرف کی حدیں ؛
انتشار (ع) پھیلنا۔ مشہور ہونا ؛
انگبین (ف) شہد ؛

ب

بامداداں (ف) صبح۔ تڑکا ؛
بستان افروز (ف) گینڈہ کے درخت ؛
بلاغت۔ (ع) جوان ہونا۔ صاف صاف گفتگو کرنا۔ اعلےٰ درجہ کی بات چیت کرنا ؛
بلوغ (ع) جوانی کی حد کو پہنچنا ؛
بنال (ف) نالہ کر۔ رو۔ فریاد کر ؛

پ

پار۔ (ف) پارسال۔ گزشتہ سال ؛

ت

تحت۔ (ع) نیچے۔ زیر ؛

1422

بیح (ع) سبحان اللہ کہنا - خدا کے پاک
ہنے کا بیان کرنا +
عبد (ع) عبادت کرنا - بندگی کرنا +
فاوت (ع) فرق ہونا - دوری ہونا +
نعم (ع) نعمت میں زندگی بسر کرنا +

ث

مار (ع) جمع ثمر - پھل +

ح

ب (ع) گولی - دانہ - بیج +
جلہ (ع) کوٹھڑی - حجرہ +
دیث (ع) بات مضمون +
شو (ع) بھراؤ - گودا +

خ

اتم (ع) انگوٹھی - مہر +
خردہ (ف) ٹکڑا - عیب - گناہ +
ضرا (ع) سبزہ - ہریالی +

د

اوار (ف) اصل میں داد ور تھا - انصاف
رنے والا - عادل بادشاہ - خدا +
بار - ہلاکت - دم - دھواں +
وشیزہ (ف) کنواری - بن بیاہی +
یار (ع) ملک - بستی +
یار (ع) رہنے والا +

دیباچہ (ع) مخمل +
دیوسا (ف) دیو جیسا جس کی عادت جنوں کی
سی ہو - بے مروت - دغاباز +

ر

رجا (ع) امید - بھروسہ +
رُطب (ع) چھوہارا +
رُوح (ع) جان - دم +
روح (ع) راحت پانا - آرام میں رہنا +

ز

زلال (ع) ایک پرنشانی کپڑا - مجازاً ٹھنڈا اور صاف پانی
زمام (ع) باگ - نکیل
زنگار (ف) لوہے وغیرہ کا میل - سبز رنگ +
زنہاری (ف) پناہ چاہنے والا +

ژ

ژالہ (ف) اولہ - قطرہ - اوس کا قطرہ +

س

ساعد (ع) پہنچا - کلائی +
ستّار (ع) پردہ ڈھانپنے والا - چھپانے والا +
سکون (ع) قرار - ٹھہراؤ - آرام +
سوسمار (ف) گوہ - ایک قسم کا جنگلی جانور زمین میں
رہنے والا ہوتا ہے +

ش

شنگرف (ف) سُرخی - لالی +

شہنشاہ جہار (ف) شاہنامے - بادشاہوں کے ذکر کی کتابیں +

ص

صوفی - (ع) کمبل پوش - وہ شخص جو سادگی وضع کے ساتھ صرف عبادت ہی میں رہے +

صومعہ - (ع) عبادت خانہ وہ مکان جو کسی قسم کی یادِ خدا کے واسطے قرار پایا ہوا ہو +

ط

طنطنہ (ع) باجوں کی آواز - کروفر +

ع

عارض (ع) بخشی - گننے والا - پیش آنے والا - رخسار - گال +

عائد - (ع) پلٹ کر آنے والا - لاحق ہونے والا +

عذار - (ع) رخسار +

عسل - (ع) شہد +

عنب - (ع) انگور (عنب) گناہ - ہلاکت +

عنکبوت - (ع) مکڑی +

ف

فارس - (ع) سوار +

ک

کائنات - (ع) مخلوقات - موجودات +

کالبد (ف) بدن - جسم +

گ

گوشوارہ - (ف) بُندا - گوشوارہ +

م

مروق (ع) چھنی ہوئی +

مسا - (ع) شام +

مستمعان - (ع) جمع مستمع - سننے والے +

مقصر - (ع) قصور کرنے والا - گنہگار +

ملاذی (ع) دراصل ملاذی تھا - پناہگاہ دینے والا +

منجنیق (ع) گوپیا - وہ رسّی جس کے ذریعہ ڈھیلے پھینکتے ہیں +

منشورہ - (ع) پھیلا ہوا +

منظر - (ع) نظر ڈالنے کی جگہ +

منی - (ع) نطفہ - وہ ناپاک قطرہ جو مرد کے تناسل سے نکلے +

تمام شد

التماس

صاحبان! اس کتب خانہ سے ہر قسم کی کتب ہر مضمون ہر ملّت و مذہب ک ہر زبان میں ہر جگہ کی طبع شدہ عمدہ سے عمدہ اور ارزاں سے ارزاں مل سکتی ہیں ہر فرمائش کی تعمیل حسب مرضی خریدار اس قدر صفائی اور راست بازی سے کی جا ہے۔ کہ جس کے صرف تھوڑے عرصہ کے تجربہ سے مجھ کو اس قدر التماس کرنے کی جرأت ہوئی ہے۔ کہ جو صاحب ایک دفعہ امتحاناً تھوڑا بہت معاملہ کر کے اس نیازمند کو آزمائش کا اعزاز بخشیں۔ تو ممکن نہیں کہ پھر عمر بھر اس تابعدار کی خدمت گزاری سے کسی طرح بھی روگردانی کریں۔ علاوہ ازیں ہر قسم کا کام چھپوا عمدہ سے عمدہ ارزاں سے ارزاں اور جلد تیار ہو سکتا ہے۔ جواب طلب امور کا جواب بلا آنے ٹکٹ ڈاک یا جوابی کارڈ کے فوراً دیا جاتا ہے۔ تاجران کتب مدرسین و طلباء کے ساتھ دیگر تاجران لاہور کی نسبت خاص رعایت کی جا ہے۔ ضرور آزماویں اور فائدہ اٹھاویں۔

المشتہر

آپ کا نیازمند
منشی رام اگروال تاجر کتب
و مہتمم کتب خانہ تعلیمی پنجاب۔ انار کلی لاہور

1423

1423

جملہ حقوق محفوظ ہیں

1423;U

1423

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम दीवाने निशात

लेखक अलताफ़ हुसैन हाली

प्रकाशन वर्ष

आगत संख्या 1423

انتخاب دیوان نشاط

قصیدہ در تاریخ عمارت سلطانیہ

{آسمان کے مقابل (یہ مکان) ایک اور آسمان ہے۔ یا کہ بہشت دائمی جہان میں نمودار ہے؛}

برافراز کے معنے مقابل کے ہیں۔ اس شعر سے شاعر کی یہ مراد ہے کہ یہ عمارت آسمان کے مقابلہ میں ایک دوسرا آسمان ہے اگر یہ معنے لئے جاویں کہ آسمان کی بلندی کے برابر یہ ایک اور آسمان ہے تو اس میں یہ خوبی ظاہر نہیں ہوتی۔ بہرحال اگر عمارت آسمان کے برابر پہنچے تو تب بھی آسمان سے نیچے ہی ہے۔ اور برفراز کے مقابل معنے لینے سے معنوں میں عمدگی پائی جاتی ہے کہ عمارت بنفسہ آسمان کے مقابل ایک دوسرا آسمان ہے؛

{اس کی خاک جنت نشان ہے۔ اور پانی کوثر کی مانند ہے اور ہوا اس طرح سے عنبر فشان ہے
جیسے کہ حوروشوں کی زلفوں سے خوشبو آتی ہے؛}

جنت نشان کے معنے یہ ہیں کہ اسکو دیکھ کر جنت یاد آجاتی ہے۔ یا یہ کہ جنت کا پتہ دینے والی ہے کہ جنت میں ایسی چیزیں ہونگی۔ حوراوشان واحد حوروش۔ حور کی مانند معشوق عنبر فشان عنبر بکھیرنے والی؛

{آسمان کے رہنے والے اس کے فرش کے باشندوں کے ساتھ ہم نشین ہیں بہشتی پاک بندے
اس کے بام کے پرندوں کے ساتھ ہم زبان ہیں؛}

{یہ مکان گویا لامکان ہے کہ اس میں خداتعالےٰ کی صفتیں ظاہر ہیں۔ یا یہ مبارک مکان
ظل اللہ کا مکان ہے؛}

لامکان جہاں مکانیت کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ خرم خوش سیراب۔ پرفضا؛

یہ ایسی عمارت ہے کہ بلندی اس کی پیشکار اور عزت پردہ دار۔ اور دولت راستہ دکھانے والی اور شوکت پاسبان ہے اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ بلندی عزت و شان و شوکت دبدبہ دولت سب کی سب اس کی ماتحت ہیں۔ یعنے سب چیزیں اس میں موجود ہیں ۔

یہ ایک ایسا آسمان ہے کہ اس کا آفتاب رات دن چمکنے والا ہے۔ اور ایسا آفتاب ہے کہ جس کی شعاع تو اقبال ہے اور چتر نصیبہ ہے ۔

اس عمارت کو چونکہ مشابہت آسمان سے دی گئی تھی اس واسطے آسمان کے لئے آفتاب کا ہونا ہوا اور آفتاب صرف دن کو ہی چمکتا ہے اگر اس کا آفتاب بھی دن کو ہی چمکتا تو کچھ خوبی نہ تھی شاعر بیان کرتا ہے کہ یہ عمارت ایسا آسمان ہے کہ اس کا آفتاب رات دن چمکتا رہتا ہے اور آفتاب کے لئے سایہ کا ہونا ضروری ہوا تو اقبال کو اس کا سایہ بنایا ۔

یہ عمارت ایک ایسا آسمان ہے کہ اس کو گردش ہی نہیں اور اسکا آفتاب ایک ایسا آفتاب ہے کہ اس کو زوال ہی نہیں ۔

بادشاہ بے مثل و بے نظیر ہے۔ اور شاہنشاہ صاحبقران ہے ۔

آسمان میں گردش ایک بڑا بھاری نقص ہے مگر یہ ایسا آسمان ہے کہ اس کو ہرگز گردش نہیں ہے اور ایک جگہ پر ساکن ہے اور آفتاب کیلئے زوال ایک بڑا عیب ہے مگر اس کا آفتاب ایسا ہے کہ اس کو کبھی زوال نہیں ہوتا۔ صاحبقران قِرن والا یعنے اقبالمند جو زحل اور مشتری کے ایک برج میں ہونے کے وقت پیدا ہوا ہے ۔

وہ بادشاہ بزرگی کا آسمان ہے اور بخشش کا آفتاب۔ جمشید کے نشان والا فتح علی شاہ جو بادشاہوں کا جائے فخر ہے ۔

فتح علی شاہ بن آقا محمد شاہ فرماں روائے ایران تھا جو کہ سنہ ۱۲۱۳ ہجری میں تخت نشین ہوا اور سنہ ۱۲۵۰ھ میں جہان فانی سے سدھارا۔ مرض الموت کے وقت ۶۰ لڑکے اور ۴۸ لڑکیاں زندہ تھیں ناصرالدین شاہ قاچار اسی کی نسل سے ہیں ۔

اس شعر میں شاہ کی بزرگی کو آسمان سے اور بخشش کو آفتاب سے اور شان و شوکت کو جمشید سے تشبیہ دی ہے ۔

> موجودات اور اس کی ذات میں وہ نسبت ہے جو کہ آنکھ کو نور سے ہے زمانہ کو اس کے مرتبہ کے ساتھ وہ الفت ہے کہ جو جسم و جان میں ہوتی ہے۔

اگر آنکھ میں نور نہ ہو تو کور ہے۔ اسی طرح سے اگر اس کی ذات نہ ہوتی تو مخلوق ہی کور تھی اگر اس کا مرتبہ زمانہ میں نہ ہوتا تو زمانہ ایک قالب بے روح کی مانند ہوتا۔

> اس کا جھنڈا آسمان کے شیر کے ساتھ ایک ہی خوابگاہ میں آرام کرتا ہے اور اس کی فتح آسمان کے نسر کے ساتھ ایک گھونسلے میں ہے۔

رایت جھنڈا۔ شیر گردوں برج اسد جو خانہ آفتاب ہے۔ مجازاً بمعنے آفتاب در یک خوابگاہ خفتن سے مراد ہمسر ہونا۔ نصرت مدد مراد ظفر مندی نسر۔ گدھ نسر چرخ ایک ستارہ کا نام ہے مراد اس سے رفعت شان اور عظمت قدر ہے۔

> اگر یہ آب حیات زندہ کرنے والے اندھیرے میں چھپا ہؤا ہے اور تیری تلوار کی آب جان لیتی ہے خواہ اندھیری میں ہی ہو۔

یہاں پر تلوار کی صفت کی ہے۔ کہ تیری تلوار ایسی تیز ہے کہ آب حیات بھی اس سے ڈر کر اندھیری میں جا چھپی ہے۔

> اس کی طبیعت کے سمندر سے بخشش کی کشتی کنارہ پر پہنچنے کے لئے اس کا ہاتھ ناخدا اور اس کا ارادہ بادبان بنا ہے۔

طبیعت کو دریا سے اور ہاتھ کو ملاح سے۔ اور ارادہ کو بادبان سے تشبیہہ دی ہے بر کنار رسیدن مقصد حاصل ہونا۔ جس طرح کشتی ناخدا اور بادبان کے ذریعہ سے چلتی ہے اسی طرح بخشش ہاتھ اور دلی ارادہ سے ہوتی ہے۔

> اس کے غصہ سے ایک دشمن کو دوسرے دشمن کی امداد کب بچا سکتی ہے جس طرح ریشم کو ریشم آگ سے نہیں بچا سکتا۔

دونوں مصرعوں میں استفہام انکاری ہے۔ پرنیاں نازک ریشمی کپڑا ہے۔ ریشم کی نزاکت کو دشمن کی بزدلی سے اور آگ کو غصہ سے تشبیہہ دی ہے۔

> اگر آسمان اس کے حکم کے بدون گردش نہ کرے تو کچھ تعجب نہیں ہے۔ اسلئے گیند اگر بلے کا حکم نہ مانے تو کیا کر

آسمان گول ہے اور اسی طرح گیند گول ہے جس طرح کہ بلے کے حکم سے گیند گردش کرتی ہے اگر آسمان بھی اس کے حکم سے گردش کرے تو کچھ تعجب نہیں ہے ؛

{روس سے لڑنے کے ارادہ سے یہ گلزار منزل بنا ہے ؛
خدا کرے کہ یہ منزل اس کی دولت کی بہار کی طرح ہمیشہ خزان سے محفوظ رہے ؛}

یہ عمارت اس وقت بنوائی گئی تھی جبکہ بادشاہ اس پر حملہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے ؛

{چاہا کہ اس ٹیلہ پر ایک مکان آرام گاہ کے لئے بنوایا جائے جو کہ اس کی شان و شوکت کے محل
کی طرح ہمیشہ زمانہ کی آفتوں سے محفوظ رہے معماروں کی سعی سے یہ مکان تیار ہوا ہے کہ اس
کے مرتبہ کے محل کی طرح زمانہ کے حادثوں سے ہمیشہ امن میں رہے ؛}

بادشاہ کی شوکت کو قصر اور جاہ کو کاخ کے نام سے بیان کیا ہے ؛

{عقل نے نشاط سے اس کے بنانے کی تاریخ کے لئے یہ کہا۔ جہان میں جنت و زمین پر آسمان دیکھ لے ؛}

مطلب یہ ہے کہ یہ عمارت صفائی میں ایسی ہے کہ جیسے جنت اور بلندی میں آسمان کے مقابل ہے نشاط نام مرزا عبد الوہاب۔ خطاب معتمد الدولہ منصب منشی المبارک سنہ ۱۲۴۶ ہجری میں بعارضہ دق جہان فانی سے رحلت کر گیا۔ اس شعر کے دوسرے مصرعہ سے تاریخ تعمیر سنہ ۱۲۴۱ھ نکلتی ہے ؛

قصر قاچار میں سواری معلیٰ کے وارد ہونے کی مبارکباد

قصر قاچار ایک شاہی محل سرا کا نام ہے موکب اشرف بادشاہ کی سواری سے مراد ہے ؛

{اے خدا یہ مکان بہشت سے باغ میں آگیا ہے یا خود بہشت ہی باغ میں سے نمودار ہو گئی ہے ؛
اس کے نیلے دریا کو دیکھ اگر تو نے ابتک آسمان کو کبھی ٹھہرا ہوا کبھی حرکت کرتا ہوا نہیں دیکھا ہے ؛}

دریا چہ چھوٹا دریا کے نیلگوں پانی کی لہروں اور ٹھہراؤ کو قائم اور حرکت کرنے والے آسمان سے نسبت دی ہے ؛

{اس دریا کے پانی میں یہ آسمان کا عکس نہیں ہے آسمان ہی اس کے قصر کی بلندی پر نظر ڈالکر اوندھا آپڑا ہے ؛
اور جو تو اس کے اوپر دیکھتا ہے یہ آسمان اور ستارے نہیں ہیں۔ یہ گلزار کا عکس ہے اور پھول

اُس جگہ جا کر ظاہر ہوئے ہیں

قصر چمن میں ہے اور قصر میں ایک اور چمن ہے جو دیوار کے بیل بوٹوں سے ہر طرف نمودار ہے
نہ اس کے پھولوں کے درختوں کو کچھ نقصان ہے نہ اُس کا سبزہ احسان مند ہے نہ خزاں کی
ہوا سے نہ برسات کے بادلوں سے

یہ ترکیب لف و نشر مرتب کہلاتی ہے۔ یعنے درختوں کو باد خزاں سے نقصان نہ تھا نہ سبزہ برسات کے ینہ کا احسانمند تھا

ے وہ بامراد بادشاہ کہ تیری بخشش کے بادلوں سے دنیا ایسی خوشحال ہے جیسا کہ برسات
کی ہوا سے باغ تر و تازہ ہوتا ہے

اُٹھ اور گلزار کی سیر کا ارادہ کر کہ تیری سواری کے فراق میں باغ معشوق کی زلفوں سے زیادہ
پریشان ہے

بادشاہ کے انتظار میں نرگس جو بہت دیر تک رہی ہے اس لئے وہ معشوق کی آنکھ جیسی
بیمار ہو گئی ہے

رگس کے پھول کو آنکھ سے نسبت دی جاتی ہے اور معشوق کی اُس آنکھ کو جو نیم باز ہوتی ہے اور جس ی نظر ناطاقتی کے انداز اور ادا سے پڑتی ہے چشم بیمار کہتے ہیں کہ وہ زیادہ پیاری معلوم ہوتی ہے

تیرے مبارک ہاتھ کے چومنے کے شوق میں سر اور پاؤں کا فرق نہ کر کے پھول نے کانٹوں
کے سر پر پاؤں رکھ دئیے ہیں

قاعدہ ہے کہ کثرت اشتیاق میں بُرے بھلے اور نفع نقصان کی تمیز نہیں رہتی۔ پھول کی ڈنڈی کو پا سے اور شاخ کو خار کی نوک سے نسبت دی ہے اور پھول کی اس اصلی حالت کو شوق کی وجہ بیان کیا ہے

بادل تیری آمد پر نچھاور کرنے کے لئے جیب میں موتی بھرے ہوئے ہے اور تیرے استقبال
یں ہوا تاتاری مشک سے دامن بھرے موجود ہے

وتی سے وہ قطرے مراد ہیں جن کے موتی بنتے ہیں۔ تاتار کا مشک عمدہ ہوتا ہے یہاں خوشبو مطلب ہے

[الٰہی یہ کب ہوگا کہ (اے بادشاہ) تو قصر کے بلند مقام پر ہو اور میری طبیعت کا بلبل اس
نظم سے شکر فشاں ہو ؛]

طبیعت کو بلبل اور نظم کے لطف بیان کو شکر فشانی کہا ہے۔ اس شعر میں خدا سے آرزو اور بادشاہ کی طرف خطاب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بادشاہ تشریف رکھتے ہوں اور میں یہ قصیدہ سناتا ہوں ؛

[یا پھر جو آسمان پر نمودار ہے وہ آفتاب ہے یا قصر قاچار پر بادشاہ ہے ؛]

آفتاب کو بادشاہ سے اور آسمان کو قصر قاچار سے نسبت دی ہے اور آسمان پر آفتاب کی جلوہ گری کو بیان کیا ہے کہ یہ تو ایسے ہیں گویا بادشاہ قصر قاچار پر ہے ؛

[(اے بادشاہ) تو آفتاب ہے لیکن تیرے مرتبہ کا آسمان اور ہی ہے اور یہ آسمان تو تیری
پرکار کے حلقہ کے بیچ میں ایک نقطہ کی مانند ہے ؛]

پرکار سے دائرہ حکومت و سلطنت مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح دائرہ کے اندر مرکز کا نقطہ سا ہوتا ہے اسی کی مانند تیری سلطنت اور مملکت کے اندر یہ آسمان بھی ایک چھوٹا سا جزو سلطنت ہے ؛

[تو آسمان ہے لیکن تیرا نیزہ ایک ایسا آفتاب ہے جس سے سورج نے چاند کی طرح نور حاصل کیا ہے ؛]

مطلب یہ ہے تو آسمان سے بھی زیادہ عالی مرتبہ ہے کیونکہ تیرا نیزہ مثل آفتاب کے ہے اور اس آسمان کے آفتاب نے نور حاصل کیا ہے جس طرح چاند آفتاب سے نور پاتا ہے گویا نیزہ کے مقابل سورج ایسا ہے جیسا کہ چاند کہ وہ نور کا محتاج اور احسانمند ہوتا ہے ؛

[خوش ہو کر بیٹھ کہ اب خوشخبری آتی ہے کہ ملک خراسان سے سپہ سالار کی فتح یابی کی خبر
آئی ہے ؛

جہاں جہاں کوئی شہر یا کوئی حاکم تھا وہ درحقیقت برباد ہو گئے یا فرمانبردار ہو گئے ہیں
اپنی نلاہٹ لئے ہوئے خنجر کی خونریزی کی کثرت سے نیشاپور بدخشان کی مانند لعلوں
کی کان بن گیا ؛]

نیشاپور ایک خراسانی شہر فیروزہ اور خنجر فولادی کے لئے مشہور ہے۔ عمدہ فولاد وہ ہوتی ہے جسمیں نلاہٹ پائی جائے۔ خون کے قطروں کو لعل سے تشبیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نیشاپوری خنجر کی خونریزی نے نیشاپور کو بدخشان بنا دیا۔ بدخشان لعل کی کان کے سبب سے مشہور ہے ؛

میں نے چاہا تھا کہ تیرے ہاتھ کو دریا کہوں کہ عقل نے کہا ہرگز نہیں یہ (دریا) موتی رکھنے والا ہے اور وہ (ہاتھ) موتی بخشنے والا ہے۔

یعنے دریا سے ہاتھ کا مرتبہ زیادہ ہے۔ دریا موتیوں کو چھپا کر رکھتا ہے۔ اور یہ ہاتھ موتیوں کو لٹاتا ہے۔

مبارک عید اور گلستاں کی بابرکت عمارت کے جلوس کی مبارکباد

لالہ کے پھول پر سیاہ بادل سے بوندیں پڑی ہوئی ہیں۔ مینہہ سے شراب میں زیادہ لطافت اور لالہ سے شراب جام بہتر ہے۔

ژالہ اولہ جو بارش کے ساتھ برستا ہے اور شبنم۔ مشک فام مشک جو کہ سیاہ ہوتا ہے اسواسطے سیاہ رنگت والا۔ چونکہ لالہ کی شکل پیالہ کی مانند ہوتی ہے اور اس میں سیاہ داغ موجود ہوتے ہیں اس واسطے شراب اور پیالہ کو اس سے تشبیہ دی گئی ہے یعنے پیالہ میں شراب پڑی ہوئی لالہ سے بھی اچھی معلوم ہوتی ہے۔

صبح کا وقت۔ جشن کا سماں۔ عید کا دن۔ شراب اور گویئے۔ دولت دراز نصیبہ موافق اور جہان اپنی مرادوں میں کامیاب تھا۔

تنبیہ۔ شراب خرما وجو۔ یعنے سب باتیں اسوقت حاصل تھیں۔

گلزار کو تازگی۔ اور زمانے کو خوشی و خرمی۔ آسمان کو نیک بختی اور دنیا کو ترتیب وار آراستگی حاصل ہے۔

زلف میں ساقی کی رو سے اور شیشہ میں شراب کا عکس ایسا معلوم ہوتا ہے گویا چودھویں رات کا چاند اندھیرے میں۔ اور آفتاب ابر میں۔

اس شعر میں ساقی کے منہہ کو جو زلفوں کے درمیان ہے چودھویں رات کے چاند سے جو نہایت اندھیرے میں ہوتا ہے تشبیہ دی ہے اور شراب کا عکس جو شیشہ میں پڑتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ابر میں آفتاب معلوم ہوتا ہے۔

توبہ اگر شراب سے نہو تو حلال ہے۔ شراب حرام ہے اگر پیالہ میں نہو۔

توبہ حلال ہے مگر اس شرط پر کہ شراب سے نہو۔ یعنے شراب سے توبہ جائز نہیں ہے اور شراب حرام ہے بشرطیکہ پینے کے لئے پیالہ میں نہو۔ یعنی اسوقت شراب حلال اور مباح ہو رہی ہے۔

اگر کوئی مفت بھی خریدے تو تسبیح کو بیچ ڈالنا چاہیئے۔ شراب خریدنی چاہیئے خواہ کوئی قرض بھی کیوں نہ دے ؛

یار سرو قد ندی کے کنارہ سے گذرتا ہے یا کہ ہوا کے اعتدال نے سرو کو چلنے کی طاقت دیدی ہے

چونکہ معشوق کے قد کو سرو سے تشبیہ دیتے ہیں اس واسطے شاعر کہتا ہے کہ آیا معشوق ندی کے کنارہ چلتا ہے یا ہوا کے اعتدال کی وجہ سے سرو چلنے لگ گیا ہے ؛

اگر خواب میں بھی نقش پانی پر کھینچیں تو ہوا کے فیض اور تازگی کے سبب سے وہ نقش آمٹ جائے

نقش برآب کردن کے معنے مٹانے کے ہوتے ہیں کیونکہ پانی کا نقش فوراً مٹ جاتا ہے چہ جائے کہ خواب میں ہو۔ یہاں شاعر مبالغہ کرتا ہے کہ ہوا کی عمدگی اس درجہ پر پہنچی ہوئی ہے کہ اگر خواب میں بھی پانی پر نقش کیا جائے تو قائم رہتا ہے ؛

اگر پری خیال میں بھی صحن کے اندر قدم رکھے تو باد صبا اس قدر لطیف ہے کہ اس کے چلنے کی آہٹ کو کان تک پہنچا دیتی ہے ؛

اس شعر میں بھی ہوا کی لطافت کا شاعر نے مبالغہ کیا ہے ؛

باغ کے درخت اس طرح سے آپس میں پیوستہ ہوئے ہیں کہ ان کے تنوں کو وہم میں بھی شمار نہیں کر سکتے ؛

التیام جڑ جانا۔ اجسام جمع جسم کی ہے۔ انقسام کے معنے بٹنے کے ہیں حکماء کا قول ہے کہ ہر ایک جز خواہ الگ ہو یا شامل ہو منقسم ہو سکتا ہے خارجی انقسام نہ ہو گا تو ذہنی ہو گا۔ مگر اس شعر میں شاعر اس گروہ کے قول کو جھوٹ ثابت کرتا ہے ؛

گلزار اور ابر آپس میں بمنزلہ معشوق اور عاشق کے ہیں کہ اگر ابر روتا ہے تو باغ شگفتہ اور خنداں ہوتا ہے ؛

قاعدہ ہے کہ عاشق تکلیف اُٹھاتا ہے اور مصیبتیں جھیلتا ہے اور مصائب کے وقت رو دیتا ہے اور معشوق اس حال کو دیکھ کر ہنستا ہے۔ یہاں پر تشبیہ یہ ہے کہ جب ابر برستا ہے تو بارش کے سبب سے باغ شگفتہ ہوتا ہے ؛

باغ کے پودے شاد اس امر سے خبردار ہو گئے ہیں کہ آج بادشاہ باغ میں قیام پذیر ہیں ؛

دوشیزگان جمع دوشیزہ۔ کنواری لڑکی۔ دوشیزگان باغ سے مراد پودے ہیں ؎

کہ جس سبب سے ہوا نے گلشن کو آراستہ کر رکھا ہے۔ اور سبزہ نے فرش بچھایا ہوا ہے۔ شبنم شراب لائی ہے اور لالہ نے پیالہ کو بھرا ہوا ہے۔ سرو کھڑا ہوا ہے اور بید سر جھکائے ہوئے ہے نرگس آنکھیں کھولے ہوئے ہے اور غنچے نے لب بند کیا ہوا ہے ؎

سرو کا سیدھا کھڑا ہونا گویا تعظیم کرنا ہے۔ بید جو جھکا ہوا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ادب سے سر جھکائے ہوئے ہے۔ نرگس جو آنکھیں کھولے ہے گویا سخت انتظار میں ہے اور غنچہ کام بستہ سے مراد پاس ادب اور شوق ڈر ہے ؎

اور یہ جو شمشاد کبھی سیدھا ہوتا ہے اور کبھی جھکتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ بادشاہ کے استقبال کی تعظیم کرتا ہے ؎

شمشاد ایک درخت کا نام ہے اس کی شاخیں جو جھکی ہیں گویا وہ سجدہ تعظیمی کر رہی ہیں ؎

وہ بزرگی کا چمن اور بخشش کا آسمان۔ آفتاب کے سایہ والا اور جمشید کی شان و شوکت والا شاہنشاہ زمانہ کا خاقان فتح علی شاہ ہے کہ روز ازل سے جس کے ہاتھ بخشش گروی ہے اور فتح اسکے نام میں شامل ہے

کرمت۔ بزرگی۔ احتشام فوج و خدام ازل ہمیشگی ؎

اے وہ ذات کہ تیری ہستی سے تمام جسم دار چیزیں منتظم ہیں اور اجرام سورج چاند وغیرہ صبح و شام تیری ذات کے لئے سجدے کرتے ہیں ؎

اجرام جمع جرم کی آسمانی جسموں کو کہتے ہیں جیسے چاند سورج ستارے وغیرہ ؎

تیرے پاس سیاست کے سبب سے تمام خلقت کا احتساب کرتے ہیں اور تیری ہی بخشش سے سب خاص و عام رزق پاتے ہیں ؎

احتساب جو چیزیں شریعت میں منع ہیں ان سے روکنا۔ خلاف شرع کام نہ کرنے دینا۔ ارزاق جمع رزق کی ؎

جہان تجھ سے فائدہ اٹھا چکا ہے۔ اور ابھی تک تیرے خزانہ میں کسی طرح کی کمی نہیں آئی تمام جہان فتح ہو گیا اور ابھی تک تیری تلوار میان میں ہی ہے ؎

اور تیری درگاہ سے زحل کے پاس قاصد پہنچ گیا ہے اور مریخ کو تیرے رعب و دبدبہ کی خبر پہنچ گئی ہے

ہندوی چرخ زحل جو ساتویں آسمان پر ہے۔ ترک فلک مریخ کو کہتے ہیں جو سپاہی آسمان ہے اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ زحل نحوست سے اور مریخ ظلم سے باز آ گیا ہے اور شاہ کے قہر و غلبہ کی تعریف کی

{تیرے دولت کے رکنوں کو انصاف۔ بزرگی۔ دبدبہ اور مہربانی سے سُنایا ہے تاکہ بربادی سے محفوظ رہیں ۔}

ارکان جمع رکن کی بمعنے ستون مراد اربعہ عناصر مصؤن محفوظ۔ انہدام خراب و خستہ ہو جانا ۔

{تیرے ملک نے اربعہ عناصر سے اس طرح سے اعتدال حاصل کیا ہے کہ اگر ہمیشہ تک رہے تو کچھ تعجب نہیں ہے ۔

البتہ اعتدال حقیقی کہیں نہیں ہے اگر موجود ہے تو وہ نیست ہونے سے بیخوف ہے چونکہ شاہ کے ملک نے اعتدال حقیقی پایا ہے اسواسطے وہ نیست سے بیخوف ہے ۔}

حکما کا قول ہے کہ اگر کسی شے میں اس کے اجزاء کی تاثیریں مساوی حالت پر رہیں تو پھر وہ شے معدوم نہ ہوگی کیونکہ معدوم ہونا صرف کمی و بیشی اجزاء پر منحصر ہے ۔

{اگر آفتاب کو اندھیرے میں دیکھ سکیں تو ممکن ہے کہ تیرے ہاتھ کو بھی ضرورت کے وقت دیکھ سکیں}

مطلب یہ ہے کہ جس طرح اندھیرے میں آفتاب کا دیکھنا ناممکن ہے اسی طرح جب تیرا ہاتھ دیکھا تو احتیاج کہاں رہی۔ ہاتھ کو آفتاب سے مشابہت دی ہے ۔

{(کیا یہ ممکن ہے) کہ تیرے ہاتھ کا بادل برس رہا ہو اور پھر جوش باقی رہے آفتاب پر تو فگن ہو اور پھر شام ہو یہ محال ہے تیرا دشمن آسمان کی دشمنی سے محفوظ ہے اسواسطے صید لاغر کو کبھی جال میں نہیں پکڑتے ۔}

مطلب یہ ہے کہ تیرا دشمن بھی لاغر ہو گیا ہے اس واسطے اس کی طرف بھی ایسی حقارت ہو گئی ہے جیسے صید لاغر کی جانب کوئی رغبت پکڑنے کی نہیں کرتا ۔

{سعی اور کوشش سے کون رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ البتہ آسمان پر اہتمام سے نہیں جا سکتے ہیں}

یہاں پر رتبہ کو آسمان سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح آسمان پر چڑھنا ناممکن ہے اسی طرح تیرا رتبہ حاصل کرنا بھی ناممکن ہے ۔

{اگر تیری رائے کے عکس کی ایک جھلک ابر پر پڑ جائے تو آب انگور کبھی پھر مستی نہ لائے ۔}

چونکہ ابر کے برسنے سے انگور پیدا ہوتے ہیں۔ اسواسطے شاعر کہتا ہے کہ تیری رائے ایسی صلابت ہے کہ اگر بادل پر اس کا سایہ پڑ جائے اور اس سے جو انگور پیدا ہوں ان میں بھی مستی پیدا نہ ہو گی ۔

جب تک کہ وقف کی شرط ہے کہ وہ ہمیشہ رہے تب تک چار چیزیں چار چیزوں پر موقوف ہیں ۔
حاکموں کے لئے تعریف امیدوں کے لئے جلدی۔ اقبال کے لئے طراوتی اور دبدبہ
کے لئے ہمیشگی ۔

تیرا اشتیاق میرے دل میں ہے اور تیری محبت میرے جسم میں۔ تیرا نام میری زبان پر رہے
اور تیری تعریف میری تصنیفات میں ہے تیری ذات کے لئے تعریف تیری ہستی کے لئے
شکر گذاری تیرے خزانے کے لئے زیادتی اور تیرے ملک کیلئے ہمیشگی لازم ہے ۔

اول وقف موقوف دوم وقف خدا کی راہ میں دیدینا مستدام ہمیشہ۔ ابتدائے حال میں کہ ابھی بادشاہ کے ہمرکاب ہونے کا شرف حاصل نہ کیا تھا اور اصفہان والے کسی تقصیر کے سبب سے شاہی قہر و غضب میں مبتلا رہتے۔ یہ قصیدہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کر کے اس کے صلہ میں اصفہان والوں کے قصور معاف ہونے کے علاوہ پانچ ہزار تومان بھی مقرر ہوئے ۔

تومان سنہری سکہ پانچ روپیہ کے برابر ہوتا ہے ۔

میں اصفہان سے طہران کی طرف آیا ہوں یا کہ بھٹی سے گلستان میں آیا ہوں ۔

چونکہ اصفہان پر بادشاہ کا قہر نازل ہوا تھا اس واسطے یہ کہا ہے اور طہران کو گلستان سے تشبیہ دی ہے

تا کہ میں نے حادثوں کے گھر سے کوچ کیا ہے اور ہستی کے اسباب کو امن و امان کے گھر
کے جانب لایا ہوں ۔

دار الحوادث حادثوں کا گھر رحلت کوچ ۔

یا کہ تو کہے کہ میں نے زاہدوں کے پھندوں سے نجات پائی ہے اور نیم جان ہو کر پیر مغاں کے
دروازہ پر آیا ہوں ۔
میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے تھوڑی مدت دوزخ میں مقام کیا اور اسوقت بہشت جاودان
میں آ گیا ہوں ۔

یعنے اصفہان میں رہا اور اب مجھے طہران میں جگہ مل گئی اور وہاں سے چلا آیا ۔

اگر بادشاہ کے قہر سے جنّت دوزخ ہو جائے تو کچھ تعجب نہیں ہے کیونکہ میں یہ مثال اصفہان پر تہمت سے نہیں لایا ہوں ؛

وہ جو کچھ کہ جس کا نام میں نے دوزخ رکھا ہے بادشاہ کا قہر و غضب ہے اور جس کا نام جنّت رکھا ہے وہ بادشاہ کی مہربانی ہے ؛

جنان جنّت کی جمع ہے۔ فارسی میں مفرد مستعمل ہے ان اوپر کے شعروں میں جو اصفہان کو دوزخ کہا ہے اور طہران کو بہشت اسکی یہی وجہ ہے کہ بادشاہ کا عتاب اصفہان پر تھا اور اب شاعروں کا عذر بیان فرمایا ہے ؛

بادشاہ آسمان جیسے مرتبہ والا ہے (اس کا نام) فتح علی شاہ۔ وہ ہے کہ اوّل سے کہ جب میں نے زبان مُنھ میں پائی ؛

میری زبان پر اس کی تعریف کے سوائے کوئی حرف نہیں نکلا پہلے اس کی تعریف سیکھی اور پھر زبان پائی ہے میں نے کل رات کو دیکھا کہ آسمان سیاروں سے کہتا تھا کہ میں اپنے آپ کو اس کی پناہ میں لایا ہوں ؛

زحل نے کہا کہ مجھے قدر منزلت اس وجہ سے حاصل ہوئی ہے کہ میں رات دن اُس کے دروازہ پر پاسبانی کرتا ہوں ؛

مشتری نے کہا کہ وہ نیک بختی جو کہ قرن میں ہے میں نے اُس کے دوستوں کو ایک لمحہ میں دی ہے

قرن کی مدت کے باب میں اختلاف ہے کوئی پچاس برس کہتا ہے۔ کوئی ستّر سال اور کوئی سو سال اور قول راجح ۱۲۰ سال ہے ؛

مریخ نے کہا کہ آسمان کی کمان سے جسقدر بلاؤں کے تیر چھوٹے میں نے اُس کے دشمنوں کو اس کا نشانہ بنایا ہے ؛

کمان آسمان برج قوس سے مراد ہے۔ یا خود آسمان۔ مطلب یہ ہے کہ مریخ نے کہا کہ جس قدر بلائیں آسمان سے نازل ہوئیں میں نے سب کا نشانہ اس کے دشمنوں کو بنایا ؛

سورج نے کہا کہ میں نے برسوں اُس کی رائے کے سایہ میں رہا ہوں اور یہ تمام نور اور روشنی اُسی کے فیض سے حاصل کی ہے زہرہ نے کہا کہ میں اُسکی محفل میں ناچنے والوں میں سے تھی اب چند روز سے بدبختی کے سبب سے آسمان پر آگئی ہوں ؛

چاند نے کہا کہ میں بتلاؤں کہ میں کبھی ہلال اور کبھی بدر کیوں ہو جاتا ہوں اور خلقت کے ساتھ یہ طریق کس واسطے اختیار کیا ہے ؞

اس واسطے کہ میں اس کی محفل میں کبھی ساغری اور کبھی دف کا کام دوں اپنے آپ کو کبھی ایسا (ہلال) اور کبھی ویسا (بدر) بناتا ہوں ؞

اس شعر میں پیالہ کو ہلال سے تشبیہ دی ہے اور بدر کو دف سے ؞

میں نے منشی فلک (عطارد) سے کہا کہ تو اس کے قلم سے شرم نہیں کرتا کہا اگر میں شرم نہ کرتا تو خاموشی کی مہر میری زبان پر کیوں ہوتی عنصر نے فلک سے کہا کہ اگر میں یہ کہوں کہ میں نے مزاج پیدا کر کے ایک ایسا صاحبقران پیدا کیا ہے تو شایان ہے ؞

اچانک فرشتوں کے گروہ نے کہا کہ کب تک اے گروہ تم یہ کہتے رہو گے کہ میں یہ لایا ہوں اور وہ لایا ہوں ؞

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کو اپنے ناموں کے ظاہر کرنے کے واسطے لامکان کی بلندی سے زمین کی طرف لایا ہوں ؞

مطلب یہ ہے کہ میں نے اسے اسواسطے پیدا کیا ہے کہ میرے اسماء کا مظہر بنے یعنے اس کی جمالی اور جلالی صفتیں ظاہر کرے جیسے ناموں سے ظاہر ہے۔ رحیم۔ کریم۔ ستار غفار وغیرہ وغیرہ ؞

اے بادشاہ اگر تو کہے کہ میں نے کن فکان کی نقش کی تختی کا ترجمہ کیا ہے تو تجھ کو لائق ہے ؞

کن فکان یکون سے ہے جس کے معنے پس ہو گیا ؞

سچ تو یہ ہے کہ تیری بارگاہ کے لئے زیبا ہے کہ اگر وہ دربار کے وقت کہے کہ میں نے زمین پر آسمان بنایا ہے ؞

جہان کے بادشاہ کی طلعت کا آسمان اسواسطے لائی ہوں تاکہ میں آسمان کے آفتاب کو رشک کی آگ سے جلاؤں ؞

اگر آسمان انتظام کے لئے گردش کرنے والے ستارے رکھتا ہے تو میں بھی دنیا کے فتح کرنے والے بادشاہ کے منشی رکھتی ہوں ؞

حل وعقد کھولنا اور باندھنا۔ مجازاً بند وبست وانتظام ؞

اگر آسمان کے ہر طرف ستاروں کا ایک لشکر ہے (تو کچھ مضائقہ نہیں) میں بھی بے تعداد فوج ہر کنارہ سے لایا ہوں ۔

بہادروں کی کثرت اور دلیروں کی آمد و رفت سے اس درگاہ کا راستہ کہکشاں کی مانند بنا ہؤا ہے ۔

اے بادشاہ میں نے اُس دُھن میں عمر گذاری کہ کوئی یہ نہ کہے کہ اس نے اس معاملہ میں نقصان اُٹھایا

اول مصرع میں سودا کے معنے عشق۔ دُھن۔ آرزو۔ دوسرے میں خرید و فروخت ۔

میں تیری رعایا کی خدمت کے قابل نہ تھا اسواسطے میں نے اپنے آپکو ہزاروں آرزوؤں سے تیرے کتوں کی قطار میں شامل کیا ہے ۔

میں نے تیری مہربانی کے نوشدارو سے زخمیوں کا علاج کیا ہے اور مجرموں کو تیری معافی کے خط سے امان میں لایا ہوں ۔

خستگان زخمی مجرمان سے مراد ساکنان اصفہان ہیں خط عفو عفو نامہ ۔

بادشاہ کی معافی برسات کا مہینہ ہے اور اصفہان باغ کی مانند ہے میں برسات کی بارش کو باغ کی طرف لایا ہوں ۔

بادشاہ کی مہربانی چمکنے والے آفتاب کے مانند ہے۔ اور اصفہان موتیوں کی کان آفتاب کی چمک کو کان کی طرف لاتا ہوں ۔

چونکہ آفتاب کی تابش سے جواہرات وغیرہ بنتے ہیں اور اصفہان کان ہے اگر بادشاہ کی مہربانی کی کرنیں اصفہان پر پڑیں تو وہ کان جواہرات اُگلنے لگے ۔

اگرچہ حضرت عیسٰیؑ پھونک سے اور حضرت خضر پانی سے زندگی بخشتے ہیں میں نے بادشاہ کے پاؤں کی خاک سے مردہ میں جان ڈالی ہے ۔

یعنے اصفہان کو جو بادشاہ کے غضب کے سبب مردہ حالت میں تھا بادشاہ کی قدمبوسی کے طفیل زندہ یعنے بحال کیا ہے ۔

بے انتہا قصور اور بے تعداد معافیاں ہیں۔ میں بادشاہ کے دروازہ پر وہ (قصور) لا کر یہ (معافی) لیگیا ہوں ۔

یعنے ہیں وہ قصور جو اصفہان والوں نے کئے تھے لایا تھا اس کی عوض ہیں معافی لیگیا ٭

[اے بامراد بادشاہ۔ آسمان تیرے نصیبہ سے یہ کہتا ہے کہ اگر میں نے دو ایک دن کے واسطے تیرے دشمنوں کو بامراد کیا ہے تو تو رنج نکر کیونکہ میں نے سب سے پہلے تیرے اقبال کے آفتاب کو روشن کیا ہے اس کے بعد تیرے دشمن کو صبح کی شمع کی مانند روشن کیا ہے ٭]

ظاہر ہے صبح کی شمع بجھنے والی ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ تیرے دشمن کا نصیبہ چراغ سحری کی مانند ہے

[میں اس غرض سے کہ ہر شخص تیرے زمانہ میں اپنی اپنی قدر جان لے یہ قصیدہ امتحان کے طریق پر لایا ہوں ٭]

[میں نے تیرے دوست کو ہمیشگی کے ساتھ محبت کا پیوند دیا ہے اور تیرے زمانہ کو نہایت سے ملا دیا ہے ٭]

[حکم الٰہی ہر وقت تجھ سے یہ خطاب کرتا ہے کہ اے بادشاہ میں نے تیرے زمانہ میں ایک عجیب نقش ظاہر کیا ہے ٭]

قضا وہ حکم ہے کہ جو مخلوق کی طرف صادر ہو بوالعجب عجیب ٭

[اگرچہ تیرے دوست کی شراب میں زعفران ڈالی ہے اور اس کے رخسارے کو ارغوان کے پھول کی طرح (سرخ) بنا دیا ہے ٭]

قاعدہ ہے کہ زعفران ڈالنے سے رنگت زرد ہوتی ہے اور زرد ہو جانا ایک بڑا نقص ہے اسواسطے شاعر بیان کرتا ہے کہ لطف اور مزہ کے واسطے زعفران ڈالی ہے مگر رنگت زرد نہیں ہونے دی بلکہ سرخ رخسار بنا رکھا ہے ٭

[تیرے دشمن کو اگرچہ میں نے ہر وقت خون ساغر کی طرح کیا ہوا ہے مگر اس کے چہرہ کو زعفران کے پتے کی طرح کیا ہوا ہے ٭]

رنگت کی سرخی کے ہونے سے خوشحالی ہے اگرچہ خون کی سُرخی کی وجہ سے چہرہ سُرخ ہے مگر چہرہ کو زعفران کی مانند زرد کر رکھا ہے اور سرخی کا اثر نہیں ہونے دیا یہ دونوں سمجھ پچھلے شعر کو نقش بوالعجب کا بیان ہیں

[اگر انصاف ہے تو کوئی مجھے عیب نہ لگائیگا کہ میں بیشک شائیگان قافیہ لایا ہوں ٭
یہ ایسی نظم ہے کہ انوری افتخار سے کہے کہ یہ قصیدہ میں امتحان کے لئے لایا ہوں ٭]

شکارگاہ کی تصویر کی بابت لکھا گیا

عجب روح کو تازگی بخشنے والی تصویر ہے جو بدن میں جان ڈالتی ہے گو اپنے جسم میں جان نہیں رکھتی

اُس سے وہ نور بغیر رکاوٹ کے ظاہر ہوتا جو نو پردوں کے پیچھے چھپا ہؤا ہے (یعنے نور قدرت خدا)

کچھ تعجب کی بات نہیں ہے اگر اُس کی مثال ناممکن ہے وہ بے نظیر بادشاہ کی تصویر ہے ؛

ماشاء اللہ عجب خوش نصیب بادشاہ ہے تاج کی رونق اور تخت کی زینت ہے ؛

آسمان اُس کے مرتبہ کا ایک خیال ہے اور آفتاب اُس کے سایہ کی ایک تصویر ہے ؛

اس شعر میں مثال کی جگہ مثالے ہونا چاہئے مطلب یہ ہے کہ آسمان جو ہے وہ بادشاہ کے مرتبہ کا ایک خیال ہے اور آفتاب بادشاہ کے سایہ کی تصویر ہے گویا بادشاہ کا سایہ اور مرتبہ اصلی اور برتر ہے آسمان اور آفتاب سے ؛

ستارے اس کے راستے کی خاک کے نقشوں کے عکس ہیں۔ اور عالم اُس کے مرتبہ کی تصویر کا ایک خاکہ ہے ؛

اُس کے انصاف کے سبب سے پہاڑی چکور کے پاؤں شکاری پرندوں کے خون میں رنگے ہوئے ہیں ؛

چکور کے پاؤں بہت سُرخ ہوتے ہیں اور یہ جانور شکاری نہیں ہوتا بلکہ شکاری پرندوں کا کھا ہے۔ مصنف کا مطلب یہ ہے کہ تیرے انصاف نے کمزوروں کو اس قدر طاقت دے رکھی ہے کہ وہ غالب ظالموں کے خون سے اپنے پاؤں رنگتے ہیں ؛

اجل ہرن کی طرح اس کی کمند میں پھنسی ہوئی ہے۔ آسمان کے سر پر اُس کے گھوڑے کی ٹاپیں پڑتی ہیں ؛

وہ خیال اور وہم سے باہر ہے میں کیا کہوں کہ وہ ایسا ہے یا ویسا ہے جبکہ میں باطنی امر میں گفتگو نہیں کرسکتا تو مناسب ہے کہ ظاہری حالت کو واضح طور سے بیان کروں ؛

ایک ایسا پردہ ہے جو نقشوں کی محفل جمائے ہوئے ہے۔ کالپوش کی شکارگاہ کی تصویر ہے ؛

کالپوش ایک مقام کا نام ہے جس جگہ یہ شاہی شکارگاہ واقع تھی۔ اس شعر میں حجاب کی بجائے حجا

ہونا چاہئے ؎

جب بھیڑیوں سے شیر آگے بڑھگئے تو خوشی کے ساتھ تمام جنگل اور پہاڑ طے کر ڈالے ؎

روح کو تازگی بخشنے والی صبح ہے اور دلکشا دن ہے بادشاہ کے تخت اور نصیبہ کی مانند مبارک اور کامیاب ہے ؎

اُس کی بھینی بھینی ہوا جسم کو راحت دینے والی اور جان کو بڑھانیوالی ہے اُس کی ٹھنڈی ہوا ظاہر اور باطن میں جان کی مانند ہے ؎

چمن موسم بہار کے بادلوں سے تر و تازہ ہے لیکن مینہ کی بہار صرف اس قدر ہے کہ جس سے لالہ کے پھول کی کٹوری نہ بھر سکے اور جس سے زاہد کا دامن نہ بھیگے ہوا اس قدر ہے کہ وہ پھول کے پتوں کو نہیں گراتی ہے اور لالہ کے پھول کی اُسکو اُس کی کٹوریوں پر سے نہیں گراتی ؎

اس سے معشوق کی زلف بکھرتی جاتی ہے مگر وہ دلوں کو پریشان نہیں کرتی بادشاہ غلاموں کے ساتھ شکار کی تلاش میں ہے اور اس شکارگاہ میں دوڑ رہے ہیں رومی اور حبشی چوبدار صفیں باندھے ہوئے ہیں میں کیا بیان کروں ایسے ڈھنگ سے ہیں جس طرح تو دیکھے ؎

کہ خوبصورت خدمتگاروں نے دمت باندھ رکھی ہیں اور بادشاہ گھوڑے پر سوار ہے ؎

ایسا گھوڑا ہے کہ اگر اُسکو لڑائی کے لئے بڑھائے تو اسپر اُس کے ارادہ کے سوا اور کوئی سبقت نہ پائے ؎

کمند ایسی ہے گویا زمانہ نے اُس کے دھاگوں میں قضا اور قدر کو تانا بانا کرکے ملا دیا ہے ایسی برچھی ہے کہ اُس کو جان کی آفتوں میں بجھا دیا ہے اور اُسپر خونریزی کا فرمان لکھا ہوا ہے کمان اُس کی بخشش کے سلسلہ کی مانند مضبوط ہے اور اُس میں تیر اُس کی خطا نہ کرنے والی رائے کی مانند ہے ؎

تیر آگ کی مانند تاب دیا ہوا ہے گویا اس کو قہر کی آگ سے آبدار کیا ہے۔ بادشاہ کی آمد کیواسطے پرندے چہچہا رہے ہیں اور بارہ سینگے خوشی سے کودتے پھرتے ہیں ؎

اُنھوں نے اپنے آپ کو کمند میں اس آرزو سے باندھا ہے کہ اُنہیں کوئی (یعنی بادشاہ) پھندے سے کھولے ؎

اگر کوئی زخمی ہو کر اس کے سامنے سے قدم اُٹھاتا تھا تو وہ اپنے ارادے میں ایک اور تیر کھانے
کی حسرت رکھتا تھا ۔

اگر شیر اس کی کمینگاہ میں آتا تھا تو چوتڑ کے سوا اور کہیں زخم نہ کھاتا تھا ۔

یعنے شیر اس کو دیکھ کر بہادری کھو بیٹھتا تھا اور ڈر کر بھاگتا ہوا مارا جاتا تھا ۔

اگر ہرن اُس کے مقابلہ سے پیٹھ پھیر لیتا تھا تو بھی آنکھ کے سوا اور کہیں اس کا تیر نہ لگتا تھا ۔

یہ شعر قادر اندازی کا اشارہ کرتا ہے کہ باوپشت ہونے کے آنکھ ہی کو نشانہ بناتا تھا ۔

آسمان اور زمین سے برابر آواز آتی تھی کہ اے تیر اور بھال کبھی چوکو گے بھی گور خر سے بھال بہکی
بھی تو اس لئے بہکی کہ دل میں زمین کی گائے کے شکار کا شوق رکھتی تھی ۔

گاؤ زمین وہ فرضی اور خیالی گائے جس کے سینگوں پر زمین قائم ہے ۔

اور اگر کسی پرندے پر تیر نے خطا کی تو وہ نسر طائر کے شکار کے لئے آسمان پر پہنچا تھا ۔

نسر طائر اُڑنے والا گدھ - وہی آسمانی ستارہ جس کا بیان شروع میں ہے ۔

اسکا حکم جہاں کے اندر جان کی طرح جاری رہے - جبتک دنیا ہے وہ دنیا کی جان ہو کر رہے ۔
سرکشوں کے سر اس کی کمند کے متلاشی رہیں - اور بادشاہوں کی جانیں اُس کے کوچہ کی
خاک ہوں ۔

حکم الٰہی اس کی مراد کو ساتوں پردۂ آسمان سے ساتوں بناؤ سنگار کر کے ظاہر کرتا رہے اگر
کوئی پرندہ اُس کے جال کے اشتیاق کے بغیر اُڑے تو اُسے باز ڈپٹ کھیٹرانیکا لطف حاصل نہو
زمانہ اس کا دوست اور آسمان مددگار رہو اور نشاط اُس کے دروازہ کی خاک چومنے والوں
میں سے ہو ۔

ترکیب بند

پہلا بند

یہ بادشاہ کی محفل یا کہ بہشت کے باغ فخر کا میدان ہے ۔
یا ایک آسمان ہے کہ بارگاہ کے مانند - یا کہ بارگاہ آسمان جیسی ہے ۔

اس کی خاک بالکل زندگی کا پانی ہے۔ اس کا پانی تمام جان کا مایہ ہے
اس کی خاک کو آبحیات پر صرف اس سبب سے صدگونہ شرف حاصل ہے
کہ وہ آنکھوں سے چھپا ہؤا ہے اور یہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہے تخت پر چاند
بیٹھا ہؤا ہے یا کہ بادشاہ آسمان کی بلندی پر ہے
اس بارگاہ کے صحن میں جہانتک خوبصورت غلاموں کے سبب سے آسمان اور داغوں کی
چیزیں ملی ہوئی ہیں
سرو کے سر پر سورج ہے اور چاند کے بدن پر قبا ہے
(خدا کرے کہ) اسکا مرتبہ آسمان سے بلند ہو۔ خورشید اُس کے سایہ کے نیچے ہو

دوسرا بند

سینکڑوں شکر ہیں کہ زمانہ کی مراد حاصل ہے۔ عالی جاہ بادشاہ کا زمانہ ہے
زمانہ کے چار رکن بخشش اور کرم اور انصاف اور عدل ہیں
اس واسطے کہ بادل باغ کو رونق بخشنے بادشاہ کی بخشش کرنے والے ہاتھ کی مانند ہو گیا ہے
باغ نے خزان کا راستہ بند کر رکھا ہے۔ بادشاہ نے بخشش کا دروازہ کھول رکھا ہے
ہوا باغ کی زیبائش کے واسطے ہے انصاف شہروں کی رونق کے واسطے ہے
زمانہ کی نیو خوشی پر رکھی ہوئی ہے۔ دنیا کی چیزیں زیادہ ہو رہی ہیں
دن بہار کی تاثیر سے ہر روز بادشاہ کی دولت کی مانند ترقی پر ہے
تو جانتا ہے کہ آج زمانہ میں وہ کونسی شے ہے جو نکمی ہے
یا تو وہ بدنصیب کی رات کی قدر ہے یا بدذات آدمی کی صورت اور نصیبہ ہے
یعنے جو چیز بے قدر ہے وہ بدنصیب شخص کی رات ہے یا بدذات آدمی کی صورت اور نصیبہ بے قدر ہے
جبتک گلشن کی بہار بادل سے ہے اور جبتک باغ کی زینت ہوا سے ہے اس کا ملک
باغ کی طرح دلکشا رہے اور اُسکا گلشن خزان سے محفوظ رہے

تیسرا بند

زہر میں شہد کی خاصیت ہے۔ اور تیر سے زخم کی آسایش ہے

شترنگ اندرائن سے کھیل کو کہتے ہیں۔ بادشاہ کے زمانہ کی تعریف ہے ٭
زہر میں شہد کی خاصیت ہو گئی ہے اور تیر سے زخم راضی ہوتے ہیں ٭
غم کے زمانہ کو جلدی ہے۔ اور خوشی کے زمانہ کو توقف ٭
یعنے تیرے زمانہ میں رنج جلدی گذر جاتا ہے اور خوشی دیرپا ہے ٭
بخشش اور سخاوت کا ہاتھ دراز ہے۔ ظلم اور لڑائی کا پاؤں لنگڑا ہے ٭
خوشی کے سلسلہ سے بادشاہ کی درگاہ میں آسمان کی گردن میں پالہنگ ہے ٭
پالہنگ باگ ڈور، شکار اور مجرم کو باندھنے کی رسّی ٭
مطلب یہ ہے کہ آسمان مطیع اور فرمانبردار ہو رہا ہے ٭
جب تک کہ دوست اور دشمن کے حلق میں شہد زہر مخالف ہے خوشی کا شہد اس کے
پیالہ میں ہو۔ اور آرزو کا معشوق اس کے مقصد کے ساتھ ہو ٭

٭ چوتھا بند

اے بادشاہ بلند آسمان تیرے راستہ کا فرش ہے اور تیرے سبب سے آسمان زمین پر نمایاں ہے ٭
دنیا میں تیرا مثل اور مانند ہونا نہ تو ممکن ہے نہ واجب ہی ہے ٭
خرابی تیرے دشمن پر عاشق ہے اور اقبال تیری صورت پر فریفتہ ہے (یعنے خرابی اور
دشمن) رات کی تاریکی اور چمگادڑ کی مانند ہیں اور وہ (یعنے اقبال اور صورت) آفتاب کی
کرن اور گرگٹ کی مانند ہے ٭
اقبال کو گرگٹ سے تشبیہ دی ہے۔ گرگٹ کا قاعدہ ہے کہ وہ سورج کے طلوع کے وقت اس
بغور دیکھتا ہے ٭
جب تو محفل سے لڑائی کے لئے آسمان تک پہنچنے والے چتر کے سایہ میں روانہ ہوتا ہے تو
ہاتھ میں فتح کا ہاتھ اور پاؤں پر دشمن کا سر ہوتا ہے ٭
تیرے دم سے ملک اور مذہب جان شاد ہے اور تجھ سے دین اور دنیا آرام سے ہیں ٭
خواہ کوثر اور تسنیم کی شراب ہو خواہ کانوں اور دریاؤں کے جواہرات ہوں ٭
خواہ رستم اور داستان کا ہاتھ ہو خواہ سکندر اور دارا کی سلطنت ہو ٭

(ان سب کو) محفل کے جلسہ اور لڑائی کے میدان میں لے اور دے۔ باندھ اور کھول

یہ ترکیب لف ونشر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ محفل کے جلسوں میں شراب لے اور لطف اُٹھا اور جواہرات کی بخشش کر۔ اور لڑائی کے میدان میں رستم اور دستان کے ہاتھ باندھ یعنی اُن کو عاجز اور مقید کر اور دارا اور سکندر کی سلطنت کو فتح کر ٭

1423

آفتاب اور چاند کی گردشیں تیرے مقصد کے موافق ہوں یہ چاند اور وہ آفتاب تیری شراب ہے ٭

پانچواں بند

جس نے تجھے خدا سے علیحدہ سمجھا اُس نے شرک کو توحید سے جدا نہ کیا (تمیز نہ کی)
اے خدا کے آفتاب کے سایہ۔ آفتاب تیری رائے کے سایہ میں ہے ٭
تیرے مرتبہ نے جب جہان کو مختصر دیکھا تو ایک اور دُنیا پیدا کر لی ٭
تیری مضبوط رائے سے اس روشن جگہ میں اور تیری درستیِ فکر سے ان گنجوں میں ٭
بخشش اور کرم۔ امن اور انصاف اُس (نئی دنیا) کے لئے رکن قرار پائے ہیں عیش اور خوشی
اور بقا پیدا ہو گئی ہے ٭

مطلب یہ ہے چار عنصر کی جگہ یہ چار چیزیں ہیں جود کرم امن عدل قائم رہیں۔ اور ایسی ہی تین چیزیں بجائے جمادات اور نباتات کی بدلہ بخشش طرب و بقا پیدا کئے گئے ٭

اسکا ہر ایک قطرہ دریا کی مانند ہے اور ہر ایک ذرہ آفتاب کا ہمسر اس کا ہر ایک مفلس قارون
کی برابر ہے۔ اس کا ہر ایک بے قدر آدمی جمشید کا ہمرتبہ ہے جہان کے برخلاف وہاں پر
کوئی شخص ہرگز اپنی مراد سے محروم نہیں رہا ٭

تمام ضمیریں اس نئی دنیا کی طرف پھرتی ہیں ٭

اے (وہ ذات) تیری روئے اقبال کا قبلہ گاہ ہے اور تیرے بازو مدد کے مددگار ہیں ٭
(خدا کرے) تیری عید ہمیشہ نیک ہو۔ تیرے سال کے تمام دن عید کی طرح ہوں ٭
غم تیرے دل سے دور ہو۔ اور نشاط ہمیشہ تیرے دروازہ پر رہے ٭

نشاط کے معنے خوشی کے بھی ہیں اور شاعر کا تخلص بھی ہے ٭

ایک دفعہ اس بندہ کو بادشاہ کی درگاہ کی حاضری میں کچھ دیر ہو گئی اور جسوقت کہ حاضری کی غرض

ـل کی اسوقت اتفاقیہ چند بیتیں حکیم نظامی کی کتاب خسرو شیریں میں سے جو اس نے اپنی ما کی شان میں لکھی تھی پڑھی جا رہی تھیں۔ جن میں سے ایک بیت یہ ہے کہ بیت فریدوں گاے کا بچہ تھا۔ تو جوان بخت اور بہادر مرد ہے نظر انور سے گذر کر طبیعت عالی میں آیا کہ اسی مضمون کے شعر موزوں کیے جاویں۔ اس لئے بندہ کو حکم ہوا اور یہ چند اشعار حضور میں پیش کئے گئے اور ا شعروں کے طے کرنے میں حکیم نے دیر کرکے حاضر ہونے کے قصور اور خطا کی معافی مانگی ہے اور ا ضمن میں یہ بیت لکھی ہے کہ جس کا مصرعہ یہ ہے ؎ اگر میں دیر سے آیا میں شیر اور دلیر ہو کر آیا ہو

مثنوی تعریف میں

بادشاہوں کو غلامی میں رکھنے والے اے بادشاہ اے شہنشاہ اے دنیا کے انصاف کرنے والے اور اے عالم کے پناہ دینے والے ؛

ضرورت نہ رکھنے والے سرداروں اور عالی مرتبہ والے لوگوں کے سروں کا میری درگا پر ہونا ان کی ضرورتیں ہیں ؛

یعنے ایسے آلودہ حال لوگوں کو بھی جن کو کسی شے کی احتیاج نہیں یہ خواہش ہے کہ وہ ا سروں کو تیری درگاہ پر رکھیں ؛

آسمان تیرے مرتبہ کی ایک نشانی ہے۔ ستاروں کو تیرے نور سے روشنی ملتی ہے ؛

فریدوں کو لہار ہونے کی شیخی مناسب ہے۔ تو تلوار کے لوہے سے لوہے کو چیرتا ہے تیرے جھنڈے نے جب کہ بادشاہت کا بچھونا بچھا دیا ہے تو سکندر زمین ناپنے والے قاص سے زیادہ مرتبہ نہیں پاتا ؛

اگر سلیمان انگوٹھی کو نہ کھوتا تو میں کہہ سکتا تھا کہ بادشاہوں میں تیرا ہمسر ایک ہے ؛

حضرت سلیمانؑ ایک عالیشان بادشاہ جن و انس و وحوش و طیور اور نبی ہوئے ہیں ان کے ایک انگوٹھی نقش اعظم کی تھی جس کے سبب سے سب پر حکمرانی کرتے تھے وہ انگوٹھی ایک مو کھوئی گئی تھی۔ شاعر کا اشارہ اُس غفلت کی طرف ہے کہ اگر حضرت سلیمانؑ کے پاس سے وہ تو میں اُن کو ہمسر بتا سکتا تھا۔ اور اب تو گویا حضرت سلیمانؑ سے بھی بڑھکر ہے کہ تیرے پاس سے کوئی شے

فرشتے تیری درگاہ میں خدمت ادا کرتے ہیں آسمان تیرے سامنے کام کرتا ہے آسمان تیری سلطنت کا ایک کھنڈر ہے۔ قائم رہنے والے ستارے تیرے لشکر کے تھکے ہوئے جوان ہیں ÷

زمین تیرے آستانہ کی ایک مٹھی خاک ہے۔ آسمان تیرے دروازے کے پردے ہیں تاج کے سوا اور کوئی تجھ سے بڑھ کر نہیں ہے اور تیرا ہمسر تاج کے سوا کوئی نہیں دنیا نے تجھ سے خوب آرام پایا ہے۔ سلطنت نے تیرے دم سے زینت پائی ہے دنیا جسم ہے اور تیرا حکم جان ہے جسم جان سے کب جدا ہو سکتا ہے ÷

خدا کے سوا اور کون تیری ذات سے بڑا ہو سکتا ہے۔ جبکہ یہ سلطنت ہے تو مالک ہے ناکیا ہے ÷

کلام کی ترازو سے تعریف کا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے پھر لفظ کیا چیز ہیں وہ معنی کی گنجائش نہیں رکھتے ÷

تو خیال سے بڑھ کر اور فکر سے باہر ہے۔ میں کیا کہوں کہ تو ایسا ہے یا ویسا ہے شہر گنجہ کا رہنے والا حکیم موتیوں کا تولنے والا دانا یعنے اچھے کلام کا نظم کرنے والا (شاعر) جو کلام کے پانچ خزانے (یعنی کتابیں) رکھتا ہے ÷

ایک دفعہ اس نے دیر کر کے حاضر ہونے کی غلطی کے عذر میں بیان کیا ہے کہ اگر میں دیر کر کے آیا ہوں تو نڈر ہو کر آیا ہوں ÷

اگر اس کی گذارش اس درگاہ میں ہوتی تو آنے والا اگر شیر بھی ہوتا تو لومڑی بنجاتا صرف میں ہی ایک تیرے دروازہ پر دیر کر کے نہیں آیا ہوں بلکہ سو خطاؤں کے ساتھ آیا ہوں ÷

لیکن میں دلبری مکاری کو نہیں جانتا میں یہی جانتا ہوں کہ اس درگاہ کا کتا ہوں ÷

اگر تو ایک دفعہ میری طرف عنایت کی نظر سے دیکھ لے تو میرے واسطے دولت کے سو دروازے کھولیگا ÷

اس دل کو جسے تیری محبت سے نیاز حاصل ہے۔ اس زبان کو جو تیری تعریف کی باتیں کرتی ہے ÷

رنج پریشان کرے تو اچھی بات نہیں ہے۔ غم سے چپ دیکھیں تو ٹھیک بات نہیں ہے ÷

یعنے دل کو پریشان اور زبان کو چپ دیکھنا نامناسب بات ہے ÷

{اگر تو آگ کی طرف دیکھے تو اُس میں سے پھول اُگ نکلیں اگر تو پانی کی طرف نظر ڈالے تو وہ ہستی کی طرف بھاگے
پانی کا قاعدہ ہے کہ نشیب یعنے نیچان کی طرف بہتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ایسا عالی مرتبہ بنجائے کہ پستی
کی طرف کو جانا اپنی شان کے خلاف دیکھے ؛

{اگر ہوا تیرے رستے کی خاک پائے تو وہ اس آوارہ گردی کو چھوڑ دے ؛
اگر تو خاک کو دیکھے تو خاک جواہر بنجائے۔ اگر تو کانٹے کو دیکھے تو وہ سخت پتھر کو توڑنے کی طاقت پائے ؛
جو شخص تیرے پاؤں پر اپنا سر نصیبہ کی طرح رکھے وہ تاج اور تخت کی لیاقت حاصل کرے ؛
یعنے جس طرح تیرا تخت تیرے پاؤں پر سر رکھے رہتا ہے یعنے تیرا مطیع و رشید ہے اسیطرح جو شخص تیرے پاؤں پر سر رکھے وہ بادشاہ

{زبانیں جو تیری تعریف نہ کریں وہ کٹ جائیں۔ جو روحیں تیری دوست نہوں وہ خاک ہو جائیں ؛
کوئی لب تیرے لئے دعا کرنے سے بند نہ ہو۔ کوئی دل تیری مرضی کے سوائے اور کسی شے کا طالب نہو ؛
آسمانی تیری سلطنت میں شمار ہو۔ ستارے تیری فوج میں شامل ہوں ؛
خلقت کی آنکھیں تجھ سے روشن ہیں تیرے قدم سے آسمان شاد اور زمین آباد ہے۔ جہان بین جہان کے دیکھنے والی آنکھ

غزلیں

{تیرا نام بندشوں کی کنجی ہے۔ تیری یاد دُکھ درد کی دوا ہے ؛
اگر معرفت کی طرف لیجائیں تو یہ صفات پروردگار سے مراد ہے۔ ورنہ یوں بادشاہ کی طرف بھی ہوسکتا ہے
شاعر کہتا ہے ہر ایک بند تیرا نام لینے سے کھل جاتا ہے اور دُکھ درد تیرے نام سے جاتا رہتا ہے ؛

{تیری زلف کے پیچ و تاب دل کو توڑ ڈالتے ہیں۔ اے ٹوٹے ہوئے دلوں کے مرہم شکنج سمجھنے شکن ؛
تیرے بالوں کی کمند کا ایک تار۔ ہزار وارستگیوں اور آزادیوں کو پابند کرتا ہے ؛
زلف کو ہمیشہ کمند سے تشبیہ دیتے ہیں اور کمند کا کام پابند بنانا ہے ؛

{عشق کے رشتہ میں رہائیاں ہیں۔ عقل کے رشتہ کے ساتھ غم ٹوٹا ہوا ہے یا گوندھا ہوا ہے دل
اس کا مسئلہ سر رشتہ بھی ہے اگر عقل ہوئی تو سینکڑوں سوچ بچار اور عاقبت اندیشی ہے اور جب رشتہ عقل
ہی ٹوٹ گیا تو پھر غم بھی فوراً جاتا رہا ؛

{ذرا اپنی زلف کی گرہ کھول اور دیکھ کہ اس کے سبب نشہ کے کام کیسے الجھاؤ ہیں ؛

یہاں پر شاعر کو اپنی سوجھی ہے اور مطلب کی کہہ گذرا ہے ۔

{ہر ایک جگہ خواہ بلندی ہو یا پستی میں دیکھتا ہوں۔ دونو جہانوں میں ایک ذات کے سوا نہیں دیکھتا}
{ہم خواہ شیریں ہیں یا تلخ ایک ہی شاخ سے ہیں خواہ ہوشیار ہیں یا مست ایک ہی بزم سے ہیں}

مطلب یہ ہے کہ اچھے بُرے ہوشیار دیوانہ سبھی سب ایک اصل و نسل سے ہیں ۔

{پھول کے درخت کی ٹہنی میرے پاؤں میں ایک ڈوری ہے میرے راستہ میں دریا کی موج میرے پکڑنے کو پھندا ہے}

یہاں پر دنیا سے بیزاری دکھلاتا ہے کہ شاخ گلبن اور موج دریا جو واقعی اچھی چیزیں ہیں میرے لئے ایک مصیبت ہیں ۔

{طاقت میرے کاندھے پر ایک بوجھ ہے اور زور میرے لئے ہتھکڑی ہے ۔}

اس شعر میں بھی دنیا کی چیزوں کی حقارت کرتا ہے یعنے اگر یہ نہ ہوتیں تو میں ان مصائب سے فوراً چھوٹ جاتا اور علائق دنیاوی سے رہائی پاتا ۔

{میرے پر و بال میرے لئے جال بن گئے ہیں۔ وہ جال شکاری کا اچھا ہے کہ اس کی قید سے رہائی پا سکتے ہیں ۔}

یعنے شکاری کے جال سے تو رہائی ممکن ہے مگر یہ جو میرے پر و بال جال بن گئے ہیں ان سے رہائی کیونکر ممکن ہو سکتی ہے ۔

{وہ بندہ ہو کہ جسے آزاد کر سکیں اور وہ مالک ہو کہ اس کی قید سے چھوٹ سکیں جو معشوق کے
سوا کسی اور کی طرف دیکھے وہ عاشق ہی نہیں اور وہ معشوق ہی نہیں ہے کہ جس کے سوا جہان میں ہو}

عاشق وہی ہے جو کہ صرف ایک کا ہی فریفتہ ہو اور معشوق وہی ہے کہ جس کا ثانی نہ ہو ۔

{نشاط اگر تو آفتاب کو نہیں دیکھ سکتا تو تو سایہ میں دیکھ کہ وہ نور سے ملا ہوا ہے ۔}

اگر تو ذات کو نہیں دیکھ سکتا تو اس کے سایہ کو دیکھ لے کہ اس سے اس کی قدرت کا جلوہ نمودار ہے ۔

{فتح علی شاہ جہان کے لئے امن امان ہے خدا کرے کہ جب تک جہان ہے اس کی ذات محفوظ رہے
دونوں جہانوں کا حاصل ہمارے خرمن سے ایک خوشہ ہے۔ کون و مکان کا میدان ہماری
مسکن کا ایک گوشہ ہے ۔}

مطلب یہ ہے کہ اگر دونوں جہانوں کا حاصل لیا جائے تو وہ ہماری خرمن کا صرف ایک خوشہ ہے

اور کون و مکان کا میدان صرف ہماری مسکن کا ایک گوشہ ہے ؛

آنکھ بند کر اور فقر کی اندھیری کوٹھڑی میں آ تو پھر تو دیکھ لے گا کہ آسمان کی شان و شوکت ہمارے ہی روزن سے ہے ؛

آنکھ کے بند کرنے سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی طرف سے قطع تعلق کر پھر تو سب کچھ دیکھ لیگا اور حقیقت معلوم ہو جائیگی

کوثر کا چشمہ اور بہشت کا دلکش باغ۔ ہمارے گھاٹ (پانی پینے کی جگہ) کا ایک قطرہ ہے اور ہمارے باغ کی ایک مہک ہے ؛

لف و نشر مرتب ہے۔ کوثر ایک قطرہ ہے بہشت کا باغ۔ ہمارے باغ کی ایک مہک ہے ؛

اس میدان میں کیا طاقت تھی کہ بونے کی محنت کے بدون ایک جہان ہماری خرمن سے ریزہ کھانے والا اور دانہ اٹھانے والا ہے ؛

اس سے یہ مراد ہے کہ فقر کا میدان عجیب ہے کہ بدون بونے کے وہ فضیلت حاصل ہے کہ ایک عالم فیضیاب ہے ؛

چونکہ بادشاہ کی خدمت کی زنجیر ہماری گردن میں پڑی ہوئی ہے اسلئے ہم دنیا کے غلام ہونے پر کبھی راضی نہیں ہوتے ؛

یا کہ ہم کسی اور کی اطاعت اس کے بغیر نہیں کرتے ؛

یہ سب کچھ چھوڑ۔ کیونکہ باوجود ان سب باتوں کے یہ ہے کہ شہر میں ایک لڑکا سیاہ پلکوں والا ہمارا راہزن ہے ؛

باوجودیکہ ہم اس قدر استغفار کہتے ہیں تاہم ایک لڑکے کے عشق نے ہمیں مجبور کر دیا ہے ؛

شائد ہمارے دل کا قصاص ہمیں سے چاہیں گے کیونکہ دل کے خون میں ہمارا ہی دامن آلودہ ہے ؛

قصاص خون کا عوض ؛

جو شخص کہ اس کا طالب ہے وہ کسی کو دشمن یا دوست نہیں سمجھتا۔ پس ناحق کوئی ہمارا دوست اور کوئی دشمن بنتا ہے ؛

میں نے یار سے پوچھا کہ اس راستہ میں نشاط کا بھی کچھ پتہ تھا کہا کہ ہمارے گھوڑے کی ٹاپوں کا ایک اڑتا ہوا غبار ہے ؛

شاعر کے سوال میں نشاط سے مراد اور خوشی دونوں ہیں۔ اس کے یہ بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ

میں خدا کے راستہ میں اس غبار کی مانند ہوں جو سوار ٹاپوں سے اُڑتا ہے اور ایک حقیر چیز ہے ؛

دل کی ولایت ایک اور ہی جہان کی سلطنت ہے اس زمین کے لئے ایک اور ہی آسمان ہے ؛

اے جہان ہمارے راستہ سے جال اُٹھالے۔ کیونکہ ہمارا طائر ایک اور ہی آشیانہ سے ہے ؛

اے فلک ہمارے تخت سے اسباب اُٹھالے کیونکہ ہمارے ستارے دوسرے آسمان سے ہیں

ہم اس راستہ میں قزاقوں سے بے خوف ہیں۔ ہمارا نقد دوسرے قافلہ کے ہمراہ ہے ؛

ان اشعار میں شاعر استغنا ظاہر کرتا ہے کہ میں ان دنیاوی چیزوں کو ہیچ سمجھتا ہوں ؛

میں تیرے ساتھ چپ ہوں۔ مگر دوست کی یاد میں میرا ہر رونگٹا زبان ہے ؛

یا تو میں وہ نہیں ہوں کہ جو پہلے تھا یا کہ عشق نے میرے میں نئی روح پھونک دی ہے ؛

یہ مجھ سے جہان ہی دگرگوں ہو گیا یا کہ میں یہ جو کچھ دیکھتا ہوں دوسرا جہان ہے ؛

اے نشاط تو خواہ مخواہ ڈینگ کی لیتا ہے۔ عاشقوں کی ڈینگ اور ہی ہوتی ہے ؛

پھول کا موسم ہے گھر میں یا کسی اور جگہ رہنے کا وقت نہیں ہے بادشاہ کے تخت کے لائق باغ کے صحن کے سوا اور کچھ نہیں ہے ؛

نرگس میرے اس قول کی گواہ ہے کہ کوئی آنکھ باغ میں نہیں ہے کہ بادشاہ کی تشریف آوری کی منتظر نہو ؛

بادشاہ کے سپاہی اگرچہ دلیر اور فتنہ کے فرو کرنے والے ہیں مگر دل سیاہ آنکھ کے فتنہ سے محفوظ نہیں ہے ؛

وہ تیر پھینکنے والی پلکیں صف بستہ حاضر ہیں لشکر کی گنتی اور شان و شوکت کی کچھ ضرورت نہیں ہے

گلبن کی یہ چند روزہ بہار غنیمت ہے۔ کل کو چمن میں گھاس کا نشان نہوگا۔

ہم نے تیرے غم کی پونجی کو دونو جہانوں کی نقدی سے خریدا ہے اور اس معاملہ میں دل کے سوا اور کوئی گواہ نہیں ہے ؛

یعنے ہم نے دونوں جہانوں کی تمام آرزوؤں کو کھو کر صرف تیرا عشق اختیار کیا ہے اور اس کیفیت کا دل ہی گواہ ہے ؛

ہم نے پیالہ کی شکل اور ساقی کی شکل کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا ہم میں خورشید اور ماہتاب

کی گردش کا اثر نہیں ہے ؎

جام کو ہلال سے اور ساقی کو خورشید سے تشبیہ دی ہے یعنے ہم نے ان دونوں چیزوں کو چاند اور سورج کی جگہ دیکھا ہے ؎

ہر ایک شخص کو اپنے قدر کے موافق بندگی کا بھروسہ ہے خدا کی رحمت کے سوا ہمیں اور کوئی پناہ نہیں ہے ؎

جب تک اے نشاط تو اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے تو بندگی کی شیخی نہ مار کیونکہ یہ تیری ہستی کا قصور ہے اور اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہیں ہے ؎

یہ عید کی صبح ہے اور زمانہ بہار سے اس قدر خوش و خورم ہے یا تمام جہان بادشاہ کے عہد سے ایسا ہی خوشحال ہے ؎

شاید سونے نے دشمن کے چہرہ سے زردی قرض لی ہے کہ جو شاہ کی حضور میں ایسا ذلیل اور خوار ہے
یہ میں ہوں یا سورج جو وزیر اعظم کی رائے سے زرد روے تیرہ بخت اور خاکسار ہے ؎
یہ میں ہوں یا کہ بادشاہ کا تیر جو کہ راستی کے سبب اپنے ہم پیشہ سے الگ ہوا ہوں ؎

ان شعروں میں شاعر اپنی بدبختی ظاہر کرتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ کی خدمت سے کسی وجہ سے علیحدہ رہا ہے ؎

یہ میں ہوں یا کہ آسمان جو اپنے رتبہ اور مرتبہ سے اہلکاروں کے شمار میں اس قدر شرمندہ ہے
یہ میں ہوں یا بادشاہ کی تیغ جان کے لینے والی ہے۔ چہرہ پہ خون اس طرح اور پہ شرار اسطرح ہے
میں بادشاہ کا وہ نیزہ نہیں ہوں۔ کہ دلخراش طعنوں سے تن کانپنے والا ہے اور جسم لاغر ہے
یہ معشوق کی زلف ہے کہ ہوا سے ہلتی ہے یا کہ گنہگار کا جسم خوف سے تھراتا ہے۔ یا کہ میرا دل انتظار سے اس قدر بیقرار ہے ؎

رباعیاں

ہم سو ہی دفعہ بگڑے اور سو ہی دفعہ سنورے بہت دفعہ رنج پائے اور بہت ہی دفعہ خوش ہوئے جب سے ہمنے تیری قید کی بغل میں پناہ لی ہے۔ زمانہ کے اینچا تانی سے محفوظ ہو گئے ہیں ؎

یہ رباعی بادشاہی ملازمت کا خیال بھی ظاہر کرتی ہے اور تربت یعنے قبر کا حال بھی ظاہر کرتی ہے اور عشق الٰہی کی طرف بھی منسوب ہو سکتی ہے ٭

اگر کوئی آدمی تیرے ساتھ ہے تو تمام دنیا اُس کا رستہ ہے اور اگر وہ تیرے بغیر چلے تو دنیا میں اُس کے لئے بالکل کنواں ہے ٭
وہ ہاتھ جو تیرے دامن سے جدا ہے سر کی مٹی اور گریبان کے چاک میں مصروف ہے ٭

یہ رباعی خدا کی طرف ہے۔ خاک سر سے یہ مطلب ہے کہ وہ سر پر خاک ڈالتا رہیگا ٭

جو سر اُس کے پاؤں پر نہو اُس کا تن سے الگ ہونا ہی اچھا ہے جو پاؤں اس کے راستے میں نہو وہ دامن ہی میں رہے تو اچھا ہے ٭
وہ رستہ جو اُس کی طرف کا نہ گم ہو جائے تو بہتر ہے۔ اور وہ سمت جو اُس کے کوچہ کی نہیں ہے مجھ سے دور رہے تو بہتر ہے ٭ (یہ رباعی بھی حق کی طرف ہے)

فرہنگ انتخاب دیوان نشاط

(الف) آذار (ف) چیت کا مہینہ۔ موسم بہار ٭
آذری (ف) پوہ کے مہینے والی۔ خزاں کے مہینے کی
آمال (ع) جمع اَمل۔ اُمید۔ آرزو ٭
ابتسام (ع) تبسّم کرنا۔ مُسکرانا ٭
اجرام (ع) جمع جرم۔ تن۔ جسم آسمانی چیزیں سورج ستارے وغیرہ جواہرات ٭
اجسام (ع) جمع جسم۔ تن۔ بدن ٭
اجل (ع) جلیل تر۔ سب سے بڑا۔ بہت ہی بزرگ ٭
اجلال (ع) بزرگی۔ عظمت۔ بڑائی
احتساب (ع) حساب لینا۔ پوچھ پرسش کرنا ٭
احتشام (ع) حشمت۔ دبدبہ ٭
ارزاق (ع) جمع رزق۔ روزی ٭
ارکان (ع) جمع رکن۔ ستون۔ وزیر۔ سردار ٭
ازدیاد۔ (ع) زیادہ ہونا۔ بڑھنا ٭
اضداد (ع) جمع ضد۔ برخلاف چیزیں۔ مخالف لوگ ٭
اعتضاد (ع) بازو تھامنا۔ مدد کرنا ٭
التیام (ع) ملنا۔ زخم بھرنا۔ پورا ہونا ٭
امتداد (ع) کھینچنا۔ دراز ہونا۔ بڑھنا ٭
امتزاج (ع) ملانا۔ آمیز کرنا۔ مزاج پانا ٭
انعدام (ع) معدوم ہونا۔ نیست و نابود ہونا ٭
انقسام (ع) تقسیم کرنا۔ حصہ لگانا ٭
انوری۔ ایک شاعر کا تخلص ہے ٭

انہدام۔ (ع) ڈہانا۔ گرانا۔ برباد ہونا ٭

(ب) **بلاد** (ع) جمع بلدہ۔ شہر ٭

بوالعجب (ع) تعجب۔ حیرت ٭

بیقرین (ع) بیمثال۔ بے نظیر۔ یکتا ٭

(ت) **ترک فلک** (ف) مریخ ستارہ۔ ترک بمعنے سپاہی جنگجو۔ چونکہ مریخ خونی ستارہ ہے اس لئے ترک فلک کہا

ترکیب بند۔ (ف) وہ نظم ہے جسمیں متعدد شعروں کا ایک ایک بند قرار دیا جائے ہر بند شعر ہم قافیہ ہوتے ہیں مگر ہر بند کے آخر کا شعر غیر قافیہ ہؤا کرتا ہے ٭

تسنیم۔ (ع) ایک نہر ہے جو بہشت میں جاری ہے ٭

تعالی اللہ (ع) اللہ بزرگ ہے تعالی بمعنے عالی۔ بزرگ ٭

تمثال (ع) تصویر۔ مورت ٭

توحید (ع) واحد جاننا۔ خدا کو ایک کہنا ٭

توقیع (ع) فرمان۔ حکمنامہ ٭

تومان۔ ایران کے ملک کا ایک سکّہ ہے ٭

تہمتن۔ رستم کا لقب ہے ٭

تہنیت۔ (ع) مبارکباد ٭

(ث) **ثوابت** (ع) وہ ستارے جو گردش نہیں کرتے ٭

(ج) **جذب** (ع) کھینچنا۔ کشش کرنا ٭

جواد (ع) بہت بخشش کرنیوالا۔ بڑا سخی ٭

جود (ع) بخشش۔ سخاوت ٭

(ح) **حاشا اللہ**۔ (ع) ہرگز نہیں۔ پناہ بخدا حاشا بمعنے پاکی۔ دوری۔ للہ بمعنے واسطے اللہ کے ٭

حضرت (ع) درگاہ۔ نزدیکی ٭

حل و عقد (ع) بند و بست۔ حل بمعنے کھولنا عقد بمعنے

(خ) **خضاب** (ع) رنگین۔ گلگونہ۔ وسمہ۔ مہندی ٭

خنیاگراں (ف) جمع خنیاگر ناچنے والی ٭

(د) **دار الحوادث** (ع) حادثوں کی جگہ۔ دار بمعنی گھر۔ ال۔ تعریفی۔ حوادث جمع حادثہ بمعنی آفت ٭

دریاچہ (ف) چھوٹا دریا ٭

دستان۔ رستم کے باپ کا نام ٭

دف (ع) دف ہونا۔ (ف) دائرہ۔ ایک قسم کا طبلہ ٭

دیوان (ف) غزلوں کی کتاب ٭

(ذ) **ذوالجلال** (ع) شوکت والا۔ دبدبہ والا۔ ذو بمعنے صاحب۔ آل تعریفی۔ جلال بمعنی بزرگی۔ عظمت ٭

(ر) **رافت** (ع) مہربانی۔ نوازش ٭

رباعی (ع) چار مصرعوں والی نظم ٭

رفعت (ع) بلندی اونچائی ٭

رکوع (ع) جھکنا۔ کمر کو خم کرنا ٭

روضہ (ع) باغ۔ سبزہ زار ٭

رہین (ع) رہن پڑی ہوئی چیز۔ گروی کی شے ٭

(ژ) **ژالہ** (ف) اولہ۔ قطرہ۔ بوند۔ مینہہ ٭

(س) **سبحہ** (ع) تسبیح۔ مالا۔ دانہ ٭

سجود (ع) سجدہ کرنا۔ ماتھا ٹیکنا ٭ **سُرین** (غ) چوتڑ ٭

سطوت (ع) دبدبہ۔ شان و شوکت ٭

سکان (ع) جمع ساکن۔ رہنے والے۔ آباد ہونے والے ٭

سلک (ع) لڑی۔ قطار ؎

سیاق (ع) حساب۔ طرز۔ روش۔ ڈھنگ ؎

(ش) شایگان (ف) بادشاہوں کے لایق بکثر قافیہ کا آنا

شرک (ع) شریک کرنا۔ ملانا۔ خدا کی ذات میں اور کسی کو شامل کرنا

شرنگ (ف) شہد کی مکھی ؎

شست (ف) جالی ؎

(ص) صاحبقران (ع) وہ شخص جو قران السعدین کے وقت پیدا ہوا۔ اس وقت کی پیدائش والا آدمی بڑا خوش قسمت ہوتا ہے اور قران السعدین زحل و مشتری کے ایک برج میں ہونیکے وقت کو کہتے ہیں

(ط) طائر (ع) اڑنے والا۔ پرواز کرنے والا ؎

طراز (ع) نقش و نگار ؎

طرہ (ع) زلف۔ شگوفہ۔ چھچھا ؎

طلعت (ع) صورت۔ شکل ؎

طے (ع) لپیٹنا۔ لپیٹ ؎

(ظ) ظلام (ع) ظلمتیں۔ تاریکیاں۔ اندھیرے ؎

(ع) عنصر (ع) اصل۔ جڑ۔ وہ مادہ جو مرکب نہو۔ مفرد مادے

(غ) غزلیات (غ) جمع غزل۔ عشقیہ مضمون کی نظم ؎

(ق) قارون۔ ایک بڑے بخیل اور دولتمند کا نام ہے ؎

قافیہ (ع) پے درپے آنیوالی چیز۔ ہموزن الفاظ جن کے آخری حروف یکساں ہوں ؎

قبلہ۔ منہ کرنیکی سمت۔ کعبہ۔ سجدہ کی سمت ؎

قدس۔ (ع) پاک۔ طائران قدس بمعنی فرشتے ؎

قرین (ع) پاس۔ قریب ؎

قصاص (ع) خون کا بدلہ۔ قاتل کو قتل کرکے بدلہ لینا

قصر (ع) محل۔ مکان ؎

قصیدہ (ع) غلیظ اور موٹا مغز۔ وہ نظم جو غزل کے طور پر کسی کی تعریف یا ہجو میں ہو ؎

قضا (ع) حکم خدا۔ حکم کرنا۔ پیدا کرنا۔ موت ؎

قوام (ع) قائم کرنا۔ بندش۔ وہ شے جس سے کسی اور شے کو قائم کریں

قہرمانی (ع) حکومت۔ غلبہ۔ غصہ ؎

قیام۔ کھڑا ہونا۔ نماز کا وہ حصہ جسمیں کھڑا ہونا پڑتا ہے ؎

(ک) کبک (ف) چکور ؎

کالبدر فی الدجیہ (ع) ک بمعنی مانند۔ الف لام تعریفی۔ بدر پورا چاند۔ فی اندر۔ ال تعریفی۔ دجیہ تاریک شب۔ سب کے معنے پورے چاند کی مانند۔ تاریکی یا اندھیرے میں جب اندھیرے میں چاند ہو

کن فکان (ع) دنیا۔ دونو جہان سب مخلوقات۔ کن بمعنے ہو۔ ف بمعنی پس۔ کان بمعنے ہو گیا۔ چونکہ خدا نے مخلوقات و عالم کو پیدا کرتے وقت فرمایا تھا کُن اور پھر سب کچھ بنگیا اس خیال سے اس مرکب لفظ کے وہ معنے ہو گئے ؎

کواکب۔ (ع) جمع کوکب۔ ستارہ ؎

کوثر (ع) بہشت کی ایک شیریں اور صاف تر نہر کا نام ہے

کہکشاں (ف) وہ باریک باریک ستارے جو رات کو آسمان پر مانگ یا رستہ کی مانند سفید سے خط میں نظر آتے ہیں ؎

(گ) گلخن (ف) بھٹی۔ بھاڑ ؎

گور (ف) گور خر۔ جنگلی گدھا ؎

گوزنان (ف) جمع گوزن۔ بارہ سینگا جو ہرن کی مانند

ایک قسم کا جنگلی چوپایہ ہے ؂

(ل) لقا (ع) ملنا۔ گلے لگنا ؂

لمعہ۔ (ع) چمک۔ روشنی کی جھلک ؂

لوح (ع) تختی ؂

(م) مثنوی۔ (ع) دو دوائی۔ وہ نظم جس کے اشعار قافیہ دار الگ الگ قافیہ کے ساتھ ہوں ؂

مدید (ع) مدت تک رہنے والی شے۔ دیر تک ٹھہرنیوالی چیز ؂

مستدام (ع) ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی چیز ؂

مسخر (ع) گھیری ہوئی۔ فتح کی ہوئی ؂

مسعود (ع) سعید۔ نیک ؂

مشرب (ع) پانی پینے کی جگہ۔ گھاٹ ؂

مصابیح (ع) جمع مصباح صبح روشنی کی شے ؂

مصئون (ع) محفوظ۔ حفاظت سے۔ بچا ہوا ؂

مطرب (ع) خوش کرنے والا۔ ڈوم۔ قوال ؂

معدن (ع) کان۔ جواہرات کی کھان ؂

مفخر (ع) فخر کرنا۔ ناز کرنا ؂

مقالید (ع) جمع مقلید۔ کنجی۔ تالی ؂

مقدمت (ع) پیشوائی۔ استقبال ؂

مکرمت (ع) بزرگی۔ نوازش۔ عنایت ؂

منام (ع) خوابگاہ۔ نیند ؂

موالف (ع) الفت کرنے والا۔ محبت رکھنے والا ؂

موالید (ع) جمع مولود۔ پیدائشیں۔ بچے ؂

موکب (ع) اردلی کے آدمی۔ سواری ؂

موہبت (ع) بخشش۔ سخاوت ؂

(ن) نبیذ (ع) جو کی شراب۔ بوزہ ؂

نسر (ع) گد۔ نسر چرخ یا نسر طائر وہ ستارہ جو اڑنیوالا گ

(و) والشمس فی الغمام (ع) و بمعنی والا۔ ال تو

شمس بمعنے سورج۔ فی بمعنی اندر۔ ال تعریفی۔ غ

بمعنی ابر۔ بادل۔ مرکب کے معنے اور سورج بدر میں ؂

وام (ف) قرض۔ اُدھار ؂

وشاقان (ف) جمع وشاق۔ خدمتگار۔ چوبدار ؂

(ہ)

ہر ہفت کردہ (ف) بناؤ سنگار ؂

ہمتا (ف) مثل۔ مانند ؂

ہموم (ع) غم کرنا۔ رنج کرنا ؂

ہندوئے چرخ (ف) زحل ستارہ جو منحوس سمجھا جاتا ہے۔ ہندو بمعنے چور۔ بدمعاش غلام۔ قاصد ؂

تمّت

التماس

صاحبان! اس کتب خانہ سے ہر قسم کی کتب ہر مضمون ہر [illegible] ہر زبان میں ہر جگہ کی طبع شدہ عمدہ سے عمدہ اور ارزاں سے ارزاں فرمائش کی تعمیل حسب مرضی خریدار اس قدر صفائی اور راست بازی سے ہے۔ کہ جس کے صرف تھوڑے عرصہ کے تجربہ سے مجھ کو اس قدر التماس کر جرأت ہوئی ہے کہ جو صاحب ایک دفعہ تھوڑا بہت معاملہ کر کے اس نیاز مند کو کا اعزاز بخشیں۔ تو ممکن نہیں کہ پھر عمر بھر اس تابعدار کی خدمت گزاری سے کس بھی رُوگردانی کریں۔ علاوہ ازیں ہر قسم کا کام چھپوائی عمدہ سے عمدہ ارزاں ارزاں اور جلد تیار ہو سکتا ہے۔ جواب طلب امورات کا جواب بلا آنے ٹکٹ یا جوابی کارڈ کے فوراً دیا جاتا ہے۔ تاجران کتب۔ مدرسین وطلباء کے سا تاجران لاہور کی نسبت خاص رعایت کی جاتی ہے ضرور آزماویں اور فا اٹھاویں*

المشتہر

آپ کا نیاز مند

منشی رام اگروال تاجر کتب و

مہتمم کتب خانہ تعلیمی پنجاب انارکلی لاہور

سکندر نامہ

1424

142 U

1424

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम सिकन्दर नामा

लेखक सिकन्दर नामा

प्रकाशन वर्ष

आमत संख्या 1424 1424

انتخاب سکندر نامہ

مصر والوں کا سکندر کے پاس آکر حبشیوں کی فریاد کرنا

{جب رات سے صبح ہوئی۔ پہرہ دار اور کُتے سونے لگے۔

(۱) دم گرگ۔ بھیڑیے کی دم۔ اُن سیاہی مائل سفید خطوں سے مراد ہے جو پچھلی رات کو صبح کاذب کے وقت آسمان پر ظاہر ہوتے ہیں برزد زبان۔ زبان نکالی انہیں خطوں سے مراد ہے جو کہ صبح صادق ہونے کے ساتھ وہ زیادہ چوڑے ہو جاتے ہیں اور اُن کی سیاہی سفیدی سے بدل جاتی ہے مطلب یہ کہ صبح کاذب سے صبح صادق نمودار ہوئی۔

(۲) گرگ۔ رات سے مراد ہے کیونکہ رات کی تاریکی درندہ جانوروں کی ایذا رسانیوں کی پردہ دار یا اُن کے فتنوں کی برپا کرنے والی ہو کر گرگ جیسی ہے۔ دم اُس کے پچھلے حصہ سے مراد ہے۔ زبان سے صبح کا ابتدائی حصہ مراد ہے چونکہ دم کھانا چلے جانے کی اور زبان کا ظاہر ہونا آنے کی دلیل ہیں اسلئے گرگ کی دُم سے صبح کی زبان کا نکلنا رات کی جاتی ہوئی اور دن کی آتی ہوئی حالتوں کو ظاہر کرتا ہے۔

(۲) رات کو دن کی نسبت سردی اور دن کو رات کی نسبت گرمی ہوتی ہے اور گرگ و سگ وغیرہ جانور سرد ہیں اپنی دُمیں سکیڑ لیتے ہیں اور گرمی میں اُن کی زبانیں نکل پڑتی ہیں پس دم سے زبان کا نکل پڑنا یہ بتاتا ہے کہ دم سکیڑنے کا وقت گیا اور زبان نکل پڑنے کا وقت آیا یعنی رات ختم ہوئی اور دن نکلا قاعدہ ہے کہ پہرہ دار آدمی اور کُتے رات بھر کے پہرہ دینے اور جاگنے کے بعد صبح ہوتے سو رہے

{(۱) اور سوئے ہوئے مُرغ نے بازو پھڑپھڑائے۔ نقارچی نے ڈھول پر ڈنکا لگایا۔ ۱

جس طرح اب صبح ہونے کے اظہار میں توپ چلتی ہے پہلے نوبت بجتی تھی اور مُرغوں کا کم

ہے کہ صبح ہوتے ہی بانگ دینے لگتے ہیں ؂

{میں آرام کی نیند سے اُٹھا اور شعر گوئی کی طرف توجّہ کی ؂

جوہر کشی - جواہرات جمع کرنا۔ عُمدہ عُمدہ مضامین۔ نظم کرنے سے مراد ہے۔ خاطر آراستم - دل کو

{جو جواہرات کا ڈھونڈھنے والا کان کھودتا ہے (۵) آس اور امید میں جان کھپاتا ہے}

جان کند - جان کھودتا ہے - یعنی جان کھپاتا ہے - یا سخت محنت کرتا ہے ؂

{اسی طرح لعل کے واسطے سخت پتھروں سے لڑتا ہے ؂

{اے بے پرواہ شخص کیا تو سمجھتا ہے کہ کان موتیوں سے بہ آسانی بھر سکتے ہیں ؂}

آساں نیوش - سہل انگار - بے پرواہ - یعنے جس طرح موتی آسانی سے نہیں ملتے اسی طرح
بڑی جانکاہی سے بنتے ہیں ؂

{اگر انجیر کھانے والے پرندے بہت ہوتے تو کسی ٹہنی پر ایک بھی انجیر نہ رہتا ؂}

یعنے ہر ایک شخص شعر کہہ لیا کرتا تو شاعر کو کوئی بھی نہ پوچھتا ؂

{اس قصہ کے حالات بیان کرنے والے نے مصنف نے اس طرح بیان کیا ؂}

پرند سے مراد قصہ اور پیکر بمعنے تصویر مراد حال اور نقشبند بمعنے صورت بنانے والا مراد مصنف
شاعر سے ہے ؂

{کہ جب صبح کے وقت سورج نے جہان کو روشن کیا ؂

بامدادان میں الف نون زائد ہیں بمعنے صبح - چراغ سپہر بمعنے آسمان کا چراغ سورج سے
ہے - جمال جہان بمعنے دنیا کا حسن - دنیا کی چیزوں سے مراد ہے برافروخت چہر بمعنے چہرہ
کیا یعنے رونق دی ؂

{سورج نے صورت دکھائی اور دُولہن کی طرح زرین کرسی پر بیٹھا ؂

زرین کرسی ان سنہری کرنوں سے مراد ہے جو طلوع کے وقت سورج کی ٹکیا کے نیچے افق تک

{تو سکندر نے پہلے بادشاہوں کی طرح اپنے محل میں ایک مجلس قرار دی ؂

{خوبصورت اور دلربا غلام پہلو بہ پہلو اُس کے تخت کے گرد کھڑے ہوئے کبھی خاندان
کیے کی طرز پر شعر آپ سنتا تھا - کبھی باجے اور ساز سے خوش ہو کر انعام دیتا تھا ؂

یادسے یہاں وہ طریق یا رسم مراد ہے جو خاندان کے کی یاد دلاتی ہو یعنی جس طرح کے خاندان کے بادشاہ شراب پیتے تھے۔ نیز یہ بھی قاعدہ ہے کہ جب شراب کا گلاس منہہ سے لگاتے ہیں تو کسی دوست کی یاد سے منسوب کرکے پیتے ہیں۔ گنج میرنجت خزانہ گراتا تھا یعنے انعامات دیتا تھا۔

{اسی طرح ایک نور کے چشمے کی مانند بیٹھا ہؤا تھا کہ دور سے فریاد کی آواز آئی خبردار نے
بادشاہ کو خبر دی کہ کچھ ستائے ہوئے لوگ انصاف چاہنے والے روم کے بادشاہ کے
پاس فریاد لائے ہیں کہ مصر والوں کو ملک اور وطن میں رہنا مشکل ہوگیا ہے۔}

{زنگبار کے حبشی اس قدر چڑھ آئے ہیں کہ میدانوں میں راستہ نایاب ہوگیا ہے۔
جہان کے گرد و نواح پر اس طرح قابض ہوگئے ہیں کہ اُن پہاڑوں اور میدانوں میں
تاریکی ہوگئی ہے۔}

جہان مصر سے مراد ہے در نوشت بمعنے لپیٹا یعنے قبضہ کیا۔ سودا بمعنے سیاہی نیز ایک خلط کا نام بھی ہے جس کا غلبہ دیوانہ کردیتا ہے (۱) حبشیوں کی سیاہ رنگت سے تاریکی چھائی ہوئی معلوم ہوتی تھی (۲) ان حبشیوں کی کثرت سے جنگل اور پہاڑ میں سودا خلط کا غلبہ یعنے دیوانگی کا عالم ہوگیا تھا

{چتر کے تیل جیسے کالے جنگلی لوگ میدان کی گھاس سے بھی زیادہ ہیں سب کھوسے اور
بوڑھے بچوں سے کے سے مزاج والے ہیں۔ خوب گزارے ہیں اگرچہ بدشکل ہیں}

کودک۔ سرشت بیرحمی اور بیوقوف اور بے ریشہ ہونے کی حالتوں کے لحاظ سے کہا گیا۔ خوش گذارنا بخیال غلبہ بیان ہؤا۔ زشت کا اشارہ صورتوں کے علاوہ اخلاق اور عقل کی خرابی کی طرف بھی ہے۔

{نہ ان کے منہہ ایسے ہیں جن سے وہ شرم کریں۔ نہ انہیں کسی پر مہربانی اور رحم آتا ہے}

یعنے بڑی شرم روسیاہ ہونے کی یا داڑھی کی ہوتی ہے۔ لیکن وہ پہلے ہی سے روسیاہ ہیں اور نہ داڑھیاں رکھتے ہیں۔

{سب کے سب آدمیوں کے پھاڑنے اور کھانے والے ہیں مصر اُن کے مقابلے میں
نہیں ٹھہر سکتا اگر بادشاہ مدد کرے (تو بہتر ہے) نہیں تو وہ ملک غارت ہوجائیگا۔}

پہلا مصرعہ شرطیہ ہے جس کی جزا محذوف ہے ؃

{مصر اور افرنجہ اور روم میں سے کوئی نہ بچیگا۔ اس آگ کی بھٹی سے موم کی طرح پگھلا دیئے جاینگے

کورہ آتش سے حبشی فوج جس طرح بھٹی کے کالے کوئلے آگ سے دہکے ہوئے لال ہوتے ہیں
طرح اس فوج کے جوان کالے آتشک غضب سے بھڑکے ہوئے ہیں ؃

{ایسی جماعت سے ہم بدحواس ہیں۔ آئندہ بادشاہ جو حکم کرے ہم فرمانبردار ہیں۔

{منصف بادشاہ اور دین کے پناہ دینے والے حاکم نے جب سُنا کہ حبشی فوج چڑھائی

{تو فوج کی کثرت سے ڈرا۔ دانا کو نڈر نہ ہونا چاہیئے ؃

دوسرا مصرعہ مصنف کا قول ہے کہ دانا وہی ہے جو نڈر نہو بلکہ ہر ایک کام کو بڑا سمجھ کر اس پر بخوبی غور کرے ؃

{عقلمند ارسطو کو بُلا کر اُس سے اس معاملہ کے تمام حالات بیان کیئے ؃

ارسطو سکندر کا وزیر اور اُستاد نہایت درجہ کا عاقل و مدبر تھا ؃

[دانا اور مبارک رائے وزیر نے بادشاہ کو نیک صلاح دی ؃
کہ اُٹھ اور قسمت آزمائی کر۔ ایسے اژدہا کو جان سے مار ؃
شاید بادشاہ کو وہ کام بن پڑے (یعنے فتح پائے) جس سے رتبہ کو ترقی ہو ؃
مصر اور اُس کا گرد نواح تیرا فرمانبردار ہوگا۔ (اور) تیرا نام دلیری میں مشہور ہوگا ؃
اگر تو دشمنوں کو خاک میں ملاویگا تو دوست فتحمند اور دشمن ہلاک ہو جائینگے ؃
سکندر نے صلاح کاروں کے مشورے سے مقدونیہ سے جھنڈا نکالا ؃
ایک ایسا لشکر آراستہ کیا کہ خود اور تلواروں کی چمکتی ہوئی بجلی سیاہ بادل میں نمودار ہوئی

خود اور تلواروں کی چمک کو بجلی قرار دیا ہے اور فوج کے دل بادل انبوہ کو سیاہ وردیوں یا آہنی پاکھروں اور زرہوں وغیرہ ساز و سامان کے خیال سے سیاہ بادل بیان کیا ہے۔
برشش کا شین ضمیر خود اور تیغ کی طرف راجع ہے ؃

{دریا سے خشکی کا قصد کیا۔ اس کا رہبر مصر کی طرف لے چلا ؃

(۱) دریا سے وہ دریا مراد ہے جو مصر اور روم کے بیچ میں واقع ہے۔ مطلب یہ کہ اس دریا کو عبور

کرکے خشکی پر قدم رکھا۔ (۲) چڑھائی کے خیال سے ملک روم سے دریا مراد لی ہے کہ جس طرح دریا خشکی پر پھیلکر جاتا ہے اسی طرح روم والے مصر کو چلے (۳) روم کو سرد اور مرطوب ہونے کے خیال سے دریا کہا۔ اور مصر کو ملک حبش کی گرمی اور خشکی کے سبب خشکی بیان کیا ہے۔

مصر کے تمام شہری اور فوجی لوگوں نے فرمانبرداری سے اس کا استقبال لیا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ دریائے نیل کے کنارے کنارے اس کا لشکر میدان کی طرف کوچ کرے
وہ حبشیوں سے لڑنے کے لئے چلے اور دوگنے رفتار سے میدان کی طرف روانہ ہوئے

دواسپہ یعنے دو گھوڑوں کی ڈاک۔

بہادروں نے حبشیوں سے بدلا لینے پر کمریں کس کر جنگل کا قصد کیا۔

ت کشیدن بمعنے اسباب کھینچنا۔ یعنے روانگی کا قصد کیا۔

جب حبشی سردار نے سنا کہ فوج آئی تو دنیا اسکی آنکھوں میں اندھیر ہو گئی۔

(۱) جہان کا سیاہ ہونا سکندر کی فوج کی کثرت کی وجہ سے تاریک معلوم ہوا (۲) قاعدہ ہے کہ غصہ میں انسان کو ہر ایک شے دھندلی نظر آتی ہے (۳) بد نصیبی اور نتیجہ جنگ کے لحاظ سے دنیا اسپر تاریک بیان کی گئی۔

دو فوجیں بالمقابل آراستہ ہوئیں اور محبتیں بالکل اٹھ گئیں۔
سخت قدم والے گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین کی جڑ نکل آئی۔

(۱) میخ۔ لوہے کی کھونٹی والے یعنے وہ گھوڑے جن کے قدم لوہے کی میخ کی طرح جم کر پڑتے (۲) و بیخ۔ جڑ نکل آئی یعنے چولیں ہل گئیں۔

حملہ کے شور و غل سے زمین پر آسمان گر پڑا۔

یعنے ایسا شور و غل ہوا کہ آسمان تاب نہ لا کر زمین پر گر پڑا۔ زمین پر آسمان کی چھائی ہوئی حالت رنا قرار دیا ہے۔

حملہ کرنے والوں کے بھاری گرزوں سے مچھلی اور گائے عاجز ہو گئی۔

ہور ہے کہ زمین کا تختہ ایک گائے کے سینگوں پر ٹھہرا ہوا ہے اور وہ گائے ایک مچھلی کی کمر پر

آواز کے شور سے جنگل کے وحشیوں میں قیامت کی سی بھاگڑ پڑ گئی۔

{جب لڑائی کا باجہ درست ہو گیا تو اُن کی آواز سے بھوت بھی بھاگ نکلے ؛}

مطلب یہ ہے جسطرح قیامت کے دن صور کی آواز سے ڈر کر جانور بھاگتے پھریں گے اسی طرح لڑائی کے باجوں اور شور وغل سے بھاگنے لگے۔ اور بھوت بھی ڈر گئے ؛

{لڑائی کا میدان ایسی جگہ مقرر کیا کہ اس جگہ کی گرمی آدمیوں کو ہلاک کئے دیتی تھی

وہ زمین گندھک سے بھی زیادہ خشک تھی وہاں کی ہوا دوزخ سے بھی زیادہ جگر

جلانے والی تھی ؛}

{خالص زہر کے سوا وہاں پر ٹھنڈا پانی نہ تھا۔ سورج کے بغیر وہاں کوئی مہر گرم نہ تھی}

مہر کے معنے محبت کے ہیں۔ اور سورج کے بھی۔ محبت کے گرمانے سے رحم آنا مراد ہے زہر اس زہر سے مراد ہے جو تیغ و تبر کی دھاروں پر بجھا ہوا مقتول کے ٹھنڈا کرنے میں پانی نسبت رکھتا تھا ؛

{اژدہاؤں نے وہاں گہرے غار ڈال رکھے تھے اور فتنوں کی منڈیاں لگی ہوئی تھیں ؛}

بغور آمدہ گھراؤ میں آئے تھے یعنے گھیرے پڑ گئے تھے ؛

(۱) وہ جنگل اژدہاؤں اور غاروں سے پر تھا اور وہاں ہر طرح کی تکلیفات اور موت کا بازار

(۲) اژدہوں سے حبشی لوگ اور غاروں سے اُن کی کمین گاہیں مراد ہیں۔ فتنوں سے اُن کے حملے اور لوٹ مار مطلب ہے ؛

{بھوتوں نے اس جگہ اپنا مسکن بنایا اور چھلاووں کی طرح ہر طرف دوڑتے پھرنے لگے ؛}

مطلب یہ کہ وہ جنگل غولوں کے رہنے کی جگہ تھی اب اسے حبشیوں نے اپنا قیامگاہ بنا اور چھلاووں کی طرح ہر طرف پھرنے لگے ؛

{جب سورج چھپ گیا اور رات آئی ؛

غول بمعنے ہجوم (حبشیوں کا) اور دوسرا غول بمعنے چھلاوا اڈاوا جو اپنی شکل کئی ایک طرح کوہہ بمعنے کوہان۔ مونڈھا۔ سورج سے مراد ہے۔ گاؤ زمین کے نگلنے سے غروب ہونا شیر سیاہ۔ رات سے مراد ہے۔ گھات سے نکل پڑنے سے نمودار ہونا مراد ہے ؛

{اور جہان پر اندھیر چھا گیا اور شیر کے دانتوں کی طرح ستارے نکل آئے ؛

گاؤ گردون۔ آسمان کی گائے۔ برج ثور سے مراد ہے اور مطلب محض اندھیرے سے ہے ؀

{رات نے تاریکی بڑھانی شروع کی اور جہان نے روشنی کا زیور اُتار ڈالا ؀}

از ناف خود عطرسائی گشاد۔ اپنی ناف سے عطر گھسنا شروع کیا۔ ناف کا عطر مشک ہے اور مشک کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور گھسنے سے اس کی خوشبو پھیلتی ہے پس رات کی ناف کا مشک یا عطر تاریکی سے مراد ہے اور اس کے گھسنے سے تاریکی کے بڑھانے کا مطلب نکلتا ہے زیور روشنائی سے وہی سورج مراد ہے ؀

{تو دشمن کا تاڑنے والا بکٹ نکلا۔ اور پہرہ کی جگہ پر پہرہ دار مستعد ہوئے ؀}

وہ فوج جو رات کو پڑاؤ کے گرد کچھ فاصلہ پر گشت کرتی رہتی ہے کہ دشمن چھاپہ نہ مارے اُس فوج کو بکٹ کہتے ہیں۔ کمربست۔ کمر باندھی یعنے مستعد ہوگئے ؀

{چاند روشن ہوا اور خلقت محنت سے آرام کی طرف مائل ہوئی ؀}

{روم اور زنگبار ایک ہی جگہ پر تھے اور رومی اور زنگی کام کرنے سے تھک گئے تھے ؀}

ایک ہی میدان میں رومیوں اور زنگیوں کے قیام سے یہ نقشہ تھا گویا ملک روم اور ملک زنگبار ایک ہی جگہ پر ہیں ؀ (۲) شارح لوگوں کی کثرت یہ ہے کہ روم بلحاظ سفید و روشن رنگ کے ستاروں سے مراد اور زنگبار بہ خیال سیاہی تاریکی شب سے مطلب ہے یعنے تاریکی میں ستارے ایسے نمایاں تھے گویا روم اور زنگبار ایک جگہ ہیں دوسرے مصرعہ کے یہ معنے لئے جاتے ہیں کہ اس معاملہ سے رومی اور زنگی حیرت میں تھے کہ ان میں یہ کیسا اتفاق ہے جبکہ ہم میں عداوت ہے ؀

{ساقی آ اور مجھے رومی ڈھنگ کی شراب دے۔ کہ میری طبیعت زنگی کی طرح خوش ہے ؀}

ساقی سے روح القدس۔ اور شراب سے طاقت نظم مراد ہے۔ رومی وش سے روشن و صاف ہے۔ زنگی کی خوشی اس خیال سے ظاہر ہے کہ وہ نڈر تھے اور مصر پر غلبہ حاصل کئے ہوئے تھے (۲) شارح لوگ زنگی سے یہاں بھی رات ہی مراد لیتے ہیں۔ اور اس کی خوشی کو ستاروں کے کھلنے اور چمکنے سے منسوب کرتے ہیں ؀

{لیکن میرے ساتھ یہ نڈر آسمان رومی اور زنگی کی طرح مخالفت نہ کرے ؀}

محابا پلنگ بمعنے نڈر آسمان ؀

سکندر کا حبشیوں سے جنگ کرنا

{دنیا ایسی فریب دینے والی جگہ ہے کہ حق ساتویں آسمان پر نظر آتا ہے ؛}

راہ دور- دور کا راستہ یعنے دنیا۔ مطلب یہ کہ راستی کا پتہ دنیا میں نہیں ملتا کہیں ساتویں آسمان پر ملیگا

{اس جگہ فرشتہ بھی بھٹک جاتا ہے۔ ایک برائی کے ساتھ آتا ہے تو دس لیکر جاتا ہے}

فرشتہ نیک آدمی سے مراد ہے ؛

{اس دنیا کی کسوٹی سے کوئی مسافر دو جو نہیں آزماتا جب تک کہ ایک جو نہیں چرا لیتا}

چارسو- چار دانگ عالم یعنے دنیا۔ دنیا کو کسوٹی اس لئے کہا ہے کہ یہ بھی برے بھلے انسان کی جانچ کی جگہ ہے۔ انسان کو فانی ہونے کے خیال سے مسافر کہا ہے جو چرانے سے دغا فریب مراد ہے

{پہلے (انسان) ذرا ذرا کر کے جمع کرتا ہے۔ جب اشرفی بنجاتی ہے تو اس سے اور لے بھاگتے ہیں}

یعنے ایک شخص دغا فریب سے ذرا ذرا کر کے جمع کرتا ہے اور جب کچھ جمع ہو جاتا ہے تو اور لوگ اس کے پاس سے دفعتہً چرا لیتے ہیں ؛

{غریب کسان سے اہلکار جو جو کر کے لیتا ہے اور بادشاہ کی درگاہ میں ڈھیر کے ڈھیر بھیجتا ہے
ایسے ہمراہیوں کا ساز و سامان مجھ سے دور رہے۔ میری زبان اس کلمہ سے نا آشنا ہے}

مصنف کا مقولہ ہے کہ اے خدا مجھے ان دغاباز لوگوں سے بچا ؛

{ان بیمروت دوستوں سے مخالفت دیکھ لے اور راستی کی امید نہ رکھے ؛}

{مکار لومڑی کی طرح دو راستے رکھتے ہیں ایک شہوت پرستی اور دوسرا لالچ کی طرف ؛}

لومڑی اپنے بھٹ کے دو راستے رکھتی ہے کہ وقت پر ایک طرف سے نہ ہو سکے تو دوسری طرف سے نکل جائے صاف مطلب تو یہی ہے کہ جس طرح لومڑی مکار ہوتی ہے کہ اپنے گھر کے دو دروازے رکھتی ہے اسیطرح یہ مکار لوگ بھی وہی کام جانتے ہیں کہ مکر و دغا سے حاصل کرنا اور شہوت پرستی کی راہ سے اڑا دینا۔ مگر شرح والوں نے سوراخ آز منہ کو اور سوراخ شہوت پیشاب کے مقام کو قرار دیا ہے

{نگراوبال کے وقت بچھو کی طرح نہ آنکھیں رکھتے ہیں نہ کان ؛}

بچھو کے کان اور آنکھیں مستی کی حالت میں بند ہو جاتی ہیں اور وہ اندھوں کی طرح جس چیز کو

باتا ہے اُسی پر ڈنگ مارتا ہے۔ مطلب یہ کہ یہ کمبخت آدمی بھی جوش مستی اور آز میں نہ انجام کو دیکھتے ہیں نہ نصیحت کو سنتے ہیں۔ بیدھڑک جو چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں ٭

{ عمدہ مضامین کے بیان کرنے والے نے مورخوں کی کتاب سے اس طرح بیان کیا ہے ٭ }

پوشیدہ باتیں یعنے عمدہ مضامین ٭

{ کہ جب چین کے بادشاہ نے اپنے گھوڑے پر زین رکھا۔ آسمان نے زنگی کی نعل کو آگ پر رکھا ٭ }

چونکہ چین مشرقی ملک ہے اور آفتاب مشرق سے طلوع کرتا ہے اسلئے شاہ چین آفتاب سے مراد ہے بر گھوڑا جس کے اصلی رنگ میں غیر رنگ کے بادل یا نقطے ہوں اس لئے صبح کی اس کیفیت کو جبکہ شفق کی سرخی آسمان پر پھیلی ہوئی ہوتی ہے ابر کہا ہے۔ زین رکھنا سوار ہو کر نکلنے سے مراد ہے نعل بر آتش نہاد بمعنے بیقرار کیا۔ اصلی مطلب یہ ہے کہ جب سورج نکلا۔ تو حبشیوں کو آسمان نے بیقرار کیا یعنے وہ جنگ کی تیاری میں مصروف ہوئے۔ شرح والوں نے زنگی سے رات اور نعل سے آخر تاریخوں کا چاند اور آتش سے صبح کی شفق مراد لی ہے مطلب یہ ہے کہ جب سورج نکلا تو دوسری کیفیت یہ تھی کہ شفق میں آخر تاریخ کا چاند نکلا ہوا تھا ٭

{ آسمان نے گھات کی جگہ سے مہرہ نکالا۔ تو چاند نے مہروں کو ہاتھ سے پھینک دیا ٭ }

یہ شطرنج کا تلازمہ ہے کہ آسمان نے ایک ایسے مہرے کی چال چلی کہ چاند نے مہرے پھینک دیئے یعنے مات کھائے پہلا مہرہ سورج سے اور دوسرے مہرے ستاروں سے مراد ہیں۔ مطلب یہ کہ سورج کے نکلتے ہی ستارے چھپ گئے ٭

{ جہان نے لشکروں کے شکست دینے والے بہادروں کے بہت سے گروہ ستاروں کی طرح جمع کر لئے ٭
ہاتھیوں کے پاکھروں کے آئنوں اور اونٹوں کے زنگولوں سے سیپی میں موتی کی جگہ لوت ہو گئیں ٭ }

آئنہ لوہے کی صیقل کی ہوئی ڈھالوں سے مراد ہے جو ہاتھیوں کی پیٹھوں پر ڈالی جاتی ہیں صدف سے کان اور وہ قطبی ستارے بھی جن کا نام صدف قطب ہے مراد ہیں دُر سے بامعنے اور لوتھ سے بے معنے بات بھی مراد ہے (۱) مطلب یہ گھنٹوں کا اس قدر شور تھا کہ بات نہ سنائی دیتی تھی اور آئینوں کی وہ چمک تھی کہ اُن کے سامنے صدف قطب کے ستارے ماند نظر آتے تھے حالانکہ دن کے وقت ستارے بے نور ہو ہی جاتے ہیں (۲) یہ بھی ایک خیال ہے کہ شدت برق اور رعد سے

سیپیوں میں موتی خراب پڑ جاتے ہیں جس طرح جانوروں کے انڈوں میں بچے بگڑ جاتے ہیں پس آہنوں کی چمک اور گھنٹوں کا غل اس قدر تھا کہ شدت برق و رعد کا کام کر گیا۔ سیپیوں کے موتی بگڑ کر پوت بن گئے ؛

{دوڑ میں گھوڑوں کے قدم جو زمین پر پڑتے تھے اُن سے گائے کی ہڈیاں چور ہوتی تھیں ؛}

گائے سے زمین کی نیچے کی گائے مراد ہے ؛

{روم کے بادشاہ نے کَے خاندان کا قاعدہ برتا نقاروں سے جہان گونج اُٹھا ؛}

رسم کَے یہی ہے کہ بوقت صبح یا بوقت جنگ نوبت خانہ بجوایا جاتا ہے ؛

{رومی طریقہ پر فوج کو آراستہ کیا۔ گویا موم کی مہر پر حروف بٹھائے ؛}

یعنے بڑی خوبصورتی سے موقع موقع پر فوج کے دستے قائم کئے ؛

{ایک رومی شخص بڑا رحمدل سخن ساز ہر ایک زبان سے واقف کار تھا۔ بہادر اور شاعر اور دانا تھا تیر اور تلوار پر اس کا ہاتھ چڑھا ہؤا تھا ؛

اُس کی گفتگو نے طوطے کو فریفتہ کر رکھا تھا۔ عمدہ کلام کرنے والا اور اس کا نام طوطیانوش تھا

مردم فریب میٹھی میٹھی باتوں سے سننے والوں کے دل بے چین کر دیتا تھا ؛

ہر وقت میں سکندر کا ہمنشین تھا۔ چاند سورج کے امور کا حساب دان تھا ؛

سکندر نے سفارت کے واسطے عزت سے اپنے پاس بلایا ؛

حکم دیا کہ ذرا دیر نہ کرے اور جلدی حبشی سردار کی طرف جائے ؛

اور اس کو بادشاہ کی تلوار سے ڈراوے۔ شائد وہ سُنکر ارادہ سے پھر جائے حبشی زبان میں سمجھائے کہ لوہا آگ میں خراب ہو جاتا ہے ؛}

آہن سے حبشی اور آگ سے رومی مراد ہیں یعنے جس طرح لوہا آگ میں گل جاتا ہے اُسی طرح حبشی رومیوں سے شکست کھائیں گے ؛

{اُس سرو قد خوبصورت جوان نے رومیوں کا پیغام حبشیوں کو پہنچایا۔ کہ تاج اور تخت اور تلوار کے مالک (سکندر) نے خوش اقبالی کے ساتھ جھنڈا نکالا ہے ؛

(وہ) اقبالمند اور دلیر اور بہادر ہے۔ غصہ کے وقت آگ کی طرح شعلہ زن ہے ؛}

جب کمان پر چلہ چڑھاتا ہے تو چیونٹی کا سر پاؤں ایک کر دیتا ہے ؂

شاخ آہو۔ ہرن کا سینگ کمان کی لکڑی سے مراد ہے اور چرم گور۔ گورخر کی کھال تانت سے مراد ہے۔ سر کو پاؤں کے ساتھ سینے سے یہ مطلب ہے کہ جس طرح بہرام گور کا تیر ہرن کا پاؤں چھید کر سر میں پیوست ہو جاتا تھا۔ اسی طرح سکندر اس سے بھی سوا ہے کہ چیونٹی جیسی باریک چیز کے پاؤں کو سر میں سی دیتا ہے ؂

یہی بہتر ہے کہ تم اُس سے صلاح کر لو عذر کرو اور معافی مانگو ؂
ایسا نہ ہو کہ وہ آگ چمک اُٹھے۔ پھر تو وہ دریا بھر کے پانی سے بھی نہ بجھیگی ؂

یعنے اگر سکندر کو غصہ آگیا تو وہ پھر کسی طرح نہ رکیگا ؂

اُس کی محبت سے اپنی زندگی کو درست رکھو۔ اس سے دشمنی کرنی اچھی نہیں ہوئی ہے
زمانہ نے جو اُسے آشتی اور جنگ میں آزمایا ہے تو اُس سے جنگ میں نقصان اور آشتی میں فائدہ دیکھا ہے ؂
زنگبار بادشاہ نے جب یہ باتیں سُنیں تو پُرانے سانپ کی طرح بل کھائے اس کا دماغ غصہ سے جوش میں آیا۔ کڑکنے والی بجلی کی طرح غل کیا ؂
حکم دیا کہ طوطیا نوش کو کھینچ لے جائیں اور بے جان کریں ؂
وہ دیو خصلت اُس جگہ سے اُسے اس طرح کھینچ لے گئے جیسے مہرہ کہربا گھاس کے تنکے کو ؂

کہربا۔ ایک زرد رنگ کا ہلکا پتھر ہوتا ہے جس کو کپڑے یا چمڑے پر رگڑنے سے مقناطیسی قوت حاصل ہوتی ہے تو وہ اُس وقت تنکے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے ؂

اُس کا سر سُنہری تھال میں کاٹا۔ اس کا خوبصورت چہرہ خون میں بھر گیا ؂
جب وہ تھال خون سے بھر گیا تو حبشی سردار نے کیا کیا کہ اُسے بلا تامل پانی کی طرح پی لیا ؂

آب نخورد۔ پانی نہ پیا۔ محاورہ ہے کہ بلا تامل۔ فوراً ؂

اس کے ساتھی روتے ہوئے بادشاہ (سکندر) کے پاس آئے ؂
بیان کیا کہ کس طرح سے اُس خوبصورت رومی پر اُس بے رحم حبشی نے ظلم کیا بادشاہ اُس سرو جیسے شمشاد کے لئے ایسا جلا جیسے آگ کی گرمی سے تیر جلتا ہے ؂

سکندرنامہ

سکندر کے جلنے سے مراد رنجیدہ اور پر غضب ہونا ہے تیر کی لکڑی ذراسی آگ سے بھی جل اٹھتی

{اُس بیگناہ کے قتل ہونے سے خون بہانے پر آمادہ ہؤا ٭
ایسی خونخواری دیکھ کر رومیوں کے چہرے کا رنگ اُڑگیا ٭
حبشی اس حرکت سے خوش تھے اور رومیوں کے ہونٹ ہنسی سے خالی تھے۔}

{رات کے لئے دانت بند رکھنے ہی بہتر ہیں۔ کیونکہ جب ہنستی ہے۔ تو مر جاتی ہے ٭}

دانت بند رکھنے سے مراد خوش نہونا۔ اور یہاں نور صبح کے ظاہر نہونے سے مطلب ہے ہنسی صبح کے نور سے مراد ہے اور مرجانے سے رات کا گذرجانا اور ختم ہو جانا مطلب ہے ٭

[سکندر نے دو ایک دن دھیما بنکر تدبیر خراب کرنیوالے غصّہ کو روکا ٭
رات نے جب پہاڑ پر سے دھوؤاں نکالا (اندھیرا ہؤا) اور پرندوں نے رات ہونے کے قصد سے بولنا شروع کیا ٭
آسمان کے چوکیدار نے بادشاہ کی نگہبانی کے واسطے کمر میں سونے کی گھنٹیاں لٹکائیں ٭]

جرس ہائے زر سے ستارے مراد ہیں۔ ہندوئے چرخ زحل ستارہ کو کہتے ہیں۔ اور یہاں صرف آسمان سے مراد ہے۔ رسم تھی کہ دربان کمر میں گھنگرو باندھتے تھے مطلب یہ کہ رات ہوئی آسمان پر ستارے نکل آئے ٭

[بادشاہ کے دربان نے دف بجا کر کہا کہ بادشاہ کا تاج سلامت رہے اور دشمن تباہ ہوں
بخت بہرہ راستوں کی حفاظت کے لئے نکلا۔ چوکیدار چوکی پہرہ دینے کو اُٹھا ٭
(جب) آسمان نے جلدی سے دوسرے دن کو ظاہر کیا۔ اور سورج نے پہاڑ کی چوٹی پر سے سر نکالا ٭
بادشاہ کے دروازہ پر نقارہ بجا اور گھڑیال کی آوازوں سے زمانہ گونج اُٹھا ٭
دھونسہ بادل کی طرح کڑکنے لگا۔ اور شیر کی طرح ہر طرف گوگرجا ٭
بگل کی آواز تیز ہوئی اور پینلی پیندے کا نقارہ بجنے لگا ٭]

خمک زدن بمعنے تالی بجانا ٭

{ڈھول بجانیوالوں نے نقارے بجا کر لڑائی کو (پورنال ڈال رقابو کر) رکھا تھا ٭}

ازخارش چرم خام۔ کچے چمڑے کے کھجانے سے نقاروں کی آواز مراد ہے پورنال لکڑی کے سرے کا وہ پھندا جس میں شریر گھوڑے کا لب زیرین باندھ کر قابو میں رکھتے ہیں۔ شب در اصل شبّ ہے بمعنی جنگ۔ مطلب یہ کہ باجے ایسے بجا رہے تھے کہ لڑائی پر اپنی فوج والوں کو جوش آئے اور مخالفوں پر رعب چھائے ۔

{بہادروں کے نیزے جوش کے ساتھ ایک طرف سے دوسری طرف تک خون بہائے تھے}

پولادسنج۔ لوہے کے جانچنے والے یعنی بہادر۔ نرّاز نیزہ سے مراد ہے۔ کفہ بمعنے پلڑا۔ نیزے کے دونوں سروں سے مراد ہے ۔

{زرہ کے توڑنیوالے نیزے کی بھال ناف سے پشت کی طرف نکلجاتی تھی ۔}

پشت ناف بمعنے ناف کی کمر یعنے کمر اور فلک بمعنے دمکھا جو چمڑے کا ایک چھوٹا سا گول گردہ تکلے کے اندر پرویا ہوا ہوتا ہے۔ یہاں پشت کو دمکھا کہا ہے ۔

{بھالہ اور نیزہ اور پیکان سے زرہوں اور خودوں کے ریزے ریزے ہو گئے تھے۔
حملہ کے خوف اور تلوار کی چمک سے غلیظ ابر کا بادل بھی پانی پانی ہو گیا ۔}

[جب لشکر کے سامنے لشکر آیا تو بہادر دونوں جانب سے نکلے ۔
بہتیرے آپس میں گتھ گئے۔ بہتوں کا خون میدان جنگ میں بہا دیا ۔
رومی لشکر پر زنگی فوج اس طرح غالب آئی جس طرح گورخر پر کھوج پایا ہوا شیر۔
زنگیوں نے رومیوں کو بہت نقص پہنچایا ہر گوشہ میں الّو بولنے لگے ۔]

کسی مقام پر الّو بولنے سے اس جگہ کی بربادی مراد ہوتی ہے ۔

[کیونکہ رومی اُس ناشتے سے ڈر گئے کہ زنگی نے طوطیا نوش سے کیا سلوک کیا کہ وہ اُس
بہادر کا خون پیالہ میں بھر کر بیرحمی سے کچا ہی پی گیا ۔
جب حبشیوں نے یہ غلبہ پایا تو رومیوں سے دلیری نہ ہو سکی ۔
لشکر کے پہچاننے والے سردار (سکندر) نے جان لیا کہ رومی حبشیوں سے ڈر گئے۔
جب لڑائی میں فوج ڈر جائے تو بھاگنے کے سوا اور کوئی تجویز نہیں ۔
عقلمند وزیر کو بلا کر اپنا پوشیدہ راز بیان کیا ۔]

کہ یہ بہادر سپاہی سب ڈر گئے ہیں اور شمشیر زنی سے بغیر تلوار کھائے اُکتا گئے ہیں ۞
لشکر کی جمعیت سے توڑ سکتے ہیں۔ اکیلے ایک سوار سے کیا ہو سکتا ہے ۞
طوطیا نوش پہلوان کے خون پینے سے تمام لشکر خوف سے مر رہیگا ۞
ہر شخص سے خوف کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں ۞ ڈرے ہوؤں سے کوئی کام نہیں ہو سکتا ۞
جبکہ یہ لڑنے والی فوج خوف زدہ ہوگئی تو پانی لاؤ اور دلیری سے ہاتھ دھو ۞
مطلب یہ کہ جب فوج کے دل میں ڈر سما گیا تو اُن سے دلیری کی اُمید رکھنی فضول ہے ۞

تمام حبشی غلبہ پا رہے ہیں اور مست ہاتھیوں کی طرح بپھرے ہوئے ہیں ۞
کیا تدبیر کرنی چاہیئے جس سے ان حبشیوں کو شکست ہو جائے ۞
جو تدبیر سمجھ میں آئے بیان کر مجھے اس خیال سے رہائی دے ۞
اطمینان دلانے والے دانا وزیر نے واقفیت کے ساتھ کہا ۞
کہ اے بادشاہ عقل تیری رہبر ہو اور فتحمندی تیرا دوست اور تیرا دشمن عاجز ہو ۞
مخلوقات کا پناہ دینے والا بادشاہ (خدا) اے جہان کے لینے والے بادشاہ (سکندر)
تیرا مددگار رہو ۞
تو پہاڑ اور جنگل جس طرف کو رخ کرے اسی طرف نیلگوں آسمان سے تجھے بہتری نصیب ہو ۞
حبشی جو آدمیوں کے ڈسنے والے سانپ ہیں۔ آدمی نہیں حقیقت میں وہ دیو ہیں ۞
اگر حبشیوں کی لڑائی سے رومی ڈرتے ہیں تو تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ یہ مچھلی اور
وہ مگرمچھ ہیں ۞
آدمیوں کے قتل ہی کا بہت خوف ہوتا ہے آدمیوں کے کھا جانے سے پھر کوئی کیونکر نڈر رہیگا ۞
اگر ہم ان کتوں سے صلح کرینگے تو ہمیں سمجھدار لوگ عقلمند نہ کہیں گے اور اگر ہم لڑائی کے
میدان کو چھوڑ کر ہٹ جائیں تو یہ دفعتاً دنیا کو تباہ کر دیں گے ہاں اگر یہ ہم سے ڈرتے تو
پیغامبروں کے شکر گذار ہوتے ۞
قاصد کیا چیز ہے یہ تو بہت ہی بے خبر لوگ ہیں۔ اگر تو سچ پوچھے۔ تو یہ قاصد مار ہیں ۞
یعنی یہ لوگ قاصد کو جانتے بھی نہیں کہ کیا چیز ہے حالانکہ بادشاہ قاصد کو ہرگز نہیں مارتے قاصد

کو مار ڈالتے ہیں ؛

ایک تدبیر کرنی چاہیئے کہ فریب سے آدم خوری کی جائے ،
رستے میں سے کچھ حبشی پکڑ کر حضور کے سامنے لائے جائیں ؛
تجھے غصہ میں بھرے ہوئے چپ بیٹھے رہنا چاہیئے۔ اور حبشیوں کو زمین پر لا ڈالیں ،
بیرحمی سے ایک کا سر کاٹا جائے اور کھانے کے واسطے باورچی خانہ میں بھیجدیں ؛
اور کہدیا جائے کہ باورچی چپکے سے اسے راکھ میں چھپا وے اور اس کی جگہ گوشت کا مچار کھدے
سیاہ بکری کی سری پکائے اور ہڈیاں نکالکر بادشاہ کے پاس لائے ؛
بادشاہ اس بے گلے ہوئے ادھ کچرے گوشت کو نہایت مزے سے نوچ نوچ کر کھائے
پھر حکم دے کہ اس کا بھیجا بھی لاؤ۔ کیونکہ اس سے زیادہ مزیدار شے کسی نے نہ کھائی ہوگی
اگر مجھے پہلے سے کچھ بھی خبر ہوتی کہ یہ خوراک ایسی طاقت بخشیگی ؛
تو میں رومی قیدیوں کو نہ پالتا کل مزیدار حبشیوں کو کھا جاتا ؛

یعنے رومیوں کو کھانے کے واسطے پال پال کر موٹا کرنے کی کوشش نہ کرتا۔ حبشیوں ہی کو کھاتا کہ یہ پلے اور موٹے رومیوں سے بھی زیادہ مزیدار ہیں ؛

جب وہ آدم خور یہ سنیگا کہ مجھ سے بھی سوا آدم خور ہے ؛
تو اس خوف سے اُس کی یہ گرمجوشی جاتی رہیگی۔ کیونکہ لوہا لوہے ہی سے نرم پڑتا ہے اگر ہم
اس تدبیر کو عمل میں لے آئینگے تو ان زبردست لوگوں کو شکست دیدینگے ؛
بھیڑیوں سے بھیڑیا بن کر سلٹ سکتے ہیں۔ کیونکہ جہالت کے سوا اور کسی طرح شکست
نہیں دے سکتے ؛
روم کے بادشاہ نے حکمدیا کہ بہادر لوگ اُن میدانوں کی طرف گشت کریں ؛
اور زنگیوں کے راستوں پر گھات لگا کر چند حبشیوں کو پکڑ لائیں ؛
وہ فرمانبردار جوان گئے اور تھوڑے سے حبشیوں کو قید کر لائے ؛
اور انہیں بادشاہ کے پہرہ داروں کے پاس لے گئے۔ اور چوکی کے سپاہی کے سپرد کردیئے
سا بادشاہی پہرہ داران کو اس حالت سے لایا گیا کہ [illegible]ی خون سے رنگین تھی اور منہ کالے تھے ؛

سیاہ روئی بلحاظ حبشی ہونے کے سرخ گدی بخیال کشتی ہونے کے بیان ہوئی ؛

بادشاہ نے غصہ سے اس دہاڑنے والے شیر کی طرح جو موٹے تازے بارہ سنگے کو پکڑ لیتا ہے حکم دیا کہ ان میں سے ایک کا سر پہاڑی لکڑی کی طرح کاٹ ڈالو ؛

پھر باورچیخانہ میں دیدیا کہ اُسے لیکر پکائیں کہ یہ بادشاہ کا ضروری ناشتہ ہے ؛

اور دوسری بات باورچی سے چپکے سے کہدی کہ اس سامان کو کس ڈھنگ اور تدبیر سے تیار کرنا چاہیئے ؛

اور حبشی بادشاہ کے سامنے کھڑے رہے اور اس ڈھنگ سے بہت حیران تھے۔

جب بادشاہ نے حکم دیا کہ کھانا لائیں اور دسترخوان سامنے بچھائیں ؛

تو ایک عقلمند خوان لایا جس میں بکری کی سری کا گوشت تھا ؛

بادشاہ نے اس کو اس زور و شور سے کھایا جس طرح کوئی شیر گورخر کی کھال اُدھیڑتا ہے۔

مزیداری سے کھایا اور سر ہلاکر کہا کہ میں نے ایسا کھانا کبھی نہیں کھایا ؛

جبکہ حبشی کھانے میں ایسا مزیدار ہے تو اور کسی کے کباب مجھے پسند نہیں۔ شراب کے ساتھ حبشی کے تمام اولہ کا گوشت کھا جاؤنگا۔ کیونکہ میں اور کوئی کباب اس سے زیادہ مزیدار اور نمکین نہیں پاتا ؛

ساق بمعنے پنڈلی۔ پنڈلی کے گوشت کو اولہ کہتے ہیں ؛

ہاتھی کو روک رکھنے والا بادشاہ حبشیوں کے گمان میں (حبشی کا گوشت کھا رہا تھا) (حالانکہ وہ) فریب سے اُسی بکری کا گوشت کھا رہا تھا ؛

جب ان کو ایسا ڈرا دیا جیسا سانپ سے ڈرا ہوا ہوتا ہے تو انہیں سانپوں کی طرح جنگل میں چھوڑ دیا ؛

وہ حبشی زنگبار کے بادشاہ کے پاس گئے اور اس منحوس دن کی سرگزشت کی خبر دی کہ وہ اژدہا ہے جیسی طبیعت کا آدمی تو (سکندر سے مراد ہے) مگر مچھ ہے جس نے ہم پر آفت ڈھائی اور وہ تو کچے زنگی کو اس طرح چبا جاتا ہے جس طرح زنگی بادام کی گری کو کھاتا ہے ان حبشیوں کے سروں کو جنھیں وہ قید کرتا ہے بکری کے سر کے گوشت کی طرح کھاتا ہے ؛

حبشیوں کے دل میں دہشت بیٹھ گئی کہ یہ تو اطلس میں کمبل نکل آیا ؂

یعنے جسے اطلس سمجھتے تھے وہ کمبل نکلا۔ مراد یہ ہے کہ سکندر کو آدمی سمجھتے تھے وہ تو آدم خور بلکہ زنگی خور نکلا ؂

{ان کا سردار بھی غمگین ہوا اور اُن کا بڑھا ہوا جوش اس رنج سے گھٹ گیا ؂}

تش انگیز۔ آگ بھڑکانے والا۔ مراد سردار فوج۔ آتش تیز سے جوش جنگ مراد ہے ؂

{دوسرے دن جب آفتاب نکلا اور آسمان کی سطح ستاروں سے خالی ہو گئی ؂}

رغ سے آفتاب اور بال سے شعاع مراد ہے۔ مرغ نے بازو کھولے یعنے سورج نکلا ؂

اغ سپہر۔ آسمان کا داغ۔ آسمان کی سطح سے مراد ہے۔ خیال ستاروں وغیرہ سے مراد ہے ؂

{زنگی فوج میں مرغ نے بانگ دی نقارہ کی آواز گونجنے لگی ؂

ترم کا شور و غل تیز آواز کے سبب سے قیامت کے صور اسرافیل جیسا تھا ؂}

رافیل یا اسرافیل ایک فرشتہ ہے جو قیامت کے دن صور یعنی نرسنگہ پھونکیگا جس کی سخت اور دہشت ناک واز سے چرند پرند انس و جن سب کے جگر پھٹ کر ہلاک ہو جائیں گے ؂

{نفیری کے غل سے آسمان پر گائے کا پتہ بہہ گیا ؂}

کائے سے وہی برج ثور مراد ہے۔ زہر گم شدن سے خوف زدہ ہونا مراد ہے ؂

{بھیڑئے کی کھال کے منڈھے ہوئے ڈھولوں نے غل شور سے تمام جہان کا مغز پریشان کر دیا ؂

چھوٹے طبل کے زخم ڈالنے والی آواز نے آسمان کے دماغ کو بھی گہرے زخم سے ناسور دار کر دیا}

خم ریز اس خیال سے کہا کہ اس کی آواز دماغ میں تیر سی لگتی تھی یعنے سخت اور بہت ناگوار دماغ لک کے ناسور ستاروں سے مراد لی گئی ہے ؂

اس ہنگامہ میں حملہ آوروں کے دل ترکی نے سے جوش میں آتے تھے ؂

کوڑوں کی زمین لرزا دینے والی آواز دماغ میں چراغ کی بتی کی مانند لگتی تھی ؂

تشیں مقرعہ۔ آتشی کوڑا۔ بتی سے مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس آواز سے دماغ سوختہ ہوا جاتا تھا ؂

{لوہے کا توڑنے والا تیر چلا چل پکارتا ہوا جفاکش بہادروں کے بدن میں سے گزرتا تھا}

لاد خائے۔ فولاد کے چبانے والے یعنے جفاکش ؂

تلوار سے جوہر اس طرح چمکتا تھا جس طرح سیاہ بادل سے رات کے وقت ستارہ چمکتا ہوا نکلتا ہو۔

د دونو لشکر ایک ہی دفعہ اُٹھے اور دوسرے طریقہ پر صفیں درست کیں۔
دو بادل دو طرف سے گرجے۔ آگ کے دو دریا جوش مارنے لگے۔

ابر بخیال دل بادل فوجوں کے اور برق تیغ اور رعد وہل وغیرہ کے کہا ہے۔ دریائے آتش بخیال
غضب اور بربادی و ہلاکت لکھا ہے۔

رومی اور زنگی فوجیں غٹ پٹ ہو گئیں۔ ابلق سور کی طرح سفید اور سیاہ آہنی نعل کے
د گھوڑوں کے سموں نے بہادروں کے خون سے زمین کو لعل بنا دیا۔

لعل سے خون بھرے سموں کے نشانوں سے مراد لی ہے۔

بازو توڑنے والے کمانوں کی آوازنے بہت سے لوگوں کو بیہوش کر دیا تھا۔

(۱) کمانیں اس کثرت سے چل رہی تھیں کہ ان کی آواز ہی سے بہتوں کے ہوش اُڑے جاتے تھے۔

(۲) آواز سے تیر مراد ہیں کہ وہ ہیجان کر رہے تھے۔

آئینہ جیسی جلا پائی ہوئی تلواروں کی چمک۔ سورج کے چشمہ سے بھی زیادہ چمکدار تھی
رومی لشکر نے بلند جھنڈا گاڑ رکھا تھا۔ زمین کو کمان میں اور آسمان کو کمند میں لے رکھا تھا

دوسرے مصرعہ سے یہ مطلب ہے کہ فوج کی ترتیب ایسی عمدہ تھی کہ زمین و آسمان تک ک
میں کر رکھا تھا۔

بیچ میں فیلقوس کا بیٹا سکندر دلہن کی طرح آراستہ کی ہوئی اگلی فوج لئے ہوئے تھا۔
سیاہ فام حبشی فوج کے سامنے سے بے ستون پہاڑ جیسی آگے والی فوج نکالے ہوئے تھا۔

ز پیش سپہ کی جگہ رئیس سپہ موزوں ہے کہ سیاہ فام فوج کا سردار الخ

مست ہاتھیوں کی قطار اس طرح ایک ہی جگہ قائم تھی جس طرح ٹیلے کے گرد پہاڑ کا حلقہ

گروہ سے زنگی فوج مراد ہے۔

پلکیں بھالے جیسی اور آنکھیں عقیق جیسی تھیں سونڈوں سے دموں تک لو

ہیں ڈوبے ہوئے تھے ؛

ہر ایک پر ایک نئی وضع کا تخت ہاتھی دانت کا رکھا ہوا تھا اور اُس پر ایک زنگی سردار سر پر سیاہ تاج رکھے بیٹھا تھا ؛

جب سرکش ہاتھی کو للکارتا تھا تو اسوقت اگر آگ پر بھی ہوتا تھا تو ہاتھی اُسپر گر کر روند ڈالتا تھا ؛

زدے آتش۔ آگ لگاتا تھا۔ یعنے تباہ کرتا تھا۔ زدے کا فاعل ہاتھی۔ بر آتش زدے آگ پر آتا تھا ؛

ہاتھیوں کی دوڑ دھوپ کی کثرت سے زمین اُن کے پاؤں سے نیلی پڑ گئی ؛

پیلبندی کے واسطے پیدل بڑھائے۔ اور ہر سمت کو سینکڑوں پیلبندیاں کیں ؛

پیلبندی شطرنج کی اصطلاح ہے۔ پیل مہرہ پر دو پیدلوں سے زور پہنچانے کو پیل بند کہتے ہیں یہاں مراد ہے کہ ہاتھیوں کے پیچھے پیدل قائم کئے۔ صد پیلبند سے فوج کی ترتیب اور اُن کی مضبوطیاں مراد ہے کیونکہ شطرنج میں پیلبند مہرے تو نہیں کٹ سکتے ؛

جب لڑائی کے سامان ترتیب پا گئے اور دل محبت سے خالی ہو گئے۔ ایک ظالم حبشی زراچہ نامی زنگیوں کی فوج سے نکلا ؛

ہاتھ میں ایک استخوان لئے ہوئے ہاتھیوں کی طرح آیا جس سے ہاتھی کی ہڈیاں توڑتا تھا

استخوان بمعنے ہڈی اور زنگیوں کے ایک ہتھیار کا نام ہے ؛

ایک کالا سانپ تھا جس میں بھیڑیئے کے مکر تھے بڑا سا سر اور اس میں غرور ؛

سر آماسے سوجا ہوا سر۔ بڑے سر سے مطلب ہے۔ سر بزرگی بمعنے غرور ؛

دیگ سا چوڑا اور کالا منہ جس سے دیکھنے والے کی آنکھیں پھٹی رہجاتی تھیں ؛

چشم سفید گشتن بیہوش ہونے اور اندھا ہونے سے مراد ہے کہ دونوں حالتوں میں آنکھ کی سفیدی غالب اور سامنے کے رُخ پر آجاتی ہے ؛

لوہے کے بنے ہوئے مٹکوں میں سے ایک مٹکا تھا جسپر مشکوں کا کٹھ پڑا ہوا تھا ؛

مطلب یہ ہے کہ وہ حبشی قد و قامت میں اور رنگ میں ایسا تھا گویا ایک لوہے کا مٹکا ہے جسپر لوہے سے کٹھ کے بھرے ہوئے مٹکے اوندھا وے ہوں ؛

پہلو اور سینہ فولادی ڈھال جیسا تھا۔ اور اس کی قد آوری کا حال تو پوچھو ہی نہیں۔

تو نے جھنڈے کو اور اس کے سرے پر گچھے کو دیکھا ہے۔ اس سے اس کی شکل و شباہت میں بال بھر بھی فرق نہ تھا۔

اس میں جھنڈے کی طرف اشارہ ہے اور جو پیالہ لٹکا ہوا ہوتا ہے تو اس کی دونوں آنکھیں دو پر خون طشت جیسی تھیں۔

زنگی زبان میں اپنے آپ ہی خوب تعریف کی کہ میں دربردہ آگ سے بھی سوا جلانیوالا ہوں

زیر دود۔ دھوئیں کے نیچے یعنے دربردہ۔ سوزان۔ برباد اور ہلاک کر دینے والی سے مطلب ہے۔

میں لوہا چبا جانے والا ہاتھی زرا یہ ہوں کہ ہاتھیوں کی کمر پر بھاری گرز لگاتا ہوں۔ اگر میں لڑائی کے میدان میں تیز تلوار کھینچ لوں تو فوج کے بہادروں کے ٹکڑے کر ڈالوں۔

کوہ۔ یعنے پہاڑ۔ لشکر سے مراد ہے۔ سنگ یعنے پتھر۔ مضبوط جوانوں سے مراد ہے۔

میرے سامنے خواہ شیر آئے خواہ ہزبر۔ میں برسنے والے ابر کی طرح اس پر تیر برسا دیتا ہوں

دراصل ہزبر بھی شیر ہی کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں نڈر ہو کر متواتر وار کرتا ہوں۔

اگر میں گرز زنی میں جوہر دکھاؤں تو ایک ہی گرز میں ہاتھی کو بٹھا دوں۔

پے کردن جیسے کاٹنا یعنے چلنے سے عاجز کر دینا۔

میرا جوش نیل دریا کو دبا دیتا ہے۔ میری صورت سے ہاتھی پیدل بنتا ہے۔

فرس بفگند۔ گھوڑا ڈالتا ہے۔ اور شطرنج میں گھوڑا اڑا لینے سے مقابل کی بازی کا دبانا مراد ہوتی ہے۔ رخ بھی ایک مہرہ ہوتا ہے اور پیادہ سب سے کم درجہ کا مہرہ ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ جس طرح رخ کے مقابل پیل کی حقیقت پیادہ کی سی ہے بچال آڑی رفتار کے اسیطرح میری صورت سے ڈر کر ہاتھی پیدل جیسا حقیر ہو جاتا ہے۔

زنجیر کی طرح میرے بدن میں ہتھیار موجود ہیں اور دوسرے ہتھیار لوہے کے بھی رکھتا ہوں

میری رگیں اور بدن فولاد اور ہیرے کی مانند ہیں مجھے فولاد اور اسپات کی کیا ضرورت ہے

الماس ہیرا جو ایک نہایت ہی سخت قیمتی پتھر ہوتا ہے۔ نیز الماس اسپات کو بھی کہتے ہیں ایک قسم کا عمدہ لوہا ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ مجھے فولادی ہتھیاروں کی بھی ضرورت نہیں۔

جب مقابلہ کے لیئے میں سر اٹھاتا ہوں تو نہ میں آبی سے ڈرتا ہوں نہ آتشی سے ؛

آبی سے پانی اور خاک کی مخلوقات یعنی انسان و حیوانات مراد ہیں اور آتشی سے آگ کی مخلوقات یعنی دیو جن پری بھوت وغیرہ مراد ہیں ؛

میں پہلوانوں کے پہلو کو تلوار سے کاٹ ڈالتا ہوں دلیروں کے گروہ کو کھا جاتا ہوں میں آدمیوں کے ہلاک کرنے میں اژدہا کی مانند ہوں۔ میں آدمیوں کا ہلاک کرنے والا ہی نہیں ہوں بلکہ اُن کو کھا جانے والا ہوں ؛

لڑنے والے کو تیغ شکست کر دیتا ہے۔ گدھا بالوں کے پیچھے ہی خوب رہتا ہے۔

دنیا میں مجھے کسی کی بھی شرم نہیں۔ لڑنے کا جوش بہت ہے اور لحاظ بالکل نہیں ہے

وارم غلط ہے وار دیا چاہیئے ؛

جسوقت مجھ جیسا حبشی ہنستا ہے تو کالا شیر دانت نکوس دیتا ہے ؛

الماس دندان یعنے ہیرے کے دانت والا عاجزی کرنے سے مراد ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے جب میں ہنستا ہوں تو شیر کو یہ گمان ہوتا ہے کہ مجھے کھانے کو دانت نکالے ہیں اِس لئے وہ دانت نکوس دیتا ہے یعنے گڑگڑانے لگتا ہے ؛

یہ کہکر پیشانی پر بل ڈالا اور غرانے کے خیال سے پیچ تاب کھانے والے سانپ کی طرح پیچ و تاب کھایا

ایک چست و چالاک رومی سوار اُس آگ پر آ پڑا ؛

آگ زرداچہ سے مراد ہے ؛

آگ بجھانیکا اُس نے پروانہ کی طرح ارادہ کیا جس کا خون جوش میں آتا ہے ؛

مطلب یہ کہ جب پروانہ کی قضا آتی ہے تو وہ شمع پر آ گرتا ہے اسی طرح یہ رومی بھی اُس کے قتل کے ارادہ سے اُس پر آ پڑا اور مارا گیا۔ بالیدہ گوش۔ کان ملا۔ مشکل کام کرنے کے ارادے سے مراد ہے

لڑائیاں لڑا ہوا زنگی اس کی طرف آیا اور ایک ہی ضرب میں بدن سے اسکا سر الگ کر دیا ؛

ایک اور بدلا لینے والا لڑائی کے واسطے آیا۔ آسمان نے اس کو بھی ٹھوکر کھلائی ؛

پا بسنگ آمدو۔ پتھر پر پاؤں ڈالا یعنی ٹھوکر کھائی جس سے ہلاک کرنا مراد ہے ؛

ایک اور پہلوان تیز ہوا کی طرح نکلا جتنی دیر میں آنکھ جھپکتی ہے اسکا سر کٹ گیا ؛

لشکر کے قلب سے ایک اور پہلوان چلنے والے چاند کی طرح زیادہ تیزی سے آیا اسی
طرح رومیوں کے ستر جوان میدان میں مارے گئے ؛

بہ تیغ آمد۔ تلوار کے ساتھ آئے یعنے تلوار سے مارے گئے ؛

پھر کسی کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ اس دوزخی سے جنگ کرے ؛

رومی لشکر کا دل سہم گیا۔ جس طرح آگ کی بھٹی سے موم ؛

جب اُس دوزخی نے فوج کو عاجز کر دیا تو اس کے مقابلے کے لئے پھر کوئی نہ نکلا ؛

پہلوانوں کا بادشاہ فلک مرتبہ لشکر کے قلب سے الگ ہوا ؛

زنگی سے لڑنے کے لئے ہتھیار بجائے اور زنگی کے قتل کے لئے نیزہ کو گردش دی۔ کمر
میں موتیوں کو جڑاؤ پٹکہ باندھا۔ ہندی فولاد کا خود سر پر رکھا ؛

بدن میں آسمانی رنگ کی زرہ جس میں زنگی کے بالوں کی طرح حلقے پڑے ہوئے تھے زہر کے
پانی میں بجھائی ہوئی یمن کی ایک تلوار کمر کے برابر کندھے پر سے آڑی لٹکی ہوئی ؛

شہر طمغاچ کے رہنے والوں کی ابرو جیسی ایک کمند جس کا خم شہر چارچ کے رہنے والوں
کی بھوؤں کی مانند تھا ؛

طمغاچ اور چاچ ترکستان کے حسن خیز شہر ہیں۔ کمان گوشہ۔ وہ شے جس کا گوشہ کمان کا سا ہو۔ ابرو
سے مراد ہے۔ کمند کی جگہ لفظ کمان زیادہ مناسبت رکھتا ہے ؛

گھوڑے کی کمر پر ایک پاکھر ڈالی۔ پھر وہ ہاتھی جیسا طاقتور بادشاہ سوار ہوا۔ گھوڑے
کی باگ خدا پر چھوڑ دی اور اس زبردست پر غلبہ پایا ؛

جس طرح پہاڑی چکور پر عقاب گرتا ہے یا جس طرح زمین پر آفتاب آتا ہے اُس سے زیادہ تیزی کے
ساتھ پیلتن بادشاہ خشمناک ہو کر اُس دیو پر آیا اُسکو للکارا کہ او بڈھے کوّے ٹھہر جوان عقاب آ پہنچا ؛

اگر تو راستہ سے باگ نہ موڑیگا تو میں عالم کو تجھ تیرے چہرے جیسا سیاہ کر دونگا ؛

کسی پر عالم کو سیاہ کرنا اُس پر مصیبت نازل کرنے سے مراد ہے ؛

تو اس سبب سے کلموہا ہے کہ اس میدان جنگ سے تیز تلوار کے خوف سے نکل بھاگیگا
نہ جا کہ میں خون سے تیرے چہرے کو سرخ کروں۔ تیرے حلقہ دار بالوں سے زیادہ تجھ کو توڑ مروڑ کر الجھا دوں

{آئینہ جیسی تلوار پر زنگ لگ جاتا ہے۔ میں وہ آئینہ ہوں کہ مجھ سے زنگ گرا ہؤا ہے ؛}

آخری مصرعہ میں افتادِ زنگ کا یہ اشارہ بھی ہے کہ مجھ سے ملک زنگبار کو شکست ملی ہے ؛

{رومی سفیدہ آنکھ کا درد دور کرتا ہے۔ میری تلوار مایوس چہروں سے خون کو دور کر دیتی ہے ؛
یہ کیا شیخی ہے کہ میں آدمی خور دیو ہوں۔ شیخی مجھے زیبا ہے۔ کیونکہ میں قوی ہیکل مرد ہوں ؛
تو تلوار اور گرز کی لڑائی نہیں جانتا میں تجھے اپنے طاقتور بازو سے بتاؤنگا اگر تو اپنی جگہ سے
آیا ہے تو اپنی حیثیت پر رہ نہیں تو تیرا سر پاؤں سے روند ڈالونگا ؛}

مطلب یہ کہ اگر تو اپنے شہر سے یہاں آگیا ہے تو جیسی تیری حقیر حالت ہے اُسی طرح عاجزانہ اور غلامانہ حالت سے رہ نہیں تو میں تجھے قتل کر دونگا۔ یا اگرچہ تو نے اپنی حیثیت سے قدم باہر رکھا ہے یعنے مقابلہ پر آیا ہے تو اپنی جگہ پر کھڑا رہ یعنے قدم آگے نہ بڑھا نہیں تو تیرے سر کو تیرے ہی قدموں کے حوالے کر دونگا یعنے کاٹکر تیرے پاؤں میں گرا دونگا ؛

{میں رومی سردار عربی ہنرمند ہوں کہ صبح کے چہرے جیسا زنگیوں کا قاتل ہوں ؛}

دشنۂ صبح صبح کا چہرہ۔ آخری شب کی سفیدی و سیاہی مائل خطوط سے مراد ہے جس کے نمودار ہونے سے شب کا خاتمہ ہو جاتا ہے ؛

{اگر میں مست ہاتھی کی طرح سر پر ہندی تلوار لگاؤں تو فیلبان نیل کے ماٹ میں اپنے کپڑوں کو ڈوب دے}

یعنے میری ضرب ہاتھی کو زندہ نہیں چھوڑتی۔ فیلبان کو اُس کے غم میں نیلے کپڑے رنگنے پڑتے ہیں ؛

{جبکہ میں پتھر کے کان میں لوہے سے حلقہ ڈالتا ہوں تو زنگی سردار زنگہ کا رخ کرے گا ؛}

زنگہ زنگیوں کی دارالحکومت کا نام ہے۔ کان میں حلقہ ڈالنا غلام بنانے سے مراد ہوتی ہے ؛ یہاں لوہے سے تیر اور نیزہ مراد ہے۔ حلقہ سے سوراخ مراد ہے۔ مطلب یہ کہ میں ایسا ہوں کہ پتھر کو چھیدتا ہوں میرے مقابلہ میں تجھے زنگہ یاد آجائیگا یعنے بھاگ کر گھر کی راہ لیگا ؛

{جب یہ کہہ چکا تو رکاب پر کھڑا ہؤا۔ بازو کھولے اور باگ ڈھیلی کی ؛
اس پر مست ہاتھی کی طرح حملہ کیا۔ ہاتھ میں شبر کی صورت کا ہتھیار لئے ہوئے اس زور سے
اس کے سر پر گرز لگایا کہ کوہ البرز کانپ اُٹھا ؛
اس سخت لوہے کے گرز نے ایک ہی ضرب سے اس آبنوسی درخت (یعنے زنگی سردار) [illegible]}

سر اور گردن اور سینہ اور ہاتھ پاؤں۔ سر سے پاؤں تک ٹوٹ گئے اور چورہ چورہ ہو گئے ٭
جب زراچہ کا کام آسانی سے تمام ہو گیا۔ تو ایک اور مشکل آ پڑی ٭
بلند درخت جیسا حبشی جس سے باغبان کی آنکھ بھی خوف کھا جائے ٭
جھلّے اژدہا کی طرح بادشاہ پر جھپٹا اور اُس پر جلدی سے ایک وار کیا ٭
بادشاہ کی زرہ پر تلوار نے کاٹ نہ کی۔ وہ زنگی سیاہ بادل کی طرح گرجا ٭
جب روم کے بادشاہ نے دیکھا کہ اس کالے سانپ نے میان سے تلوار نکالی ہے ٭

نہنگ بمعنے نگرمچھ۔ تلوار سے مراد ہے ٭

اس جنگلی درخت (زنگی سے مراد ہے) کہ ایک ایسی ضرب لگائی جسطرح نوجوان شیر بوڑھے بارہ سنگے کو
زنگی کا سر قد آور بدن سے اتر پڑا۔ جس طرح کھجور کے درخت پر سے زنگی گرتا ہے ٭
ایک اور زنگی میدان کی طرف چلا۔ اور بیہودگی سے زبان کھولی ٭
کہ کالے پہاڑ سے سیاہ بادل یا جو سوائے نیزہ اور تلوار کے کچھ نہیں برساتا ٭
میں ہی سیاہ گولہ پہلوانوں جیسے بازوؤں والا ہوں اور بھاری پہاڑ کو دو ٹکڑے میں ہی کرتا ہوں
ہاتھی کے جسم میں سے گردن اکھیڑ لیتا ہوں۔ دریائے نیل کو ایک ہی گھونٹ میں پی جاتا ہوں
جس آدمی کی جان کو میرا لوہا کھاتا ہے تو اس کے بہت سے لوگوں کو ماتمی لباس پہنوا دیتا ہوں

درسکاہن رزم۔ کٹھ میں رنگ دیتا ہوں ٭

جب بادشاہ نے دیکھا کہ وہ بکواسی بے ہنری کے ساتھ ہنرمندی کا دعوے کرتا ہے ٭

زخون ناف خود۔ اپنی ناف کے خون سے۔ گند نافہ بو۔ نافہ کی خوشبو ظاہر کرتا ہے۔ چونکہ ناف کا خون منجمد ہونے کے بعد مشک بنتا ہے۔ پس خون ہی کو مشک بتانے سے بے ہُنری کے ساتھ ہنرمندی کے دعوے کرنے کا مطلب لیا ہے ٭

اس کی گردن پر تلوار لگائی اور اُسی بکواس کرنے کی وقت ہی اس کا سر کاٹ ڈالا۔ اُس سے
بھی زیادہ خوفناک ایک اور زنگی۔ بادشاہ کے مقابلہ پر باگ اُٹھا کر آیا۔ اُس کو
زنگار میں بجھی ہوئی تلوار ایسی لگائی کہ حبشی گھوڑے سے خاک پر آ رہا ٭
ایک اور زنگی گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور دوسرے وار میں اس کی آنکھ بھی بند ہو گئی

پھر تو رات ہوتے تک کسی حبشی سردار کو لڑنے کی جرأت نہوئی ؛
بادشاہ کو فتح نصیب ہوئی۔ رات کے وقت اپنے خیمہ میں گیا ؛
جبکہ سورج کا سرخ لباس خالص نیل کے مٹکے سے نیلا ہوگیا ؛

سرخ لباس سے شفق اور نیلے سے تاریکی مراد ہے یعنے جب شفق مٹکر رات کی تاریکی چھاگئی۔

پھر خدا نے آسمان کو ستاروں سے زینت دی ؛

اژدر پیکر درفش۔ سانپ کی شکل کا جھنڈا۔ بخیال اُس آسمانی شکل اور برج کے جو اژدہا کی مانند آسمان پر واقع ہے آسمان سے مراد ہے۔ نگہبان سے خدا مراد ہے۔ زر اندودہ۔ سونے کا کام کیا ستاروں کے نکلنے سے مراد ہے۔ پرنیانی بنفش۔ سیاہ ریشمی کپڑا آسمان سے مراد ہے ؛

لشکر کے نگہبان پہرہ داری کے طریقہ پر نجومی سے بھی زیادہ ہوشیار تھے ؛
آنکھ سے ہوشیاری کو نہ جانے دیتے تھے۔ پہرہ کا جو قاعدہ ہے اُسپر مستعد تھے صبح کے
وقت جب مبارک فال کے ساتھ سورج آسمان پر نکلا ؛

گل سرخ۔ لال پھول۔ سورج سے مراد ہے۔ طاق نیلوفری۔ آسمان سے مراد ہے ؛

تو سکندر سونے کے خیمہ سے باہر آیا اور دشمن سے لڑنے کے واسطے فوج کو آراستہ کیا
اشاروں پر کام دینے والے گھوڑے کو دوڑایا اور اُس سگ رو کو گرمایا۔ قلب لشکر میں جاکر
کھڑا ہوا اور سرداروں پر ہر ایک سمت مقرر کردی ؛
دائیں بائیں فوجوں کو لوہے جیسے حصار سے مضبوط کیا اور پہاڑ کی طرح جڑ کو قائم کردیا ؛
تمام حبشی فوجیں اور زنگی لشکر تلواریں کھینچے ہر طرف کو پھرتے تھے ؛
دائیں پر حبشی اور بائیں پر بربری اور بیچ میں دیو جیسا زنگی ؛
جب بادشاہی نوبتی نے جنگی نقارہ بجایا تو زنگی نقارچی نے ڈھول پیٹا ؛
لشکر میں شور پڑگیا۔ تلواروں کی چمک زمین سے آسمان تک پہنچی ؛

ابر سیاہ۔ فوج سے اور ماہی سے زمین اور ماہ سے آسمان مراد ہیں ؛

دونوں فوجوں سے ایک غل ہوا کہ اس کی دہشت سے دیو کا مغز پریشان ہوگیا ؛
غبار نے گلوں میں پھندے ڈالدئے۔ نہ سونے کے سبب سے بدن زرد ہوگئے تھے

یعنے بد تنوں کی زردی اور سانس کی رکاوٹ سے موت کے آثار نمایاں تھے۔ غبار کا قاعدہ ہے کہ سانس کو روکتا ہے اور بیخوابی سے زردی طاری ہو جاتی ہے ؛

بھاری گرزوں اور تیز تلواروں سے قاصد بھی بھاگنے کی راہ ڈھونڈھتا تھا ؛

یعنے اس شدت سے ہتھیار چل رہے تھے کہ قاصد کو بھی جان بچتی نظر نہ آتی تھی حالانکہ قاصد کو سب بچاتے ہیں اور قتل نہیں کرتے ؛

حملہ کرنے والوں کے بھاری بھاری گرزوں سے زمین کی ہڈیاں تک پسی جاتی تھیں۔
کانسی کے پیندے والے نقارہ کے شور و غل سے گردش کرنے والا آسمان کانپ اُٹھا ؛
خالی مغز کے سنکھ سے زمین کے سر کا بھیجا پہاڑ نکل پڑا ؛

یعنے سنکھ کا غل اسقدر تھا کہ زمین کا بھیجا نکل پڑا اور بھیجا پہاڑوں کو قرار دیا ہے ؛

رعد کی طرح گرجنے والے پیتلی نقارہ سے کانسی کے قلعوں میں جوش پیدا ہوا ؛

(۱) وژ ہائے روئین سے بہادروں کے دل اور سینے مراد ہیں بخیال مضبوطی زرہ و جرأت۔

(۲) وژ ہائے روئین آسمان سے مراد ہے اور جوش سے گونج مراد ہے یعنے آسمان گونج اُٹھا

پھونکے ہوئے ترم کی دور کی آواز پر اسرافیل کے صور کی آواز کا گمان تھا ؛

زمین پر گرزا اور تلوار کی بھاری چوٹوں سے ہر ایک غار میں سے بادل جیسا ابر اُٹھتا تھا ؛

یعنے ہتھیاروں کی ضربیں جو دشمنوں کو کاٹ کر زمین پر پڑتی تھیں اور ان سے زمین میں غار پڑ جاتے تھے تو ان غاروں میں سے اس قدر غبار اُٹھتا تھا گویا بادل اُٹھا ہے ؛

چلنے والے تیروں کی فولادی پیکانوں سے خارہ پتھر کے دل میں خون جم گیا ؛

مطلب یہ ہے کہ لعل جو پہاڑوں میں ہوتا ہے وہ ان کے دلوں کے جمے ہوئے قطرہائے خون ہیں اور وہ تیروں کے صدموں سے جم گئے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ سخت قسم کی چوٹ سے چوٹ کے مقام کا خون منجمد ہو جاتا ہے

تیر کی پلکوں کے ساتھ خمدار ابرو جیسی کمان نے جوشن کی چھاتی سے دوبارہ جاری کر دیا ؛

مطلب یہ ہے کہ تیروں نے جوشن سے گزر کر جو بدنوں کو زخمی کر دیا تھا اور ان سے خون جاری تھا تو اس کام میں کمانیں بھویں اور تیر پلکیں بن گئیں تھیں اور خون سفید دودھ تھا کہ جس طرح بڑی پلکوں والے بچہ کے منہ میں خود بخود چھاتی سے دودھ نکل آتا ہے خون بہہ رہا تھا ؛

پیچ در پیچ حلقہ دار کمند گردن کے سوا اور کسی شے پر تصدق نہ ہوتی تھی۔ چست و چالاک
ہندوستانی بازیگر کی طرح ہندی تیز تلوار قلا کر رہی تھی ؛ برچھیوں کی مناسب نوکوں سے گھوڑا باگ پر
ناچتا تھا ؛ بھڑ کے ڈنک جیسے تیز بھالوں سے لوہے اور پتھر کی سطح چھد گئی تھی ؛
پچھنے لگے ہوؤں کے خون سے زمین زخمی تھی۔ ہوا کو تکلیف پانے والوں کی آہوں نے روک دیا تھا ؛
بادشاہ نے قلب لشکر کو لڑائی کے بجائے آراستہ کیا۔ گویا وہ لاجوردی پہاڑ تھا ؛

مطلب یہ ہے کہ بادشاہ قلب لشکر میں تھا لڑ نہ رہا تھا ؛

وہی جفاکش تلوار زنگی گھنٹہ کی طرح للکارا ؛
دل کھلا ہوا تھا اور منہ میں جھاگ لائے ہوئے تھا کچھوے کی کمر کی مانند اس کا کھلا ہوا منہ تھا ؛

یعنے اس کا منہ کھردرا اور بدنما تھا ؛

جب دونوں طرف کی فوجوں کے قلب مضبوط ہو گئے تو دونوں لشکروں سے سوار نکلے
دانائی سے بھی اور وحشت سے بھی خوب خوب دلیری دکھائی ؛

یعنے رومی داؤں گھات سے اور حبشی زور کے بل پر اکھڑ پنے سے جنگ کرتے تھے ؛

زنگی نے رومی کو مار ڈالا کیونکہ وہ نازک بدن تھا اور یہ ڈراونا ؛
بادشاہ نے نازک بدن فوج کی طرف سے اندیشہ کیا کہ کمزور جنگ نہیں کر سکتے ؛
اپنے دل سے کہا بہتر یہی ہے کہ میں جرأت کروں اور ان خوفناک لوگوں کے ساتھ بہادری دکھلاؤں
جبکہ اِس مقابلہ میں لشکر عاجز ہوا جاتا ہے تو مجھے خود لڑنا چاہیے ؛
پھر آفتاب کی طرح نِکلا کہ رات کو جلدی سے فنا کرے ؛

یعنے جس طرح سورج نکل کر رات کا خاتمہ کر دیتا ہے اسی طرح وہ بھی نِکلا۔ کہ زنگیوں کا خاتمہ کرے ؛

اُس مضبوط فوج کے کئی جوانوں کو کتوں کی طرح ایک ہی تلوار کے گھاٹ اُتارا ؛
جس جس نے اس کو اس رنگ ڈھنگ کا دیکھا اس کی تلوار سے اپنا پہلو بچایا یعنے اُس
کے مقابلہ پر نہ آئے ؛

رومی سردار جب لڑائی سے خالی رہ گیا تو اُس نے زنگی لشکر کی طرف گھوڑا بڑھایا۔ زنگیوں
کا سپہ سالار جس کا نام پلنگر تھا جب اُس نے دیکھا کہ دریا میں سے مگرمچھ نکلا چلا آ رہا ہے ؛

تو اپنے مصاحبوں سے کہا کہ یہ بے عقل شکار جال میں پڑ کر کب چھوٹ سکتا ہے شاہانہ
ہتھیار سجائے اور جوشن پر تلوار لٹکائی ٭
گینڈے کی کھال کا پوستین پہنا جو چولی سے آستین تک زرہی میں لپا ہوا تھا۔ شیشہ جیسا
چمکتا ہوا خود خالص چاندی کی طرح سر پر رکھا ٭
چشم کور کی سی چمکتی ہوئی تلوار جس پر چیونٹی کے پاؤں جیسے باریک جوہر پڑے ہوئے تھے ٭
کھینچے ہوئے اس غضبناک شیر (سکندر سے مراد ہے) پر آیا۔ شیر پر دلیر ہو کر نہ گرنا چاہئے ٭
بادشاہ سے کہا کہ اے شیر کے آزمانے والے شکاری اپنی جان سے صبر کر اور ٹھہرا رہ جانا نہیں
کہ میں بہادروں کی سی لڑائی لڑونگا۔ اس میدان میں شیروں کی طرح مقابلہ کرونگا ٭
آؤ ہم دیکھیں کہ زبردست کون ہے اس معرکہ میں فتح کس کی ہوتی ہے ٭
نادان زنگی کے غرانے سے بادشاہ کے دل میں بھی خون نے جوش مارا ٭
سکندر نے اس سے کہا کہ اتنی شیخی نہ مار۔ بہادروں کے سامنے بیہودہ بکواس نہ کر
اگر تو شیر ہے تو شیروں کے مارنے والوں سے ڈر۔ بہادروں کے زیر کرنے والوں کیساتھ بہادری
جس شخص کو تو جگہ سے نہیں سرکا سکتا اُس کے مقابلہ پر کیا قدم جمانا چاہئے۔ شیر کے پہلو پر
اُسوقت ہاتھ ڈالنا چاہئے۔ جبکہ شیروں کے پچھاڑنے پر ہاتھ چڑھا ہوا ہو ٭
چڑیا ہو کر جو باز کا سا حوصلہ کرتا ہے وہ اپنی ہی تباہی کے لئے دست درازی کرتا ہے
آ کہ ہم مقابلہ کریں میدان اچھا ہے دیکھیں کہ ہم میں جفاکش کون ہے۔ مخالفت کے برباد
کرنے کی شیخی نہ مار۔ اگر تو طعن پھینکے گا تو قید کیا جائیگا ٭
زنگی بادشاہ کی بات سے برہم ہوا۔ سیاہ بادل کی طرح بڑھا ٭
بادشاہ کے خود پر تلوار ماری۔ بادل کو بجلی سے کب نقصان پہنچتا ہے ٭
تلمیح سے خود اور برق سے تلوار یعنی تلوار نے کچھ کاٹ نہ کیا ٭
بادشاہ اس بدشکل شخص سے غیظ میں آیا اور اُس کے بدن کے بال تلوار کی مثال کھڑے ہو گئے
غصہ سے اُس کے جسم پر ایک تلوار لگائی۔ اُس کے جوشن پر ضرب نے کاٹ نہ کی
ایک نے دوسرے پر ہیبت سے حملے کئے ایک کی چوٹ بھی پوری نہ پڑی ٭

جب زنگی بادشاہ سے لڑتا لڑتا تھک گیا تو اس سے کہا کہ سورج چھپ گیا۔ رات ہوگئی رات کو
لڑائی بند کرنی چاہیئے کل وعدہ پورا کرنا چاہیئے۔ تاریک رات جب گزر جائیگی اور آسمان پر سورج نکل آئیگا۔

سیہ کار بمعنے بدکار۔ یہاں تاریک سے مراد ہے۔ رخت سوز سامان جلانیوالی یعنی رات ختم ہونے سے مراد ہے آتش سورج سے مراد ہے۔ گردندہ روز۔ دن کا پھیرنے والا۔ آسمان سے مراد ہے۔

تجھ سے اسی میدان میں اس طرح مقابلہ کرونگا کہ تو بھاگ کر سانپ کے بل میں جا گھسیگا۔

یعنے ایسا گھبرا کر بھاگیگا کہ موت کے منہ میں جانے کو مقابلہ میرے جائے امن سمجھیگا۔

شرط یہ ہے کہ جب صبح فوج کا کوچ بول دے تو میں صبح کی مانند تجھے دیکھوں۔

راند سیاہ سے ستاروں کا چھپنا مراد ہے۔

یہ کہا اور میدان جنگ سے چلا گیا۔ بادشاہ بھی اس تجویز پر راضی ہوگیا۔ رات کے سبب سے مہلت لیلی
میدان سے خوابگاہ کی طرف آئے۔ اے ساقی آ اور کل کے خم کی شراب جو کاؤس و کیقباد سے بچ رہی ہے۔

کیقباد و کیکاؤس زنگی اور سکندر سے مراد ہے شراب سے لڑائی مراد ہے۔

دے کہ طبیعت مسرور ہو۔ چند گھونٹ پینے سے دلشاد ہو۔

حبشیوں کی فوج پر سکندر کا فتح پانا

دوسرے دن جب سورج نے آسمان پر شفق پھیلائی۔

دریائے آب پانی کا دریا۔ آسمان سے سنجیال نیلگونی اور صفائی مراد ہے۔ آتش سنجیال سرخی و زردی شفق سے مراد ہے۔

دونوں لشکروں نے آبنوس اور ہاتھی دانت کی شطرنج کی مانند صفیں قائم کیں۔
رومی چکوریں اور زنگی کوے باز کا دورنگا سینہ بن گئے۔
حبشی رات جیسے اور رومی چراغ کی مانند۔ تقریباً کوؤں اور کوؤں کی آنکھوں کی مانند
تھے۔ ایک نیلا ابر چھا گیا۔ اور آنکھوں سے خون کا دریا بہا دیا۔

ابر سے زنگی لشکر اور چشم سے رومی فوج مراد ہے۔

اس چڑھاؤ میں جو پاؤں سے سر تک پہنچ گیا۔ ایک تو پیاسا رہ گیا دوسرا ڈوب گیا۔
دنیا کے بادشاہ نے لڑنے کا قصد کیا۔ اور دشمن پر چشم بد کا اثر ہوگیا۔

چشم بد۔ بمعنے نظر۔ یعنے دشمن کو نظر لگ گئی کہ اس کا حال بگڑ گیا ؛
لڑائی کے بازار کو رونق دی۔ اور گھوڑے کو اڑایا ؛
آب رواں۔ گھوڑا گرد برانگیخت یعنے گرد اٹھانے سے دوڑانا کدانا مراد ہے ؛
کور چشم ریشمی کپڑے کا چلتہ پہنا۔ اور تلوار اور تیر سے مطمئن ہو گیا ؛
قزاگند۔ ریشم کا بھرا ہوا کرتا یعنے چلتہ کور چشم ایک قسم کے کپڑے کا نام ہے ؛
ایک حلقہ دار چمکتی ہوئی زرہ جس پر سورج کی طرح آنکھ نہ ٹھیرتی تھی ؛
ایک تیس ہاتھ کا بھالدار نیزہ خون جگر سے پرورش پایا ہوا ؛
ایک پانی جیسے ہندی تلوار آڑی پڑی ہوئی سورج سے جوہر دار ؛
چینی فولاد کا خود سر پر جس کے آب و تاب پر موتی کو رشک آتا تھا ؛
ایک زہر کا بجھا ہوا نیزہ لٹکاتے ہوئے جو مارنے کے وقت زہر سے بھی زیادہ ناگوار تھا
ایک پہاڑ جیسے گھوڑے پر سوار جو دیکھنے میں خوشنما اور چلنے میں پسندیدہ گھوڑے کو
وعدے کی جگہ کی طرف چھوڑا۔ اور آنکھ منتظر تھی کہ دشمن کب آتا ہے پلنگ نہ آیا کیونکہ
وہ اداس تھا خوف سے لنگر ڈالے ہوئے تھا یعنی بیٹھ گیا تھا ایک اور مست بھوت جیسے حبشی
کو بھیجا کہ مراد حاصل کرے ؛ بادشاہ کے ایک ہی نیزہ میں جو اس پر پڑا زنگی کی جان نکل گئی ؛
رگ جاں برید۔ جان کی رگ کاٹ ڈالی۔ یا شہ رگ کاٹ ڈالی۔ مرنے سے مطلب ہے ؛
پھر ایک اور پہاڑ کے ٹکڑے جیسا زنگی آیا جس کے دیکھنے سے آنکھیں پتھرا جائیں وہی اس نے
بھی کھایا جو پہلے بیہودہ کو نصیب ہوا تھا۔ اسیطرح کتنے ہی زنگیوں کا سر خاک میں ملایا ؛
ایک زیادہ کالا دیو جیسا زنگی سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا آیا ؛
اس پر بھی بادشاہ نے جلدی سے نیزہ کا وار کیا اور اسے بھی ایک ہی وار میں مار ڈالا ؛
آورد دود۔ دھواں نکالا یعنی مار ڈالا ؛
اس سے بھی بڑھ کر سنگدل ایک اور حبشی شیر سے زیادہ خونخواری کے ساتھ لڑنے آیا ؛
وہی پہلے رفیق کا شربت اس نے پیا زمانہ نے وہی پہلا سا کام کیا ؛
پھر دیر ہی کر کے کوئی اور میدان میں نہ نکلا۔ کیونکہ اس خونخوار شیر سے سب ڈر گئے تھے

بادشاہ نے زنگی فوج کی طرف باگ اُٹھائی۔ اپنے دشمن کو مقابلہ کے واسطے طلب کیا۔
پلنگر نے جو ایسی چابک دستی دیکھی تو اس کا بدن بغیر زخم کھائے چور چور ہو گیا ؛
جار ناچار گھوڑا بڑھایا اور بے دمی سے میدان جنگ میں نکلا ؛
حملہ کر کے بادشاہ کی طرف گھوڑا پھینکا اور نصیبہ اُس کو سینکڑوں ذلتوں کے ساتھ ملامت کرتا تھا
پوری طاقت سے وار کئے۔ اس نصیبہ ور بادشاہ پر ایک نے بھی کچھ اثر نہ کیا ؛
شیر دل بادشاہ اس زور آور ہاتھی پر اس طرح خشمناک ہوا جیسا شیر گورخر کے شکار پر۔
پناہ دینے والے (خدا) کو یاد کیا۔ مقصد حاصل ہونے کے واسطے نیت کو درست کیا۔
زنگی کے مقابلہ کے لئے ایسا کاوا دیا کہ نقطہ پر پرکار نے تنگی کی ؛

نقطہ سے مراد زنگی اور پرکار سے مراد سکندر ہے۔ مطلب یہ کہ سکندر نے زنگی کے گرد گھوڑے کو ایسا کاوا دیا کہ وہ نقطہ جیسا بے جنبش و حرکت رہ گیا اور دُنیا اُس پر تنگ ہو گئی یعنے چکّر کے اندرونی ہی جگہ اس کے لئے دنیا تھی اور بیرونی جگہ عدم کے برابر تھی کیونکہ وہ حلقہ سے نہ نکل سکتا تھا ؛

حملہ کر کے اس کی طرف گھوڑا بڑھایا اور اس سیاہ بادل (مراد زنگی) پر بجلی کی طرح ہنسا ؛
اُس پر نوگرہ کا نیزہ ایسا مارا کہ بدن کو بھی چھید دیا اور زرہ کو بھی ؛
دشمن کی کشتی ایک ہی جھونکے میں ٹوٹ گئی۔ لشکر عاجز ہو گیا۔ پلنگر مر گیا ؛
بادشاہ نے گھوڑے ہی پر سوار ہوئے آواز دی کہ فوج ایک ہی دفعہ حملہ کرے دونوں طرف
کی فوجیں حملہ آور ہوئیں۔ اور رات دن غٹ پٹ ہو گئے ؛ تیروں کی آوازوں کے خوف سے۔ جوشن کے
نیچے کا ریشمی لباس کفن بن گیا ؛ چمکتی ہوئی تلواروں کے ضربوں نے مچھلی کے کھپروں کا بادل بنا دیا تھا ؛

(۱) مطلب یہ ہے کہ تلواریں زمین کی مچھلی تک کاٹ کرتی ہوئی اُتر جاتی تھیں اور اُس کے کھپروں کو کاٹ کر ہواؤں میں لے اُڑتی تھیں اور ان کی یہ کثرت تھی گویا بادل گھرا ہوا ہے ؛ (۲) زرہ ورقہا ہو تو بہتر ہے۔ ورقہا سے ڈھالیں اور ماہ سے اُنکے پھول مراد ہیں اور اُن سے بادل کا نکلنا اس خیال سے ثابت ہے کہ پھول کٹ کٹ کر گر گئے تھے اور ان کی جگہ ڈھالوں کی سیاہیاں نکل آئی تھیں۔ جو بوجہ کثرت سیاہ بادل معلوم ہوتا تھا ؛

سورج کی گرمی سے زرہ جلتے ہوئے تنور کی مانند جل اُٹھی ؛
سر میں سخت ورم کے جوش مارنے کے سبب سے جہان نے روشنی سے منہ چھپایا ؛

مطلب یہ ہے کہ جس طرح سرسام والا مریض روشنی سے گھبراتا ہے اسی طرح جہان میں جو گرد وغبار اٹھا ہوا تھا اور اس سے سورج کی شعاعیں رکی ہوئی تھیں اور روشنی کم تھی تو گویا جہان مرض سرسام میں مبتلا تھا

خاک پر حبشیوں کے کشتوں کی کثرت سے زمین آسمان جیسی سیاہ رو ہو گئی عقیق نے پوتھ
سے آگ روشن کیا۔ اور پوتھ آگ سے بالکل جل گئی ؛

عقیق سے رومی اور شبہ سے زنگی اور آتش سے خونریزی مراد ہیں ؛

پوتھ ہلکی اور موتی بھاری ہو گیا۔ گوہر بنانے والوں (قضا وقدر سے مراد ہے) کا یہی قاعدہ ہے ؛

سبک سے ذلیل اور گران سے سرخ رو مراد ہے۔ قاعدہ سے یہ مطلب ہے کہ ایک کو گھٹاتے ہیں دوسرے کو بڑھاتے ہیں ؛

مشک بید کو سمن برگ نے قید کر لیا۔ کالے کوّے کو سفید باز نے شکار کر لیا ؛
دلوں میں گھبراہٹ پڑ گئی۔ اور عقل کی پونجی سے گھر (دل سے مطلب ہے) خالی ہو گیا۔
بہادر نقیبوں کے دل بڑھانے سے گورخر نے شیر سے لڑنے کی جرأت کی ؛

گورخر رومی فوج سے اور شیر زنگی لشکر سے مراد ہے ؛

ایک ہوں کہتا تھا تو دوسرا ہاں کہتا تھا۔ غرضکہ جہاں میں ہائے ہو کا شور مچا ہوا تھا ؛

ہوں اور ہاں ایک دوسرے کو مقابلہ کے لئے آمادہ کرنے کے الفاظ ہیں۔ ہائے ہو سے آہ و نالہ مراد ہے ؛

دونوں فوجوں کی لڑائی جب حد سے زیادہ ہوئی تو زمانہ نے ایک ورق لپیٹ دیا ؛

ورق سے ایک طرف کی فوج مراد ہے یعنے ایک لشکر کو مقابلہ سے ہٹا دیا ؛

غالب گروہ کو فتح حاصل ہوئی اور عاجز نے پناہ مانگی ؛ اس بھاگڑ میں رومی فوج نے
زنگیوں کے قتل پر ہر طرف کو کمر باندھ رکھی تھی سکندر نے تلوار کا ہاتھ اٹھا کر زنگی کا بازار اجاڑ دیا
جب حبشی دریائے زنگانہ پر پہنچے تو رومیوں کو شہرود سے خوشی کا باجہ بجا ؛

شہرود ایک قسم کا باجہ ہے جو رومی فتح کے وقت بجاتے ہیں ؛

بادشاہ کے جھنڈے کا سرا چاند سے بھی بڑھ گیا۔ راستہ زنگیوں کے شور و غل سے صاف ہو گیا ؛
ابر سے رحمت کا مینہہ برسا۔ تلوار سے زنگی کا زنگ دھویا گیا ؛

یعنے خدا نے رحم فرما کر فتح دی اور زنگیوں کی خرابیوں کو تلوار کے ذریعہ سے مٹا دیا ؛

بادشاہ سنہری جھنڈے کے نیچے کھڑا ہؤا اور تن پر نیلی ریشمی پوشاک تھی۔ ہر طرف سے مُرغچیوں
کی طرح حبشیوں کو گردن میں ڈوری یا پاؤں میں رسّی ڈالکر کھینچ کھینچ لاتے تھے ؛
جس کو جھنڈے کے نیچے کیا بادشاہ کے حکم سے قتل کر ڈالا ؛
اس میدان میں کوئی زنگی نہ رہا۔ جو کچھ رہگیا تھا وہ گدوں کا کھاجا تھا ؛

مطلب یہ ہے کہ نعشیں پڑی رہگئی تھیں کوئی زندہ زنگی وہاں نہ رہا تھا۔

وہ گروہ جو ہاتھی سے زور آزمانا تھا۔ ریشمی کپڑے کی طرح چیونٹیوں کے پاؤں میں گر پڑا ؛
خواہش کرنے والا جو آدمیوں کی غور پرداخت اُٹھاتا ہے کبھی وہ خراب ریشم اُگلتا ہے کبھی اچھا ریشم ؛

یعنے ریشم کا کیڑا ہمیشہ ایک ہی سی خوراک کھاتا ہے مگر ہمیشہ اچھا ہی ریشم نہیں دیتا ؛

مطلب یہ کہ زمانہ ہمیشہ ایک ہی کو سرخرو نہیں کرتا۔ حبشی جو دوروں پر تھے گزر گئے ؛

دشمن جب ذلت میں مبتلا ہوئے تو حبشیوں نے پناہ مانگی ؛ اُن کے قصور معاف کر دئے
ان کو اپنی تلوار سے پناہ دی ؛ بادشاہ نے اُن حبش کے وحشیوں کو اس ہنگامہ میں قتل سے
بچالیا ؛ حکم دیا کہ ان کے داغ لگائیں۔ اسی سبب سے حبشی سروں پر داغ لگاتے ہیں ؛

مطلب یہ ہے کہ حبشیوں میں جو سروں پر داغ لگانے کی رسم جاری ہے۔ یہ اسی کی یادگار ہے ؛

اس گرم داغ سے انہیں معروف کر دیا جس طرح آگ سے چراغ روشن ہو جاتا ہے۔
بادشاہ کے پاس لوٹ کا بے انتہا مال لانے سے اس میدان میں گنجائش نہ رہی۔ بادشاہ نے
اس بیش قیمت اسباب کو دیکھا تو دریا کی طرح میدان کو خزانے سے بھرا ہؤا پایا ؛
جواہرات کے پیالوں اور سنہری گرزوں کے علاوہ موتیوں کی گونیں اور عود کے ڈھیر تھے ؛
خالص سونے اور موتیوں اور عقیقوں کے بہت سے چمڑے کے تھیلے بھرے چاندی جیسے کافور
سے صحرا بھرا رہا تھا۔ کافور جیسی چاندی کے سینکڑوں توڑے تھے۔ تمام مست ہاتھیوں پر
زر و جواہر لدا ہؤا۔ سب سے سب گھوڑے عربی نسل کے موتی جیسے بہت سے یونانی اور بربر کے
غلام۔ جو چاند اور مشتری پر بھی شرف لئے ہوئے تھے مرصع پاکھریں اور خوشنما زرافہ کے فرش ؛

زرافہ ایک خوبصورت اور خوش رنگ جانور ہوتا ہے جس کی کھال سے قالین بنائے جاتے ہیں۔ نیز ایک قسم کا بنا ہؤا فرش بھی فرش زرافہ کہلاتا ہے جو زرافہ کی کھال کی تقلید ہوتا ہے ؛

{تمام جنگل بال سے اٹا پڑا تھا۔ اور موتیوں اور خزانوں سے آراستہ تھا۔ بادشاہ زنگی پر فتح
پانے اور خزانوں کی لوٹ سے خوش ہوا اور فکر اور محنت سے مطمئن ہوا ؛
اُن کشتوں کو عبرت کی نظر سے دیکھا ظاہر میں ہنسا اور دل میں رویا ؛
کہ اس لڑائی میں اس قدر بندے تیروں اور تلواروں سے کس واسطے ہلاک کئے ؛
اگر میں انہی کو قصوروار ٹھہراؤں تو یہ درست نہیں ہے۔ اگر اپنی خطا سمجھوں تو یہ بھی غلطی ہے
ہلاک کرنا آسمان کی خصلت ہے۔ قسمت کے لکھے سے مخالفت نہیں کر سکتے ؛
لاجوردی نقاب (رات) کے موتی (چاند) کی طرح لاجوردی گیند (آسمان سے) منحرف نہ ہونا چاہئے ؛}

یعنے جس طرح چاند کو زوال و کمال ہوتا رہتا ہے اور وہ اسی حالت پر خوش اور آسمان کے ساتھ ہے اسی طرح
کو بھی جس حال میں رہنا پڑے صبر و شکر کے ساتھ رہنا چاہئے۔ اس شعر میں دو دوازدہ غلط ہے

{آسمان جو نیلی پوشاک میں ہیں۔ سب کے کپڑے نیلگوں رنگتے ہیں ؛}

نیلی اور نیلگوں سے ماتمی مراد ہے۔ یعنے آپ بھی ماتم زدہ صورت میں ہیں اسلئے سب کو ماتم زدہ بناتے ہیں

{اس ٹیڑھے پردے (آسمان) سے کوئی خوشی کا راگ نہ گا۔ اس بنجر زمین (دنیا) میں پانی نہ ڈھونڈھ}

یعنے آسمان کسی کو خوش رکھنا نہیں چاہتا نہ دنیا راحت اور آرام کی جگہ ہے ؛

{کوئی جانتا ہے کہ یہ پھیلی ہوئی خاک (زمین سے مراد ہے) کیسے کیسے دلوں کے خون سے ملی ہوئی ہے ؛}

یعنے نہیں معلوم اس زمین میں کیسے کیسے لوگ دفن ہو گئے اور کن کن کا خون اس زمین پر بہ گیا ؛

{اگر دیکھنے والا اندھا نہیں ہے (تو دیکھے گا) کہ تمام راستہ بارہ سینگے کی دھوڑی اور گورخر
کی کیمخت کا ہے ؛}

مطلب یہ ہے کہ عقل اور بصیرت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب زمین جانوروں اور انسانوں کی کھال کی بنی ہوئی ہے کیونکہ اسی زمین میں لاکھوں کروڑوں سما کر خاک ہو گئے ہیں ؛

{آ اے ساقی مجھے شراب سے بیخود کر۔ اور جب تو مجھے شراب دے تو نقل بھی دے۔ اس شراب
میں سے دے جس سے میرا دل خوش ہو اور جو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھنے والی ہو ؛}

طلق۔ یعنے ابرق۔ طلق آتش۔ ابرق کا لیپ جو آگ میں کسی شئے کو جلنے نہیں دیتا۔ شراب سے مراد ہے۔ نقل (وہ شئے جو شرابی شراب پینے کے بعد ذائقہ درست کرنے اور تفریح طبع کے لئے

کھائیں۔ یہاں عمدہ مضامین سے مراد ہے۔ آخر شعر کا مطلب یہ ہے کہ وہ نظم ایسی عمدہ ہو کہ کسی معترض کو اعتراض کی جا نہ رہے ٭

سکندر کا روسیوں سے جنگ کرنا

اے بوڑھے اور دنیا دیکھے ہوئے مورخ۔ پسندیدہ اور سنجیدہ مضامین لا۔ کہ جب بادشاہ
چین سے روس میں آیا تو اُس کو وہ سبزہ سرکش گھوڑا (آسمان سے مراد ہے) کہاں لیگیا ٭
پھر آسمان نے کیا چال چلی۔ اور جہان نے کیا گل کھلائے ٭
عمدہ مضامین کے پیش کرنے والے مورخ نے۔ بات کو موتیوں سے زینت دی ٭

جوہر فروش۔ جواہرات کا بیچنے والا یعنے جواہرات جیسے خوشنما اور آبدار مضامین کے بیان کرنے والے۔ بجواہر برآمود گوش۔ موتیوں سے کان بھر دیئے۔ یعنے موتی جیسے قیمتی اور دلپسند معنے مہیا کئے ٭

کہ جب رومیوں نے روسیوں کا شور و غل سنا اور جہان کو لنڈورے مور جیسا دیکھا ٭

پرکندہ طاؤس۔ پر اُکھڑا ہوا مور۔ مطلب یہ کہ دنیا کو روسیوں کے ہاتھوں سے لُٹا کھُسا پایا ٭

تو بادشاہ کے حکم سے جھنڈا اُٹھایا اور اس وسیع میدان کو اپنا گھر بنایا ٭
سکندر نے اُس اندھیری شب میں ذرا سی دیر بھی بچھونے پر کمر سیدھی نہ کی نیک ساعت
کے دیکھنے کے لئے تارے گنتا رہا ٭
جب زمین نے ریشمی کالا فرش تہ کردیا۔ اور صبح نے تلوار اور طشت کے ساتھ سر نکالا ٭

زمین سے دنیا۔ سیغور سے رات۔ تہ کرنے سے ختم کرنا۔ اور تیغ و طشت سے صبح کی سفید خط اور سورج۔ اور سر برآوردن ظاہر ہونا مراد ہیں ٭

اور اُس تلوار سے جو طشت سے چمک دمک دکھا رہی تھی۔ سورج کا سر کٹ گیا ٭

یعنے جب تو صبح کی ترقی پکڑنے سے سورج کی ٹکیا سُرخ سُرخ نکل آئی۔ جیسے خون آلودہ۔ سر بریدہ ہوتا ہے۔ اور شفق پھولی جو بمنزلہ خون مقتول کے تھی۔ مطلب یہ کہ سورج طلوع ہوا ٭

تو سیاہ پردہ سے ابر نمودار ہوا۔ پہاڑ کی ہر ایک چوٹی سے تلواروں کا ایک پہاڑ نکلا ٭

سیاہ پردے سے دور کی سیاہی یا حد نگاہ مراد ہے۔ ابر لشکر سے مراد ہے۔ کوہ تیغ سے وہی فوج باعتبار کثرت اسلحہ مراد ہے ٭

میں انہیں دو لشکر نہیں کہتا وہ خون کے دو دریا تھے۔ بہتات میں دریا کے پانی سے بھی سوا تھے
خونریزی کے ارادے سے بڑھے۔ دونوں نے تلواریں اور نشان بلند کئے اس تنگ جگہ پر دو
میدانوں کی جو لڑائی میں لوہے کے پہاڑ کی طرح قدم جمائے۔ اس لڑائی میں میدان جنگ
کے مہتمم نے بادشاہ کے حکم سے فوجوں کو درست کیا۔ لوہے کی زرہ پہننے والوں اور
زہر کی بجھی ہوئی تلوار رکھنے والوں سے روشن سورج کے سامنے ابر آگیا ؛

یعنے فوجی جوان اس قدر اور اس طرح مرتب کئے گئے کہ ان میں سے سورج کی شعاعیں باہر نہیں نکلنے پاتی تھیں گویا ان کی صفیں بادل کا کام دے رہی تھیں ؛

ہر ایک فریق کے لشکر نے الگ الگ پناہ کی دیواریں پہاڑ جیسی بنالیں۔
دو والی اور ملک ایرانی کے پہلوانوں نے۔ دائیں دستہ پر ہو کر جنگ کی۔
قدرخاں اور فغفور والوں نے ملکر بائیں طرف جھنڈا کھڑا کیا ؛
سامنے کی فوج میں خاصے کے تیر انداز غلام بیگناہ لوگوں کے قتل کے لئے صفیں جمائے ہوئے تھے
آگے کی صف کے بیچ میں لوہے کو گلا دینے والا ہاتھی (بادشاہ سے مراد ہے) تھا اس
کے پیچھے بادل سے کڑکنے والے بہادر ؛
پیلتن بادشاہ امیدوں کے سایہ سفید ہاتھی پر مستعد سوار تھا ؛
دوسری طرف روس کے نامی جوان آتش پرستوں کے قبلہ (آگ سے مراد ہے) کیطرح روشن
دائیں طرف خضر اینٹوں سے مضبوط تھی۔ بائیں پر برطاس والوں کا بول بالا تھا ؛ الانی نے
پچھلی فوج میں اور البوسی سامنے کی فوج میں سر کاٹنے کو اپنے لئے جائز قرار دے رکھا تھا
بیچ میں وہ بدلہ چاہنے والا روسی (شاہ روس سے مراد ہے) سکندر کی محبت سے دل کو
خالی کئے ہوئے ؛ روسی گھنٹوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ مریض ہندوستانیوں کیطرح
غل اور شور مچا ؛ دونوں طرف سے فوجیں آراستہ ہو گئیں۔ زمین آسمان کی طرح اٹھ
کھڑی ہوئی آسمان کے شگافتہ کرنیوالے ڈھول کی آواز سے زمین کی ناف میں درد اٹھا ؛

مطلب یہ کہ زمین پر ہل چل مچ گئی ؛

{ترکی بگل جو شور مچاتا تھا اس سے ترکوں کے بازو میں طاقت بڑھتی تھی۔}

گھوڑوں کی آوازیں جو زمین کے لیئے برپا تھیں زمین کے نقصان کو مچھلی تک پہنچاتی تھیں

یعنے آوازیں زمین کو چھید کر نیچے مچھلی تک پہنچتی تھیں ؛

ساتوں دھات والے گرزوں کی ضربوں نے آسمانی گائے (برج ثور) کو چچوڑ دیا تھا۔

چاند جیسے جوہروں کی تلوار نے سفیدی سے خونی جوہر دکھائے ؛

یعنے خون گرانے کے جوہر پایہ کہ وہ جوہر جو سفید نظر آتے تھے اب خون چاٹ کر خونی نظر آنے لگے

تیمن پر کا تیر لوہے سے اس طرح گزرتا تھا جس طرح دو بازوؤں والا پرندہ چرخ گادر سے جاتا ہے

نیزوں سے زمین بن سنگئی تھی۔ گرزوں سے پہاڑوں کی جگہ گڑھے پڑ گئے تھے نیزہ قسم کی نوک

بالوں کی نوکوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی۔ دشمن کے منہ کو خون سے دھو رہی تھی ؛

یعنے بال باندھی چوٹیں چل رہی تھیں ؛

نقاروں کی آواز نے ترقی پاکر چھوٹے سے فتنہ کو بڑھا دیا ؛

چرم گرگ۔ بھیڑئے کی کھال۔ نقارہ سے مراد ہے کیونکہ اس کی کھال کا نقارہ زیادہ بلند ہوتا ہے

غریدن شیر۔ شیر کا دھاڑنا۔ زور کی آواز سے مراد ہے۔ فتنہ کو بڑھانا ترقی جنگ سے مراد ہے ؛

بھالوں نے پتھروں سے خون کے چشمے جاری کر دیئے تھے اور ان پر تیر خدنگ کے
سینکڑوں بن کھڑے ہو گئے تھے ؛

جوشن کے توڑنے والے تلواریوں نے اگرچہ پہلوانوں کے قتل کے لیئے سر اٹھائے ہوئے تھے
لڑائی کے انجروں نے پہاڑوں کو شگافتہ کر دیا تھا اور زمین کو ہلا ڈالا تھا۔ روسی لشکر
کے شور اور غل مچانے سے بہادروں کی رانوں کے نیچے سے گھوڑے نکلے جاتے تھے ؛
کم درجہ کے رومی مقابلہ میں بھی افلاطون کو ایک کوڑھ کے برابر نہ جانتے تھے ؛
رومی بھی نشان بلند کیئے ہوئے تھے۔ اور ہندی تلوار نے پانی میں آگ لگا رکھی تھی ؛
ہوا کا دم بند تھا۔ تعجب ہے دنیا کو سانس کا مرض ہو گیا تھا ؛
نہ حملہ کرنے والے کو زمین پر قیام تھا نہ پرندہ کو ہوا میں جگہ ملتی تھی ؛
میدان جنگ میں رومی فوج سے ایک پر طاسی بہادر کانسی کا خود رکھے ہوئے کلاہ
گھوڑے پر پہاڑ کی طرح چلتا تھا۔ تعجب ہے کہ ہوا پر پہاڑ ٹھہرا ہوا تھا ؛

بادگھوڑے سے اور پہاڑ برطاسی روسی سے مراد ہے ؛

لڑنے والے کو طلب کیا اور گھوڑے کو کاوا دیا اور بڑائی کے ساتھ اپنی تعریف کی
کہ اس انسانی عالم میں برطاسی میری پشت پناہی سے مضبوط ہیں ؛

خام چرم یعنے کچا چمڑا یعنے انسانی گروہ۔ برطاس ایک قسم کی پوستین بھی ہوتی ہے۔ مجازاً یعنے مدد اور پشت پناہی۔ پشت گرم یعنے آرام پانا۔ اطمینان حاصل ہونا ؛

جب کہ میں غصے ہوتا ہوں تو رعد کی خاصیت ہوں جب کہ میں لڑائی کو نکلتا ہوں
تو اژدہے کی مانند ہوں ؛
پہاڑوں پر شیروں کو پھاڑ ڈالتا ہوں اور سمندر میں مگرمچھوں کو چبا جاتا ہوں۔
میں نے شیروں کی طرح لڑنے کی عادت ڈالی ہے۔ لومڑیوں کی طرح چوزے موٹے نہیں کئے ؛
میرا چنگل سخت اور میرا زور بیحد ہے۔ حملہ کے وقت گورخر کا پہلو پھاڑ ڈالتا ہوں
میں خالص خون ہی پیتا ہوں۔ اور صرف کچی کھال میری پوشاک ہے ؛ میرا نیزہ پہلو میں
لگ کر ناف کو توڑ جاتا ہے۔ میں جھوٹ نہیں کہتا۔ یہی لڑائی کا میدان ہے ؛
چین اور روم کا کوئی لشکر آجائے کہ موم سے آگ روشن ہو ؛

موم رومی و چینی لشکر سے اور آتش اُس نے اپنے سے مراد لی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں سب کو ہلاک کر دوں ؛

خدا اس صلاح دینے والے کو نہ چھوڑے جو لڑائی کے دن میری جان بخشی میں سعی کرے ؛

اپنی جان بچانے والے کو کوسنے یا بددعا دینے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ میں ایسا بہادر ہوں کہ مجھے اس کی ضرورت ہی نہیں پڑیگی یعنے مجھپر کوئی قابو نہیں پاسکتا۔ میں ہی سب کو ہلاک کر ڈالوں گا ؛

بادشاہ کے قلب کی فوج میں سے ایک بہادر سوار جوشن کا چیرنے والا نکلکر اُس چالاک
مرد کے پاس گیا ؛
بہادروں نے لڑنے کے واسطے ہاتھ کھولے اور اس مقابلہ میں کچھ تھوڑی ہی سی دیر لگی ؛
غصہ ور برطاسی کی تلوار سے رومی بہادر مارا گیا ؛

دوسرا آدمی گیا اور وہ بھی خاک میں مل گیا۔ کیونکہ پرطاسی مضبوط اور چست تھا۔ اسی طرح تقریباً ستر آدمی رومیوں میں سے تہ تیغ ہو گئے۔ ایک شاہزادہ تھا جس کا نام ہندی تھا اور اُس نے بہت سے جنگجویوں کے منہ ہندی تلوار سے کاٹے تھے۔

وہ اس خونخوار بھیڑیئے کی طرف مست شیر کی طرح ہندی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے جھپٹا۔ لڑنے والوں نے بہت سے حملے کئے۔ کسی کا نصیبہ زیر نہ ہوا۔

نیامد زپا۔ محاورہ ہے جس کے معنے ہیں نہ گرا۔

شاہزادہ ہندی نے جب سخت کوشش کی تو تلوار کندھے سے بلند کی اور اس کاٹنے والے ہیرے (تلوار سے مراد ہے) کا ایسا وار کیا کہ پرطاس کا سر کٹ کر گھوڑے کے سموں پر آ پڑا۔ روسیوں میں سے ایک سرکش بہادر روسی ڈھال آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے میدان جنگ میں حملہ کر کے آیا اور دشمن کے خون بہانے کی فکر کر رہا تھا۔ اس نے ہندی کے ہاتھ سے ہندی تلوار ایسی کھائی کہ روسی ڈھال پھر اس کی طرف سے بے فکر ہو گئی۔

مطلب یہ کہ اس کے بچاؤ کی پھر اس کو ضرورت نہ رہی کیونکہ وہ مر گیا۔

اسی طرح ایک روسی غصہ سے آیا وہ بھی آنکھ جھپکانے میں مارا گیا۔ اسی طرح دوپہر تک کتنوں ہی کو مار ڈالا۔ جس طرح کو پنجیں کٹے ہوئے ہرن کو خونخوار شیر مار ڈالتا ہے۔ رومیوں کا دم بند ہو گیا۔ اور پھر کوئی لڑنے کو نہ آیا۔ ہندی نے قیامگاہ کی طرف باگ موڑی۔ سر سے کمر تک خون اور پسینے میں ڈوب رہا تھا۔ بادشاہ نے جب اُسے اس حالت سے دیکھا تو نوازش فرمائی اور اپنی شان کے لائق اُسے خلعت عطا کیا۔

دونوں طرف کی فوجوں نے کمریں کھولدیں اور پہرہ کی جگہ پہرہ لگ گئے۔

دوسری لڑائی

دوسرے دن جب اس صبح کے اُٹھنے والے ساقی نے شراب سے زمین پہ یاقوت بکھیرے

ساقی بلانے والا۔ شراب پلانیوالا۔ یہاں سورج سے مراد ہے۔ شراب سے روشنی شفق اور یاقوت بکھیرنے سے عکس شفق مراد ہے ٭

بھڑکتی ہوئی آگ کے دریا کی طرح دونوں فوجوں نے اپنے ٹھکانوں پر کمانیں سمبھالیں ٭
دوسری دفعہ لڑائی کے میدان میں آئے۔ شیروں کے شکار کھیلنے کو شکارگاہ میں آئے۔

دل کو پیچ وتاب میں لانے والی نفیری کی آوازیں اور گھنٹوں کے شوروغل سر کا مغز۔ اور چہرہ کا رنگ اڑائے دیتے تھے ٭

بھیڑیئے کی کھال کا رومی نقارا دلوں ہی کو نہیں بلکہ فولاد کو نرم کئے دیتا تھا۔ اُس کے غل سے زمین کی بنیاد نکل پڑی۔ آسمان نے نعل اور سورج نے کھونٹا کھودیا ٭

نعل کھودینا اور کھونٹا گم کرنا۔ گھبراہٹ اور ابتری کی نشانی ہے۔ نعل سے چاند مراد ہے جو دن نہیں ہوتا اور میخ سے شعاع مراد ہے جو گردوغبار کے سبب رُکی ہوئی تھی ٭

ایلاقیوں میں سے ایک بہادر نکلا۔ وہ شعلہ جیسا تیز سوار تھا ٭
سر سے پاؤں تک لوہے میں چھپا ہوا تھا۔ سختی اور سنگدلی میں زمانہ کی مانند تھا ٭

یعنے جس طرح زمانہ کو کسی کے حال پر رحم نہیں آتا اور ہر طرح کے خطرناک واقعات سے پُر ہے اسی طرح وہ بھی بیرحم تھا کسی کے حال پر اس کو رحم نہ آتا تھا ٭

مست ہاتھی کی طرح لڑنے والے کو بلایا جو شخص آیا وہی اُس کے گرز سے نہ بچا۔ بہادر اُس سے ڈر گئے اس نرشیر کے مقابلہ سے پھر گئے ٭ کچھ عرصہ کے بعد ایک کالا خونخوار بہادر قلب کی صف سے نکلا ہاتھی جیسے قد اور گھوڑے پر سوار نیل دریا سے زیادہ جوش اور خروش میں تھا۔ اُس دیوصورت نے ایلاقی سے کہا کہ اب سورج پردہ سے نکل آیا ٭ میں شراب پلانے والوں کی طرح ہاتھ میں ساغر لئے ہوئے ہوں۔ اُس میں شراب نہیں ہے ایلاق والوں کا خون ہے ٭
یہ کہکر گھوڑے پر پھرتی جمائی اور لوہے کا بھاری گرز اُٹھایا ٭
اس بہادر سوار کے گرز سے ہاتھی جیسے جوان کا سر چور چور ہو گیا ٭
ایلاقی لوہے کی گرز سے مارا گیا اور اس کے خون کی رو سے زمین بھر گئی۔ اس کے گروہ سے ایک اور زیادہ دلیر سوار اس پہاڑ توڑنے والے کی طرف پہاڑ کی طرح چلا ٭

ایک وار میں وہ بھی زمین پر آرہا۔ اسی طرح کئی بہادر ضائع ہوئے ؛
آخر کار اُس کانٹ چھانٹ نے اُس کو بہادر ہونے کا غرور دلایا ؛
افسوس لوہے کی زرہ پہننے والے شمشیر بازوں میں سے بہت سے قتل کئے اور آپ بھی مارا گیا
ظہر کے وقت سے عصر کی نماز کے وقت تک میدان میں نکلکر کسی نے جنگ نہ کی ؛

ظہر۔ دن کے زوال کا وقت یعنے جب سایہ ڈھل جائے۔ جیسے سہ پہر کا وقت کہتے ہیں عصر کا وقت ظہر کے بعد مغرب سے پہلے ہوتا ہے ؛

پھر دلوں میں خون نے جوش مارا۔ اور حکم نے قضا کی کنپٹی پر تھپڑ مارا۔

یعنے حکم الٰہی نے قضا کو ہوشیار کیا کہ اب تیرے کام کا وقت آگیا ؛

روسیوں کی طرف سے ایک ہاتھی جیسا سوار نکلکر آیا۔ چہرہ مجیٹھ جیسا اور آنکھیں نیل کی مانند
اس نے رومیوں میں سے لڑنے والے کو طلب کیا۔ بہادری دکھاتا تھا اور بہادروں کو قتل کرتا تھا
اسی طرح بہت سے خون کر ڈالے اور کتنے آدمیوں کو بیجان کر دیا ؛
اس بہادر کے ہاتھ سے بہت لوگوں کے کشتہ ہوجانے سے پھر کسی کو مقابلہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی ؛
جب روسی نے رومیوں پر ایسا غلبہ حاصل کیا اور اپنے گرز سے ہاتھی کو مغلوب پایا ؛
تو ہندی تلوار ہاتھ میں لے کر حملہ کیا اور کتنے ہی رومیوں اور چینیوں کو قتل کر ڈالا۔
جب تلوار کو نیزہ کی مانند سرفرازی حاصل ہوئی تو اُس نے اُس معرکہ میں نیزہ سمبھالا
بادشاہ کی لشکرگاہ کے پہلو میں سے ایک شہسوار نے گھوڑا بڑھایا ؛
گھوڑا نہیں ایک عقاب اُڑایا۔ تلوار نہیں ایک مگرمچھ لٹکائے ہوئے تھا ؛

عقاب پرندوں میں طاقتور شکاری پرندہ ہے مگرمچھ دریائی خونخوار جانور ہے یعنے وہ گھوڑا گھوڑا نہ تھا بلکہ عقاب تھا اور تلوار اُس کے ہاتھ کی تلوار نہ تھی نہنگ تھا ؛

اس کے بدن کے کپڑے زرد چلتہ تھے۔ لاجوردی رنگ کا لوہے کا خود تھا ؛
میدان میں مست دیو کی طرح آیا۔ ہاتھ میں ایک چوپھل ہتھیار لئے ہوئے تھا ؛
ایک حملہ کیا اور روسی سے کہا کیا تو خاک پر ابھی سونا چاہتا ہے ؛
میں مازندران کا رہنے والا زریوند ہوں۔ میں وہ ہوں کہ دیو کی لڑائی میری کھیل ہے

{ جب روسی نے اسے اور اُس کے انداز کو دیکھا تو خوف سے اُس کا سر چکرانے لگا ٭
سمجھ گیا کہ پھرتی اور مقابلہ میں اُس جیسا شخص اس کے مقابل کوئی نہیں ہو سکتا۔
اپنی فوج کی طرف باگ اُٹھائی اور تیز ہوا کی طرح اُڑا ٭ }

یعنے وہ روسی سوار خوف کھا کر اور اِس شخص کو بے مثل خیال کر کے بھاگا ٭

{ بہادر سوار نے اُس پیٹھ پھیرنے والے جوان کی کمر پر وار کیا ٭
بھاگتے ہوئے کی کمر پر پڑ کر سینہ کی طرف چار مٹھی نیزہ نکل گیا ٭
اُس کا گھوڑا نہایت تیزی سے دوڑا اور اس چھدی ہوئی نعش کو اس کی جگہ پر پہنچا دیا ٭
جب لوگوں نے دیکھا کہ وہ لڑائی کا اژدہا۔ بڑے بڑے بہادروں کی کمر کو صلیب کی صورت
بنا دیتا ہے ٭
اپنے پرائے اُس کی طرف دوڑے۔ صلیب کی صورت بنائے ہوئے کو مرا ہوا پایا ٭ }

صلیب سولی کو کہتے ہیں۔ اس کی شکل اس نشان + کی مانند ہوتی ہے اس لئے کمر سے برچھی کے پار ہو کر لگے رہنے کی ہیئت کو صلیبی کہا ہے۔ صلیب کے معنے کمر کے ہیں اژدہا رومی شخص سے مراد ہے۔ مطلب یہ کہ جب یہ حال دیکھ کر روسی طرف کے آدمی اپنے فوجی جوان کی طرف دوڑ کر آئے تو اُسے مردہ دیکھا

{ آگے اور پیچھے کی تمام باگیں رک گئیں روسیوں اور برطاسیوں میں سے کوئی بھی نہ نکلا ٭ }

یعنے آگے کی صفوں والے سواروں نے بھی باگیں روک لیں اور پچھلی صفوں کے سواروں سے بھی کسی طرف کوئی سوار آگے نہ بڑھا۔ سب ٹھٹھک کر رہ گئے ٭

{ جب لشکر صبر کرنے سے تنگ ہوا تو ایک روسی پہاڑ کے ٹیلے جیسا نکلا ٭ قنطال (شاہ روس)
کے رشتہ داروں میں سے تھا اور اسکا نام گوپال تھا ٭ وہ اُسکی طرف ہاتھی کی طرح لپک کر آیا ٭
دونوں تلواریوں نے باہم حملہ کیا اور دونوں طرف کی تلواریں چلیں ٭
آخر کار زرپوند نے کوشش کر کے ایک ہی ہاتھ میں مقابلہ کرنے والوں کو بیجان کر دیا ٭
اسی طرح مشہور روسیوں میں سے اُس نے ستر آدمی مار گرائے ٭
قنطال اُس خونخوار بہادر پر جھلایا۔ کیونکہ اپنی فوج کو اسکی دلیری سے سُست پایا ٭
زرہ پہنی اور خود رکھا۔ اُس سرو کی مانند جس کے پتے اور پھل تلواریں ہوں (یعنی مسلح ہوا) }

گھوڑے پر سوار ہوکر اژدہے کی طرح بیٹھا اور گھوڑے کی باگ اُس کی طرف چھوڑی۔
زربوند نے جب دیکھا کہ وہ شیر آ پہنچا تو کڑکنے والے بادل کی طرح گرجا ؞
ایک نے دوسرے پر تلواریں کھینچیں تیزی میں آسمان جیسے گرم رفتار ہوئے ؞
نظر کے گرد پھرنے والی پرکار کے دو پرے تھے۔ ایک سست چال تھا دوسرا تیز۔ بہت
سے گرداگرد چکر لگائے شعلہ کی طرح بہت سے وار کئے ؞
کوئی بھی کسی دوسرے پر غالب نہ ہوتا تھا۔ ظہر کے وقت سے رات تک لڑائی جاری رہی
آخرکار روس کے بادشاہ نے اُس دُلہن جیسے سجیلے جوان کو ایک تلوار لگائی ؞
اُسے زین سے زمین پر گرادیا۔ اس زبردست شیر کو مار ڈالا ؞
مارنے والے نے جب اپنے دشمن کو فنا کردیا تو اپنے لشکرگاہ کی طرف باگ موڑی۔
بادشاہ اس واقعہ سے غمگین ہؤا کہ گیلی کا سردار خاک میں مل گیا ؞
حکم دیا کہ اس کی شان کے لائق اس کے دفن کا سامان کریں ؞

تیسری لڑائی

دوسرے دن جبکہ اس سلطانی شان و شوکت والے ترک نے (آفتاب سے مراد ہے
پہاڑ کی مانند دریائے چین سے کوہان نکالا ؞
تو دونوں فوجیں خونریزی پر مائل ہوگئیں۔ اور عالیشان جھنڈے کھڑے کئے۔ لشکر
میں ڈھول بجنے لگے اور ہر ایک گوشہ سے بہادر نکل پڑے ؞
(دریا لشکر سے۔ ابر نقارہ سے۔ ہزبر بہادروں سے مرادیں ہیں ؞
بہادروں کی آوازیں بلند ہوئیں اور ہر طرف خون کی ندیاں بہنے لگیں ؞
ایک رومی گرزبردار نے تلوار لٹکائی اور تیر سنبھالے ؞ لڑائی کے لئے بہادروں کو طلب
کیا۔ ایک جوان زرد زرہ پہنے ہوئے نکلا ؞ رومی نے گرز کا ہاتھ چھوڑا۔ روسی کو سر سے
پاؤں تک چورا چورا کردیا ؞ دوسرے کو بلایا اور اُس کے ساتھ بھی یہی حالت گزری۔
مغز کے سوا گویا کسی چیز سے واقف ہی نہ تھا ؞
فرنجہ نامی ایک الانی سوار جو لڑائیوں اور جشن کی محفلوں کی پوری لیاقتیں رکھتا تھا ؞

شمشیر سے رزم اور جام سے بزم مراد ہے

کندھے پر گرز رکھے ہوئے آیا۔ جس کو دیکھ کر مغز کے ہوش اُڑتے تھے
اُس نے بھی دشمنی سے اپنا گرز اُٹھایا اور اُس نے بھی کندھے پر گرز کو بلند کیا۔ اُن کے
گرز ہا کر دو پٹہ دروازہ بنگیا اور اُس دروازہ میں اُن کو سخت کوشش کرنی پڑی

مطلب یہ ہے کہ جسوقت دونوں نے اپنے اپنے گرز ایک دوسرے پر وار کرنے کو اُٹھائے تو کیفی ہوگئی گویا ایک دروازہ دو کواڑوں کا ہے۔ اور کوشش یہ کرنی پڑی کہ ہر ایک چاہتا تھا کہ اپنا گر دوسرے کے منہہ پر بند کردے یعنے گرز مار کر کام تمام کرے

جب الانی نے دیکھا کہ اس کے مقابلہ میں بدنصیب مخالف سست ہوگیا ہے۔ تو اپنا
گرز بلند کرکے اس کے سر پر لگایا اور اُس کا سر دھڑ پڑا رہا

جب دشمن کے سر کو خون میں غلطان کر دیا تو اس سر بلندی سے بہت مغرور ہوا

سر بگردوں کشید۔ آسمان تک سر کھینچا یعنے غرور کیا

ارمنی بہادروں میں سے ایک خونخوار شیر نے جو بات میں دلاور اور بہادری میں شیر مرد تھا
اور جس کا نام شردہ تھا اور جو لڑائی کے وقت شیروں پر کامل سبقت لیجاتا تھا ایک نہنگ
تھا جو دو تلواریں لٹکائے ہوئے تھا اور تلواروں سے نہنگوں کے سر کاٹتا تھا

دونوں ہاتھوں سے تیغ زنی کرنا بڑا ہنر اور بہادری پر دال ہے

الانی سے لڑنے کے واسطے گھوڑا پھینکا۔ اور چمکتی ہوئی تلوار سے بجلیاں گرانی شروع کیں
فرخجہ نے جو وہ طاقتور بازو دیکھا تو ڈھال کو کندھے پر چیونٹی کے بازو کی طرح لگالیا

قاعدہ ہے کہ جب چیونٹی کے پر نکل آتے ہیں تو وہ ہلاکت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اسی لئے پر مور سے تشبیہ دی ہے۔ کیونکہ اس کی موت بھی قریب آپہنچی تھی

شردہ نے ایک تیز تلوار ایسی ماری کہ اُس کا مرغ روح بدن کے قفس سے پرواز کر گیا
اس طرف سے ایک بہادر کمر باندھے ہوئے اور شعلہ کی طرح گھوڑا دوڑاتا ہوا نکلا کوشش
کی اور بہادریاں دکھائیں مگر شردہ کے ساتھ دلیری کرکے کیا فائدہ اُٹھا سکتا تھا
جب اُس نے دشمن کو طاقتور پایا تو گردن اُٹھائی مگر اُس کی ایک ہی ضرب میں اس نے

بھی سر دیدیا۔

دن نہاد۔ گردن جھکائی محاورہ ہے کہ مطیع ہوا اور یہاں گردن کے کٹنے سے مراد ہے۔

لیکن پہاڑ کا باشندہ جرم نامی پہاڑ کی مانند آیا کہ دنیا اس سے گھبرا اٹھی۔ اس کے سر
پر جوہر دار لوہے کا ایک خود تھا جس کی شکل ہی سے لڑائی برستی تھی۔
اس کے بدن پر چمکتی ہوئی زرہ کی قبا تھی جو پارہ کی مانند صاف و چاندی جیسی چمکدار تھی۔
غرائے ہوئے شیر کی طرح شردہ پر جھپٹا اور اس کو بات کرنے کی بھی مہلت نہ دی۔
اس بہادر جوان کو ایک ایسی تلوار ماری کہ اس شیر نر کو خاک میں ملا دیا۔
جب اس قتلگاہ میں دشمن مارا گیا تو گھوڑے کی ٹاپوں سے اس کا مغرور مغز روند ڈالا۔
بہت سے خود سر بہادروں کے نام بیرحمی کے ساتھ برف پر لکھے۔

نخ نشان زد۔ برف پر نشان کیا محاورہ ہے نیست و نابود کرنا۔

دوالی نے جب ایسا پہلوان دیکھا جو پہلوان ہی نہیں تھا بلکہ گردن مارنے والا تھا تو پیچ و
تاب کھایا اور لڑائی کا طریقہ سوچا اور میدان میں جانے کی تدبیر کی سر پہ چینی لوہے کا بنا ہوا جوہر دار خود
رکھا۔ زہر میں بجھی ہوئی ایک تلوار لٹکائی اور معشوقوں کی زلف جیسی پرخم کمند لی۔
گھوڑے پر پاکھر ڈالی اور کوہ رواں کی مانند سوار ہوا۔
دشمن کی طرف اس طرح خوش خوش آیا جس طرح بچہ مدرسہ سے گلی کی طرف جاتا ہے۔
جرم نے جب اس سجیلے جوان کو دیکھا تو بہادروں کی لڑائی سے دل کو بجھا ہوا پایا۔ لیکن
اس کو واپس جانا ناگوار تھا مجبور مرنے پر راضی ہو گیا۔
وہ بہادر دوالی کے قریب آیا اور وہ اس خونخوار شیر کے ساتھ داؤں گھات کرنے لگا۔
دوالی نے دشمن کے پلٹنے سے دوال کی مانند پیچ و تاب کھایا۔
اور مقابلہ میں بہت سے داؤ کئے مگر رحمت میں سے ایک حرف کو بھی نہ برتا۔

یعنے جتنی کوششیں کیں وہ سب بیرحمی کے ساتھ تھیں رحم کا نام تک نہ تھا۔

دوالی نے شیر نر کی طرح کمر باندھ کر اس کی کمر پیٹی پر ایک وار کیا۔
تلوار بلا دقت اتر گئی اور وہ لوہے کا توڑنیوالا پہاڑ دو ٹکڑے ہو گیا۔

پیل مست جیسا اس کا ایک بھائی بھی تھا اس نے بھائی کے بدلا لینے پر مضبوطی سے کمر باندھی
دوالی کی تلوار کا زخم کھا کر وہ بھی اپنے بھائی کے پاس چلدیا ؛

رخت کشیدن اسباب کھینچ لیجانا - روانہ ہونے اور یہاں مرجانے سے مراد ہے ؛

اسی طرح اُس لوہے کی کمر والے پہلوان نے بہت سے بہادروں کو جو لشکروں کو شکست
دیتے تھے ہلاک کیا ؛ ایک روسی جودارہ نامی تھا جس کے سامنے نر شیر ہرن کا بچہ تھا ؛
سخت مضبوط اور طاقتور تھا اکیلا دشمن کو باندھ لیتا تھا اور فوجوں کا انتظام توڑتا تھا ؛
بہت سے خون گردن پر لے رکھے تھے اور بہت سے سرکشوں کا خون بہایا تھا ؛
اس نے کمر پیٹی کو کس کر باندھا اور دوالی سے جنگ کرنے کے لئے گھوڑا دوڑایا
ایک نے دوسرے پر تلوار کھینچی کہ جس سے بھاگنے کا در بند ہو گیا ؛
ان کی ایک دوسرے پر بہت سی چوٹیں چلیں مگر ہنرمندی کے سبب سے ایک بھی کاری
نہ پڑی ؛
روسی نے نہ رُکنے والی تلوار اُٹھائی اور اُس آہنی پہاڑ پر نڈر ہو کر لگائی ؛
خود کو کاٹ کر سر میں اُتر گئی - زخمی کا بدن خون میں نہا گیا ؛ اُس تکان سے زخمی شخص
نے باگ موڑی اور اپنی جگہ چلا آیا ؛ گھوڑے سے اُترا اور سر کو باندھا - بادشاہ کا دل اس
کے سر کے زخمی ہونے سے رنجیدہ ہوا ؛ طبیب سے کہا کہ سمجھ کر زخم پر مرہم لگائیے
نرمی سے علاج کرے کہ دوالی ماندگی سے آرام پائے ؛ جب رات نے سیاہ ریشمی چادر سر پر
لی اور چاند سیاہ کمند میں پھنس گیا ؛

پرند سے تاریکی مراد ہے اور معنی میں ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہے یحلی سر میں یعنے سیاہ کمند بھی تاریکی شب
سے مراد ہے - مطلب یہ کہ شام ہوئی اور تاریکی پھیل گئی ؛

تو دونوں طرف پہرہ دار فوجیں مقرر ہو گئیں اور خیمے کے گرد مکھی تک کو نہ پھٹکنے دیتے تھے

؛ چوتھی لڑائی

جب سورج نیلی کوٹھڑی سے نکلا اور آسمان نے اپنے لباس کا نیل دھو ڈالا ؛

کنج نیل سے تاریکی اور نیل قبا سے بھی وہی آسمانی سیاہی مراد ہے اور لباس کا نیل دھونا گویا

سفید کر لینا صبح کے نور سے مُراد ہے ؞

تو بہادروں نے پھر شور و غوغا کیا اور تمام جنگل کو لاشوں سے قبرستان بنا دیا ؞

گوراں یعنے گورخر بخیال شکار کشتوں سے مراد ہے ؞

زنگ اور گھنٹے بجنے لگے۔ نفیری کی آواز سے خون جوش مارنے لگا ؞

ترم اور نقاروں کے غل سے سُرخ چہرے زرد پڑ گئے ؞

سرخ گل۔ لال پھول۔ سُرخ چہروں سے مراد ہے۔ سیندروس ایک قسم کا زرد گوند ہوتا ہے جس کا روغن لکڑی وغیرہ پر بھی چڑھایا جاتا ہے ؞

وہی جودرہ میدان میں نکلا کیونکہ اُسے کچھ تکان نہ معلوم ہوتی تھی ؞

کالے شیر کی مانند ہندی نے بھی دوسری دفعہ میدان جنگ میں قدم نکالا ؞

درافگند ختلی۔ گھوڑا پھینکا یعنے میدان میں قدم نکالا ؞

جودرہ کے ساتھ بہت کچھ تیزی کی مگر کوئی کاری زخم نہ پڑتا تھا ؞

آخر کار ابرو پر بل ڈالکر جودرہ کے سر کو زین پر گرا دیا ؞

اُس کو ہلاک کر کے اپنا مطلب حاصل کیا اور اپنے گھوڑے کو دوڑایا۔

رہ انجام رستہ ختم کرنے والا۔ یعنی گھوڑا۔ سپردش بہ بغل۔ اُسے بغل کے حوالہ کر دیا یعنے گرم رفتار کیا ؞

دلیرانہ پھرتا تھا اور لڑنے والے کو طلب کرتا تھا۔ اور بہت سے مقابلہ کرنیوالوں کی جگہ خالی کر دی (یعنے مار ڈالا) ؞

ایک بہادر طرطوسی نامی تھا جس نے روس میں بہت نام پایا تھا ؞

پیچ و تاب کھانے میں لال اژدہے کی مانند تھا اور اُس کے ہلاک کرنے کی فکر میں غرق تھا ؞

ہندی کی طرف اُس جوش زن رَو کی طرح آیا جو پہاڑ کے اوپر سے نشیب کی طرف شور کرتی ہوئی آتی ہے ؞ اس مخالفانہ مقابلہ میں بہت کچھ دلیریاں کیں ؞

آخر میں روسی نے ایک ایسا حملہ کیا کہ اُس ہندی بہادر کو خاک میں ملا دیا ؞

اُس کے بدن کو خون سے خالی کر دیا۔ شراب گرا کر پیالہ کو پتھر پر دے مارا ؞

شراب خون سے اور جام جسم سے مراد ہے ؞

سر سے خود بلند کیا اور کہا کہ میں ہی وہ شیر ہوں جو اس طرح کا شکار کرتا ہوں میری ماں نے جو میرا نام طرطوس رکھا ہے مجھے روسی زبان میں روس کا رستم کہا ہے ۔ میں میدان سے اپنی جگہ واپس نہیں جاؤں گا۔ جب تک فوج کی فوج کو قتل نہ کرونگا ۔

بادشاہ نے ہندی کے مارے جانے اور روسی کی ضرب سے معشوقوں کی زلف کی مانند پیچ وتاب کھایا ۔

اور یہ ارادہ کیا کہ خود لڑائی کے لئے نکلے اور پھر اُس کے ارادہ میں کچھ سُستی پیدا ہوگئی ۔

دائیں بائیں جانب دیکھتا تھا کہ فوج میں سے کون دشمن سے بدلا لیگا ۔

ایک بہادر نے کوندتی ہوئی بجلی کی طرح تلوار چمکاتے ہوئے گھوڑا بڑھایا ۔

دھاڑنے والے شیر جیسا مبارک سوار تھا مضبوط تھا چالاک تھا بہادر تھا ۔

لوہے میں اس کا جسم ایسا غرق تھا کہ سانس لینے کے لئے تالو کے سوا کوئی جگہ خالی نہ تھی

کام یعنے تالو وہ حصہ جو حلق کے اندر ہوتا ہے۔ مطلب ہے کہ کوئی جگہ خالی نہ تھی کیونکہ تالو کا نام لیا ہے مگر تالو خود بھی پوشیدہ اور حلق کے اندر ہوتا ہے ۔

حملہ کرنے میں شان وشوکت دکھاتا تھا اور تلوار سے بجلی کی طرح تماشے دکھاتا تھا۔ اُن پھرتیوں سے جو اُس سے ظاہر ہوتی تھیں دشمن کا قابو اُس پر نہ چلا ۔

اُس روسی پر ہوا کی مانند گھوڑا اچھینکا اور تلوار لگانے کے لئے ہاتھ اُٹھایا۔ ایسا ہاتھ مارا کہ اس کی گردن کاٹنے والی تلوار سے دشمن کا سر کٹ کر آگے آرہا ۔

ایک اور سوار پہلے سے بھی زیادہ بہادر شیر نر کی طرح لڑنے کو نکلا ۔

ایک اور ضرب میں وہ بھی گر پڑا۔ اسی طرح کتنے ہی سر کاٹے ۔

اس جنگی شیر نے چالیس سے بھی زیادہ دلاور روسیوں کو آسانی سے مار لیا ۔

جدھر کو گھوڑا دوڑاتا تھا اُسی طرف کو اس کی تلوار پتھروں کو خون سے لعل بنا دیتی تھی ۔

ہر حملہ میں جیسے وہ ہر ایک ڈھنگ سے کرتا تھا۔ روسیوں کا ایک لشکر قتل کر ڈالتا تھا ۔

جب اُس کا بھالا خون بہانے میں تیز نکلا۔ تو خوف سے کوئی اُس کے پاس نہ آیا۔ آگ کی لپیٹ کی طرح ایک حملہ کیا۔ تیزی سے بہادر سواروں کی طرف باگ اُٹھائی ۔

اس حملہ میں جو اس بہادر نے سہولیت کے ساتھ کیا سینکڑوں کو گرایا سینکڑوں کو مارا
اور سینکڑوں ہی کو زخمی کیا ؛
بادشاہ اس کی اس بڑی بہادری سے حیران ہوا اور اس کے ہاتھ اور تلوار کو شاباش کہا ؛
وہ اسی طرح لڑ رہا تھا اور اُن کانٹوں میں آگ لگا رہا تھا ؛

خار لشکر روس سے اور آگ ہلاکت سے مراد ہے۔ خار بوجہ مخالفت اور حقیر حالت کے کہا جب تک آسمان نے اسکے سر پر مشکسائی نہ کی۔ لڑائی کے میدان سے وہ اپنی جگہ نہ گیا۔ مشکسائی سے تاریکی پھیلنا مراد ہے ؛

سورج جب پہاڑ کی اوٹ میں چھپ گیا اور روشن دن نے نیند لینی شروع کی اور
کالی رات سیاہ اژدہے کی مانند زمین کے نیچے سے سر نکالکر آسمان تک پہنچ گئی۔
رات کے مسافروں کے واسطے راستہ کو تاریک کر دیا اور اژدہے کی طرح چاند کو نگل گیا ؛
تو اُسوقت اُس سوار نے خون بہانے اور حملہ کرنے سے آرام چاہا اور رات کاٹنے کے لئے
واپس آیا۔ رات کے اندھیرے میں ایسا چھپا کہ اُس کو کسی نے بھی نہ پہچانا ؛
بادشاہ نے اس بہادر سوار کی جرأت پر خیال کیا کہ وہ شیر کے سے دل والا شخص شیر ہی تھا
دل میں کہتا تھا کہ وہ شہسوار جس نے آج ایسی جنگ کی ہے ؛
اگر میں اسے پہچان جاتا تو سینکڑوں سر بھر خزانے عطا کرتا ؛
بڑی طاقت دکھائی اور بہت سے لوگوں کو مارا۔ اپنے بازو کی طرح میری کمر کو مضبوط کیا ؛
وہ آدمی نہ تھا جنگل کا شیر تھا۔ اس بہادر پر سینکڑوں شاباش ؛

پانچویں لڑائی

دوسرے دن جب اس نیلگوں مخمل (آسمان سے مراد ہے) نے پتھر میں سے چمکتا ہوا یاقوت نکالا ؛

یاقوت ایک سرخ رنگ کا قیمتی پتھر ہوتا ہے یہاں صبح کے سورج سے مراد ہے پتھر سے پہاڑ یا افق مراد ہے

ایک الائی سوار دھاڑتے ہوئے شیر کی مانند مشکی گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا۔
ستر مردوں کے زور کا گرز ہاتھ میں تھا جس سے البرز پہاڑ کا سر بھی پاش پاش تھا
مقابلہ کرنے والے کو طلب کرتا تھا اور تنہا پھرتا تھا اور بڑے بڑے بہادروں کو ہلاک کیا ؛
رومیوں ایرانیوں اور خاوریوں میں بہت سے آدمیوں کو اس لڑائی میں قتل کیا ؛

وہی روسیوں کا قاتل بہادر سوار صف میں سے نکلا۔ کمان پر کچے چمڑے کی زرہ چڑھائی
اور ایک کافی ہونیوالا تیر چٹکی میں لیا۔ اس کی کمان تھامنے والے ہاتھ کی طاقت سے
الانی ایک ہی تیر کھا کر گر پڑا۔ ہندوانی ماشورہ کی طرح کمر تیر سے چھدی ہوئی تھی۔

ماشورہ جولاہوں کا وہ اوزار جو گول اور وسط میں سے موٹا ہوتا ہے اور جس میں لوہے کی سلائی رکھ کر دھاگا تنتے ہیں۔ اس شعر سے پایا جاتا ہے کہ وہ جوان مقتول توندل بھی تھا۔

پھر ایک روسی جس کی آنکھ بلی کی آنکھ جیسی تھی پیشانی پر شیروں کا سا غصہ ظاہر کئے ہوئے آیا۔
ہتھیار بازی خوب سیکھے ہوئے تھا۔ بہت سی زرہوں کے حلقوں میں تیر نکالے ہوئے تھا
بجلی کی طرح تیغ زنی کرنے لگا اور سر سے پاؤں تک فولاد میں ڈوبا ہوا تھا۔
لڑائی کے ہنگامہ کا ارادہ کیا اور گھوڑے پر پاکھر ڈالی۔
اگرچہ اس کا دل سخت پتھر جیسا تھا مگر لڑائی کے خطرے نہ دیکھے تھے۔
خلوت ہی میں اس کام کو سیکھا تھا۔ دشمن کی تلوار سے پالا نہ پڑا تھا۔
جب اُس شیر دل نے اُس کو للکارا تو اس کو حقیر شکار پایا اور اُسے جانچ لیا۔
لڑائی سے زیادہ اس پر ہتھیار لگے پائے سوار اور گھوڑے کی نسبت سامان اور لباس کو بہتر دیکھا۔
ایک ہی وار میں اس کی جان نکالی۔ موت نے اس کے منہ پر نقاب ڈال دی۔
ایک اور روسی نے بدلہ لینے پر کمر باندھی۔ اسکا بھی وہی حال ہوا۔ جو پہلے کا ہوا تھا
پھر ایک اور بہادر نے جنگ کی اور دوسرے تیر میں اس کی جان بھی نکل گئی۔
ہر ایک تیر جو اس کی چٹکی سے چھوٹتا تھا ایک آدمی کے پہلو میں ضرور لگتا تھا۔
اُس عمدہ سوار نے دس تیروں سے دس پہلوانوں کی جگہ میدان میں خالی کر دی
پھر دیکھنے والوں کی آنکھ سے بچکر نشست گاہ میں آگیا۔
اسی طرح کئی دن تک وہ جنگی سوار چھپواں حالت میں غلبہ کی لڑائی لڑتا رہا۔
پھر کسی کو یہ مجال نہ ہوئی کہ سوار ہو کر اس کے مقابلہ پر آئے۔

یہانتک نوبت پہنچی کہ تلوار کے ڈر سے بادل کی طرح ان میں پریشانی پھیل گئی ؛
غربت کے جنجال سے بچے ہوئے تھے۔ اور ایک فریب کی چال سوچتے تھے ؛

چھٹی لڑائی

اسی طرح سے جب ایک دن اُس بوڑھے آسمان نے نیلگوں دریا سے موتی نکالا ؎

دریائی قبر۔ شب سے اور گوہر آفتاب سے مراد ہے

پھر میدان جنگ درست ہوا اور ہر گوشہ سے شور اُٹھا ؛
روسی لشکر گاہ کے گھنٹوں کی آوازیں اِدھر اُدھر مریخ ستارہ تک پہنچنے لگیں ؛
روس کے قلب والوں نے صف باندھی اور اس دلہن جیسی آراستہ فوج قلب سے
ایک پرانا پوستین والا اس طرح لڑنے آیا جس طرح عمیق سمندر سے نہنگ نکلتا ہے
پیدل تھا اور پہاڑ کے ٹیلے کی مانند تھا۔ پانسو سواروں سے بھی اسکا رعب سوا تھا
ایسا سخت تھا کہ جب پنجہ کو گرماتا تھا تو باگر ہیرے کو گلا دیتا تھا ؛
دیو کی طرح خونریزی کے لئے آیا دوزخ کے دروازہ سے باہر آیا ؛

دروازہ دوزخ سے اس خیال پر کہا ہے کہ وہ بہت ہی ہیبت ناک تھا جیسا کہ دوزخ کے دربان ہیں ؎

اس کے پاؤں میں ایک زنجیر اُسی کے قدو قامت کے موافق لمبی اور مضبوط پڑی تھی
وحشی شیروں کی طرح اس زنجیر ہی میں جہان کو اس نے شور اور غل سے بھر دیا۔
جدھر وہ جست لگاتا تھا ایک ٹیلہ زمین کا اُسکی طاقت سے کنوئیں جیسا ہوجاتا تھا
اس کے پاس ایک خمدار لوہے کے سوا کوئی ہتھیار نہ تھا جس سے وہ پہاڑ کو بھی اپنی طرف کھینچ لیتا تھا ؛
اُس آدمیوں کو کھینچنے والے لوہے سے وہ ہر سمت سے آدمیوں کو کھینچکر ہاتھ سے کام لیتا تھا
اُس سختی سے جو اُس کے جسم میں تھی اُس کے بدن کی کھال سوہن بن گئی تھی جب لڑائی کا
قصد کرتا تھا تو اُس پر فولادی تلوار کاٹ نہ کرتی تھی ؛
وہ ایسا اژدہا کو چیرنے اور فرشتے کو مارنے اور آدمیوں کو کھانے والا آیا ؛
کہ جب کسی کو دیکھتا چیونٹی کی طرح پکڑ لیتا اور ہاتھ ہی کی طاقت سے اسکا سر توڑ ڈالتا

کسی اور بات کی خواہش نہ کرتا تھا کبھی بدن سے پاؤں چوڑ کر ڈالتا تھا کبھی سر
الگ کر دیتا تھا ؛
بادشاہ کی فوج کے بہت سے آدمیوں کے ہاتھ پاؤں اپنے ہاتھ کی طاقت سے توڑ ڈالے
ایک ہٹا کٹا تنہا سوار جو لڑائی کے کام میں خوب چالاک تھا ؛
نکلا کہ ہنر دکھلائے اور اُس دوزخی کے ساتھ نیزہ بازی کرے ؛
اُس خونخوار نہنگ نے جو اُسے دور سے دیکھا پکڑتے ہی مار ڈالا ؛
ایک اور نامور جوان دلیری کر کے آیا اور اُس جنگی شیر نے اُسے بھی ہلاک کر دیا۔
اسی طرح خوفناک ضربوں سے کتنے ہی نامی سردار قتل کر دیئے ؛
اُن بہت سے لوگوں کی ہلاکت سے جنہیں اس پھاڑنے والے شیر نے ہلاک کیا۔ لشکر کے
بہادروں کے دل چھوٹ گئے ؛
سمجھدار حیران تھے کہ نہ تو وہ آدمی ہی ہے نہ وہ جانور اور درندہ ہی ہے۔ اندھیری رات
نے جب دن کو للکارا اور دنیا کے روشن کرنے والے سورج نے سر کو چھپا لیا ؛
تو بادشاہ نے اس دیو کے کام سے متعجب ہو کر ایک پوشیدہ انجمن میں مشورہ کیا کہ یہ
آدمیوں کا قاتل کیا دیو تھا جسکے مقابلہ سے خلقت بے بس تھی ؛
اس کے ہاتھ میں کوئی ہتھیار بھی نہ تھا اور سب ہتھیار والے اس سے زیر ہو گئے
میں تو یہ کہتا ہوں کہ وہ انسان نہیں ہے۔ اور اگر ہے تو اس آباد ملک کا نہیں ہے
کسی غیر آباد جگہ کا وحشی خصلت ہے۔ ظاہر میں آدمی کی صورت ہے مگر آدمی کی نسل
سے نہیں ہے ؛
ایک واقفکار نے جو اس سرزمین کو جانتا تھا جواب کی تمکنت کے ساتھ علم اُٹھایا ؛
علم اُٹھانے سے یہ مطلب ہے کہ جواب دینے کی عزّت میں اسی نے سرفرازی پائی ؛
کہ عادل بادشاہ کے انصاف کی طرح میں اس جانور کا حال تجھ کو بتا سکتا ہوں
ظلمت کے قریب ایک پہاڑ ہے جس کا راستہ بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔
وہاں اسی طرح کے آدمی پیدائش میں خاک کے اور طاقت میں لوہے کے ہوتے ہیں

کوئی ان کی اصلیت سے اچھی طرح واقف نہیں ہے کہ ابتدا سے ان کی پیدائش کسطرح ہوئی ہے سب کے سب لال چہرہ اور نیلی آنکھوں والے ہیں اور غصہ کے وقت شیروں سے بھی نہیں ڈرتے ؛ ایسے طاقتور اور اٹل ہیں کہ ایک شخص تمام لشکر کو کافی ہے ؛

خواہ مادہ ہو یا نر ہو لڑائی میں ایک جہان کے اندر قیامت برپا کرتا ہے ؛

جس کام میں وہ پڑتے ہیں درست نکلتے ہیں سوائے اس کے ان کا کوئی مذہب ہی نہیں ؛ کسی نے ان کا کوئی مردہ نہیں دیکھا جس نے دیکھا زندہ دیکھا ہے اور زندہ کو بھی کم دیکھا ہے ؛

ہر ایک کی گزران بھینس پر ہے اسی بھینس سے اپنی ضرورتوں کو پورا کر لیتے ہیں ان کی خرید و فروخت خشک وہی اون ہی کی ہے اس کے سوا ان کی اور کوئی پونجی نہیں ؛ کسی شخص کے پاس کوئی خزانہ نہیں رہتا۔ کالی سمور کو جانتے ہیں اور بس جو نہایت درجہ کی کالی سمور ہوتی ہے وہ ان کے ملک کے سوا اور کہیں نہیں ہوتی۔ مرد اور عورت ہر ایک کے ماتھے پر گینڈے کا سا ایک سینگ نکلا ہوا ہوتا ہے۔ اگر ان کی پیدائش میں سینگ نہ ہو تو صورت میں کیا وہ اور کیا بدشکل روسی برابر ہیں ؛

جب کوئی سونا چاہتا ہے تو اڑنے والے عقاب کی طرح درخت پر چڑھ جاتا ہے۔ کسی مضبوط اور اونچی ٹہنی میں سینگ کو جما لیتا ہے اور دیو کی طرح اس قید کی حالت میں سوتا ہے ؛

اگر تو کسی ٹہنی میں لٹکا ہوا دیکھے تو سمجھے ایک اژدہا لٹکا ہوا معلوم ہو ؛ بیہوش ہو کر ایک رات اور ایک دن برابر سوتا ہے۔ کیونکہ نیند بیوقوفی کی جڑ ہے ؛ جب روسی چرواہوں کا کسی پر گذر ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس لٹکے ہوئے دیو کو دیکھ پاتے ہیں ؛

تو آہستہ سے اس دیو کے پاس آتے ہیں اور چپکے مشورہ کر کے رسیاں لاتے ہیں اور اس کو باندھ لیتے ہیں اس کے لئے زنجیریں اور لوہے کی کمندیں بناتے ہیں۔ جب اس پر مضبوط پھندے پڑ جاتے ہیں تو پچاس آدمی مل کر اسی درخت سے کھینچتے ہیں

جب وہ قیدی اس حال سے خبردار ہوتا ہے تو رعد کی طرح کڑکتا ہے ؏
اگر وہ اس بندش کو توڑ لیتا ہے تو ایک ایک ہی اُلٹے ہاتھ میں ہر ایک کو مار ڈالتا ہے ؏
اور اگر اس بندش میں وہ مضبوطی سے ہوتا ہے تو اُسے آہستہ آہستہ نکال لاتے ہیں ؏
اور اس کو زنجیروں سے اچھی طرح باندھ لیتے ہیں اور اس سے روزی کماتے ہیں ؏
اسے ہر گلی کوچہ میں لئے پھرتے ہیں۔ اپنے اُس جال سے دانہ حاصل کرتے ہیں ؏

مطلب یہ ہے کہ ریچھ بندر والوں کی طرح وہ اس کو لوکھا دکھا کر روزی کماتے ہیں ؏

اور جب انہیں کوئی اٹل مہم آپڑتی ہے تو وہ اُس مست ہاتھی سے لڑائی کا کام لیتے ہیں
اسے اژدہا کی طرح زنجیروں سے جکڑتے ہیں اور اسے قید سے نہیں چھوڑتے۔
جب وہ آتش مزاج لڑتا ہے تو کسی میں بھی جان کی رمق تک باقی نہیں رہتی ؏
بادشاہ اُس مغلوب کرنیوالے کے کام اور احوال سے بہت پریشان ہوا ؏
خبر دینے والے سے کہا کہ کچھ ڈر نہیں۔ تمام تیر ایک ہی کھیت کے نہیں ہوتے اگر
میرا اقبال مدد کریگا تو اس کا سر نیزہ کی نوک ہی پر لٹکا ہوگا ؏

ساتویں لڑائی

جب مشرق سے صبح کی روشنی نمودار ہوئی اور تاریکی مغرب میں جا چھپی۔
تو مغربی بادشاہ (سکندر سے مراد ہے) نے فوج کو درست کیا اور اس دیو خصلت شخص
سے اندیشہ تھا ؏

دائیں سمت روم اور بربر والے سکندری روک میں یاجوج کی مانند تھے ؏

یاجوج ماجوج جو ایک آدم خوری قوم ہے جس کی روک کے لئے سکندر نے ایک عظیم الشان دیوار دھات کی بنوا دی ہے ؏

بائیں ہاتھ پر چین کی چھوٹی آنکھوں والے لوگ تھے جن کے ہجوم سے جگہ تنگ تھی
روم کا بادشاہ شیر کی طرح بیچ میں تھا اور گھوڑا اس کی ران کے نیچے چلنے پھرنے والے
پہاڑ کی مانند تھا ؏
دوسری طرف الانی اور پرطاسی اور روسی سرکش گھوڑوں کی طرح بپھرے ہوئے تھے

نقارہ کی آواز گھنٹوں کے ساتھ ملی۔ قیامت کے دن صور کی طرح لوگوں نے نفیر بجائی ۔
پتھر کو شق کر دینے والے ڈھول کے بجنے سے کوہ قاف میں سیمرغ نے پر جھاڑے ۔

پر افگندن ۔ پر جھاڑنا۔ مطلب یہ کہ اُس نے اُڑنے کا قصد بھی نہ کیا خوف سے دبک کر رہ گیا ۔

سنکھ اور ترم کے شور و غل سے آسمان بھی چیخ اُٹھا ۔

روئینہ خم۔ کانسی کے پیندے والا نقارہ۔ اور یہاں آسمان سے مراد ہے ۔

دونوں طرف کی فوجیں اس معرکہ میں حیران تھیں کہ کس کا نصیبہ مدد کرتا ہے ۔
وہی دیو صورت بد شکل جنگی ہاتھیوں کی طرح لڑنے کے واسطے نِکلا۔
کتنے ہی لوگوں کو روند ڈالا پھر کوئی اس سے لڑنے کے لئے نہ نکلا ۔
بادشاہ کی فوج قلب کی پشت پر سے ایک زرہ پوش شیر کی طرح میدان میں آیا۔
تلوار سے آگ کا دریا بہا رہا تھا جس کو چشمۂ آفتاب بھی دیکھ کر چکاچوندی میں تھا۔
بادشاہ نے قلب میں سے دیکھ کر خیال کیا کہ یہ وہی بہادر ہے جس نے پہلی لڑائیاں کیں ہیں
بادشاہ کو اس معاملہ سے خوف ہوا کیونکہ اس کا مقابلہ اژدہے کے ساتھ تھا۔
اسے افسوس ہوا کہ ایسا بہادر ایک دیو کے ہاتھ سے ہلاک ہو۔
وہ چالاک اور ہنرمند سوار جو آگ پر طعن مارتا تھا ۔

انگشت زدن بمعنے اُنگلی رکھنا یعنے کسی شے میں نقص نکالنا۔ مطلب یہ کہ وہ آگ کی تیزی اور سوختگی میں بھی بہت کچھ نقص نکالتا تھا گو خود آگ سے بہت زیادہ جہاں سوز تھا ۔

فرشتہ کی طرح اُس دیو صورت کے گرد ہوا اور اس طرح پھرتا تھا جسطرح دنیا کے گرد آسمان ۔
اُس نے لڑائی کا پہلا ڈھنگ یہ سوچا کہ اس سنگدل پر تیر برسائے ۔
جب اس دیو کو تیروں سے کچھ صدمہ نہ پہنچا تو تیر مارنیوالا اپنے تیروں پر جھلایا ۔
ایک ہیرے جیسا نیزہ لیا اور اُس بہادر نہنگ پر مارا ۔
اگر وہ نیزہ کسی گھوڑے پر مارتا تو وار سے پار ہو جاتا ۔
اس کا بدن سختی کے سبب سے جو اینٹھا ہوا تھا اس سنگ خارا پر لگ کر نیزہ چورہ چورہ ہو گیا
دوسرا نیزہ اس سے بھی زیادہ تیز مارا اور وہ بھی اس نشانہ پر کارگر نہ ہوا ۔

اسی طرح تیسرا نیزہ بھی اُسپر ٹوٹا۔ اینٹ سے پانی کو نہیں روک سکتے ؛
جب اس نے دیکھا کہ وہ لوہے جیسا شخص تیر اور نیزہ کے وار سے نہیں ڈرتا ؛
تو اس نے جہان کے برباد کرنیوالی تلوار کو کھینچا۔ اور پھنکارے مارنے والے اژدہا کی طرف
دوڑا ؛ اس کے شانہ پر لگائی اور جگہ سے ڈگمگا دیا۔ کہ وہ ظالم گر پڑا ؛
وہ پھر خاک پر سے اُٹھ کھڑا ہؤا۔ اور اپنے مقابل پر سخت حملہ کیا ؛
غل مچا کر اُس کے نصیبہ کو گمراہ کر دیا اور اُسی آہنی آنکڑہ سے اسے گھسیٹ لیا ؛
خونخوار شیر کی طرح اسے زمین سے اٹھالیا۔ اُسوقت اُس کا خود سر پر سے گر پڑا۔ خود کے
نیچے سے پیاری چیز نظر آئی جو لالہ کے پتے سے بھی زیادہ نازک اور دلربا تھی اس کی
گردن کو توڑنا چاہا کیونکہ وہ اسے آسان معلوم ہؤا۔ پھر جو صورت دیکھی تو عار آگئی۔
دامن تک دو زلفیں لٹکتی ہوئی نظر آئیں اُن زلفوں نے اُسے پھانس لیا ؛
ہندوستانی چوروں کی طرح اُسے خزانہ (فوج سکندر) میں سے نکال لے گیا رومیوں
میں سے لیگیا اور روسیوں کو دیدیا ؛
جب اُس فرشتہ کو اُس دیو نے پکڑ لیا تو روسی دیوؤں نے خوشی کے نعرے لگائے۔ وہ
پھر شکار کرنے کے واسطے دوڑا کیونکہ اُس کو پہلے ہی ہاتھ عمدہ شکار لگگیا تھا ؛
لشکروں کا برہم کرنے والا بادشاہ غصّہ سے سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگا ؛
حکم دیا کہ کوئی بڑا کالا ہاتھی غضبناک کر کے میدان میں لایا جائے ؛
فیلبان نے ایک بڑے سیاہ ہاتھی کو للکارا اور نیل دریا کی طرح اُس دیو پر ریلا ؛
جب اُس اژدہے نے مست ہاتھی کو دیکھا تو غلبہ کے ساتھ ہاتھ بڑھایا ؛
اُس نے جان لیا کہ وہ جنگی ہاتھی اپنی مضبوط سونڈ سے پکڑ کر گرا لیگا ؛
اس نے اُس کی سونڈ کو ایسے زور سے پکڑا کہ ہاتھی پر وہ جگہ قیدخانہ بنگئی ؛
غل مچا کر اُس کی سونڈ اکھیڑ ڈالی کہ وہ اونچا ہاتھی پہاڑ کی طرح گر پڑا ؛
بادشاہ نے اس خوفناک واقعہ کی دہشت سے کانپ اُٹھا کہ لشکر کی موت آ پہنچی
اُسی غصّہ میں دانا وزیر سے کہا کہ مجھ سے اقبال منہ پھیریگا ؛

بد اقبالی نے اب مجھے ڈھونڈھ لیا ہے۔ نہیں تو ایسا مشکل معاملہ مجھے پیش نہ آتا۔
جب آسمانی بلا نازل ہوتی ہے تو عیشی بندی عیش سے اکتا جاتے ہیں ؛
بادشاہوں کے حملے اور سفر مختصر ہوتے ہیں سال بھر میں شیر ایک ہی دفعہ مست ہو کر دوڑتا ہے
مجھے دوڑ دھوپ سے فرصت ہی نہیں ہے۔ میں اپنی زندگی میں آرام نہ پاؤنگا۔
وزیر نے تسلی دی کہ اے بادشاہ اس لڑائی میں صبر سے کام لے ؛
آخر کار تجھ کو فتح حاصل ہو گی اگر تیرے پاس تلوار اور تدبیر ہے ؛
اور سخت پتھر میں بھی مراد ہوتی ہے تو تلوار اور تدبیر کے زور سے نکل آتی ہے۔
جب تیرا اقبال تیری مدد کریگا تو تو ایسی مشکل آسان کریگا ؛
اگرچہ میرے نزدیک بادشاہ کے بدن کا رواں رواں سینکڑوں تاج سے زیادہ عزیز ہے
لیکن نجوم سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر حضور میدان میں جنگ کرینگے ؛
تو بادشاہ کے اقبال اور نصیبہ کے زور سے وہ طاقتور جوان مغلوب ہوگا ؛
سوائے اس کے اور کوئی بات نہیں ہے کہ اس سخت جسم والے کے رگ پٹھے اور کھال نرم نہیں ہے ؛
یہی سبب ہے کہ اس کا بدن پیتلی جسم سا ہو گیا ہے۔ اس کو بھی توڑ سکتے ہیں کیونکہ گرز لوہے کا ہوتا ہے ؛ اسپر تلوار کا وار کرنا نہ چاہیئے کیونکہ پھونک سے بادل نہیں پھٹتے ؛
بلکہ اس کے سر کو کمند میں پھانسنا چاہیئے اور کمند کے پھندوں میں اسے لپیٹ لینا چاہیئے ؛
اگرچہ اس کو تلوار سے قتل نہیں کر سکتے کیونکہ رگ پٹھے مضبوط اور کھال سخت کھنا ہے ؛
لیکن جب زنجیر میں گرفتار ہو گیا تو اسپر چاہے تلوار لگاؤ چاہے تیر مارو ؛
بادشاہ نے اس نجومی کی خوشخبری سنانے سے خدا کے شکریہ ادا کرنے کو اپنے اوپر واجب ٹھیرایا ؛
جب خدا کی طرف سے اپنے حق میں فتح سنی تو اس گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھا
جو اُسے چین کے بادشاہ نے دیا اور وہ چین کی چراگاہ میں پیدا ہوا تھا ؛
ایک بڑھیا نے تلوار اور کمند لی اور دشمن کی طرف باگ اٹھائی ؛

اُس دریا جیسے جوش زن دیو پر اُس سیاہ بادل کی مانند آیا جو پہاڑ سے آتا ہے۔
وہ نہنگ بھی اپنی جگہ سے چلا کیونکہ بادشاہ کے اقبال نے اُسے پکڑ لیا تھا ٭
بادشاہ نے دشمن کی قید کرنیوالی کمند کو زمانہ کے جال کی طرح اُس پر ڈالا ٭
وہ اُس بدخواہ کی گردن میں پڑی۔ آسمان نے بادشاہ کے لئے زمین کو چوما۔
جب کمند دشمن کی گردن میں پڑ گئی تو دیووں کا قید کرنیوالا بادشاہ دوڑا ٭
کمند کے پھندوں میں اسکا سر خوب پھاند لیا اور اسی طرح کھینچتا ہؤا لشکر کی طرف لیچلا۔
وہ شکار کا بھوننے والا شیر اسطرح تڑپا جس طرح شیر کے پنجہ میں ہرن کا بچّہ جب وہ
جنگلی گورخر اس گرفتاری سے گر گر کر اور اُٹھ اُٹھ کر چور ہو گیا ٭
تو فتح مند بادشاہ کی فوج میں وہ شور مچا کہ آسمان تک پہنچ گیا۔
نقارے اس خوشی میں اس طرح بجنے لگے کہ آسمان زمین پر ناچنے لگا ٭
بادشاہ نے جب دیکھا کہ وہ دیو صورت مشکل نصیبہ کے زور سے گرفتار ہو گئی۔
تو اسے بھی اور دشمنوں کا ساون دکھایا اور دیووں کے قید خانہ میں بھیجدیا ٭

روز دگر نشاندن۔ دوسرے کے دن میں بٹھانا یعنے ویسا ہی حال کرنا جیسا دوسرے کا ہو۔ یہاں مطلب یہ ہے کہ جس طرح اور روسی قید تھے اُسی طرح اس شخص کو بھی روسی قیدیوں کے مکان میں بند کر دیا ٭

روسیوں کے دل اس زور کو دیکھ کر دشمن کو پچھاڑنے والے مخالف سے سہم گئے۔
روسیوں کا بادشاہ موم کی طرح گھلگیا اور روم کے بادشاہ نے خوشی منائی ٭
ناچنے والوں کی محفل جمائی۔ دنیا پر خوشی کا دروازہ کھول دیا ٭
جنگ کی راگ سننے لگا۔ اور خوشرنگ شراب کا جام ہاتھ میں لیا ٭
اپنے اقبال کی فتحمندی کو یاد کیا اور خوشگوار شراب شاد شاد ہو ہو کر پی ٭
جب رات نے فیروزی قفل کو خزانہ پر لگا دیا اور کافوری ترازو نے مشک تولا ٭

قفل فیروزہ آسمان سے اور گنج سورج سے مراد ہیں یعنے آسمان کو سورج کے نہ نکلنے کے واسطے قفل جیسا کر دیا مطلب یہ کہ سورج کے غروب میں رہنے کا زمانہ آگیا۔ ترازوے کافو

سے زمانہ رو زرد شب اور مشک سے سیاہی شب مراد ہے مطلب یہ کہ زمانہ نے شب کی تاریکی کو ظاہر اور بے اندازہ کرنا شروع کیا یعنے رات ہو گئی ؛

بادشاہ وہی مشک کی خوشبو والی شراب پی رہا تھا اور قوال اسی قسم کے پردہ کو چھیڑ رہا تھا

کبھی تو رقیق لعل (شراب سے مراد ہے) پیالہ سے پیتا تھا کبھی بن بندھے لعل (راگ سے مراد ہے) کو سنتا تھا ؛

ہر ایک جام پر پیتے وقت خزانہ لٹاتا تھا اور بلا وقت چاہنے والے کو دے رہا تھا۔

قصہ بیان کرنے والا ہر قسم کی باتیں بیان کر رہا تھا ؛

اُس تلوائے چالاک سوار کی بہت سی باتیں محفل میں بیان کیں ؛

نہیں معلوم آج اِس ظالم دشمن نے اس کا خون بہا دیا ہے یا ایسے قیدخانہ میں رکھ چھوڑا ہے ؛

اگر وہ ان ڈاکوؤں کی قید میں ہے تو اسکو برچھے کے زور سے چھوڑا لاؤنگا۔

اگر وہ گیا ہوا شخص مارا گیا ہے تو بھی ہم نہ رکیں گے بہتر ہے کہ اسکی یاد میں شراب پئیں۔

مطلب یہ ہے کہ اگر وہ شخص جیسے دیو ہیکل شخص قید کر کے روسیوں کے پاس لیگیا تھا زندہ ہوا تو ہم رہا کرا لیں گے اور اگر وہ مارا گیا تو اس کے عوض ہم خونریزی کریں گے۔ یہاں مے خون سے مراد ہے

جب اس کا دماغ شراب کے پینے سے گرمایا تو اُسے قیدیوں کے حال پر رحم آیا

حکم دیا کہ اُس بے زبان قیدی کو شاہی محفل میں لاؤ ؛

بادشاہی حکم سے وہ قیدخانہ کا قیدی بڑے پہاڑ کی طرح گانے کی محفل میں آیا

تمام جسم بادشاہ کی زور آزمائی سے دبا ہوا تھا وہ اُس محفل میں اُداس تھا اس تکلیف سے وہ زار زار روتا تھا زبان کی خاموشی کے سوا اُس کا کوئی معاف کرانیوالا نہ تھا

جب وہ بے زبان شخص رو دیا تو بادشاہ نے رحم کھا کر اس کو معاف کر دیا۔

حکم دیا کہ اس زور آور مغلوب پر سے قید اٹھا لیں ؛

اس رحمدل بادشاہ نے اس کو چھوڑ دیا آزاد آدمی کو کبھی کسی نے نقصان نہیں پہنچایا ہے

اُسے مہربانی سے بٹھایا اور کھانا دیا اور اسپر بہت کچھ عنایت کی ؛

شراب کے چند پیالے دیکر اس کی اصلیت کا اندازہ کیا۔ شراب سے اس کے جوہر کھل گئے
جب اس بدنصیب کو نشہ ہؤا تو وہ سایہ کی طرح بادشاہ کے تخت کے نیچے لوٹا ؛
اگرچہ وہ سرکش مزاجی کی وجہ سے کسی سے محبت نہ رکھتا تھا مگر اپنے مہربان کو پہچانتا تھا۔
پھر وہاں سے گھبرایا ہؤا باہر کو بھاگ گیا۔ ایسا اڑا کہ کسی نے اس کی گرد بھی نہ دیکھی۔
بادشاہ اس بات سے حیران رہگیا اور سرداروں سے اس امر میں رائے لی ؛
کہ یہ قیدی جب شراب کے نشہ میں ہؤا آزاد ہوکر ہم سے کیوں بھاگ گیا۔
دوسرا کہتا تھا جب شراب نے اپنا اثر کیا وہ اپنے گھر کو چلا گیا۔
بادشاہ تمام ظاہری اور کنایہ کی باتیں سنتا تھا اور کچھ نہ کہتا تھا ؛
اس خیال میں پڑ گیا تھا کہ دیکھئے آسمان رات کو کیا معاملہ دکھاتا ہے ؛
بادشاہ کا دل جب اس خیال پر جم گیا۔ اپنے ساقی سے مطلب کی چیز مانگی۔
یعنے خدا سے دعا کی کہ بہتری کرنا ؛
پھر توقف کرنے کو مناسب سمجھا کیونکہ دشمن کی لوٹ مار کا خیال تھا ؛

توقف سے مطلب یہ ہے کہ ناچ رنگ کی حالت کو ملتوی کر دیا ؛

جب تھوڑی دیر گزری تو وہ مست فیل آیا اور ایک خوبصورت عورت کی کمر ہاتھ سے
تھامے ہوئے تھا ؛
محبت سے بادشاہ کے سامنے بٹھا دیا اور فرمانبرداری کے طریق سے زمین چومی۔
جب ایسا شکار لادیا تو پھر شاہی محفل سے باہر چلا گیا ؛
بادشاہ نے جو یہ معاملہ دیکھا حیران رہگیا سانپ کی طرف نہیں دیکھا من کی طرف دیکھا

مار اسی دیو سے مراد ہے اور مہرہ سانپ کا من اُس زیبا عورت سے مراد ہے ؛

اس خوبصورت معشوق نے بادشاہ سے شرما کر دلہن کی طرح سر پر آنچل لے لیا۔
بادشاہ نے جب خیمہ میں اس چاند کو دیکھا تو اُس خیمہ کو آدمیوں سے خالی کرالیا
کہا کہ اپنا حال بیان کر۔ میرے دل کو اس ماجرے سے مطمئن کر۔
آقا کو خوش کرنے والی اُس فرمانبردار نے عاجزی سے بادشاہ کی تعریف کی

دنیا کے بادشاہ کو دعا دی کہ تیرا تاج دنیا میں ہمیشہ رہے ٭

تو وہ جہان کا فتح کرنے والا بادشاہ کہ خدا نے تجھے دین اور انصاف کے ساتھ پیدا کیا ہے ٭

تیرا دبدبہ دن سے بھی زیادہ روشن ہے تیرا دل دولت سے مہربانی کی طرف زیادہ راغب ہے ٭

اُمید کے دن تیرے دم سے رہائی ہے تجھ سے روشن سورج کو رونق ہے ٭

یعنے تیری بخشش سے لوگوں کی اُمیدیں پوری ہوتی ہیں اُن کے دن امید ہی امید میں نہیں کٹتے

اور لشکروں کو شکست دینے والے بادشاہوں میں یا تو تخت نشین ہوتے ہیں یا سپاہی تو اس زمانہ میں وہ آفتاب ہے کہ تلوار بھی چلاتا ہے اور تاج بھی رکھتا ہے ٭

جب تو محفل میں ہے تو جہان کا بادشاہ ہے اور جب تو میدان میں نکلتا ہے تو سب سے بڑا پہلوان ہے ٭

چونکہ مجھ خاکسار میں یہ قدرت نہیں کہ آب حیات تک پہنچوں ٭

مطلب یہ کہ بادشاہ سے ہم کلام ہوں ٭

یہ کس کا پتہ ہے کہ اس جگہ بولے۔ اگر یہاں زہرہ ہو تو وہ بھی شرم سے پانی ہو جائے ٭

میری ٹھیکریاں جو ہیں سب ناچیز ہیں لیکن تو نے جو کہا ہے کہ بیان کر اس لئے کچھ کہنا ہی پڑتا ہے ٭

میں وہ لونڈی ہوں جسے چین کے بادشاہ نے کنواریوں میں سے چھانٹ کر لی تھی اور مجھے حضور کی درگاہ میں بھیجکر کہلا بھیجا تھا کہ اس ڈبیہ کے موتی پوشیدہ ہیں ٭

مطلب یہ کہ کنواری ہے اور نیز یہ کہ بہت سے ہنر اس میں پوشیدہ ہیں ٭

مگر بادشاہ کو وہ بات ناگوار گزری اور غصہ سے میری طرف کچھ التفات نہ کی۔ مجھے پردہ میں خاموشی کے ساتھ بٹھا دیا اور مجھے بالکل بھول گئے ٭

میں بادشاہ کی جدائی سے عاجز ہوئی۔ تنگ ہو کر لڑائی کی طرف متوجہ ہوئی ٭

میدان جنگ میں پہلے حضور کے اقبال سے میں نے وہ کار نمایاں کئے۔ پھر جو میں نے گھوڑے کو ڈاٹا روسی فوج کو ابتر کر دیا ٭

تیسرے دن جو نصیبے سے نے مدینہ کی لڑائی میں دشمن کے ہاتھ قید ہوگئی ؛
دشمن نہ تھا جنگ آزمودہ نہنگ تھا۔ خدا کے غضب کی تصویر تھی ؛
اس ظالم نہنگ نے مجھے مارا نہیں اسی طرح روسی لشکر میں لیگیا ؛
مجھے ظالم روسیوں کے حوالہ کر دیا کہ اس خزانہ کو یونہی سربند رکھیں ؛
پھر وہ لڑنے کے لئے پلٹا اور ہاتھی کو مار کر جنگ کی شان بڑھائی ؛
جب پلیتن بادشاہ کے اقبال نے اُسے ریشمی کپڑے کی طرح مجمع کے سامنے گرا لیا۔
تو میدان جنگ میں بادشاہ کی فتحیابی پر بادشاہ کی طاقت سے نازاں ہوکر میرا سر آسمان پر پہنچا ؛
پھر جو میںنے دیکھا کہ تیرے جال میں وہ وحشی گھسٹ رہا ہے اور تیری کمند اس بلا کو اپنی
طرف کھینچ رہی ہے ؛
تو مجھے ایک طرح کا خوف رہا کیونکہ اُس وقت تک میں اُس اژدہے کو قتل کیا ہوا نہ دیکھتی تھی ؛
تمام روسیوں کے دل اس صدمہ سے رنجیدہ ہوئے ان کے لال چہرے نیلے پیلے ہوگئے
مجھپر پہرہ دار سپاہی مقرر ہوئے سب کے سب بدہیئت اور زبان کے اکھڑ ؛
جب رات کے دیو نے برا قاعدہ جاری کیا اور آدمیوں کو بھٹکانا شروع کیا۔
دیووں کی طرح ہاتھ پاؤں میں رسیاں باندھ کر مجھے ایک کوٹھری میں بند کیا۔
جب آدھی رات سے کچھ کم گزری تو جنگل کی طرف سے میرے کان میں آہ و نالہ کی آواز آئی
ایک سیاہ بادل آیا اور ان لڑنیوالوں پر پتھر برسائے۔ پہرے دار جو رات کو پہرہ دے
رہے تھے اس کے خوف کے مارے جگہ کو چھوڑ بھاگے۔ میں نے سر کے سوا اور کچھ نہ دیکھا
کہ گردن سے توڑتا تھا اور توڑ کر دوسرے پر دے مارتا تھا۔ اسقدر سر الگ کئے تھے کہ سروں کا ایک پہاڑ کھنچ گیا تھا ؛
اندر آیا اور مجھے چڑیا کی طرح اس جگہ سے نکال لیا اور میرے ہاتھ پاؤں کی تمام بندشیں کھول دیں ؛
مجھے بادشاہ کے تخت کے پایہ تک پہنچا دیا۔ تحت الثرےٰ سے آسمان پر پہنچا دیا۔
میں ابتک خزانہ کی طرح قید میں تھی اب دنیا میں خوشی کے ساتھ رہونگی۔
عورت کے پاؤں میں زیور ہی زیب دیتا ہے۔ وہ عورت نہیں جس کی جگہ قیدخانہ میں ہو ؛
میرا کامیاب دل مجھے کچھ ایسی امید دلاتا ہے کہ میں اپنی مقصدمندی کو خواب میں دیکھ رہی ہوں

اُس پری وش نے جب اپنا حال کہہ سنایا تو بادشاہ کا چہرہ خوشی سے پھول سا کھل گیا۔
اُس نے منہ کو چوما اور اس کی رام کرنے والی باتیں کیں۔
کہ اے تازہ پھول کی پتی اور گرد سے بچی ہوئی خدا کی مہربانی کی تصویر۔
تیری محبت کا مجھے پہلے ہی خیال آچکا ہے کیونکہ تو محفل کی بساط اور لڑائی کی شان ہے۔
میں تجھے لڑائی میں جان کی لینے والی پایا ہے۔ تجھے تیز رفتار اور طاقتور دیکھا ہے۔
میں گانے بجانے میں بھی تیرے ہنر دیکھنے چاہتا ہوں کہ تو ان دونوں باتوں میں اپنا جواب نہیں رکھتی
میں تیرا دوست ہوں اٹھ اور رود بجا اور گانے کی آواز سے میرا دل خوش کر۔
اس پری نے اُٹھ کر چنگ بجایا۔ تیر کی کمان تھی اور کمان کا تیر تھا۔

یعنے چنگ جو بشکل کمان ہوتا ہے۔ وہ تیر کمان بنا ہوا تھا۔ کیونکہ جس طرح کمان کا تیر جانستان ہوتا ہے اسی طرح اس چنگ کی آواز دل کو زخمی کر رہی تھی گویا تیر کا کام دے رہی تھی۔ کمان کا تیر چنگ کی آواز کو کہا ہے دل پر چوٹ لگنے کے خیال سے۔

طرح طرح کے نغموں سے آواز نکالی۔ پہلو دار دل سے راگ گایا۔

پہلو دار دل یعنے چوٹل دل یا عشق آمیز طبیعت سے گایا۔

کہ اسے بادشاہ اسے شہنشاہ۔ اے جہان کے پہلوان اے عقلمند اے دانا تیری
خوشحالی زوال سے محفوظ رہے تیرا روشن دل نور کا چشمہ بنا رہے۔
تو تازہ اقبالمند اور نیک تدبیر والا رہے۔ مضبوط اور ہوشیار اور ملکوں کا فتح کرنیوالا رہے۔
تیری جان آرام پر کمربستہ رہے تیرے بدن کی پوشاک میل کچیل سے دور رہے۔
برائی بھلائی کے ساتھ جہاں کہیں تیرا قصد ہو خدا تیرا محافظ اور عقل تیری مددگار ہو۔
ایسا ہو کہ ستارہ تیرے کام کے موافق رہے۔ دنیا کے سب ملک تیرے قبضہ میں آئیں۔
اے ساقی آ اور وہ رنگ دی ہوئی شراب جس کو بوڑھے مورخ نے خون میں رنگا ہے
دے کہ جب لڑائی میں کمر تک داخل ہو جائے تو اپنے رنگ و روپ سے مجھے اور روپ دے۔

عصیر بمعنے آب جوش یا نچوڑی ہوئی شے مجازاً انگوری شراب۔ یہاں جنگ سے مراد ہے۔ جنگ سے معرکہ بیان میں آنا مراد ہے یا بلحاظ شراب کے پینا۔

سکندر کا روسی لشکر پر فتح پانا

صبح کے لشکر نے جب جھنڈا بلند کیا اور زمانہ نے رات کی عبارت پر قلم کھینچ دیا۔

کسی کے نام پر قلم کھینچنا اُس شے کا نیست و نابود کر دینا مراد ہوتا ہے۔ یہاں مطلب یہ ہے کہ رات گزر گئی اور دن نکل آیا اور طرزِ بیان بطور تمہید بتاتا ہے۔ آئندہ کی صف آرائی اور ایک فریق کی شکست کو

زمین کا مغز سورج کی گرمی سے سوداوی سرسام میں مبتلا ہو کر بے کام ہو گیا۔

دماغِ زمین سے بخیال سیاہی سرِ رات مراد ہے اور بیکاری سے گزر جانا مطلب ہے۔

صبح کے وقت مرغ نے اس طرح غل مچایا جس طرح سرسام والا روشنی سے اور مرگی والا دیو سے چیختا ہے۔

قاعدہ ہے سرسام کا مریض روشنی سے بے چین ہوتا ہے اور مرگی والے کو بُری صورتیں نظر آتی ہیں جن سے ڈر کر وہ مضطرب ہوتا ہے۔

بادشاہ لڑائی کے خیال میں بھرا ہوا نیند سے اُٹھا اور صاف دل سے وہم کو دور کیا
عبادت خانہ میں آیا اور پوجا کی اور زبان سے بہت کچھ شکریہ ادا کیا۔
اپنے مدد دینے والے خدا سے اس معرکہ کی بابت کبھی مدد مانگتا تھا اور کبھی فتح چاہتا تھا
جب کچھ دیر خاک پر سر رگڑ چکا تو کمر باندھی اور دامن چاک کیا۔
ملازموں نے اس کا تخت ہاتھی کی کمر پر باندھا اور دو جوان تلواریں سونت کر اُس کے پاس کھڑے ہو گئے
اس چوڑے دریا جیسے میدان میں فوج کی صفوں سے پہاڑ کا سا احاطہ بنا لیا۔
جہان کے رونق دینے والے سردار نے فوج کو پہلے دن کی طرح مرتب کیا۔
اس حصار کے گردسے کے دائیں بائیں جانبوں پر لوہے کی دیوار سے غبار کا راستہ بھی روک دیا

پولاد فوج کے اسلحہ سے مراد ہے کہ ایسی متصل اور گنجان صفیں قائم کی تھیں کہ غبار بھی اُڑ کر اندر کی طرف نہ جا سکتا

دوسری طرف روسی سردار نے قاعدہ اور ترتیب سے فوج کو کھڑا کیا۔
روسی گھنٹوں کا شور مچا۔ بھیجا غصہ کی گرمی سے کھولنے لگا۔
تلوار کی چمک اور بھالوں کی بجلیوں سے دل کانپ گئے اور ہاتھ باگوں سے رُک گئے
کمان کے کھینچنے کی آوازیں پہاڑ کے بھیجے میں اُتر گئیں اور تیر ہر ایک گروہ میں

بہادروں کی گرزوں کی سختی سے مغز منہ سے نکلا پڑتا تھا ٭

ہاتھیوں کے زیر کرنے والے گرزوں کے صدمہ سے آسمان نے اپنے کپڑے نیل کے ماٹ میں رنگ لئے تھے ٭

جوہر وار تلوار کی دہشت نے چیونٹیوں کے پروں سے عقابوں کے بازوں کا زور کھو دیا تھا ٭

پرہائے مور سے وہ جوہر مراد ہیں جو تلواروں میں باریک باریک ہوتے ہیں اور عقابوں سے مراد بہادر سپاہی ہیں جن کو کشتہ کر دیا تھا ٭

نیزہ کی نوک نے اُندھے لٹکنے والے طاس سے پھریرہ پر خون کے طشت لنڈھا دئے۔ گھوڑوں کے سم خون سے عقیق جیسے ہو گئے تھے۔ زین نمدے تک خون میں ڈوب گئی تھی ٭

برچھیوں نے ڈھالوں میں ستارے روشن کر دئے تھے۔ ڈھالوں کو ماہی مراتب بنا دیا تھا ٭

ستاروں سے سوراخ اور ماہی مراتب سے ڈھالوں کا برچھیوں کی نوکوں پر چھد کر اُٹھ آنا مراد ہے ٭

الجھے سے نیزے جو قتل میں زیادتی کر رہے تھے کشتوں پر خون اور خاک سے لحد بنائے جاتے تھے ٭

خشت کے معنے اینٹ کے بھی ہیں اس رعایت سے خاک اور خون کو گارا بنا کر قبروں کی بنیاد ڈالی ٭

گردن میں سے نکل جانے والی تلوار کے برسانے نے خون کی ندی سے لالہ کا تختہ لگا دیا تھا ٭

بھال سینوں کو اپنی سوئی سے سی رہی تھی اور مقراضہ سے کتر چھانٹ سیکھی تھی ٭

مقراضہ ایک قسم کا دو بھال کا نیزہ ہوتا ہے اور مقراض قینچی کو کہتے ہیں۔ مقراضی قینچی کا کام یعنے کتر چھانٹ ٭

ہر ایک ہاتھ میں تلوار تیزی کر رہی تھی اور اژدہے کی طرح نیند سے اُٹھی ہوئی تھی

نیند سے اُٹھنے سے زیادہ چست و چالاک مراد ہے کیونکہ تکان کو سو کر رفع کر چکتے ہیں ٭

زمین پر کشتوں کے پشتوں سے میدان جنگ محشر کا چوک بنگیا تھا ٭

رومی ہر طرف کو لڑائی کر رہے تھے اور روسیوں میں قیامت برپا کر دی تھی۔ روسی اور رومی لشکر غٹ پٹ ہو گئے۔ سرخی اور سفیدی میں معشوق کے رخسار جیسے ہو گئے ٭

سکندر اس لڑائی میں مست ہاتھی کی مانند ہاتھ میں ایک پہلوانوں کا ہتھیار لئے ہوئے تھا
جس طرح ہاتھی فولادی ڈھالوں سے محفوظ ہوتا ہے اور جس طرح خونخوار شیر دھاڑتا ہے
بادشاہ بالکل اُسی ہاتھی اور اُسی شیر سے ملتا جلتا تھا کہ اس نے ہاتھیوں اور شیروں
کا راستہ بند کر دیا تھا ٭
جس تلوار سے وہ وار کرتا تھا اُس کے سر کو تن پر سے اُتار لیتا تھا ٭
عباسیوں کی مانند اُس کا چتر سیاہ تھا۔ پرطاسیوں کو چیخوا دیا تھا ٭

زدہ سنگ پر طاس۔ طشت پر پتھر مارا۔ مطلب یہ کہ جس طرح طشت پر پتھر لگنے سے شور مچتا ہے
اسی طرح پرطاسی اس کی ضرب سے چیخ اُٹھے ٭

بازو کی طاقت اور رکاب کے صدموں سے بیشمار سر دائیں بائیں جانب گرا دئے
وہ اور اس کا لشکر ایک جگہ پر قائم تھا کہ پہاڑ کی اوٹ سے ستارہ کب نکلتا ہے ٭

کوہ سے غیب اور اختر سے ساعت فتح مراد ہے ٭

نجومی کے پانسے ساعت دریافت کرنے کے لئے سورج کے سامنے چاند کی طرح تیز رفتار تھے

قاعدہ ہے کہ رمل اور نجوم والے پانسوں کو سورج دیکھ کر زمین پر ڈالتے ہیں اور اُن سے ساعت دریافت کرتے ہیں۔ یہاں یہ مطلب ہے کہ سکندر کا نجومی نیک ساعت دیکھنے کے لئے جلدی جلدی پانسہ پھینک رہا تھا ٭

جب بادشاہ کی فتح مندی کی گھڑی آئی تو زمانہ نے بادشاہ کی تلوار کو کنجی بنا دیا

کلید سے مالک کی کنجی مراد ہے کہ اس کی تلوار ملک فتح کرنیکے حق میں کنجی جیسی ہوئی۔

بادشاہ نے کہا کہ حملہ کر تقدیر تیری مددگار ہے اس حملہ میں تیرے لئے فتح ہے۔
بادشاہ نیل دریا کی طرح بڑھا اور دشمن کا سر ہاتھی کے پاؤں میں ڈالدیا ٭
روسیوں پر منہ کھولے ہوئے خونخوار اژدہا کی مانند حملہ کیا ٭
بادشاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ روسی قنطال کو شکست ہو گئی ٭
جب اُن کے ٹکڑے اُڑائے تو ایک حملہ میں اُنکو بہا دیا ٭
ہاتھی کو گرفتار کرنے والے بادشاہ نے کمند کے پھندے میں قنطال کو پھانس لیا ٭

دشمن کو شکست ہو گئی۔ جہان نے بادشاہ کو جہان کی بادشاہی دی ؛

روسیوں سے خوب خوب خون کی ندیاں بہائیں قتل کیا اور پھانسی پر لٹکایا۔
روسیوں کے قتل کی کثرت سے پتنگ کی لکڑی نے مقتولوں کی بدولت ایک کھیتی
حاصل کر لی ؛

طلب یہ کہ پتنگ کی لکڑی میں جو سُرخی ہے وہ انہی کشتوں کے دم سے ہے ؛

روسی ملک کے پرطاسی بہادروں میں سے ایک لاکھ تلوریے گرفتار کئے گئے۔
ان کے سوا تلواروں اور تیروں سے بھی مارے گئے فتنہ آخر کار مارا ہی جاتا ہے۔
تھوڑے سے جو بے سامان زندہ بچے وہ روس کی طرف کو اُلٹے بھاگ گئے۔
بادشاہ کو اس قدر دولت ہاتھ نہیں آئی کہ جس کا اندازہ کیا جائے۔
چاندی سونے پوستین لعل اور جواہر کی۔
جب بادشاہ نے دشمنوں پر فتح پائی تو اس کا کام خوش اقبالی سے چمک اُٹھا۔
تیز رفتار گھوڑے سے اُترا اور اس کی جو مراد تھی وہ اُس نے پائی ؛
خدا کی شکر گذاری میں خاک پر مُنہ رکھا کہ خدا نے اسے فتح دی وہ ناچیز تھا۔
جب اپنے خدا کا شکر ادا کر چکا تو وہ تمام خزانے فقیروں کو بانٹ دئے ؛
ملک کو دشمنوں سے خالی دیکھا تو عیش اور راگ کی محفل میں مصروف ہوا۔

اے ساقی آ اور جواہر کا پیالہ مجھ جوہری کو دے۔
کہ میری خشک جان اس سے تردتازہ ہو جائے کیونکہ گوہر کا زنگ گوہر سے دور ہوتا ہے

ام گوہرفشاں۔ جام شراب۔ مراد مضامین خوب سے ہے۔ ترکیب من گوہری۔ مجھ گوہری پیدائش راد شاعر کی اپنی ذات سے بخیال انسان یا بخیال شاعری ہے۔ تر سے مراد خوش ہے۔ زنگار گوہر وہر سے بھی مطلب ہے کہ لوہے کا زنگ لوہے سے مٹایا جاتا ہے تو میری طبیعت جوہردار ازنگ جام جوہرفشاں سے جائیگا ؛

فرہنگ سکندر نامہ

الف

آرزم۔ (ف) ازرم۔ مہربانی۔ صلح۔ آرام۔ گناہ ؞

اَدہم (ع) بیڑی۔ گھوڑا۔ کالا سانپ ؞

ادیم۔ (ع) ادھوڑی۔ چمڑا۔ سالن روٹی ؞

افسار۔ (ف) باگ ڈور ؞

الانی۔ الان کا باشندہ جو ایک روسی شہر ہے ؞

ایسوی۔ ایسو کا باشندہ جو ایک روسی ضلع ہے ؞

ایلاقی۔ ایلاق کا باشندہ جو ترکستان کا شہر ہے ؞

ب

برگستوان۔ (ف) پاکھر۔ وہ زرہ جو گھوڑوں کے پٹھوں اور گردن پر ڈالی جاتی ہے ؞

بے ستون (ف) بہت بلندی۔ ایک ایرانی پہاڑ کا نام ہے۔ مجازاً آسمان ؞

پ

پرطاس۔ ایک ترکستانی شہر کا نام ؞

پرنیاں۔ ریشمیں مہین کپڑا ؞

پژوہندہ۔ (ف) ڈھونڈھنے والا ؞

پالارک۔ (ف) تلوار کا جوہر ؞

پلاس۔ (ف) کمبل۔ ٹاٹ۔ مجازاً کمر ؞

پیغولہا۔ (ف) کونا۔ گوشہ ؞

پینو۔ (ف) خشک دہی ؞

ت

تبیرہ۔ (ف) نقارہ ؞ تذرو۔ (ف) چکور ؞

ترگ۔ (ف) خود ؞

تظلم جستن۔ (ع) فریاد کرنا۔ انصاف چاہنا۔ تظلم بمعنے ظلم کرنا ؞

تنین (ع) اژدہا۔ سانپ ؞

ج

جعد۔ (ع) گھونگریالے بال ؞

جنیبت۔ (ع) گھوڑا ؞

چ

چاؤشاں۔ (ف) چوبدار ؞

خ

ختلی۔ (ف) گھوڑا ؞ خرطوم۔ (ع) سونڈ ؞

خزرانی۔ خزران کے رہنے والے جو ایک علاقہ کا نام ہے بحیرہ خزر کے متصل ؞

خشت۔ (ف) اینٹ۔ ایک قسم کا چھوٹا نیزہ ؞

خمک زدن (ف) آواز دینا۔ تال دینا۔ تالی بجانا ؞

خوے (ف) پسینہ ؞

د

دُرج۔ (ع) ڈبہ۔ صندوقچہ ؞ درع۔ (ع) زرہ

دژخیم (ف) بدخصلت ؞ دستان۔ (ف) مکر۔ اگ کہانی۔ رستم کے باپ کا نام۔ ایک بستی کا نام۔ ہاتھ ؞

دوال۔ (ف) تلوار۔ کمر۔ ڈنکا۔ نقارے کے بجانے کا چمڑا۔ چمڑے کا ٹیکہ ٭

دوالک۔ (ف) ایک قسم کا جوا ٭

دوالی (ف) مکار۔ ایک ترکستانی شہر کے حاکم کا لقب ہے ٭

ر

رجیل۔ (ع) کوچ ٭ **رخش**۔ (ف) گھوڑا۔ سفیدی و سرخی مائل گھوڑا۔ قوس قزح مبارک کی۔ عکس ٭

رغم (ع) خاک آلودہ۔ ذلیل ٭

ز

زرافہ (ع) ایک قسم کا چوپایہ جانور ہے جس کا سر اور گردن اونٹ کی مانند کھال شیر کی سی زبان یعنے سونڈ کا کام دینے والی۔ ٹانگیں آگے کی بڑی پچھلی چھوٹی ہوتی ہیں یہ جانور مصر کے علاقہ میں ہوتا ہے۔ دو قالین جن پر اس جانور کی تصویر ہو ٭

ژ

ژرفہ۔ (ف) گہرا۔ عمیق ٭ **ژندہ**۔ (ف) بڑا۔ مست ٭

س

سد سکندری۔ (ع) وہ دیوار جو سکندر نے یاجوج ماجوج آدم خور قوم کی روک کے واسطے بنائی ہے۔ سد۔ روک۔ آڑ۔ دیوار ٭ **سمرون**۔ (ف) سینہ گمد ٭

سفتہ۔ (ف) ہنڈوی۔ پیکان۔ بھال۔ تحفہ ٭

سفتہ۔ (ف) ڈلدار۔ موٹا۔ مضبوط ٭

سفن (ع) جمع سفینہ۔ کشتیاں ٭

سفن۔ (ع) سوہن ٭

سفن۔ (ع) مچھلی کا کھردرا چمڑا ٭

سکاہن۔ (ف) سک یعنے سرکہ۔ آہن یعنے لوہا کچھ سیاہ رنگ

سنبہ۔ (ف) برما۔ سوراخ کرنیکا اوزار ٭

سینغور۔ (ف) ایک قسم کا سیاہ ریشمی کپڑا ٭

ش

شرزہ۔ (ف) خوفناک۔ غضب ناک ٭

شموس۔ (ع) جمع شمس۔ چاند سورج۔ سرکش گھوڑا ٭

ص

صدف۔ (ع) اونچی چیز۔ سیپی۔ شراب کی پیالی ٭

صرعی۔ (ع) مرگی والا ٭

صطرلاب (ع) پالسنہ۔ نجوم کا آلہ ٭

صلب۔ (ع) کمر۔ پشت ٭

صہیل (ع) ہنہنانا ٭

ط

طربلہ۔ (ع) حملہ ٭

طلایہ۔ (ف) بکٹ پہرہ۔ وہ فوج جو گرد آوری کرتی رہو

طلق۔ (ع) دروازہ۔ ابرک۔ شراب ٭

طبنک۔ (ت) ڈھول۔ دھونسہ ٭

ع

عاج (ع) ہاتھی دانت ٭

عرین۔ (ع) بن۔ جنگل ٭

عصیر۔ (ع) شیرہ۔ انگور کا رس ٭

عفریت۔ (ع) دیو بھوت ٭

غ

غراب - (ع) کوّا - چھوٹی کشتی - ڈونگا ؎

ف

فلاطوسی - فلاطوس شہر کا یا فلاطوس قبیلہ کا آدمی

فلکہ - (ع) چمڑے کا وہ چھوٹا سا گول ٹکڑا جو تکلے میں ڈالتے ہیں - ٹیلہ - سینہ کی گول ہڈی ؎

ق

قطران (ع) تاربین کا تیل - ایک قسم کا کالا بدبودار تیل جو کسی چیز سے بنایا جاتا ہے ؎

قندز - (ت) ایک قسم کا سیاہ جانور جس کی کھال کا پوستین بنتا ہے ؎

قنطار - (ع) مشک - کھال کا تھیلا ؎

قوارہ - ٹکڑا - چورہ ؎

ک

کالبد - (ف) بدن جسم ؎ **کاورس** - (ف) باجرہ چینا

کاورسۂ نقرگون - (ف) چاندی کا باجرہ : تلوار کے جوہر سے مراد ہے ؎

کحلی پرند - (ع ف) سیاہ چادر ؎

کرگدن (ف) گینڈا ؎ **کفیدہ** - (ف) پھٹا ہوا ؎

کورہ (ف) بھٹی - انگیٹھی - آوا ؎

ل

لیشہ - (ف) دو پھندہ دار لکڑی جس سے شریر گھوڑے کی تھوتھنی باندھتے ہیں ؎

لعبت - (ع) کھلونا - گڑیا - تصویر - پُتلی - مجازاً معشوق

لغچہ - (ف) مُچّہ - سری کا گوشت ؎

لوبد - (ف) بڑے منہہ کا پتیلہ - دیگ ؎

م

ماشورہ - (ع) نلی - تکلے کا سوت - تکلے پر چڑھی ہوئی ککڑی

مبارز - (ع) لڑنے والا - مقابلہ کرنیوالا ؎

مجوس - (ع) آتش پرست قوم ؎

مرز - (ف) زمین - سرحد ؎

مرغول (ع) عیش : پیچ تاب کھایا ہوا ؎

مزوّر - (ع) فریب سے دکھایا ہوا - مکر کیا ہوا ؎

مصاف - (ع) صف باندھنے کی جگہ - میدان جنگ - لڑائی

مغاک - (ف) گڑھا ؎ **مقراضہ** - (ع) دو شاخی کھال

مقراضی (ع) کتر بیونت کرنا مقراض کا کام مقراض بمعنی قینچی

مقرعہ - (ع) کوڑا - چابک ؎

مکلل (ع) تاجدار - چمک دار - ملمع کیا ہوا ؎

ن

ناحیت - (ع) کنارہ - سرحد - طرف ؎

و

وحش - (ع) وحشی - جنگلی ؎

ی

یاجوج - ایک آدم خوری قوم ہے جس کا دوسرا فرق
یاجوج ہے - یہ قومیں عمر اور قد کی بڑی ہوتی ہیں
سد سکندری سے آگے ہوئی ہیں ان کا علاقہ ترکستا
سے ملحق بیان کیا جاتا ہے ؎

التماس

صاحبان! اس کتب خانہ سے ہر قسم کی کتب ہر مضمون ہر ملّت و مذہب کی ہر زبان میں ہر جگہ کی طبع شدہ عمدہ سے عمدہ اور ارزاں سے ارزاں مل سکتی ہیں ہر فرمائش کی تعمیل حسب مرضی خریدار اس قدر صفائی اور راست بازی سے کی جاتی ہے۔ کہ جس کے صرف تھوڑے عرصہ کے تجربہ سے مجھ کو اس قدر التماس کرنے کی جرأت ہوئی ہے کہ جو صاحب ایک دفعہ امتحاناً تھوڑا بہت معاملہ کرکے اس نیازمند کو آزمائش کا اعزاز بخشیں۔ تو ممکن نہیں کہ پھر عمر بھر اس تابعدار کی خدمت گزاری سے کسی طرح بھی روگردانی کریں۔ علاوہ ازیں ہر قسم کا کام چھپوائی عمدہ سے عمدہ ارزاں سے ارزاں اور جلد تیار ہو سکتا ہے۔ جواب طلب امورات کا جواب بلا آنے ٹکٹ ڈاک یا جوابی کارڈ کے فوراً دیا جاتا ہے۔ تاجران کتب۔ مدرسین و طلباء کے ساتھ دیگر تاجران لاہور کی نسبت خاص رعایت کی جاتی ہے ضرور آزماویں اور فائدہ اُٹھاویں ٭

المشتہر

آپ کا نیازمند

منشی رام اگروال تاجر کتب

مہتمم کتب خانہ تعلیمی پنجاب انارکلی لاہور

1425

1425

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम…शाहे नामा…

लेखक…शाहे नामा फिरदोसी…

प्रकाशन वर्ष…

आगत संख्या…1425…

ب شاہنامہ

ت پر بیٹھنا اور سرداروں کو نصیحت کرنا

تخت پر بیٹھا اور سر پر وہ فرحت بخش تاج رکھا +

ے خوشحال ہوگیا۔ بھیڑ اور بھیڑیا ایک گھاٹ پانی پینے لگے +

نہ کی ملک اور زمانہ اس کا فرمانبردار ہوا +

ونکہ اس کا حکم اور سلطنت نئی نویلی تھی +

تو نقصان اُٹھائیگا ے +

ب اُسے نیا بادشاہ کہنے لگے +

ل نہ ہوگا +

ں کی شان و شوکت جمشید سے زیادہ ہو +

ی اور اس کی پسندیدہ دانائی اور طریقہ کو دیکھکر ملک کے شریفوں نے
ائے دینے والوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ تو سرداروں کے سردار نے بولنا شروع
+

ے ہمارا دل محبت اور نیکی سے بھرا ہوا ہے +

ند مندی سب اُسی کی طرف سے ہیں ہم اسی کے محتاج ہیں وہی ہمیں خوش کرتا ہے +

زور۔ اُسی کے حکم سے آسمان پر سورج چمکتا ہے +

ا پھرنا چاہیئے۔ اس کے حکم کے سوا سانس نہ لینا چاہیئے +

دنیا میں انصاف کرتا ہے تخت پر بحال رہتا ہے +

۔ وہ اپنی ذات کے لئے بُرے نتیجے پیدا کرتا ہے ہم سے جو کچھ پوچھو گے
ں مبارک دلسے ظاہر کرینگے۔ دل کے اندیشہ سے کوئی واقف نہیں۔ اس

ب انصاف سے ہر ایک آدمی کو خوش کرتا ہے +

ج کا کام کل پر نہ رکھ تجھے کیا خبر ہے کہ کل زمانہ کس طرح ہو جائیگا +

جبکہ باغ میں آج پھول آئے ہوئے ہیں۔ اگر تو کل چنے گا تو بیکار ہونگے +

جس وقت تیرے بدن میں طاقت ہے بیماری اور تکلیف اور چوٹ کا خیال کر +

زندگی کے بعد موت کا دن یاد کر۔ ہم موت کے سامنے ایسے ہیں جیسے ہوا اور پتے +

جس وقت تو کام میں سستی کریگا تیری سب تدبیریں خراب ہو جائینگی +

جب آدمی کے دل پر حرص غالب ہو جاتی ہے۔ تو وہ ایک لاعلاج بیماری ہوتی ہے +

اور اگر عقل پر حرص[۱ع] غالب ہو جائے تو اس کو دیوانہ ثابت کرنے کے لئے اور گواہ کی ضرورت نہیں +

اگر لڑنے والا بہادر بھی اسی ہو تو اس کی عزت کوئی نہیں کرتا +

تیرے[۲ع] لئے ٹیڑھا چلنے میں بہت خطرے ہیں۔ اور راستی کا راستہ محفوظ ہے +

جس کام میں تو نے ہاتھ ڈال رکھا ہے۔ اگر اس میں تیزی یا سستی کریگا تو نقصان اٹھائیگا +

اگر تیری زبان جھوٹ سے آشنا ہوگی تو تجھے خدا داد نصیبہ سے عروج حاصل نہ ہوگا +

پیچ دار بات کہنی کمبختوں کا کام ہے۔ کمبخت آدمی کے حال پر رونا چاہئے +

جو بادشاہ نیند سے سویرے اٹھتا ہے۔ وہ دشمنوں سے محفوظ اور تندرست رہتا ہے +

عقلمند کھانے[۳ع] سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ اور اس پر زیادتی کرنی لالچ اور رنج اور تکلیف ہے +

اگر بادشاہ انصاف اور بخشش کرتا ہے تو جہان بھی آرام اور رونق کے ساتھ ہے +

اور اگر انصاف[۴ع] میں بے پرواہی کرے تو اس کا کھانا زہر اور پانی خون ہے +

اس محفل میں جو لوگ ہیں انہوں نے میری پکار کر کہی ہوئی باتوں کو سن لیا ہے۔ سمجھ لو اور خوب یاد رکھو اور تم پھر نصیبہ ور رہو +

میں نے بہت سے بادشاہ دیکھے ہیں۔ میں نے انصاف اور عقل کا راستہ اختیار کیا ہے +

لیکن وزیر کی بات سننی چاہئے اور اسکی نیکی اور بدی کو دیکھتے رہنا چاہئے +

اس درگاہ میں جو شخص کسی ضروری کام کے لئے صبح یا شام کو آئیگا +

[۱ع] یعنی حرص کا غالب ہونا ہی اسکی دیوانگی کی کافی دلیل ہے گواہ کی ضرورت نہیں + [۲ع] تاریک سے خطرناک اور باریک سے صاف اور محفوظ مراد ہے + [۳ع] مطلب یہ ہے کہ جس طرح زیادہ کھانے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح زیادہ حرص نقصان پہنچاتی ہے +

[۴ع] یعنے اس کھانے کی جگہ زہر اور پینے کی جگہ خون [illegible] +

اور وزیر مجھ سے ایسے معاملہ کو چھپائیگا۔ تو میں اس سے بات نہ کروں گا +
میری درگاہ کے اہلکاروں اور میری فوج کے جنگی سواروں کو (مناسب ہے) +
جب میں انہیں روزی سے تنگ نہیں رکھتا تو انہیں بھی عزت اور ناموری کا خیال رکھنا چاہیئے +
مروت اور سچائی پوری اختیار کرنی چاہیئے۔ اِنصاف میں کمی نہ کرنی چاہیئے +
ایران والوں میں سے جو شخص کہ ہوگا اور ہماری درگاہ میں خدمت گزاری کرے گا +
اگر ہوشیاری اور غیرت کے ساتھ فرمانبرداری کرتا رہیگا۔ تو ہماری طرف سے انعام اور مہربانی کا مستحق ہوگا +
اگر کوئی ماتحت ظلم اختیار کرے تو وہ دانا اور حق شناس نہیں ہے +
اس برائی کا جو اُس نے کی ہے۔ اسے بدلہ مِلنا چاہیئے۔ بے مروت پر رحم نہ کھانا چاہیئے +
تم سب دل سے پاک خدا کی فرمانبرداری کرو اور ہم سے مت ڈرو +
کیونکہ بادشاہوں کا وہی بادشاہ ہے وہی مُلک کا مالک اور حاکم اور غالب ہے +
وہی تاج اور سورج اور چاند کو روشنی بخشنے والا اور ہمیں اِنصاف کا رستہ دکھانے والا ہے +
مُلکوں کا مالک اور حاکموں کا حاکم ہے۔ ہر شخص کی سمجھ سے بڑھ کر ہے +
جگہ اور وقت اور آسمان پیدا کیئے ہیں (اسی نے) ہماری جان اور دل کو محبت سے آراستہ کیا ہے +
تیری عبادت کرنے پر تیرے تاج اور تخت کا محافظ اور مددگار ہے +
اس نے تمہارے دلوں میں ہماری محبت پیدا کی ہے۔ دشمن کا دِل اور آنکھیں فرمانبرداری کیطرف متوجہ کردی ہیں +
تندرستی اُسی کے حکم میں ہے ساری نیکیاں اُسی کے قبضہ میں ہیں +
زمین سے ساتویں آسمان کی بلندی تک ہوا۔ آگ پانی اور پریشان خاک +
(سب) خدا کی ہستی کی گواہی دیتے ہیں (اور) تیری روح[۵] کو عقل سکھاتے ہیں +
تعریف کرنی سب تیرے اِختیار میں ہے اور عبادت کرنی تیرے ذمے ہے +
جب نوشیرواں نے یہ باتیں بیان کیں۔ تو سب لوگ اُس کی طرف سے تعجب میں رہ گئے +
سب اکٹھے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے اور از سر نو اس کو مرحبا کہا +

---

[۵] اِنسان کی طرف خطاب +

نوشیرواں کا اپنی سلطنت کو چار حصوں میں تقسیم کرنا اور اہلکاروں کو انصاف کرنے کے ہدایت نامے بھیجنا

بادشاہ نے عالموں کو بلایا اور سلطنت کی بابت مشورہ کیا +
ملک کے چار حصے کر دیئے اور اُن میں آباد شہروں کو مقرر کیا۔
اوّل خراسان ٹھیرایا اور سرداروں کو اِس (تقسیم) سے خوش کیا +
دوسرا صوبہ قم کا مقرر کیا جس میں بزرگ لوگوں کا وطن اور معزز اشخاص کا مقام (شہر) اصفہان ہے +
اور اِسی (صوبہ) میں آذر بایجان تھا جہاں کے آزاد لوگ بخشش شعار ہیں +
اور آرمینیہ سے اردبیل کی حد تک جبر اور گیلان کے علاقہ کو ماپ کر شامل کیا +
تیسرا فارس اور آہواز اور بحیرۂ خزر کا ملک تھا جو خاور سے باختر تک واقع ہے +
چوتھا عراق اور روم کا علاقہ قرار پایا یہ ایسی سلطنت اور آباد سرزمین تھی +
اِن ملکوں میں جو فقیر تھے اور جن کو اپنے پیٹ پالنے کی ضرورتیں تھیں +
اُن پر بھرے ہوئے خزانے بخشدیئے خلقت نے اس کو دعائے خیر دی +
جو بادشاہ اس سے پہلے گزرے تھے۔ خواہ اُن کا مرتبہ اس سے کم تھا یا زیادہ +
اُنھوں نے کھیتوں اور فصلوں پر محصول لیا اور کوئی بھی اِس سے پہلے اچھوتا نہ بچا تھا +
بادشاہی حق تہائی یا چوتھائی تھا جب کیقباد ہوا تو اُس نے دسویں حصہ کی رسم نکالی +
اِس کا ارادہ تھا کہ دسویں حصہ سے بھی گھٹا دے اور کوشش کرے کہ غریب امیر کی برابر ہو جائے +
زمانہ[۵۱] نے اُسے اس بات کی مہلت نہ دی۔ دریا میں مگرمچھ بے خوف نہ رہ +
وہ مبارک تاج کسریٰ[۵۲] کو ملا تو اُس نے محصول کو معاف کر کے دس میں سے ایک رکھ لیا +
عقلمندوں اور سرداروں اور معزز لوگوں اور سمجھداروں اور عالموں کی مجلس ہوئی +
سب[۵۳] اہلکاروں کی کمیٹی ہوئی۔ زمین کی تقسیم ہوئی اور جریب ڈالی گئی +

---

[۵۱] یعنے انسان کو چاہیئے دنیا میں موت کو نہ بھولے یعنے موت ضرور آتی ہے + [۵۲] یعنے جس چیز کا محصول پہلے دس روپیہ تھا تو اب صرف ایک روپیہ رہ گیا + [۵۳] اس شعر میں بادشاہان غلط ہے کارداراں ہونا چاہیئے +

ایک درم محصول مقرر ہوا مگر اس وقت جبکہ کسان نقصان کی حالت میں نہ ہوتا تھا +
جس کے پاس بونے اور ہل چلانے کے وقت بیج یا جانور نہ ہوتے تھے +
تو وہ شاہی خزانہ سے پاتا تھا اور زمین کو کھیتی سے خالی نہ چھوڑتا تھا +
بغیر بوئی ہوئی زمین پر کچھ نہ طلب کیا جاتا تھا۔ پرانی رسمیں سب جاتی رہی تھیں +
پھل دار انگور پر چھ درم مقرر تھے اور اسی قدر محصول چھواروں کے درختوں پر لگایا گیا +
زیتون اور ہینگ اور وہ ہر ایک میوہ دار درخت جو کاتک کے مہینے میں پھلتا ہے +
دس[طہ] درختوں پر ایک درم خزانہ میں داخل ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ سال بھر تک کوئی فکر نہ رہتی تھی +
اور اساڑھ مہینے کی کھانے کی چیزوں میں سے کسی پیداوار پر بھی کوئی نظر نہ ڈال سکتا تھا یعنے سب کا محصول معاف تھا +
جو شخص[عہ] زردار تھا اور کسان نہ تھا اُسے بونے اور کاٹنے کا کوئی بھی غم نہ تھا +
دس درم سے چار درم تک ادا کرنے والے سے اہلکار برس بھر میں وصول کرتے تھے +
کوئی کسی پر ظلم نہ کرتا تھا ان درموں کی ایک برس میں تین قسطیں تھیں +
محصول دینے والا بادشاہ کی کچہری میں چوتھے مہینے ایک قسط اس محصول کی لیکر آتا کچہریوں میں بادشاہی منشیوں
اور عالموں کی تعداد بہت تھی +
محصول اور خراج جو کچھ مقرر تھا وہ تین رجسٹروں کے ذریعہ سے تحویلدار کے حوالے ہوتا تھا +
ایک تو وہ جس کے ذریعہ خزانچی کے حوالہ کیا اور اُس کے محافظ دفتر نے رسید دی +
دوسرا وہ کہ ہر علاقہ کو اور ہر ایک عامل اور سردار کو بھیجا جائے +
تیسرا وہ کہ تحویلدار کے پاس روانہ کیا جائے کہ خراج اور محصول کا حساب کرے +
خراج اور محصول اور بونے اور کاٹنے کے کام اس کے متعلق ہوتے تھے +
سلطنت میں مخبر پھیلے ہوئے تھے تاکہ اُس سے برائی بھلائی چھپی نہ رہے +
تمام ملک کو انصاف سے معمور کر دیا جہاں کہیں ویرانہ تھا اُسے آباد کر دیا +
چھوٹے بڑے میدان میں سوتے تھے بھیڑیا اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے +
پہلوی زبان میں ایک فرمان جاری کیا اگر تو مجھ سے سُنیگا تو پسند آئیگا +

[طہ] یعنے صرف سال بھر میں اسی قدر محصول لیا جاتا تھا اور کسی قسم کا محصول نہ دینا پڑتا تھا +

[عہ] مطلب یہ کہ وہ ٹیکس سے آزاد تھے اُن سے کچھ بازپرس نہ تھی +

اول فرمان کی پیشانی معزز آدمی خداشناس شہنشاہ کسرےٰ کی طرف سے تھی +
خاندان قباد کی پھلی پھولی ہوئی شاخ جس نے بزرگی کا تاج سر پر رکھا ہے +
خاصکر اُسی نے ہر مُلک اور میدان کو آباد کیا ہے۔ کیونکہ عادل خدا نے اس کو شوکت بخشی +
خراج اور محصُول کے وصُول کرنے والے اہلکاروں کے نام تھا جو تاج اور حکومت کے سایہ کے دعاگو تھے +
تم کو ہماری طرف سے مرتبہ کے موافق سلام پہنچے اس کو جو ذات کے ساتھ ہُنر بھی رکھتا تھا ترقی دی +
پہلے جبکہ ہم کوئی بات کہیں تو جہان کے پیدا کرنے والے کی تعریف کریں +
عقلمند اور سمجھدار اسے سمجھ جو جہان کے بادشاہ (یعنے خدا تعالیٰ) کا شکر ادا کرے + اِنسان سمجھ لے کہ وہ
(خدا) ہم سے بے پروا ہے اُسے پوشیدہ باتیں بھی معلوم رہتی ہیں + جب وہ کسی کو سربلندی عطا کرتا ہے تو پہلے
وہ اُسے سیر چشمی عطا کرتا ہے + اُس نے مجھے اِنصاف کا حُکم دیا ہے اور وہ آپ حاکم ہے۔ ہمیشہ ہر ایک اعلےٰ سے
اعلےٰ ہوتا آیا ہے + خُدا تک پہنچنے میں بادشاہ اور غریب برابر ہیں۔ عبادت کے سوا کسی کو بھی اور کام نہیں
زمین کی گہرائی سے بلند آسمان تک آفتاب سے سیاہ پریشان وصول تک + چیونٹیوں کے پاؤں کے نشان تک
بھی اُس (خدا) کی ہستی کے گواہ ہیں کہ ہم بندے ہیں اور وہ بادشاہ ہے + ہمیں سچائی کے سوا اور کسی بات کا
حُکم نہیں دیا کمی اور کجی شیطان کا کام ہے + اگر اس پھیلے ہوئے جہان میں اس باغ اور میدان اور محل کے
سوا میرا کوئی اور حصّہ نہ ہوتا تو بھی[1] میرا دل اِنصاف اور محبت اور خندہ پیشانی سے ہر کام کے شروع کرنے
کے سوا اور کسی چیز کی خواہش نہ کرتا + اب وہ ساری کی ساری زمین جو خاور سے باختر تک ہے + پاک
خدا نے مجھے حکومت کے لئے روشن آفتاب سے سیاہ خاک تک دی ہے + ہمیں مناسب نہیں ہے کہ انصاف
اور محبت کے سوا کچھ اور کریں یا کسی کام کے لئے پیشانی پر بل ڈالیں + چرواہا بے پرواہ اور جنگل فراخ ہو
تو ایک بکری بھی بھیڑیے سے نہ بچے۔ ہمارے ماتحتوں اور ہماری آتش پرست رعایا میں سے کسی شخص کو
خشکی میں زمین پر اور سمندر میں کشتی پر روشن دن یا رات کے وقت + اِن سوداگروں پر جو سمندر یا جنگل
میں ہوں روپیہ رکھتے ہوں یا خوبصورت موتی یا مُشک + اُن پر سورج[2] کو بھی نہ چاہیئے کہ آسمان پر ظاہر ہو کر

---

[1] مطلب یہ کہ اگر رہنے کی جگہ کے سوا میرے پاس کچھ مُلک و دولت نہ ہوتی تو میں بھی اسی طرح انصاف اور محبت اور خندہ پیشانی کے ساتھ کام کرتا ملک اور دولت کی خواہش نہ کرتا۔ گویا یہ امور سلطنت سے بھی زیادہ پسند اور عزیز ہیں

[2] آسمان کو گولائی کے اعتبار سے ڈھکنا یا گول فرض کیا ہے۔ مطلب یہ کہ آسمان کی گول ہیں سے نکلکر یعنی آسمان پر ظاہر ہو کر
مدعا یہ ہے کہ سب قسم کے آدمیوں پر خواہ وہ کہیں ہوں اور کسی حال میں ہوں اُن پر کوئی شخص زیادتی اور ظلم نہ کرے +

انصاف اور محبت کے سوا کسی اور طرح چمکے + یہ خاندان اور سلسلہ اسی طرح پر چلا آیا ہے کہ باپ سے
کو تاج ملے + دنیا میں انصاف اور بھلائی کے سوا اور کچھ نہ تھا پوشیدہ اور ظاہر سب یکساں تھے + ہم
تخت اور تاج کے لئے زمین پر محصول اور خراج اور نذرانہ مقرر کیا ہے + جب تمہارے پاس دفا
یہ فرمان لائیں تو وہ تمہاری مزدوریوں (تنخواہوں) کے ساتھ تمہیں مبارک ہو + جو اس سے ایک د
بھی زیادتی کریگا تو وہ اپنے ایک دم پر ظلم کریگا + اس خدا کی قسم جس نے مجھے تاج اور حکومت دی ہے
میں اس کی کمر تیز آرہ کے ساتھ کاٹ ڈالوں گا + زمانے کی طرف سے اس کے سوا کوئی اور سزا نہیں جیسا
بُرا بیج بوئیگا ویسا ہی پھل پائیگا۔ اس طریقے اور اس دستور العمل کو سامنے رکھو اس مبارک قانون
رسم سے نہ پھرو۔ ہر چوتھے مہینے اس محصول کا ایک حصہ انصاف اور نرمی کے ساتھ طلب کرو جس
ٹڈیوں سے نقصان ہو جائے یا سورج کی تپش کھیتوں پر اثر کر جائے + یا آسمان سے برف اور آند
اگر کسانوں کا نقصان کرے + یا برسات میں مینہ نہ برسے اور خشکی کے سبب کھیتی خراب ہو جائے +
اس زمین اور کھیتی کا محصول نہ مانگو جسے برسات کے بادلوں نے مینہ سے شاداب نہ کیا ہو + بو
کا بیج اور محنت کی مزدوری کام کرنے والوں کو خزانہ میں سے دو + اور جس زمین کا کوئی مالک نہ ہو مگر
ہو اور اس کا کوئی رشتہ دار اور مالک نہ ہو + تو ایسی زمین ویران نہ پڑی رہنی چاہیے جو ایران کے باد
کے سایہ میں ہو + اس واسطے کہ دشمن خزانہ کو نام دھریگا۔ اُسے ایسی باتوں کا بہانہ ملجائیگا + جو کچھ اُسے خ
سے مطلوب ہو دریغ نہ رکھو اس واسطے کہ خدا نے اسے اُس سے بے پروا بنا دیا ہے + کس لئے میری سل
میں کوئی جگہ ویران رہے اور اُس پر میری دولت کا سایہ نہ ہو + جو شخص اس کام کا مہتمم ہو اور اُس نے
کام کو مشکل اور ابتر جانا ہو + میں اسے زندہ سولی پر چڑھا دوں گا۔ خواہ وہ بڑے مرتبے والا ہو یا کم در
کا + جو بڑے آدمی پہلے بادشاہ ہو گزرے ہیں اس امر میں اُن کا قانون اور ہی تھا۔ بُرائی بھلائی اہلکا
کے اختیار میں ہوتی تھی۔ ملک سواروں کے گھوڑوں کی چراگاہ ہوتا تھا۔ عقل کو بیکار ڈالے رکھتے
خزانوں کی بہتات سے سیر نہ ہوتے تھے۔ مجھے خزانہ دیا اور رعیت میری فوج بنائی میں روپے پر نظر
رکھونگا + جہان کی گنتی انصاف سے تلاش کرنی اور خاندانی آدمی کی قدردانی کا خیال رکھنا + میرے
نزدیک اُس دشمن کے خزانے سے زیادہ قیمتی ہے جو میرے ملک اور تخت کے لینے کی خواہش رکھتا ہے +
سپہ سالار جو آدمیوں کو روپے کے عوض بیچتا ہو اُس کو میرے دربار میں دخل نہ ملیگا + اس درگاہ میں اُسکا

ے اس مقولہ سے پایا جاتا ہے کہ اس فرمان میں کارداروں کی تنخواہیں بھی کھولی گئی تھیں +

مرتبہ حاصل ہے جو انصاف اور محبّت اور قاعدہ اور قانون کا پابند ہے + جب ہمارے ہوشیار اہل کاروں کی انجمن عالم کی کچہری میں ہوگی ۔ اس وقت اگر کسی کی بات جھوٹی ثابت ہوگی تو اس کے بعد وہ ہمارے سامنے کبھی عزت نہ پائیگا ۔ ظالم کے ساتھ اگر مجھے محبّت نہیں تو کچھ عجب نہیں " اس لئے کہ تندوا اور ظالم آدمی دونو یکساں ہیں ۔ جس نے خدا کا راستہ ڈھونڈا اُس نے دانائی کے پانی سے اپنی تاریک زندگی دھو ڈالی ۔ اِس درگاہ میں اُس کی عزت ہوگی اور عالموں کے سامنے قدر ہوگی ۔ اُس بیج سے جو اُس نے بویا ہے بدلے کے طور پر خدا کی عنایت سے وہ دلکشا بہشت پائیگا ۔ اس واسطے کہ ہم اس مال سے بے پروا ہیں جو ملامت کے ساتھ جان گھٹانے والا ہے ۔ جس کی خوراک فقیر کا گوشت ہوگا بیشک اُسکی پرورش اُسکی کھال سے ہو ۔ ایسے بادشاہ سے تیندوا اچھا ہے جو شرم اور قانون اور مذہب کچھ بھی نہ رکھتا ہو ہم پر راستی کا دروازہ کھلا ہوا ہے کمی کا دروازہ کیوں بیفائدہ کھٹکھٹائیں ۔ چھپواں ظلم اور ظاہرا انصاف کرنا جب ہم ایسے کا حال سنیں گے ۔ خدا کے نزدیک ناپسند ہوگا اور اِس درگاہ میں اُس کی کچھ قدر نہ ہوگی ۔ اس شخص پر بیماری اور خدا کی طرف سے سلامتی ہو جس کی کوشش[۵۱] انصاف اور محبت کے ساتھ ہے ۔ اے[۵۲] بادشاہ اگر تو منصف ہے تو تو دُنیا میں یادگار رہیگا ۔ ہر شخص ہمیشہ اس بادشاہ کو مرحبا کہتا ہے جو ملک کو آباد رکھتا ہے + تو عقلمند اور ہوشیار اُسے سمجھ جو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرے ۔ اِن بادشاہوں میں جو تخت و تاج والے ہو گزرے ہیں اور خزانوں اور لشکر سے غنی تھے ۔ نوشیرواں سے زیادہ عادل کوئی نہ تھا خدا کرے اس کی عقل ہمیشہ[۵۳] جوان رہے ۔ وہ نہ بہادری میں اس سے زیادہ ہنرمند تھے نہ تخت اور تاج اور دانائی میں ۔

نوشیرواں کا ایرانیوں کو نصیحت کرنا اور بادشاہوں کا اُس کے فرمان کو مان لینا

جب اندھیری رات کی زلف غائب ہوگئی اور سورنجاں کا شگوفہ ظاہر ہوا رات گزر کر صبح ہوئی ۔ تو نوشیرواں تخت پر بیٹھا ۔ دِل خوش اور شاد تھا اور اقبال زور پر تھا ۔ خلقت دیکھنے کے لئے آئی اور ہر شخص جو ملک میں انصاف کا طالب تھا ۔ بادشاہ نے پکار کر کہا کہ خدائے پاک کے سوا اور کسی کو مددگار نہ سمجھو ۔ اِس واسطے کہ وہی جاننے والا اور وہی رستہ بتلانے والا ہے اور وہی دونو جہان میں دستگیری کرتا ہے ۔ تم تخت اور تاج سے نہ

---

[۵۱] تار و پود یعنی تانا بانا مجازاً کوشش + [۵۲] یہاں سے مصنف شاہنامہ فردوسی علیہ الرحمۃ اپنے بادشاہ محمود غزنوی سے مخاطب ہو کر کلام کرتا ہے + [۵۳] عقل سے قانون اور آئین مراد ہے اور جوان رہنے سے رائج اور سبز و عمل درآمد رہنے سے مطلب ہے ۔

ڈرو۔ ہر شخص کے لئے دربار کھلا ہے + جو کوئی دن میں بارات کو آئے۔ اے لوگو تم حال بیان کرنے سے لب کو بند نہ رکھنا + خواہ ہم جلسے میں شراب پی رہے ہوں خواہ ہم مشیروں کے ساتھ سہج سہج سے مشورہ کر رہے ہوں + چوگان بازی میں یا شکارگاہ کے جنگل میں ہمارے پاس آنے کے لئے تمہارا رستہ کھلا ہے + سوتے اور جاگتے اور تکلیف اور آرام میں تم میں سے اُس درگاہ سے کوئی واپس نہ جائے۔ مگر اس وقت جبکہ ساری آرزوئیں پوری ہوجائیں تم میں سے کوئی شخص مجھ سے۔ ناراض ہوکر نہ سوئے + میرا دل اس وقت خوش و خرم ہو جب کہ میں مظلوموں کا رنج دور کروں + ایسا نہ ہو کہ میرے اہلکاروں میں سے میری فوج اور میرے پیشکاروں میں سے کوئی دکھیا دل کے ساتھ سوئے کہ اُس کے درد سے مجھے نقصان پہنچے + کوئی پوشیدہ امر اگر تھوڑا سا بھی ہوگا تو مجھ سے خدا تعالیٰ ضرور پوچھیگا + جہاں کا محصول اور خراج رہ گیا ہے جیسا کہ محاسب نے ہماری درگاہ میں لکھ بھیجا ہے + وہ تم سے سونا چاندی بھی طلب نہ کرینگے آئندہ تم مجھ سے خوف زدہ ہوکر نہ سونا + دربار کے مکان میں مرحبا کا غل مچا اور زمین سے سورج تک پہنچا + نوشیرواں حکومت کے ساتھ زندہ رہے ساری عمر شاہنشاہی کا تاج اُسکے سر پر دھرا رہے اس سے تخت اور جگہ خالی نہ رہے یہ وہ نامور شاہی تاج کا مالک ہے + سب خوش و خرم ہوکر چلے گئے۔ تمام روئے زمین بہشتی باغ بنگئی + ملک میں کوئی کسی کو پریشان نہ تا تھا اور وقت پر بادلوں سے بارش ہوتی تھی + دنیا بہشت جیسی آرام کی جگہ بنگئی باغ میں ابر نے لالہ اُگایا + جنگل میدان اور کھیت چراغ کی مانند روشن اور باغ سورج جیسے اور سبزہ زار باغ کی مانند بن گئے + روم اور ہندوستان میں خبر پھیل گئی کہ ایران کا ملک رومی پرند بنگیا + بادشاہ نے ملک کو فوج اور انصاف سے روشن چاند کی مانند آراستہ کیا ہے + دنیا میں اسی مشہور بادشاہ کے سوا اور کوئی اُس کی فوج کا شمار نہیں جانتا + سپاہ کے سب زندہ دل اور لڑائی کے سامان آراستہ ہیں سب دنیا کو رونق دینے والے اور غیرت اور عزت والے ہیں + ہر ملک کے بادشاہ حیران ہوئے اور نوشیرواں کی طرف سے اُس کی جانیں سہم گئیں + ہندوستان اور چین سے قاصد آئے سب نے بادشاہ پر آفرین کی + اُنہوں[1] نے اپنے میں اس کے مقابلہ کی تاب نہ دیکھی۔ ں کا خراج نذرانوں کے ساتھ آسانی سے قبول کرلیا + سب نے عاجزی اختیار کی۔ توڑے اور غلام ب کئے + قاصدوں نے سنہری عصا[2] اور سنہری تاج لیکر سفر اختیار کیا شہنشاہ کسرٰے کی درگاہ میں ئے اور شاہانہ خراج اور تحفے لیکر آئے + غلاموں توڑوں اور داخل ہونے کی اجازت چاہنے والوں

---

[1] فاعل وہ بادشاہ اور والیان ملک ہیں جنہوں نے قاصد بھیجے ہیں اپنے اپنے خزانوں میں سے نذر بھیجنے کے لئے ے کے توڑے منگانے +

[2] عصا اور تاج سامان ہیبت کی سے مراد ہے +

کی کثرت سے دربار بہشت کی طرح آراستہ بنگیا + اسی حالت پر کچھ زمانہ گزر گیا اور ایران کے بادشاہ کے ساتھ
سے پیش آتا رہا +

روم بادشاہ قیصر کے ظلم کی فریاد لیکر نوشیرواں کے پاس منذر تازی کا پہنچ

جب منذر بادشاہ کے پاس آیا سب سرداروں نے اس کے لیئے راستہ چھوڑ دیا + بادشاہ نے اُن کا حا
پوچھا اور خوش ہوا اس کے دیکھنے سے آنکھوں کی روشنی زیادہ ہوئی + جہاندیدہ منذر نے بولنا شروع ک
ملک روم کی اور قیصر کی کیفیت بیان کی + اس نے کہا کہ اگر ایران کا بادشاہ اور بہادروں کا مددگار
محافظ تو ہی ہے + تو رومی کس لیئے حکومت کر رہے ہیں اور بہادر سواروں کے میدان میں سوار بنے ہو
ہیں + اگر تخت پر قیصر بادشاہ ہوگا تو ضرور عزت دار ہلاک ہو جائینگے + اس کا وزیر اگر لائق ہوتو
ہم جیسے فریاد خواہ نہ پائے ۔ اُس کا وزیر بھی ویسا ہی نالائق ہے ۔ جنگی سوار رومی سواروں کی
لڑائی کی کارگذاری میں اچھے ہیں + منذر کی بات سُنکر بادشاہ خفا ہوا کہ قیصر مغرور ہے + فوج
سے ایک خوش تقریر جوان چھانٹا جو قیصر کی بات سُن کر سمجھ سکے + اس سے کہا ابھی روم کو جا
میں بھی کہیں نہ ٹھیرنا + قیصر سے کہنا کہ اگر تجھ میں عقل نہیں تو تیری سمجھ سے تیرا مغز سزا پائیگا + اگر لڑ
شیر گور خر پر دوڑتا ہے تو کھاری سمندر میں بھی وہ شیر اس کے کباب لگا لیتا ہے + تجھ[۵۲] کو منذر کی داد
کافی ہے کہ وہ گِد کے پاس بیٹھا ہوا ہے + اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو امتیاز کر ۔ اگر تو ملک رکھ
تو انصاف بھی لازم ہے + چونکہ میں ملک اور ولایت کا بخشنے والا ہوں اور دُنیا میں سر بلند اور ممتاز ہوں
میں وہی کام کرونگا جو میرے لائق ہے اس بات پر نہ رہونگا کہ اس پر کوئی ہوا چلے + اگر تو دشمنی سے
عربوں پر حملہ کرے تو ذرا اپنی حالت پر بھی غور کر لے + اور[۵۳] پھر اس بات کو سمجھ لے کہ مجھے وہ سلطنت
ہے جو زمین کی تہ سے آسمان کی بلندی تک ہے + اگر میں روم پر فوج کشی کرونگا تو تیری لوہے کی
موم کی مانند نرم بنجائیگی + قاصد نوشیرواں کے پاس سے بہتے ہوئے پانی کی طرح بہت جلد آیا + قیص

---

[۵۱] یعنی جس طرح شیر گور خر کو کھا جاتا ہے اسی طرح کسریٰ تجھ پر حملہ آور ہو کر تجھے نہ چھوڑیگا + [۵۲] مطلب یہ ہے کہ منذر
ماتحت یا تیرے ملک میں ایسی خطرناک حالت میں ہے جیسا کوئی شخص گِد کے قریب ہو کہ وہ گِد اس شخص کی ہلاکت
کا منتظر ہو۔ اسلئے منذر کی دادرسی ہونی ضرور ہے + [۵۳] یعنی میں منذر کو تکلیف پہنچنے کا انتظار نہ کرونگا۔ فوراً
کردونگا + [۵۴] گاؤ سے گاؤ زمین اور برج ماہی سے برج حوت جو آسمان پر ہے مراد ہیں +

خدمت میں پہنچا اور اُس کا پیغام دیا۔ کم مایہ قیصر نے انصاف کا نام سُنکر پیچ و تاب کھایا + اُسے دھوکا[5] بازی کے سوا کوئی جواب نہ دیا اسواسطے کہ وہ بلندی سے نشیب کو بہت دور سمجھتا تھا + یہ کہا کہ بیوقوف فریادی منذر کی اُس بات کا یقین کر جو قابل یقین ہو اگر بیہودہ منذر فریاد کرتا ہے تو وہ اسی طرح بُرائی پر آمادہ ہے + اگر اب دشت نیزہ وراں میں سے اس کنارے سے اس کنارے تک کوئی فریاد کریگا + تو میں اس زمین کو جو بلند ہے برابر کردونگا اور اس خشک جنگل میں دریا بہا دونگا + قاصد یہ سُنکر غبار آلود کی طرح (اڑا) آیا اور قیصر کی ساری باتیں بیان کیں + کسرےٰ ناراض ہوا اور وزیر سے بولا کہ قیصر کا مغز عقل سے لگاؤ نہیں رکھتا + میں اسے دکھا دونگا کہ حکومت کس کے لئے ہے ملک لینا اور لڑنا اور عہد کرنا کس کے لئے ہے + حد سے بڑھنے اور غرور کرنے اور اس کوشش اور لوٹ اور حملے سے + جس قدر کہ اب ہے اس سے زیادہ شرمندگی وہ اُٹھائیگا جو رات کو دونو ہاتھ آگ کے نیچے رکھیگا + حکم ہوا اور بگل بجا۔ ہر طرف سے فوجیں ایک مقام پر آ کر جمع ہو گئیں + دار الخلافے سے نقارے کی آواز بلند ہوئی زمین سیاہ اور ہوا کالی بنگئی + اُس نامی لشکر میں سے ایک لاکھ تلوار یے سوار چھانٹے + وہ بھاری فوج منذر کے حوالے کی اور حکم دیا کہ دشت نیزہ وراں کی راہ سے + جنگجو فوج کو روم کے ملک میں لیجائے تا کہ وہ اس سرزمین کو خاک سیاہ بنا دیں اسواسطے کہ میں اگرچہ نیا بادشاہ ہوں مگر لڑائی میں یکتا نامور ہوں + روم کے ملک اور رومیوں کا کچھ خوف نہ کر میرے نزدیک رومی اور خاک کی مُٹھی برابر ہیں + اب میں ایک خوش تقریر قاصد ایران سے اسکے پاس بھیجتا ہوں + شاید تجھے اس کے بعد کوئی تکلیف نہ پہنچے تو میں قیصر ہی کے پاس روم کا رہنا پسند کرتا ہوں + درگاہ سے ایک محرّر کو بلایا اور قیصر کے نام ایک خط لکھا + عالی نسب بادشاہ نوشیرواں کی طرف سے کہ وہ جہان کا فتح کرنے والا اور کیقباد کے نام کو شہرت دینے والا ہے + روم کے بادشاہ قیصر کے نام کہ وہ اس آباد ملک کا فرمانروا ہے +

شاہ کسرےٰ کا خط قیصر روم کے نام

پہلے خط کے شروع میں تعریف خدا کی کی اور خدا کے سوا اور کی توصیف و ثنا نہ کی + پھرنے والے چاند اور سورج کا مالک وہی ہے اسی کی طرف سے فتح اور قدرت ہے وہی ہے جو پھرنے والے آسمان کی رائے سے باہر ہے خواہ وہ قہر نازل کرے خواہ مہربانی + اگر تو روم کا بادشاہ یا سردار ہے عربوں پر ہرگز ظلم نہ کرنا + اگر تو بھیڑیے کے

---

[5] یعنی وہ خیال کرتا تھا کہ میرے عروج کو زوال آنا مشکل ہے +

چنگل سے بھیڑ کو چھڑا لیگا تو تو جانتا ہی ہے کہ اس سے بہت ساری تکلیف اُٹھائیگا + اگر تو منذر کے مقابلے پر فوج بھیجیگا تو میں تیرے پاس لشکر اور تاج اور مُلک نہ چھوڑوں گا + اگر کوئی ماتحت غرور کریگا تو وہ ہماری تلوار سے سزا پائیگا + تو اس زمین سے بالشت بھر بھی آگے نہ بڑھنا + اگر تو چاہتا ہے کہ اقرار نامہ قائم رہے اگر تو بڑھیگا تو میں اس اقرار سے پھر جاؤنگا اور تیرے سر اور مُلک کو پامال کر دونگا + تخت اور حکومت کے مالک (خدا کی طرف سے اس پر آفرین ہو جو ظلم سے فساد برپا نہ کرے + خط پر شاہی مُہر لگائی اور دربار میں سے ایک سوار چھانٹا جیسا چاہئے تھا ویسا ہی خوش تقریر جہاندیدہ بہادر اور سمجھدار تھا + قاصد بادشاہ کا خط لیکر نامور قیصر کے پاس پہنچا + اس کو شاباش کہا اور خط دیا اور کسریٰ کا پیغام اُسے سُنایا + (قیصر نے) پیغام سُنا اور خط پڑھا پیچ و تاب کھایا اور حیران رہ گیا + کسریٰ کے پیغام سے وہ سر بلند بادشاہ چین بجبیں ہوا اور چہرہ زرد پڑ گیا +

نوشیرواں کا خط قیصر کے پاس پہنچنا اور قیصر کا جواب خط بھیجنا

منشی نے خط پڑھا اور جواب لکھا اور اس میں ساری بُرائی بھلائی جتائی + خط کی پیشانی جب روشنائی سے سیاہ بنگئی تو پہلے خدا کی تعریف کی + کہ وہ پھیلے ہوئے آسمان کا لکھنے والا ہے اسی کی طرف سے لڑائی اور راحت اور جنت ہے + وہ دُنیا میں ایک کو بادشاہ بناتا ہے اور اس سے لائق آدمی کو اس کی خدمت میں کمربستہ کھڑا کرتا ہے + اگر پھرنے والا آسمان بھی تیرے اختیار میں ہے اور مشتری ستارہ بھی تیری تلوار کے قبضے میں ہے + تو دفتر کو دیکھ کر رومی نسل کے بادشاہوں نے کیانیوں کو کبھی خراج نہیں دیا + اگر تو بادشاہ ہے تو میں کچھ کم نہیں ہوں تیری طرح سر بلند اور تاج اور ملک کا مالک ہوں + ہاتھی کے پاؤں اور نقاروں کی آواز کے خوف سے تھوڑے سے وقت تک کیا افسوس کرنا چاہئے + میں تو اب تم سے خراج اور نذرانہ بھی نہیں مانگتا اور روم کے مقابلے کی تاب کون رکھتا ہے + تو نے سُنا ہے کہ سکندر نے ایران کا کیا حال سُنایا تھا وہ نامور بادشاہ ہم میں ہی سے تھا + سکندری تلوار ابھی چھپی نہیں ایسے معاملے میں تو ہمارا کیا کر سکتا ہے + یک لخت ساری چیزیں برباد کر دی تھیں وہ زیادتی ہو چکی ہم اسے بھی اختیار نہیں کرتے + دشت سواراں نیزہ وراں کو ہم اس سرے سے اُس سرے تک برباد کرینگے + سورج[لہ] نے فقط نوشیرواں ہی پیدا نہیں کیا پھرنے والے آسمان سے وہ کنجی کوئی اور بھی لے سکتا ہے + بڑے سے بڑے بادشاہوں میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوتا جو دنیا میں

[لہ] یعنی تم ہی ایک ایسے نہیں ہو جو ملک فتح کر سکتے ہو بلکہ تقدیر جسے چاہے اسے بڑھا سکتی ہے اور ایک سے ایک زبردست پیدا کر سکتی ہے +

اپنی ساری مرادیں پائے۔ قاصد کو کچھ جواب نہ دیا اور کسریٰ کے غصے کو ذرا خاطر میں نہ لایا۔ جب خط[1] پر مہر لگا دی تو کہا کہ میرے ساتھ حضرت عیسےٰ ع اور چلیپا دونو ہیں قاصد نے اُسے کچھ جواب نہ دیا اُسے جھلایا ہوا دیکھا اور اس کا جواب بھی پریشان پایا۔ شاہ ایران کے پاس غبار کی طرح اُڑتا ہوا آیا اور قیصر کا پیغام کہہ سنایا۔ بادشاہ نے جب وہ خط پڑھا تو زمانے کی گردش پر افسوس کیا۔

قیصر سے لڑائی کے لئے کسریٰ کی روانگی

سارے عقلمندوں اور سرداروں کو بلایا۔ اور اُس خط کی بابت مشورے کئے۔ تین دن تک صلاح کاروں سے صلاح لیتا رہا۔ فوجوں کو پامال کرنے والے سردار بھی شریک تھے۔ چوتھے دن بادشاہ کی رائے اِس بات پر قائم ہوئی کہ قیصر کی لڑائی کے لئے فوج روانہ کرے۔ درگاہ سے نفیری کا غُل اٹھا نقارے اور پیتلی ہندیے کے ڈھول بجنے لگے۔ وہ آرام کرنے میں دیر نہ لگاتا تھا راستی کے ساتھ لڑنے کا قصد کیا تھا۔ فوج ساتھ لی اور سامان باندھا اپنے نیک توفیق دینے والے خدا کو یاد کیا۔ ایسا غبار اُٹھا گویا آسمان نے اپنا مُنہ نیلی چادر میں چھپا لیا۔ زمین کی سطح نعلوں سے ڈھک گئی۔ سُرخ پھریروں سے ہوا لعل جیسی سُرخ بن گئی۔ زمین پر مچھر کو بھی جگہ نہ ملتی تھی اور خلا میں ہوا کی گزر کا راستہ نہ رہا تھا۔ سواروں کے جوشنوں اور ہاتھیوں کے غبار سے زمین دریائے نیل کی مانند بن گئی تھی۔ بادشاہ کاویانی جھنڈے کے ساتھ تاج اور سنہری جوتے پہنے جاتا تھا۔ اُن کی آواز دو دو میل تک جاتی تھی۔ آگے کی فوج میں ہاتھی اور نقارے تھے۔ پچھلی اور اگلی فوج میں بہادر لوگ تھے۔ تبریز تک تیز رفتاری کے ساتھ گئے۔ جب اس کی آنکھ آتشکدے پر پڑی تو دُور ہی سے پیدل ہو گیا اور گھوڑا چھوڑ دیا۔ پاک قاعدے کے موافق برسم[2] مانگا۔ دونوں گالوں کو دونوں آنکھوں کے آنسوؤں سے تر کیا۔ آتشکدہ کے اندر جھک کر آیا۔ لوگوں نے ایک سنہری جگہ بنائی۔ اس جگہ پر ژند[3] اور اَستا[4] کو رکھا۔ عالم نے اُن کو پکار کر پڑھا۔ بہادر اور آتشکدہ کے خدمتگار خاک پر سامنے لوٹ رہے تھے تمام دامن چاک کر رکھے تھے۔ معزز لوگوں نے اُس پر موتی نچھاور کئے۔ زمزمہ[5] کے ساتھ آفرین کہی۔ جب نزدیک پہنچا تو بادشاہ نے تعریف کی

---

[1] چلیپا وہ نشان جو سولی کی نقل ہے اور عیسائی لوگ سے متبرک تصور کر کے اپنے پاس رکھتے ہیں اکثر گھڑی کی زنجیروں وغیرہ میں پڑا رہتا ہے اس کی صورت + یہ ہے۔ اور یہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی سولی پر شہادت پانے کی یادگار عیسائی خیال اور یقین میں سمجھی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ اور چلیپا دونو میرے مددگار ہیں۔

[2] ایک چیز ہے جسے آتش پرست لوگ آتش پرستی کے وقت ہاتھ میں رکھتے ہیں ۱۲

[3] [4] زند وستا کی کتاب ہے۔ زند کی شرح تھی۔

[5] ان کلمات کو کہتے ہیں جو آتش پرست لوگ بطور مناجات اور خدا کی حمد و ثنا اور نہانے دھونے کے وقت پڑھتے ہیں۔

خدا کے آگے عاجزی کی ÷ اس سے فتح اور دست قدرت اُن کے اور اپنے دل کو اِنصاف کی راہ دکھانیکی خواہش کی ÷ خدمت گذاروں کو اِنعام دئے۔ اور جہاں کہیں فقیر دیکھے اُنہیں بھی دِئے ÷ آتشکدہ کے سامنے خیمہ لگایا لشکر نے ہر طرف صفیں باندھ لیں ÷ ایک عقلمند منشی کو بُلایا اور کچھ دیر تک مناسب باتیں کیں ÷ ایک خط ایران کے حاکموں کے نام دلجوئی کے ساتھ لکھا ÷ کہ ڈرتے رہو اور ہوشیار رہو اور مُلک کو دشمن سے بچائے رکھو رئیس اور پہلوان جو جو ہیں سب کے سب ماتحتوں کا انصاف کرو ÷ جسقدر فوج کی ضرورت ہو جمع رکھو تاکہ دشمن کو کوئی موقع نہ ملے ÷ جب تک میرا جھنڈا نظر نہ آئے بے فکر ہو کر نہ بیٹھنا چاہیئے ÷ جب آتشکدہ سے روم کی طرف چلا۔ تو اس کی آمد آمد کی خبر سارے مُلک میں پھیل گئی ÷ جس نے اطاعت قبول کی وُہ حاضر ہوا۔ باقی لوگ اِس مُلک اور میان سے نِکل گئے ÷ بادشاہ کے پاس بہت سے سردار تحفے اور تصدق کرنے کی چیزیں لیکر حاضر ہوئے ÷ یہ حالت ہوئی کہ ہر شب کو ہزاروں سردار بادشاہ کے پاس آتے ÷ جب قریب پہنچا تو لڑائی کا سامان تیار کیا اور فوج کو روپیہ بانٹنا شروع کیا ÷ بہرام کا بیٹا شیرواس کا سپہ سالار تھا۔ لڑائی کے باب میں اسکی رائے بادشاہ کی رائے کے موافق تھی ÷ اپنی فوج کا بایاں بازو فرہاد کو دیا اور اس کو بہت سی باتیں سمجھا دیں۔ جبکہ خود بہادر بادشاہ سوار ہو کر دائیں بازو پر فوج کے آگے کھڑا ہوا ÷ قلب کی فوج میں مہران قائم ہوا لڑائی میں جس کے اوسان بدستور رہتے تھے ÷ خراد کے بیٹے ہُرمز کو اوّل کی فوج دی اور اس کے جان اور دِل کو دانائی سے بھر دیا ÷ ہر طرف مخبر روانہ ہوئے تاکہ بھید چھپے نہ رہیں ÷ فوج میں سے تجربہ کار لوگ بلائے۔ بہت سی عمدہ عمدہ نصیحتیں اور باتیں بیان کیں۔ یہ کہا کہ اے بہادروں اور پہلوانوں کے بے انتہا لشکر۔ اگر تم میں سے کوئی بھی میرے طریقے سے پھریگا اور میری مرضی کے خلاف کوئی کام کریگا ÷ کسی غریب آدمی کو تکلیف پہنچائیگا یا اُن عزت داروں کو جو مالدار ہیں۔ یا اگر کسی زردار کی طرف نظر ڈالوگے یا کوئی ناپسند کام کروگے ÷ یا کسی زمیندار کو پامال کروگے یا فوج سے آگے بڑھ جاؤگے ÷ تو اسی خدا کی قسم ہے کہ جس نے تخت اور طاقت عطا کی ہے اور وہ مریخ اور زحل اور سورج کا مالک بھی ہے ÷ کہ فوراً تلوار سے اُس شخص کے دو ٹکڑے کر دونگا اگرچہ وہ ستارے کی طرح بادل میں چھپ جائیگا ÷ فوج کے آگے لین ڈوری میں ہوں۔ قلب کی فوج کا سردار ہوں ÷ ہاتھیوں اور فوجوں اور سامانوں کا محافظ کبھی دائیں بازو پر اور کبھی بائیں بازو پر میں ہوں۔ خواہ میں خشکی پر ہوں خواہ پانی میں لڑائی کے وقت آرام اور خواب نہیں کروں گا ÷ شیرزاد نامی ڈھنڈورچی نے کسرے کی وہ سب باتیں یاد کرلیں ÷ دوڑا ہوا آیا اور سارے لشکر میں پھر گیا ہر ایک خیمہ اور ڈیرے کو گذر گیا ÷ پکار کر کہا کہ اے

ے انتہا فوج ہوشیار ہو بادشاہ کا یہ حکم ہے + کہ اگر کوئی اس بدنصیب ملک کی طرف انصاف اور محبت اور
قل کے خلاف نظر اُٹھائیگا + تو جب وہ خدا کے حکم سے باہر ہو جائیگا۔ اسی کا بی زمین پر اس کا خون بہایا
یگا + بادشاہ نے ڈھنڈورچی کے کہنے پر اطمینان رکھا نہ روشن دن میں نہ اندھیری رات میں راستہ میں
کر کے چاروں طرف پھرتا تھا سارے بُرے بھلے کو تاڑتا تھا + لوگوں کی حرکتوں سے واقف ہوتا تھا اور
ے بھلے لوگوں کو اچھوتا نہ چھوڑتا تھا + راستہ کے اندر فوج میں سے جو کوئی مرجاتا تھا اُسے اسی جگہ دفن
دیتے تھے + اگر اُس کا سونا چاندی کمان اور کمند اور خود اور ٹیکا باقی رہتا تھا + تو اچھا بُرا سب نعش کے
ہ زمین میں دفن کردیا جاتا تھا۔ کوئی چیز قبر میں اس سے الگ نہ ہوتی تھی + لوگ تعجب کرتے تھے۔ کہ
یروان نے کیسی بزرگی پائی ہے + جہاں کہیں لڑائی پیش آتی تھی اُسکی عقل اور ہوشیاری قائم ہوتی تھی +
ب راستگو قاصد کو طلب کرتا جو دشمن کے پاس معاملے کی صفائی کے لئے جاتا + اگر انصاف کا راستہ اختیار
تے تو وہ عقلمند بادشاہ زیادتی نہ کرتا تھا + اور اگر کوئی لڑنے پر آمادہ ہوتا تو اس سے لڑتا اور بہادری کے
نے میں بھر جاتا + سارے ملک اور زراعت کو برباد کردیتا تھا ملک کو انصاف اور تلوار سے لیتا تھا + بادشاہ
رائے سورج کی مانند تھی جو خشکی اور تری پر برابر چمکتا ہے + کسی سے بھی روشنی کو نہیں روکتا جب بھرنیوالا
سمان بادل سے ہٹ جاتا ہے + اُس نے اُسے وہی بخشش اور وہی سنگ اور بو وہی آبدار موتی اور وہی عجائبات
یا کسی سے عظمت اور رونق کو نہیں روکتا چمکنے والا اور دل کو روشن کرنے والا صرف وُہی ہے + انصاف
ر عقل اور رُعب والا بادشاہ جہان کو قبضے میں رکھتا تھا + چونکہ لڑائی اور بخشش اُسکے نزدیک ایک کھیل تھا
ی لئے اس کو اس قدر سربلندی حاصل ہوتی تھی + اگر ہاتھی اور شیر بھی اس کے سامنے آجاتے تو ایک دن
ے زیادہ لڑائی کی تاب نہ لاسکتے تھے + خود اور زرہ پہنے ہوئے جو فوج اس کی فوج کے مقابل لڑائی کے لئے
ی + یا تو فوراً مارے جاتے تھے یا فتحمند بادشاہ کے قید خانے میں قید کئے جاتے تھے +

روم کے راستہ میں کچھ قلعوں کو نوشیرواں کا فتح کرنا

ب اسی طرح وہ اُس بستی تک آیا کہ جس شہر کا نام شوراب تھا + اور بادشاہ سرحد ایران سے نکلکر روم میں
تو اس شہر شوراب میں ایک جگہ مقام کیا + ایک قلعہ آسمان سے باتیں کرتا ہوا دیکھا۔ آدمیوں اور لڑائی کے

---

۱ اس شعر میں خام غلط ہے غام ہونا چاہیئے + ۲ ص ۵۲ نہنگ دشمن سے مراد ہے + مطلب یہ کہ جس طرح بہادر آدمی کا
نہنگ کی تباہی کا باعث [illegible] طرح شیر کا [illegible] تا ہے

سامانوں اور اسباب سے بھرا ہوا تھا۔ سنگ خارا کی بنیاد دریا کی گہرائی میں ڈالی تھی قلعہ کی بلندی بادلوں سے ملی ہوئی تھی۔ فوج قلعے کے گرد آئی اور اندر جانے کا رستہ نہ پایا۔ اس کے چاروں طرف نقب لگائے وہ جاثلیق[1] کا قلعہ بنیاد سے اکھڑ کر گر پڑا۔ ہر طرف سے قیامت کا سا غل اُٹھا۔ اور نکل جانے اور بھاگنے کا کوئی راستہ نہ پایا۔ جب چمکتا ہوا سورج آسمان پر سے چلا گیا۔ تو وہ قلعہ میدان کی مانند ہو گیا۔ سواروں کے غل اور سپاہ کا غبار آگ کا دھوآں بنکر چاند تک پہنچا۔ سارا قلعہ آدمیوں کے بغیر تھا۔ وہاں سے لوگوں کے بے سربن اُس جگہ تھے۔ پناہ مانگنے کا شور اور عورتوں کی فریادیں ڈھول بجانے والوں کے ڈنکے کی چوٹ سے زیادہ تیز تھیں۔ اُن میں جو مالدار تھے اور خزانوں اور دلیریوں میں مشہور تھے۔ ان کو باندھ لیا اور ہاتھیوں پر لاد لیا۔ شور ہوا اور پناہ چاہنے کی فریادیں پیدا ہوئیں۔ لڑائی کے وقت کسی پر رحم نہ کیا اور امن کے وقت خزانے اور روپے نہ چھوڑے۔ وہاں سے فوج آگے بڑھائی۔ راستے میں ایک اور قلعہ نظر پڑا جس میں قیصر کا خزانہ بند تھا۔ اس قلعہ کا محافظ دولتمند تھا۔ اس قلعہ کا نام آرائیش روم تھا۔ کسریٰ کے ہاتھوں اس کی قسمت پھوٹ گئی۔ ہوشیار بادشاہ نے اس قلعے کو دیکھا۔ ابھی تک اس قلعے میں فوج داخل نہ ہوئی تھی۔ حکم دیا کہ تیر برسائیں۔ موسم بہار کے اولوں کی کیفیت دکھائیں۔ سرداروں نے بہادری سے قلعہ لے لیا۔ شہر اور قلعہ کو آگ لگا دی۔ قلعے کے اندر کوئی جاندار نہ رہا۔ اس زمین اور مقام پر کانٹا اور تنکا تک نہ رہا۔ قیصر کا سارا خزانہ لوٹ لیا۔ فوج کو توڑے اور خلعت دیئے۔ اس شہر میں قیامت برپا کر دی۔ اس قلعے کے سارے آدمی نکل بھاگے۔ مرد عورت بچوں بوڑھوں نے فریاد کی۔ بوڑھے اور جوان لوگوں نے جلسہ کیا۔ عالی قدر بادشاہ کے سامنے حاضر ہوئے۔ فریاد اور عذر کرتے ہوئے حاضر ہوئے۔ کہ سردار اور خزانچی اور خزانے سب تیری ملک ہیں۔ روم میں سارے فائدے اور نقصان آرام اور تکلیف تیرے قبضے میں ہیں۔ ہم تجھ سے خالص جان کی پناہ مانگتے ہیں ہم تیری شان اور تاج کے غلام ہیں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ قتل نہ کریں اور انکو بہت کچھ عطا کیا۔ وہاں سے فوج کو کوچ کا حکم دیا اور آرائیش روم سے آگے بڑھا۔ کسی نے آ کر کہا کہ قیصر نے فوج بھیجی ہے ابھی آتی ہوگی۔

قیصر کے سپہ سالار فرفوریوس سے نوشیروان کا لڑنا اور شکست دیکر قالینوس اور انطاکیہ کا فتح کرنا

جب سنا کہ بہت بڑی فوج آئی ہے اور سب نیزہ دار اور جوشن پہنے ہوئے ہیں۔ تو بادشاہ نے جو کچھ سنا تھا اپنی

---

[1] آتش پرستوں کی [illegible]

فوج کو کہہ سنایا تھا۔ کہ فوج ہر ایک بات سے واقف ہو جائے ۔ لوہے کے پہاڑ کی طرح آگے روانہ ہوئے۔ غل ہوا اور بگل بجا۔ ایک تجربہ کار مخبر بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ قیصر نے اپنے سرداروں اور بہادروں کی فوج مقابلہ کے لئے بھیجی ہے ۔ اس کا افسر ایک زبردست پہلوان ہے۔ ساری فوج بھیڑیوں کی طرح لڑائی کی مشتاق ہے ۔ اُسے[1] رومی زبان میں فرفوریوس کہتے ہیں وہ ایک سربلند سردار نقارے اور دھونسہ کے ساتھ ہے ۔ جب ہوشیار بادشاہ کے پاس یہ بیان کیا گیا تو دُور سے فوج کا غبار اُٹھتا ہوا نظر آیا ۔ بادشاہ نے اُس سے ہنسکر کہا کہ ہم سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے ۔ کہ پہلے ہی سے لڑائی کے لئے تیار ہو لئے تھے۔ ہم اِس فکر سے ذرا بھی خالی نہیں رہے ہے ۔ کہ خاندان کے بادشاہ نے منہ پر جھاگ[2] لاکر حکم دیا کہ فوج کی صفیں قائم کریں ۔ فوج کے مقابلے پر ایسی فوج آئی۔ جس کی گرد سے ہوا کا رستہ بھی رُک گیا۔ ایک زبردست فوج کا ہجوم ہوا۔ سب تلواریے بہادر جوان تھے ۔ سب کے سب لڑائی پر مضبوط کمریں کسے ہوئے تھے۔ عزت دار عقلمند اور سردار لوگ تھے ۔ تلواروں کو خون کی آب دے رکھی تھی۔ وہ تلواریں بادل کے کاٹنے والی تھیں ۔ فوج کو اس سے زیادہ دیر نہ لگتی تھی کہ جتنی دیر میں شیر شکار[3] کو دبوچ لیتا ہے۔ ہر طرف رومیوں کے کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے۔ باقی زخمی ہو کر میدان سے بھاگ گئے تھے ۔ فرفوریوس لڑائی سے عاجز آگیا۔ اس کا جھنڈا اپھٹ گیا اور دھونسہ اوندھا بنگیا۔ ایرانی سوار اُن شیروں جیسے تھے۔ جن کے پنجے میں میدان کے اندر شکار پھنسا ہوا ہو۔ رومیوں کا پیچھا کرتے تھے۔ میدان اور مکان اُن سے خالی کر دئے۔ اِسی طرح سامان سے درستی کے ساتھ فوج کوچ کر رہی تھی۔ سب کے سب ہاتھوں میں گرز اور تلواریں لئے ہوئے تھے ۔ فوج کو میدان میں بڑھایا اور ایک اور قلعہ نظر پڑا ۔ وہ ایک قلعہ فوج اور دھونسے اور نقارے سے لیس تھا۔ اور اس کا نام قالینوس تھا۔ اِس قلعے کی بلندی کو عقاب بھی نہ دیکھ سکتا تھا۔ اس کے گرد ایک خندق پانی سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے اندر ایک وسیع عمارت معہ مکان اور میدان اور کھیتوں اور محل کے تھی۔ ایک زبردست رومی فوج اس کے اندر موجود تھی۔ سب عزت دار اور لڑنے والے تھے ۔ بادشاہ اُسکے سامنے دو فرسنگ کے فاصلے پر تھا اور دُنیا فوج کے گرد سے سیاہ ہو گئی تھی۔ قالینوس کے اندر سے غل اُٹھا۔

---

[1] بوق وکوس خاص شاہی فوج کے نشانات سے مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ خاص قیصری فوج کا سپہ سالار ہے

[2] جھاگ لانے سے غضبناک ہونا مراد ہے ۱۲

[3] عزبش میں نقطہ عزم با غین منقوط اور رائے مہملہ یعنی بھیڑ۔ شکار سے مراد ہے ۔ ۱۲

اس غل سے نقاروں کی آواز دھیمی پڑ گئی۔ بادشاہ نے اس عمارت کی طرف دیکھا۔ ہر ہر لمحہ فوج بڑھتی جاتی تھی۔ دروازوں پر لڑائی ہوئی۔ تیر اور بان برسائے + جب روشن سورج زرد پڑ گیا تو گردش کرنے والا آسمان آدھا سیاہ ہو گیا (دن ڈھل گیا)۔ اِس قلعہ کے اندر کچھ باقی نہ رہا ساری عمارتیں زمین کے برابر ہو گئیں + بادشاہ نے پکار کر کہا کہ اے ایرانی فوج کے بہادرو + تم سب اس شہر میں سے نکل جاؤ۔ اندھیرے کو جنگل کے اندر کا اگر کسی عورت یا عاجز مرد کی کوئی آواز یا لوٹنے اور گرفتار کرنے کی فریاد رات کی تاریکی میں میرے کان تک پہنچ گئی کہ کوئی آدمی تکلیف سے روتا ہے۔ تو جس شخص کی فریاد ہوگی اُسی وقت اسکی کھال میں بھُس بھر دیا جائ جب برج سرطان سے سورج نکلا تو سُستی اُتر گئی اور نیند جاتی رہی + بادشاہی ڈیوڑھی سے نقارے کی آواز آئی سردار لوگ اُٹھے + اُس قلعہ اور آبادی کے مرد اور عورتیں کسریٰ کے دربار میں حاضر ہوئے + اور کہا کہ اب یہاں کوئی فوجی آدمی باقی نہیں رہا۔ اس قلعے میں کوئی افسر نہیں رہا + سب کے سب ناحق مارے گئے یا زخمی ہو گئے۔ اب وہ وقت آگیا کہ بادشاہ رحم کرے + عورتوں بچوں اور بوڑھے مردوں کا قید کرنا خدا کے نزدیک اچھا نہیں + قلعہ اور آبادی کی ایسی حالت بن گئی ہے کہ اسکے بعد تو اُسے خارزار پائیگا + اگر قیصر خطاوار ہے تو ہم کون ہیں ہم قالینوس ہیں کس جُرم کے باعث ہیں + بادشاہ نے ان رومیوں کو معاف کر دیا بیگناہوں کے ساتھ گنہگار بھی بچ گئے + بہت کچھ مال اُن کے پاس آیا۔ پھر فوج نے وہاں سے بھی جلد کوچ کیا + جسکو مقابلے پر پایا اُسے گرفتار کر کے ہاتھیوں پر لاد لیا + انطاکیہ میں خبر پہنچی کہ بادشاہ بہت سے ہاتھی اور فوج لیئے آتا ہے۔ اس شہر میں بیشمار فوج تھی۔ رومی بہادر اور جنگی جوان تھے + بادشاہ نے اس معاملے میں تین دن تک توقف کیا تاکہ ظلم کے ساتھ لڑائی نہ ہو۔ چوتھے دن پہاڑ جیسی (عظیم الشان یا ثابت قدم) فوج آئی۔ ایرانی بہادروں کے غول کے غول تھے + رومی سوار سب کے سب عورتوں بچوں خزانوں اور ملک کی حفاظت کے لیئے مقابلے پر آئے + تین دن تک تین بھاری بھاری لڑائیاں ہوئیں۔ چوتھے دن جب سورج نکلا + وہ آباد جگہ فتح ہو گئی۔ روم کا کوئی فوجی سپاہی نظر نہ آیا + ساری فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ زمین پر قدم رکھنے کو جگہ نہ رہی + اُن سرداروں نے جو تخت اور تاج کے مالک تھے۔ اور اُن لوگوں نے بھی جو قیصر کے خزانوں کے محافظ تھے + خزانے بادشاہ کے حوالے کر دئے۔ تکلیف اُٹھائی تو خزانے ہاتھ آگئے + اِن میں جو فوجی لوگ تھے انہیں قید کر کے ہاتھی پر سوار کر لیئے + بادشاہ نے قیدی اور وہ قیصر کے خزانے مدائن کو روانہ کر دئے + بادشاہ اِس شہر کے گرد و نواح میں پھرا۔

زمین چاند والے آسمان سے بھی زیادہ رونق دار پائی ۔ باغ اور میدان اور بہنے پانی کو دیکھ کر بوڑھا بھی تر و تازہ ہو جاتا تھا ۔ کسی[1] نے اس نامور بادشاہ سے کہا کہ یہ پُر بہار شہر انطاکیہ ہے ۔ جس نے خوشنما بہشت نہ دیکھی ہو جس کی مٹی خشک اور جسکی اینٹیں سونے کی ہیں اور جس کے درخت یاقوت کے اور جس کا پانی گلاب ہے اور جسکی زمین اور آسمان اور آسمان سورج ہے ۔ اس شہر اور ملک کو دیکھ لینا چاہئے (خدا کرے) سارا روم کا ملک آباد رہے ۔

انطاکیہ کی مانند زیب خسرو شہر کو نوشیرواں کا آباد کرنا اور روم کے قیدیوں کا وہاں بسانا

نوشیرواں نے ایک شہر بسایا جس میں محل اور نہریں بنوائیں ۔ وہ انطاکیہ کی مانند بہار تھا ۔ باغوں اور میدانوں اور چوکوں اور گلزاروں سے معمور تھا ۔ روشن دل خوش مزاج لوگوں نے اس کا نام زیب خسرو رکھا ۔ وہ زیب خسرو ایک پُر بہار جگہ بن گئی ۔ ایک بہشت خوشبودار بیل بوٹوں سے آراستہ تھی ۔ جو قیدی اس شہر میں سے پکڑے گئے تھے اور جنکے ہاتھ پاؤں بھاری بیڑیوں ہتکڑیوں سے زخمی ہو گئے تھے ۔ حکم دیا تو وہ چھوڑ دئے گئے اور اس نئے شہر میں ان کو بسنے کی اجازت دی گئی ۔ یہ بھی کہا کہ یہ نو آباد شہر اور یہ سب گلزار اور باغ اور مکانات ۔ ہم نے اس لئے بنائے ہیں کہ ہر شخص کے پسند اور نام کے موافق جگہ ملے ۔ ہر شخص کو مال دیا زمین جنت کی مانند آراستہ بن گئی ۔ راستوں ۔ کوچوں اور بازاروں کی کثرت سے خاک کے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہی ۔ ایک زبان دراز موچی نے آ کر کہا کہ اے ظالم بادشاہ ۔ قالینوس میں میرا گھر اور دروازے کے سامنے شہتوت کا ایک درخت تھا ۔ اس زیب خسرو سے مجھے کچھ فائدہ نہیں جب کہ میرے گھر کے دروازے پر شہتوت کا درخت نہیں ۔ حکم دیا تو اُس کمبخت کے دروازے کے سامنے کچھ سرسبز درخت لگا دئیے ۔ بادشاہ اس بات پر بہت ہنسا کہ وہ اپنے شہتوت کے درخت کا آرزو مند بنکر آیا تھا ۔ بادشاہ نے ایک عیسائی شخص کو حاکم مقرر کیا اسے حکومت خزانہ اور فوج دی اور کہا کہ شہر خسرو تیرے واسطے ہے اس کی رعایا اور یہ نیا محل تیرے لئے ہے ۔ پھل[2] دار درخت کی مانند رہنا کبھی باپ اور کبھی بیٹا بنکر رہنا بخشش کر اور دوستانہ بخشش کر اور فضول کام نہ کر ہر ایک بات اندازہ کے ساتھ کر ۔ بادشاہ نے انطاکیہ

---

[1] اس شعر میں اگر کا لفظ فضول ہے ۱۲

[2] یعنی غریبوں پر بخشش کرنا اور بزرگوں کے ساتھ فرزندوں کی طرح ادب قاعدہ اور تہذیب سے برتاؤ اور چھوٹوں کے ساتھ باپ کی طرح شفقت اور پرورش سے پیش آنا ہے ۱۲

سے فوج کا کوچ کیا اور تجربہ کار عیسائی کو حاکم بنا کر چھوڑ گیا + پس فرفوریوس نے خبر جلبنائی اور جو کچھ قالینوں
میں گزرا انقابیان کر دیا + قیصر سے کہا کہ فوج آرہی ہے تجربہ کار کسرٰے اور ہاتھی اور تخت رواں ہمراہ ہیں
اسقدر فوج ہے کہ دریا اور پہاڑ گھوڑوں کی سموں کی خاک سے اٹے جاتے ہیں + قیصر اپنی بات سے
سردار اور مدبر لوگ اکٹھے کئے ۔ اس کا دل نوشیرواں کی طرف سے ڈر گیا ۔ رات اور دن میں تین پہر مشورہ
لینے لگا ۔ دانا نے اس سے کہا کہ اب یہ صلاح (صلاحِ جنگ) نہیں ہے اسواسطے کہ تو کسرٰے کے مقابلے پر نہیں
ٹھیر سکتا ۔ وہ اس آباد ملک کو برباد کر دینگے ۔ شاہانِ روم کی نیک نامیوں کو خاک میں ملا دینگے ۔ بے عقل
خوشامدی تو حضور کی برائی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا + سب کی یہ صلاح ٹھیری کہ بہادروں سے
لڑنا نہ چاہیے + جب قیصر نے یہ رائے سنی تو اُس کا دل پشیمان ہوا + نوشیرواں کی طرف سے اسکی عقل
میں فتور پڑ گیا ۔ اس پاک ملک میں سے ایک رومی عقلمند اور خوب بولنے والا پسند کیا ۔ علماء میں سے
آدمی چھانٹے جنکی عقلیں اور دل غبار سے صاف تھے +

خراج اور نذرانوں کے ساتھ قیصر روم کی طرف سے نوشیرواں کے پاس پیغام بھیجنا

بادشاہ کے پاس پیغام بھیجا ۔ عزت دار لوگ روانہ ہوئے + مہراس جیسا ایک عقلمند شخص ان کا سردار تھا
نہ پہلوان عقل میں بزرگ اور عمر میں کم تھا + ہر قسم کے سامانوں کا ذخیرہ ساتھ تھا ۔ اُس کا شمار حد اور
اندازے سے باہر تھا + بہت کچھ خوشامدیں اور نصیحتیں اور پسندیدہ باتیں کہیں اور گذشتہ گفتگو سے شرمندہ
تھے + اُس کو قیمتی تحفوں اور بھاری خراج اور کچھ عزیزوں اور سرداروں کے ساتھ جو اول کے طور
پر تھے روانہ کیا + جب مہراس کسرٰے کے پاس پہنچا تو رومی زبان میں تعریف کی + راستی اور تیزی میں
آستین سے ایک ستارا نکالا ہے + کسرٰے سے کہا اے بادشاہ جہان کو اس لیاقت کے ساتھ نہ رکھ
میں ہے اور ایران تجھ سے خالی ہے ۔ وہ ملک ہمارا اسقدر اور بے رونق ہے ۔ جسوقت قیصر روم میں نہ رہیگا
اس ملک اور سرزمین کی حقیقت ایک مچھر کی برابر بھی نہ رہے گی + آدمیوں ہی سے سارے فائدے حاصل

---

[1] گردگان ۔ گردی یا بن رہنے والے جسے اول کہتے ہیں جب کوئی مخالف حاکم زیر ہو جاتا تھا تو یہ رسم بھی
کی نیک چلنی کے یقین دلانے کے واسطے اپنے بعض کار آمد سردار یا رشتہ دار بطور ضمانت فتحمند بادشاہ کے
بھیجدیتے تھے ۔ کہ ان کو نظر بند رکھیں تاکہ اگر پھر سرکشی ظہور میں آئی تو ضمانتی لوگوں سے بدلہ لیا جائے

ہوتے ہیں۔ اگر وہ گھٹ جاتے ہیں۔ تو فائدے بھی کم ہو جاتے ہیں ٭ اگر یہ قیامت آرائی مال و زر کے واسطے ہے جس کے سبب محبت اور دانائی کم ہو گئی ہے ٭ تو میں روم کے سب خزانے لے آیا ہوں۔ اس واسطے کہ خزانوں اور ملک سے روشن عقل بہتر چیز ہے ٭ بادشاہ نے جب اسکی باتیں سنیں تو دل خوشی سے باغ باغ ہو گیا ٭ جو کچھ وہ لایا تھا سب قبول کر لیا وہ روپے کے توڑے تھے یا غلام ٭ قاصدوں کی تعریف کی اُن پر لیاقتوں کو بڑھایا ٭ اس سے کہا اے عقلمند آدمی بہادر وہی ہے جو عقل رکھتا ہے ٭ اگر روم کی ساری ولایت سونا بنجائے تو بھی روم کے فرمانروا سے زیادہ قابل قدر ہے ٭ ملک اور زمین پر محصول اور خراج قائم کئے جو گائے کی ایک سو کھالیں دیناروں سے بھری ہوئی تھیں ٭ کہ قیصر بادشاہ کے پاس ہر سال تحفوں اور تصدق کے ہمراہ بھیجا کرے ٭ اور اسکی فوج ملک یمن کی طرف نجائے وہاں کی حکومت سے کوئی شئے نہ طلب کرے ٭ پھر وہاں سے بگل کی آواز اور پیتلی ہیندے کے نقارے کا شور سنائی دیا ٭ دانا بادشاہوں نے فوج کو کوچ کا حکم دیا شام کے علاقہ میں آکر چند روز قیام کیا ٭ اسقدر ہتھیار اور فوج اور روپیوں کے توڑے اور لونڈی غلام اور تاج و تخت لایا ٭ کہ زمین ہاتھیوں اور توڑوں کے بوجھ سے جھک گئی ٭ جب اس سرزمین سے چلنے کی رائے ہوئی۔ تو بہرام کے شیروے کو وہ علاقہ دے دیا۔ اور اس سے کہدیا کہ قیصر سے اِس مزاج اور محصول کو مانگتا رہ رات دن میں کسی وقت سُستی نہ کرنا ٭ شیروے نے زمین چومی اور بادشاہ کو دعا دی ٭ کہ ہمیشہ سمجھدار اور فتح نصیب رہے۔ یہ کیانی درخت کبھی زرد نہ ہو ٭

داناؤں کے ساتھ نوشیرواں کا پہلا جلسہ اور بزرجمہر کا نصیحتیں بیان کرنا

ایک دن یہ ہوا کہ دسترخوان بچھایا گیا اور ان عقلمند لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا ٭ جو عقلمند اور سمجھدار اور دانائی اور یادداشت کے ساتھ بولنے والے ہوں ٭ دانا لوگ جن کی عقلیں ہر قسم کی سمجھ سے آشنا تھیں آئے جب کھانا کھا چکے۔ شراب مانگی شراب سے روح کو جلا دی ٭ اس قدر نہیں جس سے عقل میں فتور آجائے ہاں اتنی قلیل سی جس سے روح کو سرور حاصل ہو ٭ دانا بادشاہ نے عقلمند لوگوں سے کہا کہ عقل کی باتوں سے راز ظاہر کرو ٭ جو کوئی عقل کی باتیں جانتا ہو بیان کرے کہ اُس سے میرا دل خوش ہو ٭ اُن میں سے جو لوگ عقل رکھتے تھے اور بولنے میں نڈر اور نسان تھے ٭ اُنھوں نے بادشاہ کے سامنے بولنا شروع کیا۔

لہ کیانی درخت نوشیرواں سے اور زرد ہونا زوال سے مراد ہے ٭ ۱۲

اس واسطے کو وہ عالم کا خواستگار تھا۔ ہر ایک جوان اور بوڑھے تجربہ کار نے طرح طرح کی باتیں بیان کیں۔ جب بزرجمہر نے وہ سب باتیں سن لیں اور دیکھا کہ بادشاہ دانائی کی باتوں کی طرف متوجہ ہے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر دعا دی اور کہا کہ اے منصف بادشاہ۔ زمین تیرے ہاتھی دانت کے تخت کی محکوم ہو۔ آسمان تیرے تاج کی شوکت سے روشن رہے۔ اگر اب مجھے اجازت ہو جائے۔ کہ میں زبان کو خاموشی سے کھولوں تو میں بھی کچھ کھولوں گا اگرچہ میں بے استعداد ہوں علمیت میں بہت کم درجے والا ہوں۔ کوئی برائی کی بات نہیں کہ نوشیرواں کے سامنے عقلمند بولنا شروع کرے۔ کسریٰ نے اس عالم کی طرف دیکھا اور کہا کہ عقل کی بات کیوں چھپائی جائے۔ جوان نے زبانی قدرت دکھائی اس کی گفتگو سے عقل کی رونق بڑھی۔ اُن پسندیدہ باتوں اور نصیحتوں کے سبب نوشیرواں دل سے عالموں کا معتقد بنگیا۔ پہلے ہی پہل جب اس نے لب کھولے تو خدا کی تعریف کا جوہر دکھایا۔ پھر کہا وہ شخص عقلمند ہے جو کم بولے اور اس کے کلام سے مطلب زیادہ نکلے۔ جس کے دماغ میں جلدی کرنے کا مادہ ہوتا ہے۔ اسکی گفتگو طولانی ہوتی ہے۔ اور مطلب دور جا کر نکلتا ہے۔ جب فضول باتیں طول پکڑ جاتی ہیں تو بولنے والے کی قدر کم ہو جاتی ہے۔ کام کی باتیں کہہ اور زیادہ بولنے کی فکر نہ کر۔ اس واسطے کہ دنیا چند روزہ ہے اور ہم جانیوالے ہیں۔ اگر ہمارا قیام دیر تک ہوتا تو دنیا کے طلب گار بہت پیدا ہو جاتے۔ جہان میں مروت سے بڑھ کر کوئی کام نہیں ہے جس کے سبب عقل تیری دشمن نہیں۔ سچائی سے روح کو روشنی حاصل ہوتی ہے۔ جہالت اور نادانی پر افسوس کرنا چاہیئے۔ ہر شخص کا دل آرزو کا بندہ ہے اور ہر شخص کی عادت جُدا ہے۔ دنیا میں[1] ہر شخص عادت کے لحاظ سے جُدا ہے تجھے اُس کے ساتھ آمیزش کرنی مناسب ہے۔ جو شخص کلام کو کثرت کے ساتھ کرتا ہے وہ ترقی کی خواہش اور زیادہ رکھتا ہے۔ نیک باطن[2] اور عقلمند اور دانا شخص کا جسم اس دنیا میں ہے اور دل دوسرے جہان میں حاصل نہ ہونے والی بات کا سنج نہ کر[3] اس واسطے کہ وہ جان کا علاج اور جسم کا گھٹانے والا ہے۔ طاقت کے سبب آدمی کے سب کام درست[4] ہو جاتے ہیں۔ کمزوری۔ جھوٹ اور زوال پیدا کرتی ہے۔ اگر تیرے پاس علم کا ذخیرہ نہیں ہے تو تیرے لئے خاموشی سے اچھی چیز نہیں۔ اگر تو اپنے علم کو اچھا جانے گا۔ تو عقل تجھ سے الگ ہو جائیگی۔ دولتمند

---

[1] جیسا شخص ہو اسکے ساتھ اسی طرح سے برتاؤ کرنا چاہئیے ۔۱۲۔ [2] یعنی دنیا میں رہ کر آخرت کی بہتری کے کام کرتا ہے۔ اور خدا سے ڈرتا ہے ۔۱۲۔ [3] یعنی کسی شے کی تمنا اور خیال روح کو امیدیں دلا کر خوش رکھتا ہے۔ مگر اس فکر سے جسم لاغر ہو جاتا ہے ۔۱۲۔ [4] یعنی جس کی رائے درست ہوگی اس کا کام بھی اچھا ہوگا۔ ۱۲

وہ ہے جسے لالچ نہیں وہ شخص آرام سے بسر کرتا ہے جو حرص نہیں کرتا! احسان عقل کا بھائی ہے عقل جان کے سر پر تاج کی مانند ہے ÷ اگر عقلمند تیری جان کا دشمن ہو تو اس سے دوست اچھا ہے جو نادان ہو ÷ وہی شخص دولتمند ہے جو خوش رہا۔ لالچ اور اسکی کوشش کو جس نے روکے رکھا ہے ÷ سیکھنے کے لئے تو دھیما بنیگا تو عالموں کی نصیحتیں سنے گا ÷ اگر گفتگو میں رائے غالب ہوگی۔ تو کارروائی میں عاجز نہ ہوگا ÷ جو علمیت سے واقف نہ ہو وہ زبان کو بولنے سے روکے رکھے ÷ جب تیرے پاس مال اور سونا چاندی اور سجے ہوئے گھوڑے ہیں ÷ تو اس ڈھنگ سے خرچ کر جو تیرے واسطے مناسب ہو نہ تو بکھیرنا ہی چاہئے نہ بند رکھنا ÷ میانہ روی اختیار کریگا تو تو بنا رہے گا۔ بھلائی کے سوا تیرا اور کوئی رہنما نہ بنیگا ÷ جب[1] عقلمند دشمنوں سے جدا ہو گیا تو اس کے دشمن کا جسم مزدور بنگیا ÷ جب اپنی کوشش سے کسی شخص کا انصاف کیا تو سمجھ لے کہ اس نے لڑائی میں فتح پائی ÷ ایسی بات نہ کہہ جو فائدہ مند نہ ہو۔ اسواسطے کہ اُس آگ سے تجھے دھوئیں کے سوا اور کچھ نہ ملے گا ÷ اس کام کی فکر نہ کر جو نہ ہو سکے اسواسطے کہ لوہے کے پانی سے صیقل نہیں کر سکتے۔ بادشاہ دھیما بنے تاکہ عقلمند ہو اور وہ سمجھ میں بزرگ اور برتر ہو ÷ جو[2] خدا کے کئے ہوئے کام کو جانتا ہے وہ زمانہ کی برائی سے بچ جاتا ہے ÷ خدا کی عبادت مرتبہ بڑھاتی ہے دل میں سے شیطانی خیالات کو نکالتی ہے ÷ جو کام کرنے کا نہیں ہے اس سے بچ۔ جسکو جو شخص ستانے کے لائق نہیں اُسے نہ ستا ÷ کام کا انجام خدا کی طرف سے ہے اسواسطے وہ روزی دینے والا اور زندہ رکھنے والا ہے۔ بزرجمہر کی اس اچھی گفتگو سے سارے عقلمند لوگ خوش ہوئے ÷ بادشاہ کے سامنے سے اُٹھے اور اس کو از سر نو شاباش کہا ÷ سارا جلسہ اس سے حیران تھا کہ نوجوان آدمی نے کس قدر بڑائی حاصل کی ہے ÷ بادشاہ[3] کسرےٰ تعجب میں تھا۔ بخشی اعلےٰ کو طلب کیا۔ حکم دیا کہ اس کا نام سے اوّل لکھیں جبکہ دفتر شروع کیا جائے ÷ دنیا میں بزرجمہر کا نصیبہ آسمان پر سورج کی طرح روشن ہو گیا ÷ پھر عالم نے پوچھا اور سب عقلمند تعجب میں رہ گئے۔ پھر اس جوان آدمی نے جو روشن دل اور پاکیزہ طبیعت والا تھا بولنا شروع کیا ÷ یہ کہا کہ عادل بادشاہ سے کسی قسم کے خیال پر سرکشی نہ کرنی چاہئے۔ اس واسطے کہ وہ گڈریے کی مانند ہے اور ہم بکریوں کی مثال ہم زمین اور وہ آسمان ہے ÷ اس کے قول سے نہ پھرنا چاہئے اور اس کے حکم اور قانون سے سرکشی نہ کرنی چاہئے ÷ ہمیں اسکی خوشی سے خوش ہونا چاہئے۔ اگر زمانہ کا انصاف

---

[1] یعنی اس وقت تجھے کوئی تکلیف نہ پہنچیگی وہ خود ہی رشک اور حسد سے زیر بار رہیگا

[2] یعنی جو اپنی حالت کی برائی بھلائی اور تکلیف راحت کو یہ خیال کریگا کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ تو اسپر مصیبتیں ہلکی ہو جاتی ہیں

[3] سرفراز یعنی سردار دربار ہاں تنخواہ تقسیم کرنیوالا اسم مرکب کے معنے بڑا بخشی ÷

کرنا چاہتے ہیں ÷ اس کے ہُنر جہان میں پھیلانے چاہئیں اور اس کے بھید پوشیدہ رکھنے چاہئیں ÷ اس کی قدر بڑھانے پر دلیر نہ بن ÷ آگ سے نر شیر بھی ڈرتا رہتا ہے ÷ اگر پہاڑ بھی اس کے حکم کو حقیر سمجھے تو ہم اس کے دل کو بگڑا ہوا اور دماغ کو ناچیز سمجھیں گے۔ تمام سختیاں اور سب عنائتیں بادشاہی کی طرف سے ہیں اسی کے بس میں قید اور کنواں ہے اور اسی کے اختیار میں تخت اور تاج ÷ اس کی نوازش سے جہان کی قدر اور عزت ہے اس کے غصہ سے بدن میں جگر کباب ہوتا ہے ÷ بادشاہ کا سر خدا کا سایہ ہے۔ عقلمند اس سے خوش اور شاد رہتا ہے ÷ جو اس سے خوش نہیں ہے وہ شیطان کی طرف سے ہے اس کا دل اور مغز عقل سے خالی ہے سب نے اس جوان آدمی کی باتیں سنیں۔ اس سے بوڑھوں کی عقل کو ترقی ہوئی ÷ وہ بڑی مجلس برخاست ہوگئی اور سب کی زبانوں پر اس کے لئے تحسین و آفرین تھی ÷

بزرجمہر اور عالموں کے ساتھ نوشیرواں کا دوسرا جلسہ

روشن دل بادشاہ دوسرے ہفتہ پھر عالموں کا طلبگار ہوا ÷ دُنیا کے کاموں سے دل فارغ کیا اس واسطے کہ وہ عالموں کی باتیں سُننی چاہتا تھا ÷ جو شخص دربار کے قابل تھا اور علمیّت میں بادشاہ کے لائق تھا گفتگو کرنے والے جوان اور بوڑھے تجربہ کار حاضر ہوئے ÷ معزّز جوان بزرجمہر بھی عقلمند اور سمجھ دار لوگوں کے ہمراہ گیا ÷ سب سمجھ دار عاقل سردار اونچے تخت کے قریب بیٹھے ÷ سب نے بزرجمہر کی طرف نظر ڈالی اسواسطے کہ کسریٰ اس سے بہت خوش تھا ÷ ان میں سے ایک شخص نے جو بہت دانا تھا قضا اور قدر کا حال پوچھا کہ اس امر کا شروع اور انجام کیا ہے اور یہ بات کس کی طرف سے ہے ÷ جواب دیا کہ ایک کوشش کرنیوالا جوان شخص ہے جو رات دن کام میں لگا رہتا ہے ÷ اس پر روزی کا راستہ تنگ اور تاریک ہے اس کے لئے پانی بھی دریا میں مشکل سے آتا ہے ÷ ایک بے ہُنر ہے اور وہ نصیبہ کے تخت پر آرام کرتا ہے درخت اس پر پھول بکھیرتے ہیں ÷ قضا و قدر کا طریقہ کچھ ایسا ہی قاعدہ ہے تو بخشش سے کوشش پر قادر نہیں ہو سکتا۔ دانا اللہ تعالیٰ نے زمانے کا ستارہ کچھ اسی قسم کا بنایا ہے ÷ ایک اور نے پوچھا کہ جو شخص سب سے بڑا ہے وہ کون ہے اور ترقی کس کے لئے زیبا ہے ÷ جواب دیا کہ وہ شخص ہے جو نیکی سے خوب واقف ہے اور اُس کے کام پھل لارہوں ÷ ایک اور نے کہا کہ ہمیں کیا بات سب سے اچھی ہے جو عقلمندوں کی علمیت کی سرتاج ہے۔ جواب دیا کہ دھیما پن نوازش اور بخشش اور تہذیب رحمدل اپنی گردن جھکائے رہتا ہے

بخشش کرتا ہے اور بدلے کے لئے ہاتھ نہیں رکھتا۔ کوشش کرتا ہے اور جہان کوشش سے حاصل کرتا ہے۔ اور دوستوں کے ساتھ وقت پر ٹھہاتا ہے ٭ ایک اور نے کہا کہ عقلمند آدمی ہیں لڑائی اور آبرو بچانے کے وقت کیا ہنر ہونا چاہئے ٭ کہا کہ جو شخص اپنے عیب دیکھتا ہے اور قاعدہ اور طریقہ کو بدل ڈالتا ہے ٭ ایک اور نے پوچھا کہ زندگی بسر کرنے میں تو کیا اختیار کرتا ہے کہ جسم کو نقصان بہت کم پہنچے۔ جواب دیا کہ اگر اس کا دل عقل کے ساتھ برداشت کرنے والا ہے تو وہ آرام پائیگا ٭ لین دین ہیں راستی اختیار کرے۔ بددیانتی اور کمی کا دروازہ بند رکھے ٭ جب مراد حاصل ہو جائے تو گنہگاروں کے قصور معاف کرے اس کا دماغ جھلا اور تیز نہ ہو ایک اور نے پوچھا کہ محفل میں اپنا نگہبان کون ہے ٭ کہا وہ شخص ہے جو آرزو کے حاصل ہونے کے بعد نوازش کرنے اور نیک عادت سے نہیں پھرا ٭ دوسرا وہ جو آہستگی سے کام کرے جبکہ تیزی سے خرابی دیکھ لے ٭ ایک اور نے کہا کہ بخشش اور نیک عادت دونوں سے کونسی اچھی ہے کہ جلدی سے اسکی کھیتی پر پھل آئے ایک سال میں اسپر دو دفعہ بہار آئے ٭ کہا وہ شخص جو بلا مانگے۔ اپنی ذات کو بخشش سے آراستہ کرے۔ اور اگر وہ لینے والے پر شکرگذاری رکھے تو تو اُسے بخیل سوداگر سمجھ ٭ دوسرے نے پوچھا کہ مرد کے واسطے کیا بات زیبا ہے اور ان بھلائیوں میں سے کونسی زیادہ قابل قدر ہے ٭ جواب دیا کہ وہ سخی آدمی جس نے لیاقت دار کیساتھ بھلائی کی ٭ عالی شان سرو کی طرح بڑھے اور زوال سے پریشان نہ ہو ٭ اگر نالائق کو مشک کے پاس بٹھاویں (تو ایسا ہے جیسا) خشک کانٹے سے نہ پھول نکلیگا نہ خوشبو دیگا ٭ اگر تو گونگے اور بہرے آدمی سے کوئی بات پوچھیگا تو تو کوشش کا حق ادا کریگا مگر پھل نہ پائیگا ٭ دوسرے نے کہا کہ اس چند روزہ دنیا ہیں عقلمند تکلیف اور ایذا کے بغیر نہیں رہتا ہم کیا تدبیر کریں کہ ہمارا نام نیکی سے مشہور رہے اور شروع ہی سے اچھا ہو اس سے کہا کہ گناہ سے الگ رہ۔ جہان کے سارے لوگوں کو اپنی جان کے برابر عزیز رکھ ٭ جو چیز پسند نہ ہو تو اسے دوست اور دشمن کے واسطے پسند نہ کر۔ ایک اور نے پوچھا کہ تو کوشش کے اندازے سے زیادہ اور اندازہ کے موافق ہونیکی نسبت کیا کہتا ہے کہ دونوں میں سے کونسی اچھی ہے ٭ جواب دیا کہ عقل کے نزدیک سوچنے کے سوا اور کوئی بات زیبا نہیں ٭ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری محنت اپنا نتیجہ دکھائے تو تجھے جب کوئی کام پیش آئے اسمیں کوشش کر ٭ دوسرے نے کہا اگر عیب دار کے حال پر رونا چاہیئے تو تعریف کے لائق کون ہے ٭ کہا وہ شخص ہے جو خدا تعالیٰ سے زیادہ ڈرے اور اسی سے اُمید رکھے ٭ ایک اور نے کہا کہ اے دانا آدمی۔ تیرا سر بلندی میں آسمان سے بھی بڑھ جائے ٭ اُس بے قیام اونچے آسمان کی طرف

سے میرے حق میں کونسا وقت اچھا ہے ÷ پھر بولنے والے نے جواب دیا کہ جو بے فکر اور بے پرواہ بن گیا ÷ زمانے نے اس کے ساتھ اچھا انصاف کیا۔ مناسب ہے اگر وہ انصاف کے سوا اور کسی کام کو یاد نہ رکھے ÷ دوسرے نے پوچھا کہ کونسی دانائی ہے جسکی بدولت ہم دُنیا میں خوش رہ سکتے ہیں ÷ کہا یہ کہ بردبار ہو۔ اس کے نزدیک بے لحاظ آدمی ذلیل ہو ÷ دوسرا وہ غصہ نہ رکھتا ہو۔ اور خطاواروں سے چشم پوشی کرے ÷ کسی اور نے پوچھا کہ اے عالم وہ کیا بات ہے جو عقلمند کو پسند ہے ÷ کہا یہ کہ جو شخص عقل رکھے اور اس کام کا فکر نہ کرے جو اس سے گذر گیا ہو ÷ اگر کسی لیاقت دار عزیز کو خاک کے حوالے کردے تو بھی دل کو رنج اور غم سے آشنا نہ ہونے دے ÷ دوسرا وہ جو ناممکن باتوں سے ایسا ناامید نہ ہو جائے جیسا بید کا درخت پھل سے۔ ہمیشہ خوش اور ہنس مکھ رہے۔ زمانہ کی گردشوں سے پخنت رہے ÷ دوسرے نے پوچھا کہ بادشاہ کے لئے کونسی بات بُری ہے۔ جس سے نیک آدمی کا دل رنجیدہ ہوتا ہے ÷ جواب دیا کہ کسی دانا نے کہا ہے کہ بادشاہ کے واسطے چار عیب ہیں ÷ پہلا یہ کہ وہ لڑائی کے وقت دشمن سے ڈرے اور دوسرا یہ کہ بخشش سے جی چرائے تیسرا یہ کہ لڑائی اور غیرت کے دن عقلمند کی صلاح پر نہ چلے ÷ چوتھا یہ کہ جلد باز ہو کام میں پڑ کر آرام لینے اور سونے کو بھی بھول جائے ÷ ایک اور نے پوچھا کہ بے عیب کون ہے اور آزادوں کو کس لئے برا کہتے ہیں ÷ کہا کہ اسے بھی میں سچ ہی کہتا ہوں کہ عقل بھی اس باب میں قول کی شاہد ہے ÷ عزت داروں کے لئے مکر کرنا اور جھوٹ بولنا اور چال بازی اور ظلم سے شان بڑھانی ÷ ایک اور نے پوچھا کہ جو شخص نقصان کا ہونا نہ چاہے اُسے کونسی عادت فائدہ دیتی ہے ÷ کہا جو راست گو ہے اس کے سب کام درست ہونگے ÷ آنکھ میں لحاظ رکھ کر بات کرنی اور نرم آواز سے بولنا ÷ وہ عقلمند اچھا ہے جو کہ حرص کے لئے عقل نہ کھو بیٹھے ÷ ایک اور عقلمند نے پوچھا کہ دنیا میں ایسا کون ہے جو بے نقصان اُٹھائے۔ تدبیر کرتا ہے اور جان کی پرورش کرتا ہے اور اس کی ذات سے اس کے رشتہ اور کُنبہ والے فائدہ اُٹھاتے ہیں ÷ جواب دیا کہ وہ شخص جس نے شروع سے پاک اللہ کے دروازے کو پہچانا اور اُسے ڈھونڈا ÷ کہ اسی کی تیرے اوپر عنایت ہے اور تیرے واسطے اسی کی حفاظت ہے۔ دن رات چاند سورج کا مالک وہی ہے ÷ اپنے دل کو ظاہر اور باطن میں خدائے تعالیٰ کے حکم پر لگائے رکھنا ÷ اپنی جان کو آرام سے رکھنا اور اسے تکلیف اور حرص سے اچھی طرح روکے رہنا ÷ اپنے آدمیوں کی حفاظت کرنی اور مفلس کی روزی کو ترقی دینی ÷ کم سن لڑکے کو عقلمند بنانے کے لئے استاد کے سپرد کرنا چاہیئے ملک نادان کے حوالے نہ کرنا چاہیئے ÷ اگر بیٹا فرمانبردار ہو تو باپ کو اُس

نظرعنایت رکھنی چاہیئے ÷ ایک اور نے پوچھا کہ فرزند کا مرتبہ باپ کے نزدیک کیسا ہے ÷ کہا کہ باپ کے نزدیک نیک بخت بیٹا جان کے برابر پیارا ہے ÷ اس کے مرجانے کے بعد بیٹے سے اُس کا نام برقرار رہتا ہے اس واسطے کہ بیٹا اُسے راہنما جانتا ہے ÷ کسی اور نے پوچھا کہ مال میں سے کونسا مال تیرے نزدیک دل کو درست کرتا ہے ÷ جواب دیا کہ اگر مال حقیر بھی ہے تو بھی آدمی مال سے عزت پاتا ہے ÷ اس باب میں کئی باتیں اور پوشیدہ ہیں غور سے دیکھ کہ بات ضائع نہ جائے ÷ اوّل تو یہ ہے کہ اِس مال سے تیرے مطلب پورے ہوں اور اس کے ہونے سے تیری عادت دُرست ہو ÷ پھر اگر تو مال کو حاصل کرکے کام میں نہ لائے تو قیمتی موتی اور پتھر دونوں برابر ہیں ÷ ایک اور نے پوچھا کہ تو بادشاہوں میں نام اور بلند تاج کے لحاظ سے کسے بزرگ سمجھتا ہے ÷ یہ جواب دیا کہ اُس بادشاہ کو جس سے پرہیزگار آدمی نڈر رہیں ÷ اور اس کی للکار سے بڑا آدمی ڈرتا ہو اور اس کے تحت میں ملک آرام سے ہو ÷ کسی اور نے کہا کہ آدمی کس چیز سے مالدار بنتا ہے۔ دُنیا میں تکلیف زدہ اور مفلس کون ہے ÷ کہا وہ شخص ہے جو خدا تعالیٰ کے عطا کئے ہُوئے نصیبہ پر قناعت کرے ÷ نصیبہ جس کے حال کے شریک نہیں اُس کے لئے دنیا میں حرص سے زیادہ اور کوئی بُری شے نہیں ÷ سب سردار اس کی گفتگو سے متعجب ہوئے سب نے ایک زبان ہوکر تعریف کی ÷

بزرجمہر اور داناؤں کے ساتھ نوشیروان کا تیسرا جلسہ

جب ایک ہفتہ گزر گیا تو آٹھویں صبح کو فتحمند بادشاہ تخت پر بیٹھا ÷ اُن لوگوں کو جو دانا تھے اور بولنے اور تدبیر سوچنے میں زبردست تھے طلب کیا ÷ طرح طرح کی باتیں ہر شخص نے بیان کیں مگر بادشاہ کو زیادہ پسند نہ آئیں ÷ اس کے بعد بزرجمہر سے کہا کہ شرم کی چادر سے چہرہ نکال (کچھ بول) عقلمند بولنے والے نے بولنا شروع کیا ہر طرح کی عقل کی باتیں بیان کیں ÷ پہلے بادشاہ کو دُعا دی کہ بادشاہ ہمیشہ فتحیاب رہے ÷ پھر کہا کہ آدمی بلند مرتبے پر نہیں بنا۔ مگر جبکہ وہ نقصان کے راستے سے الگ رہتا ہے ÷ اگر تو عقل کو ترقی دینی چاہتا ہے۔ تو بات کے سمجھنے کی عقل پیدا کر ÷ نام آوری کا دروازہ بہادری ہوتا ہے۔ زمانہ ڈرپوک سے بے پروا ہوتا ہے ÷ اگر تو تخت کا طالب ہے تو ہنر چاہیئے۔ جب شاخ سبز[1] ہوگی تو تجھے پھل ضرور دیگی ÷ جب[2] پوچھنے والے تیرے ہنر دریافت کریں تو جواب میں ذات نہ بتانی چاہیئے ÷ ہنر کے بغیر ذات ناپسند اور حقیر ہے اس

---

[1] یعنی سرسبز شاخ پر پھل ضرور آتا ہے۔ اسی طرح اگر ہنر ہوگا تو تخت بھی مل ہی جائیگا ÷ [2] مطلب کہ ہنر ہونا چاہئے ذات سے کچھ فائدہ نہیں ÷

معاملے میں ایک عقلمند نے ایک نقل تیار کی ہے ⁘ دیکھ اس عقلمند آدمی نے کیا کہا ہے ۔ اگلی بیت میں تجھ سے بیان کروں گا ⁘ اگر پھول میں خوشبو نہ ہو تو اس کے رنگ کی تعریف نہ کر اسواسطے کہ آگ میں سے پانی کوئی نہیں نکال سکتا ⁘ بادشاہ بخشش سے دولتمند ہوتا ہے دبے ہوئے خزانوں سے مشہور نہیں ہوتا ⁘ اگر تو نے اچھی گفتگو کا ہنر حاصل کیا ہے تو اس بھلائی کو کام میں بھی لا ⁘ جو عقل رکھتا ہے وہ خوش رہتا ہے زمانہ اسکی عقل کو ترقی دیتا ہے ⁘ بیوقوف آدمی بھی ایسا ہی ہو جاتا ہے جب کہ وہ اپنے دل کو نامناسب باتوں سے الگ رکھتا ہے عقل زمانے میں وفا کے درخت کی مانند اور اس کا پھل اوّل بادشاہ کا دل ہے ⁘ اگر تو خوش رہیگا تو آرام سے گذاریگا اور اگر حرص اختیار کریگا تو آرام سے ناامید ہوگا ⁘ اس شخص کے ساتھ بھلائی نہ کر جس سے اگر موقع پر تو نے نیکی کا بدلہ نہ پایا ہو ⁘ نصیبہ حوصلہ والوں کا ساتھ دیتا ہے۔ توشہ اسی کا ہے جو برداشت کرنے والا ہو۔ جو شخص ترقی پانی چاہے اسے اس معاملہ میں ہنر حاصل کرنا چاہیئے ⁘ ایک تو پہلے عقل اور رائے ہونی چاہیئے دوسرے ٹھیک تجربہ ہونا چاہیئے تیسرے کام کے وقت ہر ایک برائی بھلائی کے جانچنے کی صفت تیرے اندر رہو ⁘ اس کے بعد جب کہ اچھی صفتیں تیری مددگار رہوں گی تو وہ رات دن تیرے کام آئینگی ⁘ چوتھے عقل اور سچائی چاہیئے اور دل کجی اور الجھن سے صاف رکھنا چاہیئے ⁘ پانچویں اگر تجھ میں طاقت ہے تو تو بدنی کوشش سے ترقی پا جائیگا ⁘ جب[1] ان دونوں صفتوں سے بات ملی ہوئی ہو تو آزمائش کیے بغیر ہنر کو ضائع نہ کر ⁘ اگر طاقتور کا بدن کوشش نہ کریگا تو اسکی آرزوئیں پوری نہ ہونگی ⁘ اور اگر کوشش[2] حد سے بڑھ گئی تو یہ سمجھ لے کہ کوشش کرنے والا ناامید ہو گیا ⁘ عقلمند آدمی کی پانچ خصلتیں ہیں میں بیان کرتا ہوں ان پانچوں عادتوں کی بدولت وہ رنج نہیں اُٹھاتا ⁘ جبکہ نادان سات باتوں کا عادی ہو جاتا ہے تو کچھ تعجب نہیں اگر وہ تکلیف میں ہو ⁘ پہلے یہ ہے کہ جو شخص عقل رکھتا ہے وہ اُس چیز کا غم نہیں کرتا جو اس سے نکل گئی ہے ⁘ حاصل نہ ہونے والی چیزوں سے خوش نہیں ہوتا، اگر اُس سے نکل جائے تو وہ پھر جاتا ہے ⁘ ناممکن باتوں کی آرزو نہیں کرتا۔ یہ نہیں کہتا کہ بید کی ٹہنی پر پھل لگے ⁘ جبکہ وہ فکر اور بدی سے جسم کو آرام میں رکھیگا تو ناممکن باتوں سے ڈرتا رہیگا ⁘ جب زمانہ اس پر سختی ڈالیگا تو وہ آگے بڑھے گا اور کام میں غفلت نہ کریگا ⁘ نادان کی نسبت جو ہم نے کہا ہے۔ کہ سات طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ بے قصور خفا ہو۔ نالائق کو روپیہ پیسہ دے۔ وہ اس سے نہ کبھی مزدوری

---

[1] جب ان دونوں صفتوں کے ساتھ گفتگو بھی اچھی ہو تو ضرور ان صفتوں سے کام لینا چاہیئے ⁘

[2] حد سے زیادہ کوشش کرنے سے انسان خطرے میں پڑ جاتا ہے ⁘

پائیگا نہ بدلا۔ تیسرا یہ کہ وہ خدا کا ناشکرا ہو۔ عقلمند اور نیکی شناس نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ اپنا بھید ہر کسی سے کہے اور پکار کر بولے۔ پانچویں بیفائدہ باتوں سے اپنے جسم کو تکلیف دے۔ چھٹے غیر محکم بات کے بھروسہ نڈر بنجائے۔ پرنیاں[۵۱] کانٹے سے پھل پائے۔ ساتویں یہ کہ جھوٹی بات پر لڑے بے غیرتی کے ساتھ شان بڑھائے۔ اے عالیشان بادشاہ تو اُسے خوب سمجھ لے۔ کہ بدی سے نقصان کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ محفل میں اگر آدمی خاموش رہے تو اس خاموشی سے دل کو خوشی حاصل ہو[۵۲]۔ عقلمند بولنے والے کی طرف کان لگانے سے تو جسم کے لئے توشہ پائیگا۔ اور دل کے واسطے عقل اور ہوشیاری سُنی ہوئی باتیں مت بھول نصیحت عقل کے تخت کی تاج ہے۔ اگر تو[۵۳] چاہتا ہے کہ دانستہ امور کا پھل پائے تو گفتگو کے لئے لب کھول۔ اگر تو اپنے نام کو ہر جگہ شہرت دینی چاہے۔ تو میان سے تلوار کی طرح زبان کھول۔ اگر تو عقلمند لوگوں کے پاس بیٹھے گا تو کمزور سر مضبوط ہو جائیگا۔ بیوقوفی جا کر عقل آجائیگی۔ جان اور دل کو علم سے رونق ہوتی ہے۔ دیکھ جھوٹ کے پاس نہ پھٹکنا۔ گفتگو کرنے والا جب بولنا شروع کرے تو تو ٹھیر جا جب تک وہ بیان نہ کرلے تو جلدی نہ کر۔ تو بولنے والے کی گفتگو سے عقلمند بنتا ہے اسکے بعد بیان کر جو کچھ تو نے اُس سے سُنا ہے۔ علم سے بے پرواہی اختیار نہ کر۔ اگرچہ بیان کرنے والا سختی کے ساتھ بیان کرے۔ جب زبان دل کے ساتھ ٹھیک ہوتی ہے تو نقصان کا دروازہ ہر طرف سے بند ہو جاتا ہے۔ خدا کرے بادشاہ نوشیرواں کا دل سیکھنے سے کبھی سست نہ ہو۔ پھر ہوشیار عالم نے پوچھا کہ دُنیا میں اچھی اور پیاری چیز کونسی ہے؟ جو آدمی کو ہوشیاری سکھائے۔ اور زمانے کی تکلیفوں سے بچائے۔ یہ جواب دیا کہ جو شخص عقل حاصل کریگا۔ وہ دونوں جہانوں میں پھل پائیگا۔ پھر اس سے پوچھا کہ اگر اس میں عقل نہ ہو عقل خدا کا دیا ہوا چمکیلا خلعت ہے۔ یہ جواب دیا کہ تو علم ہونا بہتر ہے جب سمجھدار ہوگا تو بڑوں پر بڑائی حاصل کریگا۔ اُس نے کہا کہ اگر علم کا اثر بھی نہ پہنچا ہو۔ اس پانی سے روح کو صاف نہ کیا ہو۔ یہ جواب دیا کہ اپنے آپ کو بہادر آدمی کے حوالے کردینا چاہیئے۔ اگر لڑائی کے دن کی تاب رکھیگا تو دشمن کا سر کاٹ ڈالے گا۔ بادشاہ کے سامنے قدر پائیگا ہمیشہ خوش اور حاکم بنا رہیگا

---

[۵۱] مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی حالت کو مضبوط نہ کرکے نڈر ہو بیٹھیگا تو اس کا وہ حال ہوگا جو پرنیاں یعنی باریک ریشمی کپڑے کا حال کانٹے سے ہو جاتا ہے دھجیاں اڑ جاتی ہیں۔ [۵۲] مطلب یہ ہے کہ عقلمندوں کی باتوں کو سنکر عمل کرنے سے عقل بھی حاصل ہوتی ہے اور روزی حاصل کرنے کی راہیں بھی معلوم ہو جاتی ہیں۔ [۵۳] گوہر بمعنی موتی دانتوں سے مراد ہے۔ بند گھر سے مراد ہونٹ جیسے دانت ڈھکے رہتے ہیں۔ گوہر سے مراد مفید نصیحتیں اور اچھی باتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ زبان کھولنے سے زبان کے جوہر یعنی عمدہ نصیحتیں یا باتیں مراد ہیں۔

اس سے پوچھا کہ اگر اس کو اس کام سے بھی کچھ لگاؤ نہیں نہ وہ علم رکھتا ہے نہ طریقہ اور نہ مذہب + جواب دیا یہی بہتر ہے کہ موت اس کے[1] سر پر ایک سیاہ خود رکھ دے + ایک اور نے پوچھا کہ اس پھلدار درخت سے جیسے عقلمند آدمی پر بہار و باغ میں ہوتے ہ کیا تدبیر کریں کہ ہم میں سے ہر شخص فائدہ اٹھائے اور ہم اس کے سایہ میں چلیں + جواب دیا کہ جو شخص برا کہنے سے زبان کو روکتا ہے اسے رنج نہیں پہنچتا + جو گفتگوئیں[2] کسی کا پردہ فاش نہیں کرتا وہ سارے جلسے کو پیارا معلوم ہوتا ہے + ایک اور نے کہا کہ جو شخص برائیوں سے بچتا ہے وہ بزرگ ہے یا نصیب ور + جواب دیا کہ برائی کی عادت برے پھل والے درخت کی مانند ہے + اگر کوئی نرمی سے بولتا ہے تو وہ کسی کی سخت بات نہیں سنتا + سمجھ لے کہ لوگ زبان ہی سے رنج اٹھاتے ہیں اگر تو رنجیدگی نہیں پسند کرتا تو بات تول کر کہا کر + تو بادشاہ کا فرمانبردار کم بولنے والا بیشک بادشاہ کے پاس بیٹھنے کا رتبہ پاتا ہے + دوسرا وہ جو برائیوں سے انکے وقوع سے پہلے ہی الگ ہو جاتا ہے جس طرح جال سے پرند اور درندے + تیسرا وہ جو برائی پر قادر ہوا اور پھر اس سے بچے وہ خالص عقلمند ہے + جو کام کرنے کے قابل نہیں اسکی طرف توجہ نہیں کرتا اور جو سنانے کے لائق نہیں اسے نہیں سنتا + نیکی[3] کو خالی نہیں جانے دیتا۔ آئندہ کے دن کا انتظار نہیں کرتا + شکار سے بھی زیادہ دشمن سے الگ رہ۔ اور دوست کے ساتھ تیر اور پر کی مانند ملا ہوا + جس خوشی کا انجام غم ہوتا ہے عقلمند اس کی آرزو نہیں کرتا + آرام طلبی اور سستی چھوڑ کوشش کر اور اپنے بدن کی محنت سے خوشی حاصل کر + اسواسطے کہ دنیا میں کوئی آرام تکلیف کے بغیر نہیں۔ جو سست ہے اسے روپیہ ہاتھ نہیں لگتا + اس قسم کی بہت سی باتیں بیان ہوئیں۔ نادان لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں + دنیا نوشیرواں کے لئے ترو تازہ رہے۔ وہ ہمیشہ بادشاہ رہے۔ اور اس کا نصیب اوج پر رہے + عالموں نے اور سرداروں اور ہوشیار عقلمندوں نے اسے شاباش کہا + جہان کے بادشاہ کی بہت سی تعریفیں کیں اور ہر شخص خوش ہوتا ہوا چلا گیا +

بزرجمہر اور دانا لوگوں کے ساتھ نوشیرواں کا چوتھا جلسہ

جب اس بات کو دو ہفتے گذر گئے تو ایک دن بادشاہ نے فوجی کاموں سے فراغت پائی + حکم دیا کہ عالم اور سردار لوگ عقلمند لوگوں کے ساتھ دربار میں آئیں + ان سے جسم اور نسل اور تیزی اور آرام اور عقل اور اوصاف

---

[1] مطلب یہ ہے کہ وہ مر جائے اور اس کا پردہ ڈھک جائے یعنی اس کا مرنا بہتر ہے + [2] پوست دریدن بمعنی کھال اکھاڑنا مراد عیب ظاہر کرنا + [3] مطلب یہ ہے کہ جس وقت کوئی بھلائی کرنے کا موقع آتا ہے تو وہ اسی وقت اسے کر گزرتا ہے یہ نہیں کہ خاموش ہو رہے اور دل میں کہے کہ اب نہ سہی پھر آئندہ کبھی اس نیک کام کو کر لوں گا +

کی بابت سوال کئے ÷ حکومت اور سلطنت اور بہادری اور نیک نصیبہ کے انجام کی نسبت پوچھا ÷ ان عقلمندوں سے وہ باتیں دریافت کیں اور کارآمد باتیں پوچھیں ÷ جب ہر شخص نے اپنی اپنی عقل کے موافق بیان کیا ۔ مگر اُس سے اس کی تسلی نہ ہوئی ÷ تب[1] بادشاہ نے بزرجمہر سے کہا ۔ کہ تو پردے میں سے آبدار موتی نکال ÷ بزرجمہر نے دعا دی کہ اے عقلمند اور مروت والے بادشاہ ÷ یہ سمجھ لے کہ دنیا میں کوئی بادشاہ تیرے جیسا آج تک نہیں ہوا ہے ÷ انصاف اور عقل اور حکومت اور سلطنت اور شوکت اور صورت اور تدبیر اور نصیبہ ہیں ÷ اگر بادشاہ پرہیزگاری اختیار کرتا ہے تو وہ کینہ اور لڑائی سے آرام پاتا ہے ÷ بدی کرنے کے کاموں سے باز رہنا دل کو رنج و غم میں مبتلا رکھنے سے اچھا ہے ÷ ایک عقلمند نے یہ کیا اچھی بات کہی کہ بُرے کاموں سے بچنا بہت اچھا ہے ÷ حکومت کے وقت خدا سے ڈرتا رہے بدلہ لینے اور زور دکھانے کی خواہش نہیں کرتا ÷ جس وقت بادشاہ غصّے میں بھرتا ہے تو اپنی عقل کو کھو دیتا ہے ÷ ایسا نہ ہونا چاہئے کہ بادشاہ کا کام خدا کو ناگوار ہو ÷ ساری بُرائی بھلائی خدا کی طرف سے سمجھے اور بھلائی کے بدلے میں بہشت مانگے ÷ سچ بولنے والی زبان اور محبّت والے دل سے ہمیشہ دُنیا میں آبرو ملتی ہے ÷ جس شخص کے واسطے کوئی ناصح ہوتا ہے وہ محفل کے لوگوں کے سامنے کبھی حقیر نہیں ہوتا ÷ بولنے والا اور سمجھدار اور انصاف کرنیوالا چھوٹے درجے والوں کو چھوٹوں کی جگہ اور بڑوں کو بڑوں کی جگہ رکھتا ہے ÷ جو شخص بادشاہ کا وزیر ہو اُسے کسی بات میں عاجز نہ ہونا چاہئے ÷ بادشاہ کا تاج اسوقت عزّت پاتا ہے جبکہ وہ عقلمندوں کی قدر کرتا ہے ÷ اگر نادان سے کسی بات میں رائے لیگا ÷ تو اپنے تخت کو آپ پائمال کریگا ÷ اسواسطے کہ نادان عقل سے بھاگتا ہے اور جہالت سے لڑتا ہے ÷ درگاہ[2] کے کاموں کو نظر میں رکھنا دشمن کے حلق کو زہر سے تر کرنا ہے ÷ جب بادشاہ ہر قسم کی واقفیت رکھیگا تو شان و شوکت کے ساتھ رہیگا ÷ ایسا نہ ہو کہ کوئی اس سے آزردہ ہوئے ممکن ہے کہ اس سے کچھ نقصان پہنچ جائے ÷ وہ شخص جو سزا کے قابل ہے وہ بدذات اور بداصل ہے ÷ بادشاہ اُسے آزار پہنچائے بغیر لوگوں میں سے نکال دے تاکہ وہ نقصان نہ اُٹھائے جو شخص بادشاہ کے قید خانہ میں بےقصور گنہگاروں کی طرح قید ہو ÷ اُسے خدا کے حکم کے موافق رہا کر دینا چاہئے اسواسطے کہ ژند میں اسی طرح وارد ہے اور اگر کوئی بدکردار اور بے غیرت اور بے حیا ہو تو اس سے ملک کو پاک کرنا چاہئے ÷ تاکہ اس کو نحوست کا دن نہ گھیرے اسواسطے کہ وہ اور لوگوں کو بھی برباد کر دیگا ۔ بادشاہ کو لازم ہے کہ دنیا میں جب تک بادشاہ

---

[1] یعنی تو عمدہ طور سے ہر ایک امر کا جواب دے ۔ [2] جب تک درگاہ کے کام ٹھیک رہینگے دشمن کی کوئی بات کارگر نہ ہو سکے گی ÷

رہے دین اور انصاف سے خوشی حاصل کرتا رہے + اس کا عمل ظاہر اور باطن پر رہے اور ملک کو بد لوگوں کی برائی سے تلوار کے ذریعے صاف کرتا رہے + جب بادشاہ سنجیدگی کے ساتھ فوج رکھیگا تو فریادی تکلیف سے آرام پائیگا + اگر تو عقل میں دشمن پر غالب ہوگا تو دشمن عاجز بنجائیگا + حکومت کی ساری کمزوریوں کو لڑائی کے پیش آنے سے پہلے بہادروں سے مضبوط کرے + جس چیز سے بادشاہ کو ملامت سننی پڑتی ہے اور تاج اور تخت کو بھی دھبا لگتا ہے + خواہش کے خلاف اُس سے الگ رہنا چاہیئے اور وہ کام عقل کے موافق کرنا چاہیئے + بیٹے پر زیادہ محبت کرنی پانی سے اپنے چہرے کے دیکھنے کے مانند ہے۔ عقل اور علم کے سکھانے سے کوئی اور غرض اس کی روح کی صفائی کے سوا نہ رکھ + اس کے لئے اپنے خزانوں کے دروازے کھولدے اسے اپنی محنت رائگاں جاتی معلوم دے + جس وقت وہ ظلم کے ساتھ ہاتھ بڑھائے تو شاہزادہ کا دل نہ توڑنا چاہیئے + اُسے محبت کے ساتھ اس طریقہ سے پھیرلے اور اسکی قدرت اور اختیار کو کم کردے + اور اگر تو اُس کے دل میں دشمنی مضبوط پائے۔ تو اُسے باغ میں سے نکال ڈال + اگر وہ زیادہ عرصے تک رہیگا تو مضبوط بنجائیگا اور اس سے بادشاہی باغ کو عیب لگے گا + جب بادشاہ کو عقل اور تمیز حاصل ہے تو لازم ہے کہ وہ چغلخور کی بات نہ سُنے + اگر بدکردار پر قابو پائے تو خداتعالیٰ کے حکم کے سوا قتل کا ارادہ نہ کر + بدذات وزیر اور بُری جورو سے بادشاہی تاج پر تباہی آتی ہے + نادان کی بات سُن لینی چاہیئے اگر وہ بُری بات کہتا ہے تو انصاف کی رو سے اس پر عمل نہ کر + بالکل سچائی اختیار کرنی چاہیئے اور کجی سے دل خالی کرنا چاہیئے + ملک کے بادشاہ کو سچائی کے سوا اور کوئی بات شایاں نہیں اسواسطے کہ جھوٹ سے زوال آتا ہے + جب بادشاہ یہ باتیں سُنے تو اپنے دل میں عقل سے گواہی لے + تاج بادشاہ کو دعا دیگا اور سلطنت کا تخت اس پر قائم رہیگا + بادشاہی تاج اور تخت اُسکی ذات پر ناز کرتا ہے اور دشمن اپنے نصیبہ سے مایوس ہوتا ہے + اور جب یہ ناپائدار زمانہ گزر جاتا ہے (مرجاتا ہے) تو اس کا نام نیکی کے ساتھ باقی رہتا ہے + جب تک زمانہ رہے نوشیرواں کی جان عقل کی حاصل کرنے والی اور جوان رہے + اس کی باتوں سے محفل دنگ ہوگئی۔ سب عقلمندوں کی عقلیں حیران رہ گئیں + نوشیرواں نے جب یہ باتیں سُنیں اس کی عزت جس قدر پہلے تھی اُس سے بڑھائی + اور ان نصیحتوں سے آنکھوں میں آنسو بھر لایا۔ اس کا مُنہ موتیوں سے بھر دیا + ساری محفل نے شاباش کہا۔ اور بادشاہ کے دربار سے چلے گئے +

---

[۱] یعنی رات گزر گئی اور دن نکلا + ۱۲

بزرجمہر اور داناؤں کے ساتھ نوشیرواں کا پانچواں جلسہ

اس کو بھی جب سات دن گزر گئے اور آٹھویں دِن جہان کا روشن کرنے والا سورج نِکلا[ل] سیاہ چادر اُتار ڈالی اور دنیا زرد دیبا سے آراستہ کی + تو بادشاہ عقلمند اور تجربہ کار سرداروں کے ساتھ بیٹھا + داناؤں اور بہادروں کا سردار اردشیر اور شاہ پور اور یزدگرد منشی جیسے لوگ تھے + منجم اور مخبر اور دانا اور ہوشیار اور بولنے والے آدمی تھے + تعریف کرنے والا جوان بزرجمہر بادشاہ نوشیرواں کے پاس آیا + اس نے بادشاہ کو دُعا دی اور بادشاہ اُس سے خوش ہوا + بادشاہ نے عالموں سے کہا۔ کہ ایسا علم کس کی ذات میں چھپا ہوا ہے + کہ اُس سے خدا کے دین کو مضبوطی ہو اور بادشاہی تخت بے عیب بنجائے + جب اُس سے یہ بات عالموں کے سردار نے (اردشیر سے مُراد ہے) سُنی تو بہادروں کے بیچ میں سے بولا + جواب دیا کہ بادشاہ کے اِنصاف سے شان اور تاج اور تخت موتی برساتے ہیں + اگر وہ اِنصاف کے ساتھ خزانے کا مُنہ کھولتا ہے تو مرنے کے بعد اُس کا نام شُہرت کے ساتھ باقی رہتا ہے + دوسرا وہ جو اپنی زبان کو جھُوٹ سے پاک رکھے۔ اور دُنیا میں بدراہی سے رونق نہ چاہے تیسرا وہ جو اِنصاف اور بخشش کے ساتھ ہے زمانہ اُسکی حکومت سے آرام پاتا ہے + چوتھا وہ کہ قصوروار کم زور پر نامور بادشاہ غضبناک نہ ہو + پانچویں اُسکی گفتگو ایسی ہو کہ دُنیا میں اُسکا نام تجربہ کار مشہور ہو جائے + ساری چھوٹی بڑی باتیں سچ سچ کہے کِسی کام میں اپنے قاعدے کے خلاف نہ کرے + چھٹے اپنے تخت کے خیر خواہ پر ایسی محبّت رکھے جیسی اپنے نصیبے پر + ساتویں عقلمند بولنے والا ہو۔ گفتگو کرنے میں اُسکی زبان دُرست ہو + سیکھنے سے اُسکا دل اُکتائے نہیں۔ غور کرنے سے رُکے نہیں + وہ ہر شخص جو اس طرح عقل سے آزاد ہے نصیبہ کی شکایت کیوں نہ کریگا + عقل عالموں کی جان کی پرورش کرتی ہے۔ عقل عِلم کے طالبوں کو راستہ بتاتی ہے + اے بادشاہ دل کو عقل سے رُوکے نہ رکھ عقل نام اور انجام دونوں کو دُرست کرتی ہے + وہ شخص بیوقوف اور پست ہمّت ہے جس نے کہا کہ میں ایسا ہوں کہ میرے برابر عقل میں کوئی نہیں + اس کے بعد یزدگرد دبیر نے کہا اے عقلمند اور سمجھ دار بادشاہ + بادشاہ کے لیئے خون بہانا اور ذرا سی بات پر غضبناک ہو جانا بُرا ہے + اِسی طرح بادشاہ حقیر بنجاتا ہے اگر بغیر سوچے سمجھے کوئی کام کر بیٹھتا ہے + اسی طرح عقلمند کے ساتھ لڑتا ہے اور اپنی بے وقوفی سے دِل کو غصہ دلاتا ہے + جب بادشاہ کا دل کینہ کا لالچی بنگیا تو بدی اُسکی

[ل] یعنی رات گزر گئی اور دن نِکلا

روح کی ہمنشین بنگئی اور اگر بادشاہ جلدی کرنے والا ہوگا تو اسکی بات میں کوئی عمدگی نہ ہوگی ✣ دوسرے لڑائی ہے کہ لڑنے کے وقت جان کا خوف کرے اور عزت سے نہ ڈرے جس دولتمند کا دل تنگ اور سخت ہو اس کا زمین میں گاڑ دینا ہی اچھا ہے ✣ فقیر آدمی پر زور جتانا زیبا نہیں۔ وہ سرداری کی شان نہیں ہے ✣ اگر بوڑھا بدراہی اختیار کرے تو بُری بات ہے مرنے کے بعد اسکی روح آگ میں پڑیگی ✣ اور اگر جوان آدمی کرنے میں سُستی کریگا تو زمانہ اس سے بے پروا بنجائیگا ✣ تندرست نہ رہنے کے سبب جوان نہ رہیگا اُس میں طاقت اور جان نہ رہیگی جب بزرجمہر نے یہ پسندیدہ باتیں سنیں تو دماغ کو عقل سے آراستہ کیا ✣ تو بولا کہ اے چاند کی سی شکل والے بادشاہ (خدا کرے) روشن آسمان تیرا طرفدار رہے ✣ یہ سمجھ لے کہ جو شخص عقل رکھتا ہے وہ علم سے روح کی پرورش کرتا ہے (علم سیکھتا ہے) ✣ جاہل کی پتھر اور پہاڑ بھی شکایت کرتا ہے۔ اسی سبب سے اس کی کسی کے سامنے عزت نہیں ✣ وہ ابتداء اور انجام میں تمیز نہیں کر سکتا نام کو آبرو سے اچھا سمجھتا ہے ✣ وہ عام لوگوں کے نزدیک کام میں خراب اور عالموں کے نزدیک تو بالکل ہی نکما ہے ✣ ایک وہ جو بادشاہ ہو کر جھوٹ بولے عقلمند کے سامنے اُس کی عزت نہیں ہوتی ✣ فوج کا سردار اگر خزانہ بچائیگا تو فوج تکلیف اُٹھا کر اُس سے سرکش ہو جائیگی ✣ دوسرا وہ عالم جو لذت پاکر گناہ سے نہ ڈرے ✣ جو حکیم خود بیمار ہو وہ بیمار کی بیماری کو کس طرح کھو سکے ✣ جو فقیر کسی ایسی چیز پر جو ایک کوڑی کو بھی نہ بکے فخر کرے ✣ وہ بادشاہ جس سے لوگ رات دن کسی وقت بھی آرام نہ پائیں اور نہ سو سکیں اور خوف زدہ رہیں ✣ اگر سلانے[2] والی ہوا اُسپر اپنا اثر کرے اور اُس پر اپنا احسان رکھے ✣ ساتویں وہ عقلمند جو غضبناک ہو اور لوگوں کے مال کو تاکے ✣ آٹھویں نادان کو رستہ بتانیوالا اور سُست آدمی کو اختیار دینے والا ✣ ہر ایک بخیل اگرچہ عقل نہیں رکھتا پر اپنی ہی بات سے شرمندہ بنجاتا ہے ✣ اے نیک خصلت آدمی بیوقوف آدمی کا دل آرزو کے ساتھ اس طرح کا تعلق رکھتا ہے ✣ جس[3] طرح آگ گندھک سے بھڑک اُٹھتی ہے اگرچہ اس نے سردی میں پرورش پائی ہو ✣ نوشیرواں بادشاہ کا دل خوش رہے اور دُنیا کے سردار اس کے فرمانبردار بنے رہیں ✣

بزرجمہر اور علماء کے ساتھ نوشیرواں کی چھٹی محفل

---

[1] دوسرا مصرعہ دعائیہ ہے۔ [2] یعنی اگر ہوا ایسے بادشاہ کو سُلائے گی۔ تو بادشاہ پر احسان کرے گی اسواسطے کہ اتنی دیر تک اسے گناہ سے بچائے گی ✣ [3] مطلب یہ ہے کہ بیوقوف آرزو پاکر جامہ سے باہر ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ آگ باوجود سردی سردی کے موسم میں ٹھٹھری ہوئی ہونے کے گندک کی خوراک پاکر [illegible] زمستان ہونا چاہئے

اُس کو بھی ایک ہفتہ گذر گیا۔ بادشاہ نے دربار کے آراستہ کرنے کا حکم دیا + کپڑوں[لہ] اور تاج اور سنہری ٹیکہ کے ساتھ سونے کے تخت پر آکر بیٹھا۔ ایک طرف عالم جو اس کا وزیر تھا دوسری طرف یزدگرد دبیر تھا + اسکے گرداگرد عالم اور دانا بزرجمہر اور سردار لوگ تھے + اس وقت بادشاہ نے بزرجمہر سے کہا کہ اچھی بات چھپانی نہ چاہئے وہ باتیں جو روح کو فائدہ بخشیں اور اُن سے کم درجے کے لوگ مرتبہ پائیں + اور اس گویائی کے خزانے میں کمی نہیں ہوتی اُن کے سننے سے آدمی کو خوشی حاصل ہوتی ہے + عالم نے بزرجمہر سے کہا کہ اے پھرنے والے آسمان سے زیادہ مشہور تو کس بات کو سمجھتا ہے کہ اسکی کثرت تجھے گھٹاتی ہے اور اگر کم ہو تو تیری عمر بڑھاتی ہے + جواب دیا کہ جب کم کھائیگا تو بدن کو آرام حاصل ہوگا اور روح بڑھے گی + اگر اچھی عادت کی کثرت کریگا تو اپنے مقابل والے پر غلبہ پائیگا + پھر سب عالموں سے زیادہ عالم نے پوچھا کہ اے عقلمند ذکی علمیت پر فوقیت رکھنے والے شخص دنیا میں آرزو کے بغیر تو کوئی نہیں خواہ ظاہر میں ہو خواہ دل میں + پس آرزو کا طریقہ ظاہر ہے کہ آدمی کو قدرت حاصل ہوتی ہے + مجھے کونسا رستہ فائدہ دیسکتا ہے اور کس رستہ میں تکلیف اور رنج اور مصیبت ہے + جواب دیا کہ دو راستے ہیں تجھے کس راستے سے گزرنے کی خواہش ہے + ایک راستہ بیباکی اور بدی سے بھرا ہوا ہے۔ دوسرا نیکی اور عقل کا ہے + دنیا سے پھر کر خاک میں جانا ضرور ہے۔ یہ راستہ بہت طویل اور خوف اور ڈر سے بھرا ہوا ہے + اس امر میں عقل تیری رہنما بنی چاہئے۔ اسمیں کیوں اور کس لئے پوچھنے کی حاجت نہیں + عقلمند کو خدا کی طرف سے خلعت ملتا ہے تو بتا کہ خلعت کے لائق کون شخص ہے؟ جس طاقتور شخص میں عقل نہ ہو دنیا میں اُسے کوئی پوچھتا بھی نہیں + جب انسان علم سیکھ لیتا ہے تو وہ عزت اور لڑائی کے لائق بنجاتا ہے + علم حاصل کرنے کے بعد پہلے خدا کی طرف جھک اسواسطے کہ وہی ہے اور ہمیشہ وہی رہیگا + اس کی طرف جھکا تو مطلب حاصل کرلیا جس مقام پر پہنچنے کے لئے تو دوڑا ہے وہاں پہنچ بھی گیا ہے + پھر سمجھ کی بات یہ ہے کہ کھانے کی وہ چیزیں حاصل کر جو حاصل کرنے کی ہیں + کھانے اور پہننے میں پاکی کا خیال رکھ اس بات میں خدا کے حکم کو قائم رکھ + اگر تجھے کبھی کسی شے کی ضرورت ہو تو کنجوسوں کے ہاتھوں اور مالوں کی طرف توجہ نہ کرنا + پیشوں میں سے وہ پیشہ اختیار کر جس کے نام سے عزت نہ بگڑے + اور اس شخص کے ساتھ پکی دوستی پیدا کر جو اڑے وقت پر تیرا مددگار رہے + تو محفل میں خاموش رہ جب تو چاہتا ہے کہ سب کے سب تجھے شاباش اور آفرین کہیں + اگر تو بولے تو وہی بات کہہ جو سیکھی ہے اور جس کے سیکھنے میں جان کھپائی ہے + بات کو تول اور خزانہ کے روپے کو نہ تول اسواسطے کہ

[لہ] اس شعر میں بارہ غلط ہے باراں چاہیئے ۱۲+

آدمی کی عقل کے مقابل خزانہ کوئی چیز نہیں ✣ بات کہتے وقت زبان کو تیز کر۔ عقل کو کمان اور زبان کو تیر بنا ✣ اگر تجھے لڑائی پیش آئے تو خبردار رہ اور اپنے آپ کو دشمن سے بچائے رکھ ✣ جب دشمن نے تیرے سامنے صف باندھ لی تو تجھے تدبیر اور استقلال اختیار کرنا چاہیئے ✣ جب ۵۱ تو جنگ میں اپنے مقابل کو دیکھے تو چاہیئے کہ تیرا چہرہ زرد نہ پڑے ✣ اگر تو سبقت کرے گا تو فتح پائیگا اور اگر تو سستی کریگا تو شکست کھائے گا ✣ جس وقت تو گھوڑا بڑھا کر حملہ کرے تو خیال رکھ اور اپنے مقابل کے ہتھیاروں کو نظر میں رکھ ✣ اگر وہ تیزی ۵۲ کرے تو تو اُسکے سامنے سے نہ ہٹ۔ ہوشیاری سے لڑائی کی برداشت کر ✣ اگر تو جانتا ہے کہ تو اس کی تاب نہیں رکھتا تو مقابلہ نہ کر اور لڑائی سے ہٹ جانے کی تدبیر کر ✣ اسی طرح کھانے کے وقت بدن کا خیال رکھ تن پروری سے تجھے نقصان نہ پہنچے ✣ بہت کھانا تجھے کمزور بنا دیگا اور اگر تو کم کھائیگا تو تیرا زور بڑھیگا ✣ کھانے ۵۳ میں اپنے آپ کو چوک نہ بنا اتنا کھا جس سے تیرا مطلب نکل آئے ✣ شراب ۵۴ سے بھی تو سرور حاصل کر اس لئے کہ مستی کی تعریف کوئی نہیں کرتا ✣ اگر تو نے خدا کی بندگی پسند کی ہے تو تو آنکھ ۵۵ کے مانند اور دنیا سر کے مانند ہے ✣ ہمیشہ دُنیا کے پیدا کرنے والے کی یاد رکھ۔ عبادت کو اسی یاد پر قائم رکھ ✣ غور کے ساتھ وقت کا خیال رکھ۔ دن رات اور آرام کے وقت ✣ سارے کاموں میں میانہ روی اختیار کر۔ ملاپ اور لڑائی اور غیرت میں بھی ✣ تو مٹی سے ملا ہوا پانی اور ہوا ہے پاک اللہ کے راستہ کو نہ بھول ✣ عبادت کھانے سے ذرا کم نہ کر۔ تو نیا بنا رہ اگرچہ مذہب پرانا بنگیا ہے ✣ نیکی کی طرف توجہ رکھ اور ہر شئے کو غنیمت سمجھ اور ان سب شکر گزاری کی باتوں کو خدا کی طرف سے خیال کر ✣ عقل اور تدبیر پر خواہش کو اختیار نہ کر اسلئے کہ نہیں تو عقل تجھ سے دور ہو جائیگی ✣ ہرگز بُرائی کے پاس نہ پھٹک۔ اگر تو عقلمند ہے تو نیکی کی طرف توجہ کر ✣ دنیا میں وہ شخص زیادہ تعریف کے قابل ہے کہ اُس کا ظاہری اور پوشیدہ کام نیک ہو ✣ اگر عزیزوں اور رشتہ داروں کی ہستی ہو تو بیٹے کو انشا پردازی سکھا ✣ اگر تو چاہتا ہے کہ کوشش کا نتیجہ ظاہر ہو۔ تو اُستادوں سے خلاف ورزی نہ کر ✣ انشا پردازی آپ کو تخت پر بٹھا دیتی ہے۔ نالائق بھی اسکی بدولت لائق بنجاتا ہے ✣ انشا پردازی بڑی عزت کا پیشہ ہے۔ اس سے گھٹیل آدمی بھی عزت دار بنجاتا ہے۔

---

۵۱ یعنی خوف اور ڈر کی علامتیں تجھ سے ظاہر نہ ہوں جس سے دشمن زیادہ دلیر بنے ۱۲ ۵۲ تیر غلط تیز صحیح ✣ ۱۲ ۵۳ یعنی جس طرح چوک کے بازار میں طرح طرح کی چیزیں بھری ہوتی ہیں۔ اسی طرح تو اپنے پیٹ کو مختلف قسم کی چیزیں کھا کھا کے چوک جیسا نہ بنا۔ صرف اس قدر کھا جس سے بھوک مٹ جائے اور تندرستی قائم رہے ✣ ۵۴ یعنی شراب صرف اس قدر پی جس سے سرور حاصل ہو اور بیہوشی اور بدنامی لاحق نہ ہو ۱۲ ۵۵ جیسے سر میں آنکھ سب اعضا سے اچھی چیز ہے اسی طرح تو دنیا میں سب سے زیادہ عزیز اور بہتر سمجھا جائے گا ✣

اگر منشی سامان اور عقل رکھتا ہو تو ضرور بادشاہ کے پاس بیٹھے گا + اگر اپنے تئیں محنت میں مشغول رکھیگا تو بیشک بادشاہ سے خزانہ پائیگا + اگر خط کے ساتھ بلاغت بھی پیدا ہو جائے تو خیال کے ساتھ اس میں معنی بھی نکلیں + لفظ وہ ہوں جو چھوٹے ہوں اور خط سے وہ بات ظاہر ہو جو زیادہ دلچسپ ہو + منشی کو عقلمند ہونا چاہیئے بردبار اور بات کا یاد رکھنے والا ہونا چاہیئے + ہوشیار اور بادشاہ سے موافقت پیدا کرنے والا ہو۔ اُس کی زبان بُری باتوں سے بند اور وہ پاکباز ہو + صبر کرنے والا اور عقلمند اور سچ بولنے والا بات کا پورا اور پاک صاف اور ہنس مکھ ہو + اگر وہ ان ہنروں کے ساتھ بادشاہ کے سامنے جائیگا تو اس کے سامنے بیٹھنے کا مرتبہ پائیگا + بادشاہ نے جب اس کی باتیں سُنیں تو اس کا دل موسم بہار کے پھول کی مانند تر و تازہ بن گیا + کسرےٰ نے حاکم سے کہا کہ جا اس کے لئے کوئی نئی جگہ تجویز کر + روپیہ اور اس کے لائق خلعت لا کہ اُس کی باتوں سے دل خوش ہو +

بزرجمہر اور عالموں کے ساتھ نوشیرواں کا ساتواں جلسہ

دوسرے ہفتہ جب سورج نے تاج پر روشنی ڈالی تو نوشیرواں ہاتھی دانت کے تخت پر آکر بیٹھا + عالموں کے عالم اور پہلوان اور ملکوں کے فتح کرنے والے ہوشیار منتظم لوگوں سمیت وہ ساوہ اور یزدجرد منشی اور سامنے تیز فہم بہمن + اس وقت بادشاہ نے بزرجمہر سے کہا کہ دلوں کو درست کر اور نیک راستہ دکھا + مجھ میں جو بھلائی جانتا ہے بیان کر اور کجی کے ساتھ دُنیا میں عزت حاصل کرنے کا ارادہ نہ کر + میرے حکم کا ماننا کیسا ہے اور میرے عہد و پیمان کا خیال رکھنا کیسا ہے + صاف صاف بات کہہ اور گول نہ بیان کر + آب و تاب کے ساتھ فضول باتیں نہ بنا + اس عقلمند آدمی نے بادشاہ سے کہا کہ اے نیلے آسمان سے بھی رُتبہ میں زیادہ بلند ہونے والے بادشاہ[لہ] کی اطاعت کرنے کو عقلمند آدمی مذہب سے باہر نہیں سمجھتا + بادشاہوں کی فرمانبرداری میں سُستی نہ کرنی چاہیئے۔ بادشاہ کا دل اُداس نہ کرنا چاہیئے + جو شخص بادشاہ کا دشمن ہو اسکی روح شیطان کی فرمانبردار ہے + جو دل بادشاہ کو دوست نہیں رکھتا لازم ہے کہ اُس کا بھیجا اور کھال باقی نہ رہے + سمجھ لے کہ بادشاہ دنیا کا آرام ہے جب تجھ سے نیکی ظہور میں آئیگی تو وہ رتبہ دیگا بُرائی اور بھلائی اس کے بس میں ہے + اُسے کسی کو آزار دینے اور بدلا لینے کا خیال نہیں + تو اُس کے مقابلہ بیٹے کو بھی عزیز نہ جان۔ اُس کے پیارے چہرے کو جان[تہ] کی برابر سمجھ + جس شہر پر بادشاہ کی عنایت ہے

[لہ] بادشاہ کی فرمانبرداری بھی مذہبی احکام کی مانند ضروری ہے ۱۲ [تہ] جاندار کی جگہ جانور چاہیئے ۱۲

ملک کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ۔ اُس کی شوکت سے تجھے بڑائی پہنچیگی اس کا اقبال بہتری پیدا کرتا ہے
بادشاہ کی بدولت دُنیا خوش رہتی ہے اس واسطے کہ اُسکی صورت سے خدا کا نور ظاہر ہوتا ہے ۔ اگر تو
اس کی نعمت سے حِصّہ پائے تو کوشش کر کہ ہمیشہ اُس کے حکم کو بجالاتا رہے ۔ اگر تجھے قرب حاصل ہو تو مغرور
نہ بن اور اگر تجھے علیحدہ کردے تو شکایت نہ کر ۔ فرمانبردار اگر بادشاہ سے تکلیف پائے تو سمجھ لے ناموری اور
خزانہ محنت سے مِلتا ہے ۔ لازم ہے کہ کارگزاری سے گھبرائے نہیں اور لڑائی میں سُستی نہ کرے ۔ اور جو شخص
بادشاہ کے راز سے واقف ہو اُسے چاہیئے کہ چاند سورج سے بھی نہ بتلائے ۔ جو شخص بادشاہ کے حکم کی
بجاآوری میں سُستی کرتا ہے وہ اپنے آپ کے ساتھ غفلت کرتا ہے ۔ اُس درخت کا پھُول کملا ہوتا ہے جو تاج
اور تخت پر پیچ بکھیرتا ہے ۔ اسلئے کسی ملازم کی بُرائی اُس کے سامنے نہ بیان کر اِسلئے کہ تو اپنی عزّت اس کے
سامنے گھٹاتا ہے ۔ جو شخص بہت جھوٹ بولتا ہے وہ بادشاہوں کے سامنے مرتبہ نہیں پاتا ۔ جو بات عقل میں نہ
آئے اُسے بادشاہ کے سامنے نہ بیان کر ۔ اگر وہ تجھ سے کچھ پوچھے تو جو کچھ تو جانتا ہے بیان کر بہت بکواس سے
اپنی عزّت نہ کھو ۔ دُنیا میں عقل اُس سے بہت زیادہ ہے کہ جس قدر کانوں نے ظاہر اور پوشیدہ طور سے
سُنا ہے ۔ جس شخص کو بادشاہ نے بے عزّت بنا دیا وہ ہمیشہ عقل سے دکھی رہتا ہے ۔ اگر بادشاہ تیرے اوپر
عنایت کرے تو مغرور نہ بن اگرچہ تو پرانا خدمت گزار ہو ۔ اسواسطے کہ اگر وہ کسی دوسرے کی پرورش کریگا
تو وہ بیشک تیری طرح خدمت گزار بنجائیگا ۔ اگر تجھ سے کسی بات پر ناراض ہو جائے تو عذر کر اور ذرا دم
نہ مار ۔ اور اگر اس قصُور سے تجھے واقفیت نہیں تو صاف دل بنکر بادشاہ کے سامنے جا ۔ اگر تو دِل
میں کچھ بل رکھتا ہے تو اس کو مُنہ نہ دکھا اور دل پھیر لے ۔ وہ اپنے اقبال سے تیرے دلی ارادے اور
کجروی اور دشمنی کو تاڑ جائیگا ۔ اسکے بعد تو اس سے فائدہ نہ اُٹھائیگا اور اُسکی محبت آمیز باتیں نہ
سنیگا ۔ بادشاہ کی درگاہ کو دریا کے مانند خیال کر ۔ فرمانبردار ملّاح کے مانند ہے اور ہُنر کشتی کی مثال ہے
گُنتا لنگر اور اس کا بادبان عقل ہے ۔ اور عقلمند جب دریا کو عبور کرتا ہے ۔ تو سب بادبانوں کو ہوا سے بھر
لیتا ہے اسواسطے کہ وہ مایہ[1] دار بھی ہیں اور سایہ دار بھی ۔ جو شخص عقل کے ساتھ ہنر نہیں رکھتا لازم ہے کہ
وہ بادشاہ کی درگاہ پر نہ جائے ۔ اگر بادشاہ آگ کا پہاڑ بھی ہوتا تو فرمانبردار کی زندگی خوب گزرتی ۔

---

[1] مایہ دار سے مطلب یہ ہے کہ ہوا سے بھرے ہوئے ہیں جو جہازوں کے چلنے کا سرمایہ ہے اور جس وقت
بادبان کھلے ہوئے ہوتے ہیں تو اُن سے سایہ بھی ہو ہی جاتا ہے ۔

کے وقت آگ کی مانند بھڑک اُٹھتا ہے اور جب خوش ہوتا ہے تو روشنی دیتا ہے + اگر ایک وقت دودھ اور شہد ہے تو دوسرے وقت ہلاک کرنے والے زہر کی مانند ہے + بادشاہ کا کام دریا کی مانند ہوتا ہے اُس کے حکم سے آسمان پر چاند چمکتا ہے + دریا میں سے ایک شخص ریت اُٹھاتا ہے اور دوسرا سیپ کے موتی حاصل کرتا ہے + نوشیرواں پر سلطنت قائم رہے - اور پھرنے والا آسمان ہمیشہ اس کا فرمانبردار رہے + اِس واسطے کہ وہ دُنیا کے بادشاہوں کا سردار ہے ہر ایک بھلائی کے ساتھ ملک کی رونق ہے + کسرٰے نے اس کے کلام کو غور سے سُنا۔ اور اس کا دِل اس کو دیکھ کر باغ باغ ہوگیا + جب[1] وہ زہ کہا کرتا تو چار توڑے ہوتے - بادشاہ کی بخشش کا یہی ڈھنگ تھا + اور اگر زہ کے ساتھ زہازہ بھی کہتا تھا تو اُس کے خزانے سے درہموں کے چالیس توڑے دِیے جاتے تھے + بادشاہ نے زہ کے ساتھ زہازہ کہا اور اس کہنے میں درہموں کا دینا ضروری تھا + آفتاب جیسے چہرے والا خزانچی درہموں کے توڑے لایا اور بزرجمہر کے سامنے رکھدیئے +

نوشیرواں کے انصاف اور دنیا کے لوگوں کے اُسکے قانون سے آرام پانیکے بیان میں گفتگو

جب کسرٰے اپنے تخت پر بیٹھا اور پہلوان اور سردار لوگ اپنے اپنے نصیبے کے ساتھ آئے + تو ملک بہشت کی مانند انصاف اور بھلائی اور سامان سے آراستہ ہوگیا + دُنیا لڑائی اور جابجا کی ظالمانہ خونریزیوں سے امن میں آگئی + ملک[2] خدا کی عنایت سے تازہ ہوگیا۔ گویا بدی کے دونوں ہاتھ بندھ گئے۔ لیٹ مار کسی کو یاد نہ رہی۔ نہ بُرائی کی طرف ہاتھ بڑھایا + خلقت نے بادشاہ کی فرمانبرداری اختیار کی اور کجروی اور بدکاری سے باز آئے + اگر کوئی زمین بھی درم ڈالدیتا تھا۔ تو اس مال کو دیکھ کر چور بھاگ جاتا تھا + خشکی اور تری پر دیبا کے کپڑوں اور دیناروں کی طرف روشن دن اور رات کے وقت بھی + بادشاہ کے خوف اور انصاف سے کوئی بدمعاش آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھ سکتا تھا + جہان بہشت کی مانند آراستہ تھا۔ ساری بستیاں اور جنگل سامانوں سے پُر تھے + ہر ملک میں فرمان وا بھیجے گئے ہر ایک سردار اور عہدہ دار کے پاس بھیجے گئے + ترکستان اور چین اور سقلاب اسی طرح ایک ولایت کے سوداگروں سے + اور مشک نافوں اور چینی پرند کپڑوں کی بہتات اور آرایش روم اور ہندوستان

---

[1] زہ بمعنے شاباش مطلب یہ ہے کہ نوشیرواں نے بخشش کرنے کا یہ طریقہ مقرر کر رکھا تھا۔ کہ جب وہ کسی شخص کے کام یا کلام کی نسبت زہ کہدیتا تھا یا زبان سے بے ساختہ نکلجاتا تھا تو اُس شخص کو درہموں کے چار توڑے عطا کئے جاتے تھے

[2] اِس شعر میں جا بجا [illegible] کا نام و نشان تک نہ رہا +

کی چیزوں سے + ایران خوشنما بہشت جیسا بنگیا۔ اس کی خاک عنبر اور اسکی اینٹیں سونا بنگئیں + خلقت ایران کو اُمنڈ آئی سب نے تکلیفیں اور شکایتوں سے ارام پایا۔ گویا ہوا کے جھونکے گلاب میں بسے ہوئے تھے لوگ تکلیف اور علاج سے چھوٹ گئے تھے + گلزاروں میں وقت پر مینہ برستا تھا۔ کوئی کسان مینہ کی طرف سے پریشان نہ تھا + ملک سبزہ اور چوپائے جانوروں سے بھر گیا آبادی اور جنگل اور گھر اور مکان گلزار بن گئے + پھول خزاں کے موسم میں بھی ثریا ستاروں کی مانند موجود تھے + ایرانیوں کو مختلف قسم کی زبانیں سکھائیں۔ اِن کی روحیں علم سے روشن کیں + ہر ایک ملک اور ولایت مثلاً ترکستان اور چین اور ہندوستان اور روم کے سوداگروں نے بادشاہ کی توصیف و ثناء کی اور گھاس کی زیادتی سے چوپائے جانور بڑھ گئے + زبان آوروں میں سے جو شخص علمیت رکھتا تھا وہ بادشاہ کی بارگاہ میں موجود تھا + بہادر اور عقلمند اور عالم اور ہنرمند تھے اور بدمعاش سزا کے خوف سے کانپتے تھے + جب سورج دنیا کو روشن کرتا تھا تو بارگاہ سے شور اُٹھتا تھا + کہ اے بادشاہ کے اہلکارو کسی بدمعاش کو چھپا کر نہ رکھنا + جو شخص کام میں محنت کرے۔ اسے محنت کے موافق مزدوری ملنی چاہئے + دربار کے سردار سے کہدو کہ ہم سے مزدوری طلب کرے + اگر کوئی قرضخواہ آئے اور مفلس آدمی سے درم مانگے + تو لازم ہے۔ کہ مفلس کو رنج نہ پہنچے خزانچی اس کا قرض خزانے سے چکا دے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی عورت پر نظر ڈالے تو اُس کا مدعی بادشاہ کے دربار میں آئے + تو لازم ہے کہ مجرم کنواں جھانکے یا سولی پر چڑھے جس سولی کے ساتھ تیر اور جس کنوئیں کیساتھ قید ہے اگر کسی جگہ گھوڑے کو آزاد پھرتا ہوا پائیں جس کی کسان دربار میں اگر شکایت کرے + تو اُس گھوڑے کو اس کھیت میں ذبح کر ڈالیں اور اس کا گوشت اس شخص کو دیں جس کا نقصان ہوا۔ اُس کا سوار پیدل رہ جائے اور معافی کے لئے آتشکدہ کے سردار کے پاس جائے + یہانتک کہ وہ اُس کے دفتر کا نام نکال ڈالے۔ اور اُس کا مکان ڈھا دیں + اور جو کوئی قصور اِس سے کم یا زیادہ ہو وہ اس سے بُرا سمجھا جائے جیسا کہ وہ پہلے سے سمجھا جاتا ہے + بادشاہ اس کی بات نہ سنے اور دربار میں سچ بولنے والوں کے سوا اور کسی کو دخل نہ ہونے دے جو شخص ہمارے اس قانون کا پابند نہ ہو وہ ہمارے دربار میں نہ آئے +

نوشیرواں کو بزرجمہر کا نصیحت کرنا اور نیک کلام کی بابت بحث کرنا

ایک دن بادشاہ خوش و شاد بیٹھا اور عالم بزرگوں کو طلب کیا + خندہ پیشانی سے ہنس کر بات کہی اور بزرجمہر تخت کے قریب بیٹھا + اُس نے بادشاہ کو دعا دی جس سے دل پُربہار ہو گیا + کہا کہ اے خوشدل بادشاہ تیرے

اندر عیب جو کوئی بُرائی نہ پا سکے ÷ تو مبارک اور فتح نصیب بادشاہوں کا بادشاہ عقلمند اور نیک بخت فرمانروا ہے ÷ مَیں نے پہلوی زبان میں شاہی کاغذ اور دفتر میں کچھ نصیحتیں لکھی ہیں ÷ اور وہ خزانچی کے حوالے کر دی ہیں کہ شاید کسی وقت وہ نکل آئیں اور بادشاہ اُنہیں پڑھے ÷ مَیں نے دیکھا ہے کہ یہ دیر لگانیوالا آسمان پوشیدہ باتوں کو ظاہر نہیں ہونے دیتا ÷ اگر آدمی عیش کی کرسی پر سے اُٹھ کھڑا ہو لڑائی کے لئے جان ہتیلی پر رکھ لے ÷ اور مُلک کو دشمنوں سے خالی کر دے۔ اور بدخواہوں کی طرف سے بیخوف بنجائے ÷ سارے جہاں کا بادشاہ بنجائے اور ہر قسم کی باتیں حاصل کرلے ÷ بہادری کے ذریعے وسیع سلطنت پر قبضہ کرلے۔ باغ اور چمن اور محل اور چوک بنائے ÷ خزانے جمع کرے اور اولاد پائے اور بہت عرصے تک امیدیں پوری ہوتی رہیں ÷ فوجیں اور خزانے جمع کرے اور محل اور مکانات سجائے ÷ اگر اب فقیر تکلیف میں ہے۔ گو ہر طرف سے خزانے اور ناموری حاصل کرے ÷ جائز اور ناجائز طریقوں سے مال جمع کرے اور اس حالت پر ایک صدی بھی نہ گزرے ÷ کہ وہ خاک بنجائے اور اسکی کوشش کا پھل گر جائے اور اس کا سب خزانہ دشمن کو مِلجائے ÷ نہ اولاد رہے نہ تاج اور تخت۔ نہ بادشاہی محل رہیں نہ خزانے نہ فوج ÷ جبکہ اس کی ہوا کی وہ شہرت دب جائیگی تو دنیا میں کوئی اُسے یاد نہ کریگا اگر زمانہ اس طریقے پر گزرے گا تو اسکی نیک نامی یاد رہے گی ÷ دنیا میں ہمیشہ رہنے والی دو چیزیں ہیں اور بس۔ ان کے سوا جو کچھ ہے وہ کسی کے پاس نہیں رہتی ÷ اچھا کلام اور نیک کام باقی رہتا ہے۔ جب تک دنیا نیکی کے ساتھ ہے ÷ دھوپ اور پانی اور ہوا اور مٹی سے نیک کام اور اچھا کلام خراب نہیں ہوتا ÷ زمانے کا یہی دستور ہے کہ حیا والا اور پرہیزگار آدمی آرام سے رہتا ہے ÷ اے بادشاہ جہاں تک ہوسکے گناہ نہ کر۔ ایسا گناہ جس سے روح کو شرمندگی حاصل ہو ÷ فائدہ پہنچانے اور نہ ستانے کی عادت اختیار کر اسلئے کہ مذہب کا قاعدہ اور انجام یہی ہے ÷ یہ اِتنی باتیں میری یادگار ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ یہ کبھی پرانی نہ پڑینگی ÷ جب بادشاہ کا روشن دل کھلا تو اس نے اس سے بہت سی باتیں دریافت کیں ÷ اس سے کہا کہ کونسا مبارک شخص ہے جو بغیر سرد ہوا کے اپنا دل خوش رکھے ÷ کہا وہ شخص جو بیگناہ ہو اور جسے شیطان راستے سے نہیں بہکا سکا ÷ اُس سے کجروی اور شیطانی طریقہ کی نسبت اور خدا تعالیٰ کے رستے کی بابت سوال کیا ÷ اس نے اُس کو جواب دیا کہ خدا کا فرمان اچھا ہے اس واسطے کہ اس سے دونوں جہان کی زینت ہے ÷ شیطان کا طریقہ برائی کا دروازہ ہے جو اس کی

فرمانبرداری کرنیوالے آدمی کا دشمن ہے ÷ دنیا میں وہ عزت دار آدمی خوب ہے جو حیا اور پاکی کا جامہ رکھتا ہے ÷ جب علم اس کے بدن کا محافظ ہوگا تو اُس کی ساری زندگی آرام سے گزرے گی ÷ اس کے ساتھ عقل اور سچائی ہوگی وہ کجروی اور خرابی کا دروازہ نہ کھٹکھٹائیگا ÷ جو چیز جسم کا حصہ ہوتی ہے مرنے کے بعد روح اس کی دشمن بنجاتی ہے ÷ وہ شخص (تن پرور) اِن دونوں باتوں میں سے کسی کو نہیں جانتا کہ وہ خود نیام کے واسطے ہے یا تلوار کے واسطے ÷ جو شخص عقل پر حاکم ہوتا ہے وہ روح کو خواہش کی فرمانبردار نہیں بننے دیتا ÷ مغرور آدمی کی بات نہ سُن اسواسطے کہ وہ پاکیزہ روح کے ساتھ برائی پیدا کرنے والا ہے ÷ وہ خستونکی طرح دوسری جگہ نہیں آتا۔ اسی جگہ مصیبت اور تکلیف میں رہجاتا ہے۔ (ترقی نہیں پاتا) ÷ اس سے بھی آگے بڑھ کر تو اس شخص کو کمینہ سمجھ جو خدائے پاک سے نہ ڈرتا ہو ÷ وہ جسم کے پالنے والے حصےّ کو جس کے واسطے اچھا جانتا ہے۔ اسکی آرزوئیں منہ میں ہی فنا ہوتی ہیں ÷ وہ علم کو بھی جو جان کا حصہ ہے نہیں جانتا اور نہ علمیت کی باتیں سُنتا ہے ÷ کسریٰ نے پوچھا۔ کہ سرداروں میں سے جانچ کی رو سے کون سا زیادہ اچھا ہے ÷ کہا وہ شخص جو زیادہ عقلمند ہے اور ہر خواہش پر غالب ہے ÷ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ عقلمند کون ہے اسواسطے کہ آدمی کی عقل ایک پوشیدہ چیز ہے ÷ کہا وہ ہے جس کا دل شیطان کے بہکانے سے خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ پھرے ÷ اور وہ شخص جو کسی کی بیہودہ اطاعت نہ کرے اسواسطے کہ بیہودہ فرمانبرداری جان کی دشمن اور عقل کا جال ہے ÷ شیر کی سی طاقت والے دس شیطان ہیں جو جان اور عقل کو زیر کر لیتے ہیں ÷ کسریٰ نے اس سے پوچھا کہ وہ دس شیطان کون ہیں جنکے سامنے عقل رو دیتی ہے ÷ جواب دیا کہ حرص اور خوشامد دو مضبوط اور طاقتور دیو ہیں ÷ اور غصہ اور حسد۔ اور غیرت اور کینہ چغلخور اور لُترا جو ناپاک اور بے دین ہیں ÷ دسواں وہ ہے جو کسی کی بھلائی کا احسان نہ مانے اور نہ خدا کو پہچانے ÷ اس سے پوچھا کہ ان دسوں منحوس تکلیف دینے والوں میں زیادہ شیطان اور طاقتور کون ہے ÷ کسریٰ نے جواب میں کہا کہ حرص دیر تک قائم رہنے والا ظالم دیو ہے ÷ تو اُسے کبھی خوش نہ دیکھیگا۔ اس کا خیال ہمیشہ زیادتی ہی کی طرف رہتا ہے ÷ خوشامد وہ ہے جسے رنج اور تکلیف کے سبب سب لوگ زرد رو اور اندھا دیکھتے ہیں اے بادشاہ اِس سے آگے بڑھ کر حسد کا دیو ہے جو ایک لاعلاج بیماری ہے ÷ اگر وہ دُنیا میں کسی کو آرام سے دیکھتا ہے تو اس کی روح کو صدمہ پہنچتا ہے ÷ غیرت کا دیو لڑاکا ہے جو ہمیشہ بُرے کاموں کے لئے

ہاتھ پھیلائے رکھتا ہے + اور ہیبت ناک اور غضب ناک دیو کینہ ہے جو یکایک پامال کرا دیتا ہے + کسی کو بھی رحم کھا کر نہیں چھوڑتا وہ غضبناک اور قہرآلودہ دیو ہے + اور چغلخور دیو ہے جو جھوٹ کے سوا اور کسی طرح بات کو رونق دینی نہیں جانتا + اور دوسرا وہ لگانے والا لترا دیو ہے جو خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتا + دو شخصوں میں لڑائی اور دشمنی ڈلواتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے کہ پھوٹ پڑ جائے + دوسرا دیو بے علم اور ناشکرا ہے جو دانا اور نیکی کو پہچاننے والا نہیں + اُس کے نزدیک سمجھ اور حیا حقیر شے ہے اسکی نظر میں برا اور بھلا دونوں ایک سے ہیں + پھر بادشاہ نے اِس عقلمند سے پوچھا کہ اگر دیو دل پر غلبہ کرے + خدا نے بندہ کو ایسی کونسی چیز عطا کی ہے کہ جس سے آدمی دیو کے غلبے کو روک دے + اس کو دیندار آدمی نے جواب دیا کہ اے عقلمند اور نیک بادشاہ + دیووں کی تلوار کے لئے عقل جوشن ہے عقلمند کی جان اور دل اس سے روشن ہے + عقل گزری ہوئی بات کو یاد رکھتی ہے اور علمیت سے روح کی پرورش کرتی ہے + عقل تیری روح کی رہبر ہو اسواسطے کہ دور کا رستہ درپیش ہے + دوسری وہ شے جسے ہم عادت کہتے ہیں اچھی ہو اسواسطے کہ اس کی بدولت دل کو بدی کا کچھ اندیشہ نہیں ہوتا + نیک خو آدمی کے دل سے جہاں خوش رہتا ہے وہ حرص کے پاس نہیں پھٹکتا + اب میں اس اُمید کی بابت بحث کرتا ہوں۔ جو دل کو خوشی کا راستہ دکھاتی ہے۔ عقلمند امیدوار زمانہ کی طرف سے خوشی کے سوا کچھ نہیں دیکھتا + وہ بری باتوں کا خیال ایک لمحہ بھی نہیں کرتا وہ تیر کا طریقہ اختیار کرتا ہے نہ کہ کمان کا + اور جو شخص مال سے خوشحال ہے وہ عاجز نہیں رہتا۔ اور اپنے آپ کو تکلیف میں نہیں رکھتا + اور وہ شخص جو مال کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اس کی تمام عمر خوشی میں گزرتی ہے + دوسرا خدا کے رستے پر چلنے والا ہے اور بس۔ رنج اور مال اور کسی کی محبت میں + وہ خدا کے حکم سے باہر نہیں رہتا اُس کی ذات میں بدی شامل نہیں + دین کی بھی نشانی پرہیزگاری ہے۔ اِسلئے کہ وہ خدا کے راستے کو کسی چیز کے بدلے نہیں بیچتا۔ اس سے پوچھا کہ اس طریقے میں سب سے بڑا راستہ کونسا ہے جو نیکوں کی طرف رہبری کرتا ہے جواب دیا کہ وہ عقل کا طریقہ ہے جو بیشک ہر ایک علم سے بڑھا ہوا ہے + نیک عادت کی بدولت آدمی ساری عمر عزت سے رہتا ہے + ان باتوں میں سے میں نے حرص کو خرابی کے ساتھ دیکھا ہے اِس لئے کہ وہ مال سے کبھی سیر نہیں ہوتی + بادشاہ نے اس سے کہا کہ کونسا ہنر اچھا ہے جس سے کوشش کرنے والا آدمی نامور بنتا ہے + جواب دیا کہ علم اچھی شے ہے۔ عقلمند خود ہی سرداروں پر سردار ہے + عقلمند مال کی زیادہ

خواہش نہیں رکھتا اپنے آپ کو تکلیف سے دور رکھتا ہے۔ بادشاہ نے اس سے دشمن کی عداوت کی نسبت سوال کیا کہ اس پر غلبہ کس طرح پانا چاہیئے۔ جواب دیا کہ بری عادت عقل اور پاکیزہ روح کی دشمن ہے۔ پھر منصف بادشاہ نے اس ہوشیار سے پوچھا کہ عقل اچھی ہے یا ذات۔ اس رہنما نے جواب دیا کہ ذات سے عقل بڑھ کر ہے۔ اس واسطے کہ عقل روح کی زینت ہے۔ ذات کا بیان کرنا آسان بات ہے۔ ذات ہنر کے بغیر بے قدر اور نکمی چیز ہے۔ عقل سے روح تندرست رہتی ہے۔ اس سے پوچھا کہ جان کو صفائی کس شے سے حاصل ہوتی ہے اور ہنر کس چیز سے قابل تعریف بنتا ہے۔ کہا میں صاف صاف کہے دیتا ہوں اگر تو ہر ایک پہلو سے اسے یاد رکھے۔ عقل خود ہی خدا کی عنایت کا خلعت ہے وہ اندیشہ اور برائی سے الگ ہے۔ جو ہنر والا اپنے سے تعجب میں رہے اس سے ہنر نہ سیکھنا چاہیئے۔ اچھی عادت والا ہنرمند آدمی عقلمندوں کی نظروں میں حقیر نہیں ہوتا۔ اگر عقلمند بخشش اور علم اور طریقہ اور انصاف کو ذات کے ساتھ اختیار کرے۔ تو بزرگی اور بڑھوتری اور سچائی بری عادت سے سب کم ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد کسرے نے اس سے پوچھا کہ اے نامور عقلمند آدمی۔ بزرگی کوشش سے حاصل ہوتی ہے یا نصیبہ سے کہ بادشاہ اس سے تاج اور تخت حاصل کرے۔ جواب دیا کہ نصیبہ اور ہنر ایسے ہیں جیسا ایک دوسرے کا جوڑا۔ جس طرح جان اور بدن باہم دوست اور جوڑی دار ہیں بدن ظاہر اور جان چھپی ہوئی ہے۔ آدمی کی کوشش بدن کی مانند ہے اگر جاگتا ہوا نصیبہ زور پر ہو۔ جب تک اچھا نصیبہ مددگار نہیں بنتا کوشش سے بندگی حاصل نہیں ہوتی۔ اور دوسرے دنیا کہانی اور ہوا ہے اس خواب کی مانند جو دیکھنے والے کو یاد رہجاتی ہے۔ جب جاگ اٹھتا ہے تو کچھ نہیں دیکھتا خواہ اس نے آرام دیکھا ہو یا تکلیف اور رنج۔ پھر ایک اور بھید کی بات پوچھی کہا کہ عقلمند کے نزدیک قابل تعریف کون شخص ہے۔ جواب دیا کہ وہ بادشاہ جو تخت کو مزین بنائے اور نصیبہ سے زور حاصل کرے۔ اگر وہ منصف اور نیک نام ہوگا تو گفتگو اور عمل سے مقصد حاصل کرے گا۔ اس نے کہا کہ دنیا میں عاجز اور کم بخت اور نقصان اٹھانیوالا کون ہے۔ جواب دیا کہ وہ بدخو فقیر ہے کہ جو نہ مراد کو پہنچتا ہے نہ اچھی بہشت حاصل کر سکتا ہے۔ ہنس کر پوچھا کہ بدنصیب کون شخص ہے جو اپنی تکلیف سے ہمیشہ روتا رہتا ہے۔ جواب دیا کہ وہ عالم شخص ہے جو برے کاموں کے سبب زرد رو ہے۔ پھر پوچھا کہ خوش و خرم کون ہے اور بہتر چیز کا خواہشمند کون ہے جواب دیا کہ وہ شخص ہے جو اس گردش کرنے والے آسمان دنیا سے محبت نہیں رکھتا۔ اس سے پوچھا کہ ہم

میں زیادہ کون لائق ہے۔ کہا وہ شخص جو زیادہ سہولیت برتے ÷ پھر اس سے پوچھا کہ آہستہ کون ہے جب کہ جلدی کرنے والے کی حالت پر افسوس کرنا چاہیئے ÷ جواب دیا کہ وہ شخص ہے جو عیب بیان کرنے والے کی بات نہ سُنے ÷ اُسی میں آہستگی اور حیا ہے۔ اور عقلمندی اور ہوشیاری اور لیاقت ہے ÷ اُس نے نامور بادشاہ نے پوچھا کہ آدمیوں میں اُمیدوار کون ہے ÷ جواب دیا کہ جو زیادہ کوشش کرنے والا ہے اور جس کے دونوں کان عقل کی باتیں زیادہ سُننے والے ہیں ÷ جہان کے بادشاہ نے اُس سے پوشیدہ نیک و بد کی آگاہی کی نسبت پوچھا ÷ جواب دیا کہ جس کی بات واقفیت سے زیادہ اور مطلب سے خالی ہو ÷ یہ تو کہتے ہیں کہ اس کا ٹھکانا خاک میں ہے میں نہیں جانتا کہ اس کا حال دوسری دنیا میں کیا ہوگا ÷ کسریٰ نے اس سے پوچھا کہ بسا ہوا شہر کونسا ہے اور ہم اس سے کیا حصہ پا سکتے ہیں ÷ جواب دیا کہ بسا ہوا شہر بادشاہ کے انصاف سے قائم رہتا ہے ÷ کسریٰ نے پوچھا کہ زیادہ عقلمند اور زیادہ قابل پسند اور زیادہ ہوشیار۔ دنیا میں کون شخص ہے مجھے بتا کہ وہ علمیت سے آبرو بڑھاتا ہو ÷ جواب دیا کہ وہ بڈھا عقلمند ہے جو تجربہ کی باتوں کو یاد رکھتا ہے ÷ اُس سے کسریٰ نے پوچھا کہ آرام کس کو حاصل ہے اور کون شخص خوشی کیساتھ کمر سیدھی کئے ہوئے ہے ÷ جواب دیا کہ وہ شخص ہے جو خوف سے نڈر ہو اور سونا چاندی رکھتا ہو ÷ اُس سے کہا کہ ہماری تعریف کس کام سے ہو سکتی ہے ÷ ہر شخص کے نزدیک قابل پسند۔ کون ہے ÷ جواب دیا کہ وہ شخص ہے جو عاجزی اور حسد، غیرت اور حرص کو چھپائے رکھے ÷ جس کا حسد اور کینہ چھپا رہیگا وہ دنیا میں سب کو پسند ہوگا ÷ بادشاہ نے صابر آدمی کی نسبت پوچھا کہ سر پر صبر کا تاج کون رکھتا ہے ÷ کہا وہ شخص جو نا اُمید بنگیا ہو اور اس کا نا اُمید دل سورج کی طرح روشن ہو ÷ دوسرا وہ شخص (صابر ہے) جس کی عمر پوری ہونے کو آئی اور وہ کسی بڑے کام کو شروع کرے ÷ اس سے پوچھا کہ غم کس شخص کے دل پر زیادہ ہے کہ وہ رنج کی سختی کے سبب اپنی جان سے تنگ آگیا ہے ÷ جواب دیا کہ وہ شخص ہے۔ جو سلطنت کے تخت سے اُتار دیا گیا اور نصیبہ سے نا اُمید ہو گیا ÷ عالی قدر بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ ہم میں سے کون زیادہ رنجیدہ دل رکھتا ہے ÷ کہا وہ شخص جو عقلمند نہیں اور وہ دولتمند جس کے کوئی بیٹا نہیں ÷ بادشاہ نے عاجز اور نقصان کے ساتھ تکلیف میں پڑے ہوئے شخص کی نسبت پوچھا ÷ اُسکو جواب دیا کہ وہ صاحب علم پارسا ہے جس پر کوئی بے وقوف بادشاہ حاکم ہو ÷ پوچھا کہ زیادہ نا اُمید شخص کونسا ہے کہ وہ طاقتور اور نیکنام بھی ہو ÷ کہا وہ شخص ہے جو بڑے مرتبے پر ہے گر پڑے اور ذات میں

اچھا ہو ÷ نوشیرواں بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ اے دانا اور روشن دل آدمی۔ تو کسے سمجھتا ہے کہ وہ گمنام اور خراب حالت میں ہے اور محبت اور بخشش کے قابل ہے ÷ جواب دیا کہ وہ شخص جو بہت گنہگار ہو قصوروار اور فقیر اور مفلس ہو ÷ پوچھا اور کہا کہ سچ سچ بیان کر کہ گزری ہوئی بات سے کون پشیمان ہوتا ہے ÷ جواب دیا کہ وہ شخص جس کے سر پر بادشاہ موت کے دن کی ٹوپی چڑھاوے ÷ وہ خوف زدہ ہو کر پچھتاتا ہے اسواسطے کہ اسکی روح خدا کی ناشکر گزار ہوتی ہے ÷ اور دوسرا وہ شخص پچھتاتا ہے جو ناشکروں کے ساتھ نیکی کے سبب کام کرتا ہے ÷ پھر پوچھا اور کہا کہ اے دانشور اور ہنر میں ہنر حاصل کرنے والے شخص ÷ تو کیا جانتا ہے کہ کونسی شے بدن کو فائدہ پہنچاتی ہے اور ہر شخص اسکو پسند کرتا ہے کہا کہ جب تک تندرستی قائم رہتی ہے دل خوش و خرم رہتا ہے ÷ اور اگر کسی دن تکلیف سے طبیعت سست ہو جاتی ہے تو تندرستی ہی کی خواہش ہوتی ہے ÷ اس سے پوچھا اور کہا کہ اے نیکخو آدمی بتا کہ خواہشوں میں سے کونسی خواہش زیادہ ہے ÷ اس سے کہا کہ جب سرداری ملتی ہے تو سب چیزوں سے بے فکر ہونے کی آرزو ہوتی ہے ÷ اور جب بےفکری سے اطمینان ہو گیا تو خوشی کے سوا کسی چیز کی تلاش نہیں رہتی ÷ اس کے بعد اس رہنما سے کہا کہ دل کو کس بات کا ڈر زیادہ ہوتا ہے ÷ جواب دیا کہ اس کی تین صورتیں ہیں عقلمند راستہ ڈھونڈنے والے کے ساتھ موافقت کرتا ہے ÷ ایک تو نحوست کے دن کا خوف کہ ایسا نہ ہو کہ ناحق اپنے تئیں تکلیف پہنچے ÷ (دوسرے) دھوکاباز دوست کی حرکتوں سے ڈرنا اسواسطے کہ وہ مغز کے ساتھ جان اور کھال اور خون سب کا خواستگار ہے ÷ تیسرے ظالم بادشاہ سے (ڈرنا) اس واسطے کہ وہ نکمے آدمی اور پارسا آدمی میں کچھ تمیز نہیں کرتا ÷ اگر زمانہ کی گردش نیکی کے ساتھ ہو اور دوست اور سکھانے والا (اوستاد) عقلمند ہو ÷ دنیا بارونق اور بادشاہ منصف ہو اس سے بڑھ کر تو او کوئی اچھی چیز آسمان کی طرف سے نہ پائیگا ÷ دین اور سچائی کی نسبت پوچھا کہ جن سے کجروی اور برائی جاتی رہتی ہے اسکا جواب دیا کہ اے بادشاہ ایسا دین اختیار کر جس سے خدا کی یاد کا سلسلہ نہ ٹوٹے ÷ شیطانی طریقہ سے دور اور الگ رہنا اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہنا ÷ دونوں[لہ] کان خدا کے حکم پر لگائے رکھے۔ ایسے لوگوں میں سے کوئی دین فروش نہیں ہو سکتا ÷ اس کے بعد اس بادشاہ کی نسبت پوچھا جو پارسا پر فرمانروا ہو ÷ کہ ایسے بادشاہوں میں سے کون نیک بخت اور دنیا میں تخت نشینی کے لائق ہے ÷

[لہ] جو خدا کی یاد رکھتے ہیں اور شیطان سے الگ رہتے ہیں اور خدا کے حکم کو مانتے رہتے ہیں وہ ٹھیک دین پر ہیں۔ ان میں سے کوئی بے دین یا دین فروش نہیں ہو سکتا ہے ÷

کہا وہ جو منصف ہو عقل اور انصاف اور شرم اور ہنر رکھتا ہو ÷ پھر اِس سے پرانے دوستوں کی بابت پوچھا جو ایک جگہ اُٹھنے بیٹھنے والے اور ہمکلام ہوں ÷ کہا کہ دوستوں میں مروت اور انصاف ہونا بڑی عمدہ بات ہے ÷ وہ کسی کی محبت میں تیرے لیئے برائی نہ چاہے اور مصیبت کے وقت تیرا مددگار اور فریادرس رہے ÷ کسریٰ نے اُس سے پوچھا کہ ایسے دوست کس شخص کے زیادہ ہوتے ہیں جن کا خون اور پوست بھی اُن کے لیئے ہو ÷ کہا نیک مزاج آدمی سے کوئی جُدا ہونا نہیں چاہتا مگر اس شخص سے جو دل شکن ہو ÷ دوسرا وہ شخص (بہت دوست رکھتا ہے) جو زیادہ نوازندہ اور زیادہ نیکوکار اور زیادہ موافقت رکھنے والا ہو ÷ پھر پوچھا کہ دشمن کس کے زیادہ ہوتے ہیں اور کس کے بدخواہ زیادہ ہوتے ہیں ÷ جواب دیا کہ وہ مغرور شخص ہے جسے ہر طرف سے ملامت ہوتی رہتی ہے ÷ اور وہ شخص جو سختی سے بولتا ہو جس کی پیشانی پر بل پڑے رہتے ہیں اور بخیل ہو ÷ اس سے پھر پوچھا کہ ہمیشہ رہنے والی شے کونسی ہے۔ جو کبھی کم نہیں ہوتی ÷ جواب دیا کہ نیک عمل جو نیک آدمی سے کبھی الگ نہ ہونگے ÷ کسریٰ نے اُس سے پوچھا کہ زیادہ روشن اور سب کے سروں کا تاج کیا شے ہے؟ کہا وہ عقلمندی کی روح ہے ÷ جو سب آرزوؤں پر غلبہ رکھتی ہے ÷ بادشاہ نے اُس سے کہا کہ اے محبت والے آدمی وہ کیا چیز ہے جو آسمان سے بھی زیادہ فراخ ہے ÷ اس کو جواب دیا کہ ایک تو سخی بادشاہ کا ہاتھ اور دوسرا خدا کی عبادت کرنیوالے کا دل ÷ اِس سے پوچھا اور کہا کہ کونسی چیز زیادہ رونق دیتی ہے جس سے عقلمند بزرگی پاتا ہے ÷ جواب دیا کہ اے بادشاہ مال اس شخص کو کبھی نہ دے جو پرہیزگار نہ ہو ÷ جب تو ناشکروں کے ساتھ نیکی کرتا ہے تو گویا پانی میں کچی اینٹ ڈالتا ہے ÷ اُس سے پوچھا کہ کس چیز میں ایسی تکلیف ہے کہ جس کے سبب مال کی حرص جاتی رہتی ہے ÷ جواب دیا کہ اے بادشاہ ہمیشہ تیرا دل پُر بہار رہے ÷ بُری عادت والے بادشاہ کا فرمان بردار رنج کے سبب اپنی زندگی اور مال اور بدن سے بیزار ہو جاتا ہے ÷ پوچھا اور کہا کہ تو نے کونسی چیز اِسقدر عجیب دیکھی کہ اُس سے زیادہ عجیب خیال میں نہیں آ سکتی ÷ بزرجمہر نے بادشاہ سے کہا کہ گردش کرنے والا آسمان سب سے زیادہ عجیب ہے ÷ تو ایک[۷۴] شخص کو مقدور والا دیکھے گا ÷ کہ اُسکی ٹوپی سیاہ بادل تک پہنچی ہوئی ہے ÷ پردہ دائیں اور بائیں ہاتھ کو نہیں پہچان سکتا بخشش کے باب میں وہ کمی اور زیادتی سے ناواقف ہے ÷ ایک[۷۵] وہ ہے کہ بلند آسمان کی گردش کو واقفیت سے کہتا

---

[۷۴] ـ وہ صاحب لیاقت مرتبہ اور عالی قدر ہے ÷ [۷۵] اِس شعر میں ستارہ غلط ہے شناساں ہونا چاہیئے ÷ (دیکھو بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸)

ہے کہ یہ کس طرح اور کب سے ہے + آسمان اس کو مُصیبت میں مبتلا کرتا ہے اور اُس کے حِصّے میں نحوست آتی ہے + بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ سب سے بھاری چیز کونسی ہے جواب دیا کہ گناہ کا پتھر + پھر پوچھا کہ گفتگو میں بھی اور اور کاموں میں بھی سب سے زیادہ بُرے عمل والا کون شخص ہے جس پر لعنت ملامت ہوتی ہے اور اُسے ہر شخص بدکار کہتا ہے + جواب دیا کہ بادشاہ سے بُرائی کا ظاہر ہونا اور بے گناہ لوگوں کا ستانا + اور وہ دولتمند جو خوراک میں کنجوسی کرے اور اس کا کھانا اور پہننا حقیر ہو + اور وہ عورتیں جو حیا نہ رکھتی ہوں اور بولتے وقت آواز کو نرمی سے نہ بولتی ہوں + وہ بے غیرت آدمی جو غصہ کرے اور عاجز لوگوں پر سختی کرے + اور جھوٹ جو کمینہ آدمی اور بادشاہ دونوں کے لئے ذلیل اور حقیر اور بدنما چیز ہے + پوچھا کہ ظاہر اور باطن میں دنیا کے اندر کونسی چیز نیک ہے + جس کو عالم اپنا زیور بناتا ہے اور روح کو اس چیز سے آب و تاب دیتا ہے + جواب دیا کہ جو شخص دین کی باتوں میں کوشش کرنیوالا ہے اسے دُنیا میں شاباشی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا + دوسرا وہ شخص ہے جو خدا کا شکر ادا کرتا ہے خدا شناس آدمی عقلمند ہوتا ہے + کسرےٰ نے اُس سے پوچھا کہ بادشاہ اور مرتبہ والے شخص کے حق میں کئے ہوئے اور نہ کئے ہوئے کاموں سے کونسا اچھا ہے؟ حکم دینے اور اُبھار رکھنے اور آدمی کو ذلیل کرنے میں کونسی چیز اچھی ہے جس سے ہم لڑائی کو بند رکھ سکیں اور دیر لگانے کے لئے کونسی چیز اختیار کرنی اچھی ہے + جواب دیا کہ غصّے کو روکے رکھنا اُس وقت جبکہ تجھے معلوم ہو کہ وہ تجھ سے کچھ اُمید رکھتے ہیں + دوسرے یہ کہ تو روح کو بیدار رکھے اور جہاں تک ممکن ہو بُرے کام کی کوشش نہ کرے + امیدوار پر غصّہ نہ کرے اس سے روح چاند کی طرح چمکتی ہوئی رکھنی چاہئے + تو گناہ کی بات میں کتنا ہی مزا کیوں نہ پائے مزے کو چھوڑ دے اور گناہ سے الگ رہ +

تمت

[بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷] مطلب یہ ہے کہ زمانہ کی گردشیں عجیب ہیں ایک شخص جو محض نادان اور جاہل ہے وہ عیش و عشرت اور شُہرت کے ساتھ ہے حالانکہ وہ تکلیف سے ہونا چاہئے۔ اور وہ شخص جو عالم اور ستارہ شناس بھی ہے اور جسے علم اور واقفیت کی وجہ سے عروج حاصل ہونا چاہئے تھا وہ مصیبت اور تکلیف میں مبتلا ہے +

فرہنگ انتخاب شاہنامہ

ا۔ آبشخور (ف) گھاٹ۔ پانی پینے کی جگہ ٭
آذرگشسپ (ف) آتشکدہ۔ آگ بجلی ٭
آز (ف) حرص۔ لالچ ٭
آژدن (ف) چبھونا۔ زگنا ٭
آژنگ (ف) ہاتھی شکن۔ جھرّیاں ٭
آژیر (ف) غلبہ۔ تندرست ہُشیار۔ پرہیزگار
آستی (ف) آستین ٭
ار (ف) اگر۔ جو۔ آرہ لکڑی چیرنیکا اوزار ٭
ارج (ع) بھاؤ۔ قیمت مرتبہ۔ قدر ٭
ارز (ف) قدر قیمت ٭
اُست (ف) اُستاد کا مخفف ہے۔ جو کتاب ژند کی تفسیر ہے ٭
انباز (ف) شریک۔ رفیق۔ ساتھی ٭
اہرمن (ف) شیطان۔ بدکار ٭
ب۔ بادافرہ (ف) گناہ کی سزا ٭
باژ (ف) باج۔ خراج۔ محصول ٭
بالان (ف) چوکھٹ۔ دروازہ ٭
بخردان (ف) جمع بخرد عقلمند۔ دانا ٭
بدکنش (ف) بدکردار۔ بدکار ٭
بردہا (ف) جمع بردہ۔ غلام۔ لونڈی
برزن (ف) گلی۔ کوچہ ٭
برسم (ف) عبادت پرستوں کی عبادت کے کام میں جو پوریاں ایک خاص لکڑی کی ہوتی ہیں
برنا (ف) جوان ٭ **بزہ** (ف) گناہ ٭
بسیج (ف) ارادہ۔ تیاری ٭
بنہ (ف) اسباب۔ سامان ٭
بوق (ف) نرسنگھ۔ نفیری ٭
بہرام (ف) مریخ ستارہ ٭
بید (ف) بود کا مخفف ہے۔ ہووے ٭
پ۔ پزشک (ف) علاج ٭
پشیز (ف) کوڑی ٭
پہلوی (ف) فارسی زبان کی ایک قسم ہے ٭
پہنا (ف) چوڑائی ٭
ت۔ تاو (ف) تاب۔ طاقت۔ چمک ٭
تگرگ (ف) اولہ ٭
تلے (ع) ایک ڈھیر۔ تودا ٭
تود (ف) توت شہتوت ٭
ج۔ جاثلیق (ع) بڑا پادری دین نصارا کا عالم ٭
جوشن (ف) ایک قسم کا آہنی لباس ٭
خ۔ خرچنگ (ف) سرطان ایک بُرج ہے جو آسمان پر ہے ٭
خرداد (ف) تیسرا شمسی مہینہ۔ اساڑھ ٭
خستو (ف) گٹھلی میوہ کا بیج ٭
خم (ف) مٹکا۔ پیپہ ٭
خیم (ع) عادت۔ خصلت ٭
د۔ دادار (ف) انصاف والا منصف بادشاہ خدا
داوریت (ف) دادور تھا منصف عادل حاکم ٭
دبیر (ع) منشی۔ کاتب ٭
درود (ف) کاٹنا۔ کھیتی کا کاٹنا ٭
درود (ف) صلوٰۃ۔ تسبیح۔ دعا ٭
دژ (ف) قلعہ۔ غصہ ٭
دژم آگا (ف) غضبناک پریشان ٭
دشت نیزہ وران (ف) عرب کے اس حصے کا نام ہے جسے یمن کہتے ہیں ٭
دیبا (ف) ایک قسم کا ریشمی کپڑا ٭
دیہیم (ت) تاج ٭
ر۔ رادہی (ف) سخاوت۔ دانائی دلیری
راغ (ف) پہاڑ کی تلہٹی۔ دامن کوہ ٭
رامش (ف) آرام۔ راحت ٭
ردان (ف) جمع رد۔ پہلوان سردار
رده (ف) صف۔ قطار ٭
رغم (ع) ذلیل۔ خوار۔ خاک آلودہ ٭

رومی پرند (ف) ایک قسم کا ریشمی کپڑا +

ہیک (ف) نیک بخت +

ز - زدودن (ف) صیقل کرنا۔ مانجھنا +

زفتی (ف) سختی۔ مضبوطی +

زُفتی (ف) بدخوئی۔ بخیلی +

زمزم (ف) زمزمہ۔ نغمہ۔ راگ +

ژ زند (ف) آتش پرستوں کی مذہبی کتاب کا نام +

س - ساو (ف) خراج محصول +

سترگ (ف) بڑا مضبوط۔ غصہ ور

ستیہیدن (ف) لڑنا +

سلیح (ع) ہتھیار +

سور (ت) خوشی۔ جشن +

ش - شارسان (ف) شہرستان شہر آبادی کی جگہ +

شخ (ف) پہاڑ۔ مخفف شاخ، درخت کی ٹہنی

شنبلید (ف) شگوفہ۔ کلی ایک قسم کا زرد پھول

شوم (ع) کم بخت۔ بدنصیب

ع - غرم (ف) بھیڑ۔ بکری +

ف - فر (ع) شان و شوکت۔ ٹیپ ٹاپ +

فرتوت (ف) بڈھا +

فرزانگی (ف) دانائی۔ عقلمندی +

ق - قار (ع) رنگ سیاہ کالے رنگ کا روغن

قارورہ (ع) ایک قسم کی بارود

کی بھری ہوئی کپی + بجال پیکان +

ک - کاخ (ع) محل۔ مکان +

کارسان (ف) کام کی جگہ۔ کارخانوں کی جگہ۔ شہر۔ آبادی +

کالبد (ف) بدن۔ جسم +

کبست (ف) ایک کڑوی گھاس۔ زہر +

کژی (ف) کجی۔ ٹیڑھی چال۔ بدروی

کنارنگ (ف) کسان۔ مالک۔ ملک۔ زمیندار۔ بادشاہ +

کیش (ف) طریقہ۔ مذہب +

کیفر (ع) بدلہ +

کیوان (ف) زحل ستارہ

گ - گرازاں (ف) پہلوان بہادر سورما۔ اکڑ کر چلنے والا +

گزیت (ف) محصول۔ خراج +

گشتاسپ ایک بادشاہ کا نام جس نے آتش پرستی جاری کی

گوگرد (ف) گندھک +

گیہان (ف) دنیا۔ جہان +

گیہاں خدیو (ف) دُنیا کا بادشاہ یعنے خدا +

ل - لابہ (ف) عاجزی۔ خوشامد +

م - مغاک (ف) گہراؤ۔ گڑھا +

موبدان (ع) جمع موبد۔ عالم۔ دانا۔ حکیم +

مہان (ف) بزرگ۔ بڑے مرتبے والے سردار +

مہرگان (ف) شمسی سال کا ساتواں مہینہ۔ کاتک +

مہنت (ف) بھاری۔ بھرکم آدمی۔ متانت والا آدمی۔ عزت دار +

مہی (ف) بزرگی۔ سرداری +

میش (ف) بھیڑ۔ بکری +

ن - نابسود (ف) نہ گھسی ہوئی شے۔ نئی چیز +

نبردہ (ف) جنگی جوان۔ لڑنے والا آدمی +

نخچیر (ف) شکار +

نژاد (ف) ذات۔ اصل نسل +

نژند (ف) پریشان۔ آوارہ +

نمام (ف) چغلخور۔ لترا +

نوند (ف) قاصد۔ مخبر۔ جاسوس +

و - ویر (ف) یاد۔ فہم۔ ہوش۔ فریاد +

ویژہ (ف) خالص۔ خاص۔ بے عیب +

ہ - ہزینہ (ف) خرچ +

ہمباز (ف) شریک۔ برابر والا +

ہور (ف) سورج +

ہیربد (ف) آتش پرستوں کا سردار +

ی - یارہ (ف) کڑا۔ کنگن۔ اندازہ +

یکرش (ف) آدھ گز۔ ایک قدم +

اطلاع

[illegible]

[illegible]

[illegible]

التماس

صاحبان! اس کتب خانہ سے ہر قسم کی کتب ہر مضمون ہر ملت و مذہب کی ہر زبان میں ہر جگہ کی طبع شدہ عمدہ سے عمدہ اور ارزاں سے ارزاں ملسکتی ہیں ہر فرمائش کی تعمیل حسب مرضی خریدار اس قدر صفائی اور راستبازی سے کی جاتی ہے۔ کہ جس کے صرف تھوڑے عرصہ کے تجربہ سے مجھ کو اس قدر التماس کرنے کی جرأت ہوئی ہے کہ جو صاحب ایک دفعہ امتحاناً تھوڑا بہت معاملہ کرکے اس نیازمند کو آزمائش کا اعزاز بخشیں۔ تو ممکن نہیں کہ پھر عمر بھر اس تابعداری کی خدمت گزاری سے کسی طرح بھی روگردانی کریں۔ علاوہ ازیں ہر قسم کا کام چھپوائی عمدہ سے عمدہ ارزاں سے ارزاں اور جلد تیار ہو سکتا ہے۔ جواب طلب امورات کا جواب بلا آنے ٹکٹ ڈاک یا جوابی کارڈ کے فوراً دیا جاتا ہے تاجران کتب۔ مدرسین و طلباء کے ساتھ دیگر تاجران کتب لاہور کی نسبت خاص رعایت کی جاتی ہے ضرور آزماویں اور فائدہ اٹھاویں ۔

المشتہر

آپ کا نیازمند

منشی رام اگروال تاجر کتب

و مہتمم کتب خانہ تعلیمی پنجاب۔ انارکلی لاہور

Entered In Database

Signature with Date

Dhanpat

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

Dhanpat

Tehe

Lahore